دوسری شادی کیجئے ! ڈاکٹر عمران نیازی بٹ

فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ

عورتوں میں سے جو بھی تمہیں اچھی لگیں تم ان سے نکاح کرلو، دودو، تین تین، چار چار سے (النساء3)

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى

اور اپنی بیوہ (مطلقہ) عورتوں کے نکاح کردیا کرو (النور32)

دوسری شادی کیجئے!

بیوی/بیوہ کو منانے کے طریقے — بچوں کو سمجھانے کے طریقے — خاوند کو روکنے کے طریقے

1۔ تمام انبیاؑء سوائے چند کے،
تمام صحابہ کبارؓ،
تمام امہات المومنینؓ۔ سوائے حضرت عائشہؓ کے،
تمام صحابیات مبشراتؓ جو بیوہ، مطلقہ ہوئیں
نے ایک سے زائد شادیاں کیں۔

2۔ اگر حضرت آدمؑ کی دو بیویاں ہوتیں تو۔۔؟؟

3۔ مسلم ممالک بیوی بچوں کا ویزہ بھی لازم دیا کریں۔ (فقہ عمرؓ کی روشنی میں)

4۔ شرعی دوسری شادی کرنے والے مرد و زن افضل المومنین ہیں۔

5۔ توہین آمیز خاکوں، بے غیرت سرشیطان رشدی وغیرہ کو جوابات۔

6۔ نظامِ عدل سے وابستہ افراد کی دو شادیاں لازم جیسے جج، وکلاء،
کونسلر، امام، صدر، وزیر، MPA,MNA، وغیرہ

دوسری شادی کے فائدے

ایک شادی کے نقصانات

تحریر و تحقیق
ڈاکٹر عمران نیازی بٹ

☆ بیوہ، مطلقہ کی لازم "دوسری شادی" کے قرآنی احکامات پر روشنی ڈالتی ہوئی فکر انگیز تحریر

1-دوسری شادی پر اعتراضات
A- کتنی بری بات ہے،B-عیاشی ہے،
C- گھر بربادی ہے، D- محض بدنامی ہے۔
E- آج کل یہ افورڈ نہیں کیا جاسکتا۔
F- پہلی بیوی پر اس سے بڑا ظلم کیا ہوسکتا ہے ؟
G-عورت سوکن برداشت نہیں کرسکتی۔
H۔مردوں نے اپنی عیاشی کے لیے قرآنی
اجازت کو ڈھال بنا رکھا ہے!
I- کیا سارا اسلام دوسری شادی میں ہی دھرا ہے
2- عیاشوں کی دوسری شادی۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بدنامی کی اصل وجہ !
3-شریف ترین مردوں اور عورتوں کو آگے آنا
چاہئے۔۔۔ایک عظیم اسلامی ذمہ داری!!
4-اسلام کی شان،طویل العمر فرقی نظام برائے زوجیت
5-جوان بیٹا بیوہ ماں کا نکاح پڑھائے۔
6- یک زوجگی = زنانہ شیطانی راج
7-حضرت عائشہؓ کی شادی کے وقت اصل عمر کیا تھی؟
(9) یا (19) دو اسلامی اداروں کی تحقیقی رپورٹیں
8۔حضرت اُمِ کلثومؓ کی چار شادیاں ،حضرت عائشہؓ
شادی پر اعتراضات کا بہترین جواب ہیں۔
9-بیوہ بھابھی سے شادی کے لئے جیٹھ، دیور کو ہدایت
10-مرد کی حکمرانی۔۔۔منشائے قرآنی کی تکمیل

11-دوسری شادی کے عمل سے مثالی اسلامی معاشرے کا
قیام Islamic Utopia-ایک عظیم تبلیغ!!!
12-اللہ تعالیٰ عورتوں کی عدت کے دن گنتا ہے
ہم اُن کے سالہا سال ضائع کرتے ہیں۔
عدت کے فوراًبعد نکاح کریں۔
13-بہن کا حصّہ ہڑپ کرنے والا بھیا یا بھیڑیا
اور بے انصاف دوزخی مائی،باپے!
14-ہیجڑوں کے علاوہ،جوان بے زوج مرد اور
عورت،دین اسلام میں نا قابلِ برداشت۔
15 سنگل میرج ڈپریشن نیا دریافت شدہ عارضہ
16-ہمارے ادیب،کہانی یا فلم میں اسلامی
"نظامِ چہار زوجیت" کو پروموٹ نہیں کرتے۔
17-بے راہ روی میں نمایاں کمی ہوگی۔
18 ۔امام مسجد اور مولوی میں فرق ؟
19 ۔مختلف دنیاوی علوم سے دوسری شادی
کے لئے ثبوت Andrology,
Gynecology ,Cardiology
Gastrology,Anatomy,
Psychosomatics,Al-jabra
Economics,Socialogy etc.

قیمت : 150

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ

وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى

اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى

اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ٥

قانونی واخلاقی ضابطہ

یہ کتاب مصنف کی سالہا سال کی ریسرچ، عرق ریزی، مطالعے، تجزیے اور تجربے کا ثمر ہے۔ موضوع کتاب کے علاوہ اس میں مصنف کی دیگر تخلیقات اور ایجادات کا بھی ذکر ہے۔ کسی کی محنت کو بغیر اجازت تجارتی مقاصد کیلئے استعمال کرنا اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔ ذاتی استعمال کیلئے عوام الناس کو مصنف اجازت دیتے ہیں مگر تجارتی پیمانے پر اس کتاب کی ریسرچ سے استفادہ کیلئے مصنف یا وارثان کے ساتھ تحریری معاہدہ ضروری ہے۔

غضنفر علی چیمہ

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

سابق جنرل سیکرٹری بار ایسوسی ایشن

03008711552

(لیگل ایڈوائزر، مصنف)(Dated 08-02-2012)

چیمبر نمبر 100، قائدلاء چیمبرز، کچہری روڈ۔ سیالکوٹ

☆ **ایک ضروری وضاحت:**۔ ہر موضوع پر سیر حاصل بحث اور دلائل کی بدولت یہ قریباً ہر لحاظ سے مکمل کتاب ہے مگر کئی موضوعات چونکہ فی الحال علماء کے ساتھ زیرِ بحث ہیں اسلئے کتاب میں کئی مقامات پر یہ لکھا گیا ہے ۔(مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

☆ **۔دوسری شادی کیجئے !E-Book:۔** اسی موضوع پر بے تحاشا ایسا مواد بھی ہمارے پاس ہے جسے کتاب میں بھی شائع کرنا مشکل ہے ۔اس لئے یہ سارا مواد ہم نے سی ڈی کی صورت میں مرتب کیا ہوا ہے E-Book میں بہت سا مواد English میں ہے جو انٹرنیٹ سے Down load کیا گیا ہے۔ بہت سی تفصیلات، تشریحات اور جزئیات اِی بک میں ہیں اور پھر وہ مواد بھی اس میں شامل ہے جو عام قارئین کے لئے زیادہ فلسفیانہ اور مشکل ہے۔

ڈاکٹر عمران کی 34 سالہ اسلامی ریسرچ کا شاہکار

گستاخانِ رسول ﷺ کے اعتراضات اوران کے جوابات

اسلامی معاشرے کا اصول: کوئی بھی عورت خاوند کے بغیر نہ ہو اس لئے

بیوہ، مطلقہ، زائد العمر حتیٰ کہ معذور، غرض جوان اور عمر رسیدہ تمام عورتیں شادی شدہ

دوسری شادی کیجئے!

تحریر و تحقیق: ہومیو ہربل ڈاکٹر عمران نیازی بٹ (گولڈ میڈلسٹ)

D.H.M.S. (PB Homeopathy),
M.A. (PB. Political Science, International Affairs),
R.H.M.P.(Pak) ,
D.D.N. (SL, Diet & Nutrition)
D.M.R. (SL,M.Radiesthesia)
D.H.M. (SL,Herbal Therapy),
D.C.S. (PB,Computer)
D.Ac. (SL,Acupuncture),
R.C.M.P.(Pak)
D.E.H.M.S.(PB,Electro-Homeopathy),
R.E.H.M.P.(Pak)

Mobile:0300-6124588
(Time to contact 11:00 a.m to 5:00 p.m.
URL.www.drimranniazi.com.

Face book:Drimran Niazi Butt **Skype: drimranniazi**

نام کتاب	-------	الممتاز (دوم)
عنوان	-------	دوسری شادی کیجئے
مصنف	-------	ڈاکٹر عمران نیازی بٹ
مطبع	-------	
باراول	-------	جولائی 2008ء
باردوم	------	جنوری 2014ء
ناشر	-------	
تعداد	-------	
قیمت	-------	
مقام اشاعت	-------	

انتساب

راقم اپنی 34 سالہ اسلامی ریسرچ کا انتساب سردار الانبیاء پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ اور اپنی عظیم روحانی ماؤں امہات المومنینؓ کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے۔

اے کاش ناچیز کی یہ محنت، محبت، عقیدت، روزِ حشر ناقص کی بخشش کے سامان میں شامل ہو سکے۔ میری کوتاہیاں میری مطلوبہ شہادت کے خون میں شامل ہو کر بہہ جائیں اور میں اپنے عظیم المرتبت روحانی باپ ﷺ اور امہات المومنینؓ کے سامنے سرخرو ہوسکوں کہ میں نے اپنی مختصر زندگی میں اُن کی طرف اُٹھنے والے الزامات کا پوری قوت اور دیانتداری سے جواب دیا تھا۔

یا اللہ ! یا غفور ورحیم ! روزِ حشر مجھے ان عظیم ہستیوں کے سامنے شرمندگی سے بچانا

شہادت کے بعد بھی تیری بخشش کے بغیر کوئی چارہ نہیں !

مجھے اس خواب کی زندگی میں کوئی مقام ومرتبہ نہیں چاہیے۔

مجھے ہمیشہ عاجز رکھنا، نیکی پر قائم رکھنا، صرف بخش دینا!

اپنے محبوب محمد مصطفٰے ﷺ کے قدموں کی خاک کے طفیل بخشش کر دینا۔

آمین ثم آمین !

خاکپائے رسول ﷺ

عمران

فہرست مضامین

باب قبل اَز اوّل

1-(A) پہلا باب

آزاد خیال مسلمانوں کے دوسری شادی پر اعتراضات

(B)-2 دوسرا باب

شادی کے اجزاء

3- (C) تیسرا باب

عظیم ترین قابل تقلید مثالیں

4 - (D) چوتھا باب

غیر شادی شدہ

5 -(E) پانچواں باب

دوسری شادی کے فائدے (عورتوں اور مردوں کے لئے)

دوسری شادی کے فائدے (عورتوں کے لیے)

(G)-7 ساتواں باب

خلاصہء بحث ،اہلِ اسلام کو ہدایات

باب بعد از آخر (Z)

ڈاکٹر عمران کے دیگر ریسرچ پراجیکٹس

مختلف ٹی وی چینلز، اخبارات ورسائل کے تبصرے

کنوارے، رنڈوے سیاستدانوں کیلئے ایک مفت مشورہ

میرے ملک میں رنڈے، مطلقہ اور زائد العمر کنوارے سیاستدان موجود ہیں۔ اس کتاب میں اکھٹی کی گئی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ تمام ایک کی بجائے چار شادیاں کریں اور مختلف صوبوں کے مضبوط سیاسی گھرانوں میں کرلیں۔ یہ شادیاں ان کو دین اسلام پر چلائیں گی۔

حضور ﷺ کی سنت کا احیا ہوگا اور یہ بھی سیاسی میدان میں فائدہ حاصل کریں گے۔

شادی شدہ سیاستدانوں کے لیے بھی مشورہ ہے کہ دوسرے صوبوں میں مزید شادیاں کریں۔ دوران الیکشن اسی صوبے کی بیوی اور سسرالی سیاسی خاندان اس لیڈر کے لیے زیادہ معاون ثابت ہوں گے۔ دوسرے صوبے کے عوام ایسے لیڈروں سے محبت کرسکیں گے جوان کے صوبوں میں شادیاں کریں گے۔ یہ شادیاں صوبائیت کو ختم کرنے اور قومیت کو اجاگر کرنے میں موثر کردار ادا کرسکیں گی۔ یہ محض مشورہ ہے کسی پر ذاتی حملہ نہیں اور نہ ہی اسے اس تناظر میں دیکھا جائے (شکریہ)۔

سیارہ ڈائجسٹ اکتوبر 2008

مدیر اعلیٰ جناب امجد رؤف خان صاحب

ڈاکٹر عمران پیشہ کے اعتبار سے ہومیوڈاکٹر ہیں اور بے شمار مریضوں کا علاج کر کے شہرت پا چکے ہیں۔ زیر نظر کتاب انتہائی منفرد اور دلچسپ موضوع پر ایک یادگار تصنیف ہے۔ اس موضوع پر لکھنے کا خیال ہی نہایت انوکھا اور

دلچسپ ہے۔اس کتاب کو بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔سب سے پہلا حصہ ایک سے زائد شادیوں کی اجازت کے حوالے سے غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات پر مبنی ہے، جس میں ڈاکٹر عمران نے اپنی پیشہ وارانہ قابلیت اور منطقی دلائل کے ذریعے مردوں کے لیے ایک سے زائد ازدواج اور ترویج اسلام کے موضوع پر دلائل دیئے ہیں۔اس حصے میں شادی شدہ مردوں کے علاوہ طلاق یافتہ اور بیوہ عورتوں کی بھی دوسری شادی کی ضرورت اور اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور معاشرتی و معاشی مسائل کے حل کے لیے دوسری شادی کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔کتاب کا تیسرا حصہ غیر مسلموں کے لیے اسلام میں چہار زوجیت کے قانون کی وضاحت اور تبلیغ اسلام کے لیے وقف ہے، اس حصے میں مردوں کے لیے چار شادیوں کی اجازت کی بنیادی وجوہات اور اس قانون کی اصل حقیقت سے آگاہی کے لیے تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ دین اسلام کے اصول وقوانین کی اہمیت واضح کر کے اسلام کو دنیا کا بہترین مذہب اور پوری دنیا کے انسانوں کے لیے بہترین طریقہء حیات قرار دیا گیا ہے۔ڈاکٹر عمران نے کتاب کے موضوع اور متن کی مناسبت سے قرآن واحادیث کی تعلیمات اور مثالوں سے اپنی بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ان کا انداز دلیل پر مبنی ہے نہ کہ اپنی رائے دوسروں پر ٹھونسنے کا، اس لحاظ سے یہ کتاب یقیناً قارئین میں مقبولیت حاصل کرے گی۔

شاہکار میگزین ستمبر، اکتوبر 2008ء

دوسری شادی: اسلامی ذمہ داری

تبصرہ مرحوم سید قاسم محمودؒ صاحب

ایک ہی شادی سے میاں بیوی، اتنے تنگ آئے ہوں کہ کسی سے بھی دوسری شادی کا ذکر کیا جائے تو وہ کانوں کو ہاتھ لگاتا ہے لیکن ڈاکٹر عمران صاحب نے دوسری شادی کے حق میں مذہبی، اقتصادی، معاشرتی اور طبی نقطہء نظر سے ایسے مسکت دلائل اور شواہد پیش کئے ہیں کہ اسلام میں جو کثیر ازدواجی کی اجازت ہے، وہ ہر لحاظ سے حق بجانب ثابت ہوتی ہے اور اپنے دعوے کے اثبات کے لیے مثالیں دینے پر آئے ہیں تو انبیاء کرام اور صحابہ رسول ﷺ کے نام لے لے کر ان کا ازدواجی تعدد بیان کیا ہے۔صرف تین یعنی حضرت آدمؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ کو چھوڑ کر باقی تمام انبیائے کرام نے کثرت زوجیت پر خود بھی عمل کیا اور اپنی امت کو بھی تلقین کی۔اسی طرح خواتین میں امہات المومنینؓ نے (سوائے حضرت عائشہؓ کے) اور صحابیاتؓ نے بھی دو یا زیادہ مرتبہ شادیاں کیں۔کسی ایک بھی صحابیہؓ کی مثال موجود نہیں ہے کہ انہوں نے بیوہ ہونے یا طلاق کی صورت میں دوسری یا تیسری یا چوتھی شادی نہ کی ہو۔

پہلے باب میں دوسری شادی پر اعتراضات کے جواب دیئے گئے ہیں۔دوسرے باب میں شادی کے اجزا اور رسوم (منگنی، مہر، نکاح، جہیز، ولیمہ) کا تذکرہ ہے۔تیسرے باب میں انبیاءؑ، صحابہؓ وصحابیاتؓ کی شادیوں کا ذکر ہے۔چوتھے باب میں بیوہ، رانڈ، طلاق، ظہار، خلع، ایلا، حلالہ، عدت، رہبانیت، زنا، بانجھ پن وغیرہ کے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔پانچویں باب میں دوسری شادی کے فوائد بتانے کے علاوہ ایک شادی کے نقصانات بھی بتائے ہیں،

مصنف کا کہنا ہے کہ نظام عدل سے وابستہ تمام افراد کی دو شادیاں لازمی ہونا چاہئے جن میں صدر، وزیراعظم، اراکین ،جج حضرات، وکلاء کونسلراور امام مسجد وغیرہ شامل ہیں۔موضوع کے حق میں مصنف کا معیار تحقیق معتبر اور طرز استدلال محکم ہے۔

ہفت روزہ فیملی میگزین 2 تا 8 نومبر 2008

ایڈیٹر جناب علی سفیان آفاقی صاحب

ڈاکٹر عمران نیازی بٹ کی یہ تصنیف ایک انتہائی متنازعہ مسئلے کے بارے میں ہے۔اس کی حمایت اور مخالفت میں بے شمار کتابیں اور مضامین شائع ہو چکے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے۔مزاحیہ شاعری میں تو دوسری شادی کی خواہش کو دلچسپ انداز میں پیش کیا جاتا ہے جسے سن کر بیگمات بھی مسکرائے بغیر نہیں رہتیں لیکن اگر درحقیقت کی گئی ایسی صورتحال پیدا ہو جائے تو کوئی بیوی سوکن لانے پر ہرگز آمادہ نہیں ہوتی۔

اس مسئلے کے مختلف پہلو ہیں۔ایک دینی دوسرا ثقافتی اور تیسرا اقتصادی، جہاں تک دینی پہلو کا تعلق ہے اس موضوع کے خلاف بہت کچھ لکھا گیا ہے خصوصاً جدید تعلیم یافتہ حلقوں میں اس کا تصور ہی نزاع کا سبب بن جاتا ہے۔ اس کے لیے ان کے پاس مختلف دلائل اور ٹھوس ثبوت بھی موجود ہیں۔دوسرا حلقہ وہ ہے جو مذہب کے حوالے سے دوسری شادی کے حق میں رائے ظاہر کرتا ہے۔اسلام نے ایک سے زائد (چار) شادیوں کی اجازت دی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی سخت شرائط بھی عائد کر دی ہیں۔بدقسمتی سے اجازت سے فائدہ اٹھانے والے بیشتر حضرات دوسری شادی کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔

زیر نظر کتاب 35 سال کی تحقیق کے بعد دوسری شادی کے فوائد اور نقصانات پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ مرتب نے ایک دلیل یہ بھی پیش کی ہے کہ چند انبیائے کرام کے علاوہ تمام نبیوں نے ایک سے زائد شادیاں کی تھیں۔ انہوں نے رسول اکرم ﷺ کی زندگی اور امہات کے بارے میں بھی تفصیل سے حقائق بیان کئے ہیں۔ان کی دلیل یہ ہے کہ صحابہ کرام اور صحابیات نے بیوہ یا مطلقہ ہونے کے بعد دوسری شادی کی تھی۔انہوں نے اس مسئلے کے سماجی اقتصادی اور اخلاقی اور مذہبی ہر اعتبار سے بحث کی ہے اور مثالیں بھی پیش کی ہیں۔مردوں کے لیے انہوں نے دوسری شادی کے فوائد بیان کرتے ہوئے اس کے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات بھی تحریر کئے ہیں۔ان کا تجزیہ ہے کہ شادی نہ کرنے والے مرد اور خواتین مختلف جسمانی، روحانی اور نفسیاتی مسائل میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک شادی کے نقصانات بھی بیان کیے ہیں۔قارئین کے لیے اس کتاب میں ہر پہلو پیش کر دیا گیا ہے۔ اب یہ قاری کی ہمت، استطاعت اور سوجھ بوجھ پر منحصر ہے کہ وہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔

نوائے وقت

17 اکتوبر 2010ء (بشکریہ جناب مبشر احمد خان صاحب۔نائب ایڈیٹر)

تعجب ہے کہ ہومیو ڈاکٹر عمران نیازی بٹ نے اس دور میں دوسری شادی کی افادیت اور ضرورت بلکہ ''سعادت و برکات'' پر ایک مدلل کتاب ''دوسری شادی کیجیے!'' لکھ دی ہے۔ زیر نظر کتاب انتہائی منفرد اور دلچسپ موضوع کی حامل ہے۔ اسلام نے اگرچہ چار شادیوں تلکی اجازت دے رکھی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی سخت شرائط بھی عائد کر رکھی ہیں لیکن اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ اس اجازت سے فائدہ اٹھانے والے بیشتر حضرات دوسری شادی کے تقاضے پورے نہیں کرتے۔

ڈاکٹر عمران نے مردوں کے لیے دوسری شادی کے فوائد بیان کرتے ہوئے اس کے مخالفین کے اعتراضات کے مدلل جوابات بھی دیے ہیں ان کا تجزیہ ہے کہ شادی نہ کرنے والے مرد اور خواتین مختلف جسمانی، روحانی اور نفسیاتی مسائل میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے ایک شادی کے نقصانات بھی شرح و بسط کے ساتھ تحریر کر دیے ہیں۔ مصنف نے اپنا نقطہ نظر دلیل و برہان کے ساتھ واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

ماہنامہ معراج انسانیت لاہور شمارہ نمبر 8 اگست 2010

چیف ایڈیٹر پروفیسر ڈاکٹر آر۔اے امتیاز صاحب

یہ کتاب ترویج اسلام اور تبلیغ دین کے لیے لکھی گئی ہے جو ہر مسلمان کا فرض ہے آپ بھی اس کار خیر میں شامل ہوں خود پڑھیں دوستوں کو تحفہ دیں بیوہ، مطلقہ کو پڑھائیں اس میں غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات سائنٹفیک بنیادوں پر دیئے گئے ہیں انہیں پڑھنے کے لیے دیں۔ اس میں دوسری شادی کے فائدے اور ایک شادی کے نقصانات بیان کئے گئے ہیں۔

ڈاکٹر عمران نیازی صاحب نے ایک انوکھا موضوع چھیڑا ہے جو چاہتا تو ہر کوئی ہے لیکن اسے لکھنے کی جرأت نہیں کرتا ایک دفعہ ایک انٹرویو میں ایک مشہور شخصیت سے سوال کیا گیا کہ شادی کے بعد مرد کی دوسری بڑی خواہش کون سی ہے تو اس نے جواب دیا کہ دوسری شادی۔ کسی بھی قسم کی رائے قائم کرنے سے پہلے اس کتاب کو ایک دفعہ ضرور پڑھیں۔ انشاء اللہ اعتراضات ختم ہو جائیں گے۔

﴿نوٹ﴾

لاہور میں چند احباب کتاب ''دوسری شادی کیجیے!'' لے کر ثمینہ صاحبہ کے پاس گئے اور دوسری شادی کے لیے بیوی سے اجازت کے غیر اسلامی قانون کو ختم کروانے کی درخواست کی۔ ثمینہ صاحبہ نے کتاب تو نہ پڑھی مگر جذبہ

اسلامی سے مغلوب ہوکر اسی دن پنجاب اسمبلی میں تقریر کر ڈالی۔ کتاب نہ پڑھنے کی بدولت وہ مناسب طریقے سے اس کا دفاع نہ کر پائیں۔ یہ اسی دوران کی خبریں ہیں۔

فروری 2010 Express Daily

پڑھی لکھی خواتین کی عائلی قانون سے لاعلمی پر افسوس ہے: ثمینہ خاور

ثمینہ نے خواتین کے مسائل پر تحریک التواء سے توجہ ہٹا کر شادی کی بات کی: فرح دیبا

اسلام 4 شادیوں کی اجازت نہیں دیتا، فرزانہ باری کی ''فرنٹ لائن'' میں گفتگو

اسلام آباد (مانیٹرنگ ڈیسک) پنجاب اسمبلی میں مسلم لیگ (ق) کی رکن ثمینہ خاور حیات نے کہا ہے کہ دوسری شادی کی حمایت کا تمسخر اڑایا گیا ہے، حقائق عوام تک نہیں پہنچائے جا رہے۔ وہ ایکسپریس نیوز کے پروگرام فرنٹ لائن میں میزبان کامران شاہد سے گفتگو کر رہی تھیں۔ انہوں نے کہا کہ خواتین کے مسائل حل کرنے کے لیے دوسری شادی کو رواج دیا جائے، میں نے غلط بات نہیں کی، میرے خاوند دوسری شادی کریں تو میری عزت نفس کو کوئی فرق نہیں پڑتا، مجھے اسلام سے روکنے والا معاشرہ نہیں چاہیے، اگر پڑھی لکھی خواتین کو اسلام کے عائلی قانون کا پتہ نہیں تو افسوس ہے۔ نواز لیگ کی رکن اسمبلی فرح دیبا نے کہا کہ شیخ علاؤالدین نے خواتین کے مسائل پر تحریک التواء اسمبلی میں پیش کی۔ ثمینہ خاور حیات نے دراصل ان مسائل سے توجہ ہٹا کر شادی کی بات کی۔ ثمینہ خاور کی بات سے کچھ نوجوانوں اور زیادہ شادیوں کی خواہش رکھنے والوں کی بتیسی باہر آ گئی ہے، مجھے ثمینہ کی بات پر اعتراض ہے۔ سماجی کارکن فرزانہ باری نے کہا کہ ہم اسلام میں چار شادیوں کی بات بھی نہیں مانتے۔ اسلام مردوں کو چار شادیوں کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام میں تو غلام رکھنے کی بھی اجازت ہے، کیا اس دور میں غلامی کی اجازت دی جا سکتی ہے۔

مفتی قوی نے کہا کہ شادی کے مسئلہ پر کسی عالم کے فتوے کی ضرورت نہیں، اسلام نے بے راہ روی سے بچنے اور اس راستے کو روکنے کیلئے چار شادیوں کی اجازت دی۔ دوسری، تیسری اور چوتھی کے لیے مرد اور عورت پر کوئی جبر نہیں۔ اسلام میں پہلی بیوی سے دوسری شادی کے لیے اجازت کی ضرورت نہیں، ایوب خان کے عائلی قوانین میں پہلی بیوی سے اجازت کی شرط سے مسلم معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوا۔ شادیوں کے معاملہ پر کوئی تضاد نہیں ہوسکتا۔ پروگرام میں خواتین کی اکثریت نے اپنے خاوندوں کی دوسروں شادیوں کی حمایت کی۔ 60 فیصد خواتین نے کہا کہ ایک سے زائد شادی میں کوئی حرج نہیں۔ جبکہ 40 فیصد نے اسکی مخالفت کی۔

پنجاب اسمبلی: ثمینہ خاور کا شوہر کو دوسری شادی کی اجازت دینے کا اعلان

دوسری شادی کیلئے عورت کی اجازت کی شرط ختم کی جائے: ارکان

لاہور (رپورٹنگ ٹیم،خبرایجنسیاں) پنجاب اسمبلی نے بحیثیت مجموعی اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کسی مجبوری کے باعث شادی نہ کرسکنے والی عورتوں، بیواؤں اور طلاق یافتہ خواتین کو ملازمت فراہم کرنے کے لیے کوٹہ مقرر کیا جانا چاہیے۔اسمبلی میں یہ مطالبہ بھی کیا گیا ہے کہ ایوب خان دور کے قانون میں ترمیم کرکے مرد کے لیے دوسری شادی کے لیے عورت کی اجازت کی شرط ختم کردی جائے جس پر سپیکر کی طرف سے رولنگ دی گئی کہ حکومت اس ضمن میں قانون سازی کرے۔اجلاس کے دوران ایک خاتون رکن ثمینہ خاور حیات نے باضابطہ طور پر اعلان کیا کہ وہ اپنے شوہر کو اجازت دیتی ہیں کہ ایک چھوڑ کر چار شادیاں کرلیں۔گذشتہ روز اجلاس میں شیخ علاؤالدین کی تحریک التواء پر ایوان میں تفصیلی بحث کی گئی جس میں کہا گیا تھا کہ خواتین جن کی جہیز یا کسی اور مجبوری کی بناء پر شادی نہ ہوسکی ہمارے معاشرے کا 17 فیصد ہیں،ان کی فلاح و بہبود کے لیے سرکاری ملازمتوں میں کوٹہ مقرر کیا جائے۔حسن مرتضیٰ نے کہا کہ غیرشادی شدہ خواتین کے مسئلہ پر قانون سازی ہونا چاہیے لیکن ایسے مردوں کے مفاد کا بھی خیال رکھنا ہے جو معاشرے میں نظرانداز ہورہے ہیں۔آمنہ بٹر نے کہا کہ خواتین کے نظرانداز ہونے سے معاشرہ میں بے راہ روی کا احتمال ہے۔الیاس چنیوٹی نے کہا کہ ایوب دور میں اسلامی احکامات کے برعکس مرد کو دوسری شادی کے لیے عورت کی پیشگی اجازت کا پابند بنادیا گیا ہے جو شرعی طور پر درست نہیں۔اس قانون پر نظرثانی کرکے اس کو ختم کردیا جائے کیونکہ شریعت میں ایسی کوئی شرط عائد نہیں۔طیبہ قمر نے کہا کہ اقدامات کئے جائیں جس سے ایسی خواتین کی شادیاں ممکن ہوسکیں گی جو جہیز، ذات پات اور زائدالعمری کے باعث شادیاں نہیں کرسکیں۔شبینہ شاہین نے کہا کہ خواتین کو آسان قرضہ جات دیں تا کہ وہ اپنے پاؤں پر کھڑی رہ سکیں۔خواجہ عمران،محسن لغاری، رانا ارشد اور فوزیہ اور دیگر ارکان نے بھی قانون سازی کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

دوسری شادی: پرویز الٰہی کی ڈانٹ،ثمینہ خاور ناراض،فون بند

بلاوجہ کسی بات پر بولا نہ کریں، پرویز الٰہی،کوئی غلط بیان نہیں دیا،ثمینہ خاور کا اصرار

لاہور (پروین خان) مسلم لیگ (ق) کی رکن صوبائی اسمبلی ثمینہ خاور حیات دوسری شادی کے بیان پر پارٹی لیڈر چودھری پرویز الٰہی کی ڈانٹ کھانے کے بعد ناراض ہوکر گھر بیٹھ گئی ہیں، انہوں نے فون بند پارٹی کے رہنماؤں سے بات کرنا اور ملنا جلنا بھی ترک کردیا، باوثوق ذرائع نے بتایا کہ ثمینہ کا کہنا ہے جب تک پارٹی قیادت منائے گی نہیں وہ استعفیٰ کا فیصلہ واپس نہیں لیں گی، یاد رہے کہ ثمینہ خاور حیات نے گذشتہ دنوں پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں کہا تھا کہ وہ شوہروں کی دوسری شادی کی حمایت کرتی ہیں اور وہ اپنے شوہر کی دوسری شادی کی بھی مخالفت نہیں کریں گی،اس بیان کے بعد خواتین میں بے چینی پھیل گئی اور انہوں نے ثمینہ کے خلاف بیانات دینے شروع کردیے، مسلم لیگ کی قیادت نے بھی ثمینہ خاور کی متنازعہ بیانات کا نوٹس لیتے ہوئے انہیں بلایا اور مسلم لیگ (ق) پنجاب کے صدر چودھری پرویز الٰہی نے ثمینہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے دوسری شادی پر بیان کیوں دیا خوامخواہ کسی بھی بات کو بولا نہ کریں جس پر ثمینہ نے جواب دیا کہ میں نے کوئی غلط بیان نہیں دیا، ہمارا دین بھی اس کی اجازت دیتا ہے جو

لوگ مخالفت کر رہے ہیں، انہیں دینی امور سے آگاہی نہیں ہے، پرویز الٰہی نے کہا کہ وہ اب اس ایشو پر کوئی بیان نہیں دیں گی، معلوم ہوا ہے کہ ثمینہ خاور چودھری پرویز الٰہی کے اس بیان پر ناراض ہوگئیں اگلے روز ان کی جانب سے مختلف چینلز سے ٹکر چل پڑے کہ وہ اپنی ایم پی اے کی سیٹ سے مستعفی ہو جائیں گی جس کا وہ ایک دو روز میں اعلان کریں گی، اس خبر کے بعد وہ اپنے گھر میں بند ہو کر رہ گئیں اور اسمبلی کی کاروائی میں بھی حصہ نہیں لیا۔

پنجاب اسمبلی میں اُٹھائے گئے اعتراضات کے جوابات

مسز ثمینہ یاور حیات صاحبہ نے دوسری شادی کے مسئلے کو پنجاب اسمبلی میں اجاگر کر کے دین کی جو خدمت کی ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر دے گا حق کی بات کرنے والوں کو سورۃ عصر کی آخری دو آئتیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیں جن کا مفہوم یوں ہے کہ خسارے مس وہ لوگ نہیں ہیں ہیں جو حق کی اور صبر کی تلقین کرتے ہیں

گویا کسی بھی حق بات کرنے والے کو منحرف افراد سے منفی ردعمل کے لیے تیار رہنا چاہیے اور یہ ردعمل اتنا سخت بھی ہو سکتا کہ ناصح کو بہت صبر کرنا پڑ جائے کیونکہ حق سے ہٹا ہوا فرد اسے بہت تنگ کر سکتا ہے مگر ناصح کو صابر بنتے وقت یاد رکھنا چاہے ''ان اللہ مع الصابرین (اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے) اگر ایک صبر کرنے کے بدلے اللہ کا ساتھ دستیاب ہو جائے تو پھر مزید کیا چاہیے؟

ثمینہ صاحبہ نے پورا ہفتہ بڑے صبر وتحمل سے پنجاب اسمبلی کی خصوصاً زنانہ اراکین کے طعنے تشنے اور کڑوے کسیلے جملے برداشت کئے۔ناچیز اپنی مسلمان بہن کے دکھ میں برابر کا شریک ہے اللہ جل وشانہ اپنے خزانہء غیب سے انہیں اجر عظیم عطا کرے اور تمام زندگی اسلام کے اعلیٰ اصولوں پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائے، (آمین)

ناچیز جناب ناصر چینوٹی اور مفتی قوی صاحب کا بھی مشکور ہے جنہوں نے اس کڑے وقت میں ثمینہ بہن کا بھرپور ساتھ دے کر اپنا اسلامی فریضہ ادا کیا۔مسمات فرزانہ باری نے جو باتیں کی ہیں وہ انکی ذھنی سطح، گھریلو ماحول بالخصوص دینی تعلیم وتربیت کا اظہار کرتی ہیں۔قران میں واضح آیات کی موجودگی کے باوجود ان کا یہ کہنا کہ ''اسلام مرد کو 4 شادیوں کی اجازت نہیں دیتا'' حیران کن ہے پھر وہ کہتی ہیں کہ ''ہم اسلام میں چار شادیوں کو نہیں مانتے'' قرآن میں واضح آیات کو جھٹلانے والے فرد کی اسلام میں کیا پوزیشن ہے؟ اسکا فیصلہ تو علماء ہی کر سکتے ہیں۔قرآن کے زکوۃ والے احکامات کو جھٹلانے والوں کے خلاف حضرت ابوبکرؓ نے جنگیں کی تھیں۔لہٰذا مسمات فرزانہ کو ایسے ہی فورم پر معذرت کرنا چاہیے۔

اظہارِ تشکر

گزشتہ 34 سالوں میں بے شمار خواتین وحضرات سے اس موضوع پر طویل بحثیں ہو چکی ہیں فی الحال جن کے نام یاد ہیں وہ لکھ رہا ہوں یہ تمام افراد دوسری شادی کے حق میں نہیں ہیں قریباً آدھے حق میں اور آدھے شدید مخالفت والے ہیں۔ میں دونوں کا مشکور ہوں۔خواتین کے نام انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں لکھوں گا کیونکہ سب سے پوچھنا پڑے گا۔

رشید احمد ڈار صاحب (مرحوم) مولانا محمد اسلم نیازی صاحب (مرحوم) عبدالحمید ڈار صاحب (مرحوم) مولانا محمد علی کاندھلوی صاحب (مرحوم)، مولانا محمد علی جانباز صاحب (مرحوم)، ملک محمد اسلم تاثیر (مرحوم)، مولانا محمد خان چشتی ،محمد اکرم نظامی ،عبدالرحمن سہگل، اعجاز احمد ڈار صاحب، ندیم نیازی بٹ، ڈاکٹر الفت چوہدری، خواجہ محمد پرویز یوسف، محمد سلیم بٹ، جواد احمد گل، محمد عارف بٹ، ندیم اختر چوہدری، محمد پرویز بٹ، صاحبزادہ حافظ حامد رضا، شاہد محمود ڈار، سید قلب حمید شاہ ،محمد شبیر بٹ، عمر فاروق چیمہ، ڈینٹل سرجن ڈاکٹر محمد صفدر، قیصر سلیم ڈار، ملک سجاد حیدر، ڈاکٹر عبدالمجید وائیں، محمد طاہر بٹ، محمد سمیر چوہدری، محمد سمیر بھٹی، سیّد طاہر حمید شاہ، محمد علی بٹ، شیخ ارشد علی جعفری، شیخ کریم علی، طارق مرزا، مدثر مرزا، ڈاکٹر میاں محمد اظہر نصیر، حافظ عبدالحنان ، میاں محمد ساجد، ہومیو ڈاکٹر عمر افتخار خواجہ، ، نسیم اللہ نیازی، ،ایڈوکیٹ عثمان قادر میاں ، ڈاکٹر خالد مغل ، ملک محمد اعظم ، عدنان، میجر مختار احمد بھٹی۔ ملک وسیم لیاقت۔ محمد طارق صاحب (الطیبہ انٹرنیشنل)۔

ہومیو ہربل

ڈاکٹر عمران نیازی بٹ

ابتدائیہ

اس کتاب کے بنیادی تین مقاصد ہیں ۔

1۔ مسلمان مرد وزن میں دوسری شادی کا احیاء اور ترویج اسلام

2۔ غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات

3۔ غیر مسلموں کو اسلامی چہار زوجیت کی وضاحت کے ساتھ تبلیغ اسلام ۔

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمُ

سوئے مسلمانوں کو تحریک وترویج اسلام:۔

قریباً 1974ء سے اس موضوع پر غور و خوض کر رہا ہوں۔ دوستوں اہل دانش اور علماء حضرات سے مباحثے کیئے۔ 1984ء تک یک زوجگی کا زبردست حامی تھا مگر سچائی کا متلاشی ہونے کی بدولت اللہ تعالیٰ کا فضل خاص ہوا اور بالآخر کثرت زوجیت کے فائدے نظر آنا شروع ہوئے اور پھر اسلام کی عظیم سچائیاں آشکارا ہوتی چلی گئیں۔ اپنی تحریر کے دوران میری کوشش رہی ہے کہ کسی آزاد خیال مسلمان یا غیر مسلم کی دل آزاری نہ ہو اور بہت سا چبھتا ہوا مواد نکالا بھی ہے مگر سوئے ہوئے مسلمانوں کو جگانے کے لیے کچھ فقرے رہ گئے ہیں جن کے لیے میں اپنے غیر مسلم بھائی بہنوں سے معذرت خواہ ہوں۔

قریباً 1984 سے ہی میں دوسری شادی کے موضوع پر تحقیقی مقالات قلمبند کر رہا ہوں 2005 سے اسے کتابی شکل دینے کی کوشش کر رہا ہوں 2006 میں توہین آمیز خاکوں اور غازی عامر چیمہ شہیدؒ کی شہادت کے واقعات نے جھنجھوڑ ڈالا اور ڈاکٹری پسِ پشت ڈال کر اس کتاب پر شدید محنت سے کام شروع کر دیا تا کہ غیر مسلموں کو "مسلم دوسری شادی" کے درست تصور سے آگاہی دی جا سکے میں مسلم علماء سے گزارش کروں گا کہ اس نیک کام میں میرا ہاتھ بٹائیں میں جہاں غلط ہوں مجھے بتائیں تا کہ اگلے ایڈیشن میں اُسے درست کیا جا سکے ان کے پاس اگر کوئی دلائل ہیں تو دین کی خدمت کریں اور لکھ بھیجیں آپ کی آراء اور دلائل آپ ہی کے نام سے انشاءاللہ شائع کیئے جائیں گے۔ یہ عین کارِ ثواب ہے۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ بھی زیر تکمیل ہے۔

تحریری اور عملی جرات کا مظاہرہ کریں اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ (آمین)

غیر مسلموں کو تبلیغ اسلام اور اعتراضات کے جوابات:۔

اس کتاب کا مقصد جہاں غیر مسلموں کے اعتراضات کا جواب دینا ہے وہیں مسلمانوں کو اس عظیم اسلامی عمل کے لیے ابھارنا بھی ہے۔دوسری شادی کی عظمتیں بیان کرتے وقت مجھے پورا خیال ہے کہ یہ عمل دودھاری تلوار کی مانند ہے اگر اس کے فائدے عظیم ترین ہیں تو غلط افراد کی بدولت معاشرے میں اکھاڑ پچھاڑ بھی کافی ہوگی مگر آپریشن کی اذیت کے خوف سے اگر یک زوجگی کے کینسر کو نہ پھوڑا گیا تو یہ پورے اسلامی وجود کو سرطان زدہ کردے گا جو زیادہ بڑا نقصان ہے ۔چھری کے غلط استعمال کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم اس کے درست استعمال سے کبھی باز نہیں آسکتے یہ ہمارے باورچی خانے سے لے کر آپریشن تھیٹر تک بکثرت استعمال ہونے والا اوزار ہے اس مثال سے واضح ہوتا ہے کہ دوسری شادی برا عمل نہیں ہے بلکہ اس عمل کا ناانصافی کے ساتھ اطلاق برا ہے انصاف کے ساتھ اطلاق کریں تو فوائد اور عظمتوں کا ادراک ہمارے یک زوجگی سے سوکھے ہوئے دماغ فی الحال نہیں کرسکتے اس کتاب سے غیر مسلموں کو اپنے بہت سے اعتراضات کے جوابات ملیں گے اور مسلمان مرد عورتوں کو دوسری شادی کے لیے تحریک ملے گی اور دوسری شادی کے عمل کو بہتر طریقے سے زندگی میں اختیار کرنے کے لیے حضور ﷺ اور صحابہؓ کی زندگی سے جو بھی طریقے ملے ہیں وہ سب شامل کیے گئے ہیں تاکہ دوسری شادی کے عمل سے بھرپور فیوض و برکات حاصل کئے جاسکیں اور ممکنہ خطرات سے بھی بچا جاسکے۔زیادہ باریک تفصیلات کے لئے آپ کو ''ای بک'' پڑھنا ہوگی۔

عورتوں کے فائدے:۔

اس کتاب میں جہاں مرد کو ایک بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرنے کے لیے واضح کیا گیا ہے وہاں مجرد، زائد عمر کنوارے، طلاق دینے والے اور رنڈوے کو فوری شادی کے لیے سمجھایا گیا ہے لیکن کیا یہ کتاب صرف مردوں کی شادی کی بات کررہی ہے؟ ایسا نہیں ہے۔عورتوں کا بھی پورا خیال رکھا گیا ہے آدھی سے زیادہ کتاب انہی کو سمجھانے کے لیے وقف کی گئی ہے کیونکہ زیادہ مسئلہ عورتوں کا ہے یہ بیوہ، مطلقہ، زائد العمر ہونے پر شادی کے نام سے شرماتی، بھاگتی ہیں۔ مطلقہ، بیوہ کی شادی کا عموماً رواج نہیں ہے یہ مشرقی ہندوانہ رسم ہے جو قابل شرم ہے اسلام نے آیات، احادیث اور قطعی منافی پُرزور اسلامی دلائل سے واضح کیا ہے کہ یہ امر ظالمانہ، بیوقوفانہ، حقائق سے چشم پوشی، غیر فطری ہونیکے ساتھ غیر اسلامی بھی ہے اس کتاب میں لڑکیوں کی مناسب عمر میں فوری شادی کرنے اور زیادہ دیر بٹھانے پر مخالفانہ اسلامی دلائل دیئے گئے ہیں۔مطلقہ اور بیوہ کی عدت کے فوراً بعد شادی ضروری ہے۔یہ امر مسلمان مردوں کے دوسری تیسری شادی کی صورت میں فوری ممکن ہوگا کیونکہ کنوارے تو مطلقہ، بیوہ سے شادی نہیں کرتے ہیں رنڈوے ہوتے کم ہیں

کیونکہ دنیا میں جوان مردوں کے مرنے کی شرح زیادہ ہے (حادثات، قتل، جنگ، طبعی طور پر) اس لئے بیوگان زیادہ ہیں لہٰذا اس نیک کام کے لیے خوشحال مہذب مسلمانوں کو آگے آنا ہوگا۔

چہار زوجی نظامِ زوجیت:۔

دین اسلام سے قبل اللہ تعالیٰ نے دنیا کو کثرت زوجیت (Polygamy) کا نظام دیا تھا۔ جس میں بیویوں کی تعداد کی تخصیص نہیں کی گئی تھی، بہت سے انبیا کی زندگیوں سے شہادت موجود ہے مگر حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ چہار زوجی (Quadgyny) نظامِ زوجیت کو متعارف کروایا گیا حضورؐ کی اپنی مثالی زندگی کے علاوہ امہات المومنینؓ، صحابہؓ، صحابیاتؓ کی زندگیوں سے بھی رہنمائی فراہم کروائی گئی مگر ہم بھول گئے اور اس اعلیٰ نظام زوجیت کو چھوڑ دیا۔

اب ہم اس گھٹیا یک زوجی (Monogamy) نظام زوجیت کی سزا بھگت رہے ہیں جو عیسائیوں، ہندوؤں، بدھ متوں، پارسیوں اور یہودیوں کا دیا ہوا ہے ہمارے اور کافروں کی گھریلو زندگی میں اسلامی اور غیر اسلامی کے نام سے بڑا واضح فرق تھا جو صرف 90 سالہ دور غلامی میں گم ہو گیا ہمارے رہنما اور علماء اس فرق کو بھول گئے حضور ﷺ کا طریقہ ہم سے چھوٹ گیا اور ابھی تک ہم یک زوجگی کی جہالت کے اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔

شہادت کی تمنا، سنتِ رسول ﷺ:۔

حدیث پاکؐ ہے کہ ''جو کوئی میرے چھوٹے ہوئے طریقے کو پھر پھیلائے اور جاری کرے اس کو 100 شہیدوں کا ثواب ملے گا''۔ میرا پروگرام 101 شہیدوں جتنا ثواب حاصل کرنے کا ہے۔ 100 تو مردہ سنت کے احیاء کی کوشش کے بدلے اور ایک اپنی ذاتی شہادت کے صلے میں۔

بخاری شریف کی حدیث نمبر (2797) کے مطابق خود حضور ﷺ نے 4 مرتبہ شہادت کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ مجھے خوف خدا اور زندگی بعد از موت کی فکر تنگ کر رہی ہے اور شہادت کے بغیر حصول جنت مشکل نظر آتا ہے۔ حضرت عمرؓ جیسے عشرہ مبشرہ صحابی نے حضرت اُم کلثومؓ بنت حضرت فاطمۃ الزہرہؓ سے نکاح کیوں کیا؟ صرف زندگی بعد از موت کی فکر تھی (تفصیل دیکھیے C-28,34 پر) حضور ﷺ کی طرف سے جنت کی بشارت کے باوجود کتنا خوف خدا تھا کہ کسی غلطی پر پکڑ نہ ہو جائے اور ہم گناہوں کے پہاڑ تلے کتنے بے خوف ہیں چند ٹوٹی پھوٹی نیکیوں کے بدلے سب ہی جنت کے ویزے لگوائے بیٹھے ہیں (وجہ موہیمیئت صفحہ نمبر B-22)۔

مشہور واقعہ ہے کہ حضرت علیؓ کئی سال حضور ﷺ سے درخواست کرتے رہے کہ ان کی موت شہادت کی صورت میں ہونا

چاہئے اور بالآخر ایک دن حضورﷺ نے یہ خوشخبری سنائی کہ ان کی درخواست بارگاہ الٰہی میں قبول کر لی گئی ہے۔

ہمارے لیے یہ مثالیں اس لیے روشن کی گئیں کہ خوف خدا اور حبِ رسول اللہﷺ کو ہر وقت دامن گیر رکھیں اور اپنے تمام اعمال ذاتی لذت اور خوشی کی بجائے حضورﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ کی خوشنودی کے لیے سرانجام دیں ۔

اللہ رحمٰن ورحیم ہم سب کو نیک اعمال کی توفیق دے۔ (آمین)

طالب دعا

خاکپائے رسولﷺ

عمران

الفاروق 786 AL.Farooq

اسلامک یونیورسٹی Islamic University

ملکے خورد سیالکوٹ Malkay Khurd Sialkot.

Phone:052-4272596

تاریخ:-05-05-2008

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اس وقت پوری امتِ مسلمہ اپنی زندگی اور تاریخ کے انتہائی خطرناک دور سے گزر رہی ہے عالمِ کفر اپنی تمام تر مادی، سیاسی، ثقافتی، فکری اور طاغوتی قوتوں کے ساتھ دینِ حق کی سچی، ازلی وابدی اور بے داغ انسان ساز حقیقتوں پر حملہ آور ہے خدائے برحق کے نازل کردہ اس ابدی و عالمگیر دین، جس کی بنیاد انسانیت کے سب سے بڑے محسن، خدا کے بعد کائنات کی سب سے بڑی برگزیدہ اور عظیم شخصیت حضور نبی کریم ﷺ نے رکھی، کے ہر حکم ہر اصول اور ہر جزو پر بے تحاشہ احمقانہ اعتراضات کئے جا رہے ہیں اور اپنی سیاسی و سامراجی بالادستی کے بل بوتے پر امت کے ناعاقبت اندیش، کم ظرف اور دین بیزار حکمرانوں کے ذریعے منوائے بھی جا رہے ہیں ان شیطانی طاقتوں کا خیال ہے کہ اس طرح ہم صداقت کے اِس مصفّا و پاکیزہ چاند کو گہنا دیں گے ہدایت و رہنمائی کی شمع ازل کو شیطان کی مکارانہ چالوں کے ذریعے بجا دیں گے لیکن یہ ان کی خام خیالی ہے۔ خدا کے روشن کردہ چراغ بھی کبھی بجھے ہیں۔

''پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا۔''

اللہ کے فضل سے اسلام کی فکری اساس اور نظریاتی صداقت کا علم ابد الآباد تک آسمانوں کی بلندیوں میں لہراتا رہے گا کوئی اس کو سرنگوں نہیں کر سکے گا۔ یہ الگ بات ہے کہ ہماری کوتاہ بینیوں، بدعملیوں اور دورنگی چالوں کی سزا سیاسی و معاشی غلامی اور بین الاقوامی بے توقیری کی صورت میں ہمیں ملتی رہے گی۔

حضور نبی کریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق یوں تو سارا عالمِ کفر ہی حق کے خلاف ملّت واحدہ ہے لیکن بالخصوص یہود و نصاریٰ کی دینِ مصطفویٰ ﷺ کے ساتھ بے انتہا بغض و عداوت عالم آشکارا ہے۔ بلکہ خود قران اس پر سب سے بڑا گواہ ہے یہ بدطینت لوگ تحقیق و تفتیش کے نام پر ہر زمانے میں اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی نئی سے نئی چال چلتے

رہتے ہیں اپنے قلبی وروحی بغض وعداوت کے زہر کومختلف صورتوں میں اگلتے رہتے ہیں اور بدقسمتی سے مسلمانوں کا ایک مخصوص اخلاق باختہ اور تہذیبِ مغرب کا پرستار جاہل طبقہ اپنی کج فکری اور ذاتی مفادات کی خاطر ان کی ہاں میں ہاں ملاتا اور ان کی تہذیب وشائستگی کی بلندی کی ڈگڈگی بجاتا رہتا ہے۔

انہی اعتراضات میں سے ان کا ایک مشہور اور قدیم اعتراض اسلام میں دوسری تیسری اور چوتھی شادی کی مشروط اجازت پر ہے کیونکہ اس سے ان کی نام نہاد مادر پدر آزادی اور مشہور عالم بے حیائی وبے شرمی میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے۔اسی اعتراض کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی ہے جس میں معاشی ومعاشرتی،صحت وتندرستی،عزت وآبرو اور ذاتی زندگی میں امن وسکون (بشرطیکہ انصاف کیا جائے) کے حوالے سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرد کی دوسری شادی کسی صورت میں بھی نقصان کا باعث نہیں بنتی اس کی مکمل تفصیلات وتحقیقات آپ کتاب میں پڑھیں گے۔

اس پسِ منظر میں ڈاکٹر عمران نیازی بٹ صاحب کی یہ تحقیقی کاوش لائقِ صد تحسین ہے۔میری جب ان سے پہلی ملاقات ہوئی تو پیشِ نظر موضوع کے متعلق ان کا ذوق وشوق،گہری اسلامی سوچ اور وسیع مطالعہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ ایک انتہائی مصروف شخص جو پیشے کے اعتبار سے ڈاکٹر ہے وہ اس پیچیدہ،مشکل اور گنجلک موضوع پر کس قدر عالمانہ اور صائب رائے رکھتا ہے۔

کتاب کے مختلف موضوعات پر مذاکرہ کے لئے ڈاکٹر صاحب کئی مرتبہ ہمارے ادارہ الفاروق اسلامک یونیورسٹی میں تشریف لائے اور کئی کئی گھنٹوں کی طویل نشستوں میں اکثر وبیشتر مسائل پر ادارہ کے فاضل اسٹاف کے ساتھ تبادلہِ خیالات کرتے رہے یوں مسوّدے کی تصحیح وتنقیح ہوتی رہی اور بہت سی حقیقتیں نکھر کر واضح ہوگئیں۔چونکہ ڈاکٹر صاحب کو پرنٹنگ کی جلدی ہے اسلئے کتاب کا ابھی سرسری مطالعہ ہی کرسکا ہوں اس کے باوجود میں بڑے صمیم قلب سے کہتا ہوں کہ اس کتاب کے ذریعے ہمارے اسلامی معاشرے میں بہت ساری غلط باتوں کی اصلاح ہوجائے گی اور کئی ایسے فرسودہ خیالات وروایات جن کی وجہ سے بڑے بڑے قیمتی وجود ضائع ہوگئے اور معاشرے کی بے جا و بے مقصد جاہلانہ جکڑ بندیوں کا شکار ہوگئے مکمل طور پر اگر دم توڑ نہ بھی گئے تو کم از کم ڈھیلے ضرور پڑ جائیں گے اور غیر مسلموں کے ایک مشہور اعتراض کی ناپاک سیاہی بھی انشاءاللہ کافی حد تک دُھل جائے گی اور ہمارے نوجوانوں کے ذہنوں میں دشمنوں نے جو غلط فہمیاں پیدا کر رکھی ہیں کافی حد تک ان کا ازالہ ہوجائے گا باقی مکمل تو خدا ہی کی ذات ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کا صدقہ ڈاکٹر صاحب کی اس گراں قدر کاوش کو شرفِ قبولیت بخشے اور آنے والی نسلوں کے لئے باعثِ برکت بنائے ۔

آمین ثم آمین۔

ناچیز
حافظ محمد خان چشتی
پرنسپل
الفاروق اسلامک یونیورسٹی
ملکے خورد گوہد پور
سیالکوٹ

(A) پہلا باب

آزاد خیال مسلمانوں کے دوسری شادی پر اعتراضات

A-1 کتنی بری بات ہے، عیاشی ہے، گھر بربادی ہے، محض بدنامی ہے۔

''کتنی بری بات ہے'' دوسری شادی چاہے مرد کی ہو یا عورت کی، عام لوگوں کے منہ سے نکلنے والا یہ سب سے پہلا فقرہ ہوتا ہے۔ مرد کو تو عیاش کہہ دیا جاتا ہے جبکہ دوسری شادی کرنے والی عورت کے لیے بھی کوئی اچھے جذبات نہیں ہوتے بلکہ اُسے تو مرد سے بھی زیادہ بُرا اور گھٹیا سمجھا جاتا ہے۔ کیا دوسری شادی کرنا واقعی بری بات ہے؟ جب ہمارا دین اس کی ''حکم جیسی'' اجازت دیتا ہے تو ہمارے لاشعور میں یہ کس نے بٹھا دیا ہے کہ یہ بری بات ہے؟

تھوڑا سا غور کریں تو پتہ چلتا ہے کہ جوں جوں مسلمان علم سے پرے ہٹتے گئے اپنے دین پر تعلیم اور تحقیق برائے نام رہ گئی قرآن پاک کو خوبصورت غلافوں میں لپیٹ کر اتنا اونچا رکھ دیا کہ آسانی سے نیچے بھی نہ اتارا جا سکے پھر غیر مسلموں کے ساتھ ہمارا ترقی پذیر میل جول اور ذرائع ابلاغ کے بڑھنے سے غیر مسلموں کو ہمارے اوپر تندوتیز حملے کرنے کا زیادہ موقع ملا اور پھر ان کے جواب میں ہم ایک دوسرے کا منہ دیکھتے کہ ان کا کیا جواب دیں۔۔۔ تب لاجواب ہونے پر دفاعی پوزیشن میں آجاتے کہ دیکھو ہم بھی تمہاری طرح کوئی دوسری شادی نہیں کرتے، یہ دوسری شادی کا عمل پرانے زمانے کی بات ہے تب جنگیں بہت زیادہ ہوتی تھیں وغیرہ وغیرہ۔ ہمارے دفاعی پوزیشن میں آنے سے غیر مسلم بھائیوں کے حوصلے بہت بڑھ گئے ہیں انٹرنیٹ پر اگر جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں کے اس عمل کے خلاف بہت سخت، گندی اور گھٹیا زبان استعمال ہوتی ہے۔ یہ فقرہ دراصل ہمارے غیر مسلم بھائیوں کی ہی دین ہے جسے کم علمی کی بدولت آزاد خیال مسلمانوں نے بھی اختیار کر رکھا ہے اب وہ دوسری شادی کے لیے غیر مسلموں سے بھی زیادہ مخالف ہیں۔ کیا یہ عمل واقعی برا ہے؟ اسی بات کو معلوم کرنے کے لیے یہ کتاب لکھی گئی ہے آئندہ صفحوں میں آنے والے مضامین اسی بات کا فیصلہ کریں گے کہ یہ حقیقتاً بری بات ہے یا اس سے بڑی کوئی نیکی ممکن ہی نہیں ہے۔ کیا یہ بری بات ہے اگر مرد معاشرے کی ایک اضافی ذمہ داری اپنے سر پر لے

لیتا ہے؟؟ کیا یہ بری بات ہے اگر عورت امہات المومنینؓ ،صحابیات مبشراتؓ، جنت کی سردار عورتوںؓ کے نقش قدم پر چلتی ہے؟ اور جو عورت اس پاکیزہ اور فطری نقش قدم پر چلنے سے انکار کرتی ہے اپنے آپ کو زیادہ باحیاء، زیادہ پاکیزہ، اعلیٰ وارفع، نیکوکار، مردہ خاوند کی وفادار، محبت کرنے والی دوسری شادی سے نفرت کرنے والی بیوہ، مطلقہ یا زائد العمر ہونے پر شادی سے انکار کر کے کیا یہ اپنے آپ کو صحابیاتؓ سے زیادہ اعلیٰ ثابت کرتی ہے اس عورت کی روز حشر ان سردار خواتینؓ کے سامنے کیا حیثیت ہوگی کیا وہ ان کے سامنے سرخرو ہوگی یا ذلت آمیز شرمندگی کا شکار ہو گی؟؟؟ مسلمان بہنوں! اگر تم روز حشر پر ایمان رکھتی ہو تو یہ بہت سوچنے کی بات ہے۔

A-1-2- عیاشی ہے!

ڈنمارک کے خاکوں اور راج پال نے بھی اسے عیاشی ہی گردا نا ہے۔ اسے عیاشی کہنے والوں کو سمجھ ہونا چاہئے کہ بیویاں ایک ہوں یا چار ان کے ساتھ لفظ عیاشی کو منسلک کرنا انتہائی بیوقوفی ہے۔ بیوقوفی کا مطلب ہوتا ہے وقوف کا نہ ہونا ،وقوف کا معنی ہے علم اور ادراک۔ تو مفہوم یہ نکلا کہ دوسری شادی کو عیاشی کہنے والے دراصل وہ لوگ ہیں جنہوں نے خود دوسری شادی کا تجربہ حاصل نہیں کیا۔ میرے ایک جاننے والے کی تین بیویاں ہیں مگر زنا کاری اس کا شوق ہے جو تین شادیوں کے بعد بھی اپنی جگہ پر قائم ہے جس کی وجہ دینی تعلیمات کی کمی ہے اس نے تبصرہ کرتے ہوئے بتایا کہ بیویاں چاہے سو بھی ہو جائیں زنا کی لذت آپ کسی میں سے نہیں پا سکتے پہلی کے علاوہ دونوں بیویاں اس کی سابقہ Girl Friends ہیں۔ مگر اس کے تجربے کے مطابق شادی ہوتے ہی ان میں لذت کم ہوگئی یہ تجربہ اور بھی بہت سے زانی لوگوں نے بیان کیا اس لیے غیر مسلم بھائیوں کا کثرت زوجیت پر عیاشی کا اعتراض محض بیوقوفی ہے نہ انہوں نے نہ ان کے بڑوں نے کبھی دوسری شادی کی ان بیچاروں کی عقلِ کل سے بھی یہ بات باہر ہے کہ دوسری شادی کا عیاشی سے بالکل بھی کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ محض اتنا ہو سکتا ہے کہ ایک بیوی بدمزاج اور دوسری خوش مزاج ہے تو آپ دوسری کے پاس تھوڑا سا سکون محسوس کرتے ہیں لیکن جسے لفظ عیاشی کہتے ہیں وہ بالکل بھی ناپید ہوتا ہے۔

A-1-2-Aˆ- عیاشی کی سائنٹیفک ،میڈیکل تشریح:۔

1۔ تمام یا زیادہ تر نشہ آور اشیاء عیاشی کی طبیعت کو مائل کرتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟

وجوہات:۔

1۔ بحالت نشہ انسان Euphoric ہو چکا ہوتا ہے اور اس حالت سے خوش ہوتے ہوئے اسے مزید آگے بڑھانے کے لئے بدکاری کو اختیار کرنا چاہتا ہے

2۔ نشے کے ثانی اثرات (Secondary effects) کے تحت نشئی پریشانی کا شکار ہونا شروع ہو جاتا ہے۔اور اسی پریشانی کو خوشی میں بدلنے کے لئے عیاشی کا سہارا لینا چاہتا ہے۔

3۔ نشے دماغ میں Endorphins کا بہاؤ بڑھا دیتے ہیں جو جنسی عمل سے حاصل ہوتے ہیں چونکہ یہ جنسی عمل سے متعلقہ ہیں اسلئے نشہ براہ راست بھی جنسی جذبے کو بڑھاتا ہے۔

4۔کم خوابی کا شکار فردرات کو نیند پوری نہیں کر پاتا مگر تمام دن سستی اور اونگھ کا شکار رہتا ہے یہ حالت اسلئے ہوتی ہے کہ اُسکے دماغ میں Opiates جیسے نیوروٹرانسمیٹر ز (Neurotransmitters) غلبہ رکھتے ہیں مگر اتنا کہ نیند نہ آئے مگر غنودگی رہے۔ یہ بھی نشہ جیسی حالت ہوتی ہے اور عیاشی کی طرف رجحان بنا سکتی ہے۔آجکل لیٹ نائیٹ جاگنا عام ہے جو بالواسطہ عیاشی کی طرف رجحان بڑھاتی ہے۔

A-1-2-B- چائے بوتل، سگریٹ، پان:

کم خوابی کے اثرات کو ختم کرنے کیلئے ہم عموما" چائے کا استعمال کرتے ہیں جو کیفین سے بھرپور ہے کیفین نامی نشہ آور زہر چائے کی فیکٹریوں میں مصنوعی طور پر شامل کیا جاتا ہے تا کہ لوگ اِسکے عادی ہو جائیں، بوتلوں Soft drinks میں بھی یہی شامل ہے تمباکو اور سگریٹ میں نکوٹین ہے یہ اشیاء نشہ آور کیفیت پیدا کر کے عیاشی کی طرف رجحان بڑھاتی ہیں۔شیطانی قوتیں ان اشیاء کا کاروبار کر کے دراصل عیاشی کی طرف راغب کرتی ہیں۔گویا انسان کا بھر پور نیند لینا عیاشی سے بچنے میں مدد کر سکتا ہے۔مگر کم خوابی اسکو برائی کی طرف لے جاتی ہے اُسکا اپنے اوپر کنٹرول کم ہو جاتا ہے۔گویا حاضر دماغی نیکی کی طرف اور غنودگی (نشے جیسی کیفیت) برائی کی طرف لے جاتی ہے۔

تو چائے سگریٹ، بوتل دراصل سوفٹ اور شوگر کوٹیڈ برائیاں ہیں۔ہمیں اپنی غنودہ آنکھیں کھول کر دیکھنا ہوگا کہ یہ انسانیت کو کدھر لے جا رہی ہیں۔ ہمارے بچوں کا مستقبل کیا ہے۔ وہ برائی کی طرف جائیں گے یا نیکی کی طرف۔ یہ سوفٹ برائیاں جب پیشاب کے ذریعے خارج ہوتی ہیں تو Genitals میں خراش سی پیدا کرتی ہیں اور ایسے افراد جنسی طور پر ہر وقت زیادہ آمادہ Excited رہتے ہیں۔ سوچیئے۔۔۔۔!!!!!! ایسے افراد میں مذہبی رجحان کم ہو جاتا ہے جبکہ انہیں نہ استعمال کرنے والے کی تعلیم

وتربیت اگر مذہبی ہوتو وہ مذہبی اصولوں پرسختی سے کار بندر ہے گا۔ یہ تینوں بری اشیاء ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ہیں ۔۔۔۔اُن کے تین مقاصد ہیں۔

1 ۔دولت کمانا ،لوگوں کی دولت کے بدلے انہیں کوئی فائدہ نہ دینا گویا دراصل دشمنی اورنفرت کا شیطانی عمل ہے (شیطان انسان سے نفرت کرتا ہے)

2۔انسانوں کوعیاشی کی طرف مائل کرنا۔

3۔لوگوں کوان کے مذاہب سے ہٹانا۔

اس کا فائدہ کس کو ہے؟؟ کسی ایسی اقلیت کو جسے دنیا کے مذاہب سے ڈرلگتا ہے !!!
جو چاہتا ہے کہ عیسائی اور مسلمان اپنے مذاہب سے ہٹ جائیں تا کہ وہ دونوں کو غلام بنا سکے۔
کیا غنودہ دماغ ابھی جاگا ہے یا ایک کپ چائے اور دو سگریٹ سلگانے کے بعد جاگے گا؟؟؟

تجزیہ: زنا اور جماع :

ایک اعتراض ہے کہ دوسری تیسری یا چوتھی بیوی عیاشی ہے بیک وقت چار بیویوں کی موجودگی میں مرد کی خوب عیش ہوتی ہے۔ وہ انسان قطعی غلطی پر اور انتہائی بیوقوفی میں ہیں یہ امر دراصل ایک سے زائد شادی نہیں بلکہ ایک سے زائد ذمہ داری ہے غیر عورت سے عیاشی اور اپنی بیوی سے عمل مباشرت دو انتہاؤں پر واقع ہیں یعنی عمل زنا اور عمل مباشرت میں وسیع فرق ہے عمل زنا میں لذت زیادہ نہیں ہوتی بلکہ محض مختلف (Variety) ہوتی ہے اور یہ اکثر اوقات نارمل ہوتی ہے جنسی لذت کی نوعیت بدلنے والے عناصر تجسس ،خوف اور عجلت یہ عناصر مجموعی طور پر دوران خون کی رفتار بڑھا دیتے ہیں۔

عمل زنا کو پر کشش بنانے والے عناصر:

بے شمار مختلف مردوں سے عمل کی بدولت اور حصول دولت کے لئے مرد کی ذھنیت اور ضرورت کے مطابق بھر پور تعاون مرد کو خوش کرنے کی دانستہ بے باکانہ اور بھر پور جدوجہد جو نیک شریف بیوی کے لیے ناممکن ہے۔محبوبانہ انتہاء انگیز باتیں اور ادائیں نخرے،مرد کی جنسی نفسیات کا ماہر اور،تجربہ کار اور، جبکہ چاروں بیویوں میں سے وہ زنا کی لذت نہیں پاسکتا۔زائد شادیوں کی اجازت کی بدولت صحیح اسلامی معاشرت میں عصمت فروشی کے اڈوں کا وجود اور تصور بھی ناممکن ہے جبکہ زائد شادی کی اجازت نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے معاشروں کا یہ لازم جزو ہے جبکہ کنوارے تو

کنواریوں کے لیے ہیں یہ بیوہ، مطلقہ، معذور (کسی حصہ جسم سے)، زائد عمر کی عورتیں کہاں جائیں گی ۔مجرد زندگی گزارنا عام حوصلے کی بات نہیں ہے جبکہ دوسرے مذاہب ہر بیوہ اور مطلقہ وغیرہ کو جبراً مجرد زندگی گذارنے پر مجبور کرتے ہیں اور جبر ہمیشہ باغیانہ پن کی صورت میں ظاہر ہو کر نفس کشی کی بجائے نفس پرستی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

A-1-3- گھر بربادی :

اسے گھر بربادی کہنا درست ہے اگر مرد کمزور ہو تب۔ طاقتور مرد کا گھر دو بیویوں سے آباد تو ہو سکتا ہے مگر برباد نہیں ۔جن کے گھر برباد ہوتے دیکھے جاتے ہیں وہ تمام مرد کی شخصیت میں موجود کمزوریوں کی وجہ سے ہوتے ہیں کمزور مرد کا گھر تو ایک بیوی کے ساتھ بھی برباد ہو سکتا اگر کہیں کسی کمزور مرد کا گھر آباد بھی ہے تو وہ اُسکی ماں، بہن، بیوی یا دیگر عوامل کی بدولت ہوتا ہے ایسے مردوں کے لیے مشورہ ہے کہ وہ برائے مہربانی دوسری شادی کا خطرہ مول نہ لیں کیونکہ دوسری شادی کے لیے جو آیات قرآن پاک میں موجود ہیں وہ ثابت کرتی ہیں کہ یہ زیادہ اعلیٰ لوگوں کے لیے مخصوص عمل ہے اور یہ اعلیٰ کوئی موجودہ دور کی ایلیٹ کلاس نہیں بلکہ اپنے وجود کی قوتوں کے اعتبار سے برتر اور بہتر افراد جو اپنے آپ کو عادل اور دوسری اعلیٰ خوبیوں سے آراستہ سمجھتے ہوں اور ان میں یہ موجود بھی ہوں۔ دوسری شادی ایسی سخت کسوٹی ہے جو اعلیٰ اور گھٹیا مسلمان کو ظاہر کر دیتی ہے اس لئے مسلمانوں کو اپنے اوپر اعلیٰ عہدوں پر افراد کو فائز کرتے وقت ان کو کم از کم 4 شادیوں یا عہدے کی اہمیت کے اعتبار سے 3,2 یا 4 کے حساب سے تولنا چاہئے خدا کی قسم 4 تک بیویاں مرد کے اعلیٰ یا گھٹیا ہونے کو ظاہر اور ثابت کر سکتی ہیں مگر ایسا نہ ہو کہ کوئی بے غیرت انسان 4 کرائے کی بیویوں سے سند لے کر اعلیٰ عہدے پر فائز کر دیا جائے۔مسلمانوں کو اس امر پر بہت دھیان دینا چاہئے۔

A-1-4- محض بدنامی :

اسے محض بدنامی کہنا انتہائی بری بات ہے کیونکہ بدنامی تو غیر مسلموں کی ہوتی ہے مسلمان مرد و عورت کی عزت میں اضافہ ہونا چاہئے ''اے مسلمانان ہندو پاک! بوٹا رام سے محمد بوٹا تو بن گئے مگر سنسکار (معیار) ابھی تک بھگوان کرشن اور لکشمی دیوی والے ہیں۔ اپنے اچھائی برائی کے معیار درست کر و مانا کہ تمہارے آباؤ اجداد ہندو تھے مگر تمہاری شخصیت سے ہندومت کا اثر ابھی تک نہیں گیا جو تمہیں یہ عظیم اور پاکیزہ عمل بدنامی کا باعث لگتا ہے۔

A-2 آج کل یہ افورڈ نہیں کیا جا سکتا :

مسئلہ نمبر 1 :ایک بیوی 4 بچے، آمدن محدود، بمشکل گزارہ، شریف آدمی ہوں بدکاری نہیں چاہتا، بیوی جنسی تشفی نہیں کر

پاتی اس لئے دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں مگر دوسری بیوی کا خرچہ کہاں سے اٹھاؤں؟

جواب:۔ میرے بھائی! کوئی مالدار معذور لڑکی ڈھونڈو یا نوکری پیشہ زائد عمر کی لڑکی دیکھ لو، صاحب جائیداد بیوہ کی تلاش کرو، امیر مطلقہ پر غور وخوض کرلو یہ چار قسم کی خواتین آپ سے شریفانہ بندھن چاہتی ہیں ایک دن اپنے گھر دوسرے دن ان کی طرف رہو انہیں آپ سے رقم نہیں چاہئے انہیں صرف جیون ساتھی چاہئے اگر یہ اسلامی ذہن کی ہیں تو آپ کو بے جا تنگ نہیں کریں گی جب آپکی ان کے امیر خاندان میں رشتہ داری ہوگی تو اپنے موجودہ کام سے فالتو وقت میں وہاں پر کوئی کام کریں اور یہ کمائی دوسری بیوی کو دیں یا تمام معاملات آپ دوسری بیوی سے پہلے ہی طے کر سکتے ہیں اپنی تمام پوزیشن واضح کریں قرآن پاک آپ کو باہمی کوئی بھی سمجھوتہ کرنے کی اجازت دیتا ہے جس پر آپ دونوں رضامند ہوں وہ چاہے مالی مسئلہ ہو یا باری کا۔ اب بتائیں افورڈ ہوا کہ نہیں؟ اتنا ضرور دھیان رہے کہ بی بی حضرت خدیجہؓ کی سنت پر عمل پیرا ہوسکتی ہو۔

A-2-2- مسئلہ نمبر 2 :۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ کوئی بیوہ، مطلقہ، معذور، زائد عمر مانتی نہیں یا اس کے گھر والے نہیں مانتے۔

جواب:۔ میرے بھائی! تو اس کے لیے اسلامی انقلاب کی ضرورت ہے یہ بیچارے نام نہاد مسلمان، دینی تعلیمات سے بے بہرہ لوگ ہیں۔ یہ تمہارا مسئلہ ہے کہ ان کو سمجھاؤ، یہ کتاب دو، ہم خیال افراد کو درمیان میں ڈالو، محنت کرو، صبر کرو، اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور سورۃ عصر کی پیروی کرتے ہوئے

''وتواصو بالحق'' (حق کی نصیحت کرتے رہو) اپنے موقف پر بولتے رہو، تم حیوان ناطق ہو اس لیے بولنا مت چھوڑو یہ تمہارا بنیادی حق ہے۔ لوگوں نے آج کل حق پر بولنا چھوڑ دیا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ مردوں کی دوسری شادی کو بادل نخواستہ تسلیم کرنے والے دوسرا اعتراض یہ پیش کرتے ہیں کہ پہلے وقتوں میں تو یہ ٹھیک تھا مگر آج کل زندگی کا جو سٹائل چل رہا ہے اس میں اسے افورڈ نہیں کیا جاسکتا پورا گھر کمائے تو بھی پوری نہیں پڑتی وہاں پر اکیلے مرد کی کمائی سے دو دو گھر چلنا مشکل ہے یہ واقعی کتنی عقل کی بات ہے تو ثابت ہوا کہ واقعی یہ آج کل افورڈ نہیں کیا جاسکتا تو بات ختم ہوئی۔ اب اس کے بعد ہم جو بھی کہیں گے وہ بحث برائے بحث ہے۔ فضول بے کار باتیں ہیں، غیر مسلم بھائیوں نے کہا دوسری شادی بری بات ہے بالآخر ہم مان گئے کہ واقعی بڑی بری بات ہے۔ نہ دوسری عورت کو ہونا چاہئے نہ دوسری مرد کی ہونا چاہئے اور

جب یہ بات بھی ثابت ہوگئی کہ آجکل افورڈ نہیں کیا جا سکتا تو تیسری بات کی گنجائش کہاں؟ آزاد خیال لوگ بحث کے دوران کہتے ہیں کوئی میٹریل بات کریں یا Logic سے بات کریں آئندہ صفحوں میں اس کا افورڈ ہونا یا نہ ہونا بڑی وضاحت کے ساتھ سامنے آئے گا۔

A-2-3- تین آدمی جن کی مدد کا اللہ ذمہ دار ہے

فرمایا حضورﷺ نے لازم ہے اللہ پر تین آدمیوں کی مدد کرنا پہلے وہ مکاتب جو ادا کرنے کی نیت رکھتا ہو دوسرا وہ نکاح کرنے والا مرد جو اس نکاح کے ذریعہ حرامکاری سے بچنا چاہتا ہو تیسرا مجاہد جہاد کرنے والا (ترمذی) نکاح کرنے والے کی نیت نکاح کرنے میں یہ ہو کہ میں نامحرم عورت پر نظر نہیں کروں گا اس سے بدکاری نہ کروں گا بلکہ جائز طریقہ پر صرف اپنی بیوی پر نظر رکھوں گا اسی سے اپنی خواہش پوری کروں گا تو ایسے شخص کا امدادی اللہ تعالیٰ ہوتا ہے۔سبحان اللہ! جس کی امداد خدا خود اپنے ذمے لے لے وہ پھر کس کا محتاج ہوگا۔افورڈ ہوا کہ نہیں؟؟

A-3- پہلی بیوی پر اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے

مسئلہ! ظلم ہوا ہے۔ بیوی سے برداشت نہیں ہوتا! صرف ذکر کیا تو بے چاری نے رو رو کر جان ہلکان کر دی ہے۔

جواب:۔اس کی شخصیت کے بنیادی پیرامیٹرز غیر اسلامی ہیں اسے سمجھاؤ اس کتاب میں بے شمار دلائل موجود ہیں اس کے وجود کی اچھائی برائی کی بنیادیں تبدیل کرو اسلام کے مطابق ڈھالو۔پھر وہ برداشت کر لے گی جب ایک بیوی خاوند کو جنسی عمل سے انکار کرتی ہے تو نہ صرف وہ اپنے مرد پر ظلم کرتی اور بالواسطہ مرد کو زناکاری پر مجبور کر کے پورے معاشرے پر ظلم کرتی ہے اس کا یہ معصومانہ ظلم کیوں لوگوں کو نظر نہیں آتا یقین جانو ظلم مرد نہیں عورتیں کر رہی ہیں مگر نہ ان کو اس بات کا ادراک ہے اور نہ دانشوروں کے پاس اس کا ادراک کرنے کی فرصت ہے۔رہ گئے غیر مسلم دانشور تو ان کی دانش کا مظاہرہ تمام امریکہ، یورپ میں ہو رہا ہے ان کی قومیں تباہی کی طرف جا رہی ہیں اور یہ دانشور اپنی قوموں کی تباہی کے اصل ذمہ دار ہیں۔

A-4 سوکن ایک گالی، عورت سوکن برداشت نہیں کر سکتی

سوکن یا سوتن یہ ہندی زبان کا لفظ ہے اسلام میں مرد کی دو بیویاں سہیلیوں، بہنوں کی طرح سلوک کرتی ہیں جس طرح سگی بہنیں یا سہیلیاں بھی آپس میں لڑ پڑتی ہیں یہ بھی آپس میں ناراض ہو سکتی ہیں مگر ان میں سوکن والے جذبات یا خیالات کا Set up نہیں ہوتا جو ہندی Mythology میں پایا جاتا ہے ہمارے برصغیر سے یہ Concept پوری

امت مسلمہ میں پھیل چکا ہے دوسری جگہوں پر عیسائیوں نے اسے برے تصور سے پیش کیا ہوا ہے اس لیے ہر جگہ سوکن کو برے الفاظ کے ساتھ یاد کیا جاتا ہے پہلی بیوی تو سوکن برداشت نہیں کرتی مگر کوئی دوسری عورت سوکن بننا بھی پسند نہیں کرتی اگر مرد اس میں دلچسپی لے تو مطالبہ ہوتا ہے کہ پہلی بیوی کو طلاق دو پھر شادی کروں گی اور اخبارات گواہ ہیں کہ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں۔

ہندو دھرم میں سوکن کا لفظ گالی کے لیے استعمال ہوتا ہے ہماری بدقسمتی کہ ہندوؤں کا ہمسایہ ہونے اور اپنی دینی تعلیمات سے دور ہونے کی بدولت ہم نے بھی سوکن کو گالی ہی قرار دے دیا ہے میری مسلمان عورتوں سے گزارش ہے کہ اپنی دینی تعلیمات پر عمل کریں۔ نہ آنے والی کو سوکن سمجھیں نہ خود کسی کی سوکن بنتے وقت برا محسوس کریں اگر ہم اپنی روحانی ماؤں کے واقعات سوکن کے لفظ سے بیان کریں تو وہ یوں ہیں کہ حضرت عائشہؓ حضرت سودہؓ کی سوکن تھیں اور یہ دین اسلام کی پہلی سوکن تھیں جس طرح حضورؐ کو یہ بہت محبوب تھیں امت مسلمہ بھی ان سے زیادہ محبت رکھتی ہے اس لئے مسلمان عورتوں کو سوکن بنتے وقت شرمندگی محسوس کرنے کی بجائے فخر محسوس کرنا چاہیۓ اور پھر حضرت عائشہؓ نے اپنے بعد آٹھ سوکنوں کو خوشدلی سے قبول کیا اس لئے خود سوکن بننا اور اپنے ساتھ سوکن کو قبول کر کے آپ حضرت عائشہؓ کی پیروی کریں گی اور اس کا ثواب الگ ملے گا۔ اب بتائیں سوکن بننا اور قبول کرنا گالی ہے یا عزت افزائی ہے۔ دراصل ہماری تعلیم و تربیت ہی اسلامی نہیں ہے۔

پیارے بھائیو اور بہنوں دیکھو حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ کا آپس میں کتنا پیار تھا کہ حضرت سودہؓ نے اپنی پیاری سوکن حضرت عائشہؓ کو رسم عروسی کے لیے خود تیار کیا یہ دونوں آپس میں 2 سال اکٹھی رہیں کبھی کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں نہیں آیا سہیلیوں، بہنوں کی طرح رہیں حضرت سودہؓ کا ان سے عمر میں جتنا فرق تھا وہ انہیں چھوٹی بہنوں کی طرح پیار کرتی تھیں اور آخری دو تین سال جب وہ خود قریباً 60 سال کی اور بہت فربہ ہو چکی تھیں تو اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو دے دیا تھا۔ مسلمان بہنوں! دین اسلام میں سوکن لفظ ہی نہیں ہے اگر رکھنا ہے تو ان کی باہمی محبت کی مثال دیکھیں حضرت عائشہؓ کے بعد حضرت حفصہؓ ان کی سوکن بنیں یہ دونوں تقریباً ہم عمر تھیں مگر رقابت کا نام و نشان نہیں تھا بہنوں سے بھی بڑھ کر ان کی آپس میں دوستی تھی اور ان کی دوستی کے بے شمار واقعات تاریخ اسلام اور احادیث میں ملتے ہیں۔

A-4-2- نسوانی تکبر اور حسد کا علاج:

عورت کا تعدادِ ازدواج کے شدید خلاف ہونے کے لیے بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ عورت اپنے خاوند کے ساتھ پیار

میں کسی کی شرکت برداشت نہیں کرسکتی گویا عورت اپنے پیار میں کسی دوسری عورت کا شرک برداشت نہیں کرتی اور اپنے ملکیتی احساس (Possessive Minded) کی بدولت اپنے خاوند کو صرف اپنے لیے مخصوص رکھنا چاہتی ہے۔عورت کا ملکیتی احساس (منفی شدت کے ساتھ تو پھر بھی نہیں) اپنی اولاد، اپنے مال، اپنی لونڈی غلام کے لیے تو درست ہے مگر خاوند کو اپنی ملکیت تصور کرنا خاوند کی عزت گھٹانے کے مترادف ہے کیونکہ ملکیت تو غلام ہوتے ہیں جبکہ خاوند غلام نہیں ہوتے مرد کو ذہنی طور پر برتر تسلیم کرنے کے لیے ضروری ہے عورت مرد کے لیے دوسری یا زائد بیویوں کو ذہنی طور پر فراخدلانہ قبول کرے۔عورت اپنے اس عمل کو پیار کا نام دیتی ہے کہ وہ اس لئے تعدد ازدواج کو پسند نہیں کرتی خالانکہ یہ پیار نہیں خود غرضی ہے منفی احساس ملکیت ہے انا کی منفی ترویج ہے خاوند کو ملکیت (غلام) سمجھنے کے مترادف ہے۔بے صبرے پن اور احساس برتری کی علامت ہے چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ مردانہ شخصیت والی عورت یا جارحانہ مزاج کی خاتون اپنے مرد کو دوسری شادی کی اجازت نہیں دیتی۔بلکہ شادی کر لینے پر بری طرح ذلیل و رسوا کرتی ہے اپنے محبوب کو ذلیل و رسوا کرنا کہاں کا پیار ہے یہ محض احساس ملکیت کی بوتل پر محبت کا لیبل ہے۔

شرک سب سے بڑا گناہ ہے اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کسی کی شراکت پسند نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ تکبر صرف اپنے لیے پسند کرتا ہے۔اللہ تعالیٰ اپنے تکبر کی بدولت ہی شرک کو ناپسند کرتا ہے۔اب آیئے عورت کی نفسیات کی طرف عورت اپنی نسوانیت پر مغرور مخلوق ہے یہ بھی اپنے خاوند کو صرف اپنے لیے مخصوص اور مملوک رکھنا چاہتی ہے جو اس کے پیار اور حق ملکیت کے علاوہ غرور کی نشانی بھی ہے اس کا اپنے ساتھ کسی دوسری عورت کا اشتراک برداشت نہ کرنا گویا شرک کو ناپسند کرنے والی بات ہے اور شرک کو ناپسند کرنے والا تو اللہ تعالیٰ ہے اور وہ مغرور بھی ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندے میں صرف عاجزی کو پسند کرتا ہے عورت دوسری عورت کی شرکت کو ناپسند کر کے دراصل غرور کا شکار ہو جاتی ہے بلکہ دوسری عورت کی شرکت اس کے نسوانی غرور کو خاک میں ملا دیتی ہے تو کیا اس عمل سے (خاکم بدہن) عورت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سمجھ رہی ہے (نعوذ باللہ) اپنے ساتھ شرک کو ناپسند کر رہی ہے جبکہ اس میں عاجزی ہونا چاہیئے۔

A-5 مردوں نے اپنی عیاشی کے لیے قرآنی اجازت کو ڈھال بنا رکھا ہے

عورتوں کی طرف سے یہ اعتراض اکثر کیا جاتا ہے کہ اس کا تفصیلی جواب D.14 زنا کے عنوان میں دیا گیا ہے۔مختصراً صرف اتنا کہیں گے کہ دوسری شادی میں عیاشی کا کوئی بھی عنصر نہیں پایا جاتا۔عیاشی صرف بے نکاحی عورتوں کے ساتھ

ممکن ہے جب نکاح کا پاکیزہ رشتہ جڑ گیا عورت کے تمام بیوی والے حقوق بیدار ہو گئے تو عیاشی کا تمام غبار رفو چکر ہو گیا۔

A-6 کیا سارا اسلام دوسری شادی میں ہی دھرا ہے؟

یہ بھی عورتوں کی طرف سے کہا جانے والا بہت بڑا اعتراض ہے اور اس کا صرف اتنا سا جواب ہے کہ اگر تم لوگ دوسری شادی کے تمام فائدوں کو باریکی سے دیکھو تو یقین جانو تمہیں نظر آئے گا کہ واقعی سارا اسلام دوسری شادی میں پنہاں ہے دوسری شادی کی کافی عظمتیں جو اس کتاب کے مختلف عنوانات میں درج ہیں مشہور فلاسفر افلاطون کی قدیم تحقیق ہے کہ معاشرے کی تمام خرابیوں کی جڑ صرف ایک ہے اور اس کا نام بے انصافی ہے۔ پیاری بہنو! جب دوسری شادی کا نظام صرف عدل کی بنیاد پر ہی چل سکتا ہے تو خود سوچو کہ جب ہر دوسرے گھر میں ہر وقت انصاف ہی زیر بحث ہے اور انصاف ہی ترقی کر رہا ہے تو اس نظام انصاف کا اثر جب وسیع ترین ملکی اور اجتماعی معاشرت تک پہنچے گا تو ہر محکمے میں انصاف ہی پروان چڑھے گا۔ اب آ گیا نا سارا اسلام دوسری شادی میں۔ اس کے مزید کتنے عظیم ترین فائدے ہیں شاید ہم ابھی گمراہی کے اندھیروں میں ان کو تلاش نہیں کر سکتے ہیں۔ دیکھئے G-1-2

A-7 بچے ناراض ہو جاتے ہیں، عزت نہیں کرتے، انہیں صحیح توجہ نہیں دی جا سکتی

آج کل دوسری شادی میں پیدا ہونے والی یہ ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے اگر عورت یا مرد دوسری شادی پر رضا مند ہیں تو بچوں کے بارے میں سوچ کر وہ Step نہیں لیتے پہلی مثال میں مطلقہ یا بیوہ کا ذکر کرتے ہیں اس کے بچے اگر بہت چھوٹے ہیں تو یہ کہتی ہے کہ دوسری شادی کے بغیر میں انہیں جتنی توجہ دے سکتی ہوں دوسری شادی ہونے پر میں انہیں نہیں دے سکتی جیسا کہ حضرت ام ہانیؓ C-17 کے واقعہ میں یہ مثال ملتی ہے مگر یہ کوئی اچھی وجہ نہیں ہے اور دین اسلام میں اسے پسند نہیں کیا گیا اور عورت کی بچوں پر اپنی توجہ کم ہونے کی بجائے مرد کی بھی حاصل ہو جائے گی دوسری بات کہ بچے ناراض ہو جاتے ہیں اور اپنی ماں کی اور دوسرے باپ کی عزت نہیں کرتے تو اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بچوں کے اردگرد جو ماحول ہے اس میں دینی تعلیمات کی بے تحاشا کمی ہے ہماری گفتگو ہماری سوچ، ہمارا میڈیا، الیکٹرانک، فلم یا پیپر (اخبار، رسائل) جو ہماری شخصیت میں اچھائی بُرائی کی بنیادیں بناتا یا توڑتا ہے اس میں بہت زیادہ کفریہ پیرامیٹرز موجود ہیں جو دوسری شادی کے سخت خلاف ہیں بچوں کے ان پیرامیٹرز کو اسلامک کرنا بہت ضروری ہے۔

ہمارا نظام تعلیم دین سے کوسوں دور ہے یہ اچھا مسلمان پیدا کر ہی نہیں سکتا یہ ہمیں صرف کلرک بنا سکتا ہے یا سادہ سا جانور،اس کی تبدیلی کا انتظار کرنے کی بجائے گھریلو سطح پر بچوں کی دینی تربیت کی جائے۔انہیں اسلامی کتب لا کر دیں، خود پڑھیں اور بچوں کو بتائیں۔ سورۃ عصر کی ہدایت کو نہ بھولیں ''واتو اصو بالحق'' (دوسروں کو حق بات کی نصیحت کرتے رہو) اگر آپ اپنے بچوں کو حق بات نہیں سمجھا سکتیں پھر یہ دینی فریضہ تو دوسرے لوگوں کو نصیحت کرنے کے لیے بھی ہے نیکی کا آغاز گھر سے کریں۔اس لیے جب بچوں کے ذہن اسلامی تعلیمات کے مطابق ہو جائیں گے تو وہ ان امور پر ناراض ہونے کی بجائے خوش ہوا کریں گے۔دوسری بات کے عزت نہیں کرتے تو جونہی بچوں کا ذہن دینی تعلیمات سے آراستہ ہو جائے گا تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ وہ آپ کی اور اپنے سوتیلے باپ کی عزت نہ کریں۔

A-8 مردوں کا بھی ذہنی سکون ختم ہو جاتا ہے،محبت تقسیم ہو جاتی ہے

عورتوں کا یہ موقف بھی ہے کہ دو بیویوں کی صورت میں مرد کی محبت بٹ جاتی ہے اس کا دھیان دو طرف مرکوز رہتا ہے۔ آمدورفت دو مختلف جگہوں پر ہونے سے نہ اس کا جسم آرام کر پاتا ہے نہ اس کے ذہن کو سکون ہوتا ہے وہ مختلف بیماریوں کا شکار ہو سکتا ہے یہ تمام امور مل کے اس کا ذہنی سکون برباد کر سکتے ہیں جس سے مزید تباہیوں کا آغاز ہو جاتا ہے اس لیے دوسری شادی کسی طرح بھی عورتوں کے علاوہ مردوں کے لیے بھی اچھی نہیں ان کی جسمانی،ذہنی،جذباتی،روحانی، مالی نیز ہر طرح کی تباہی و بربادی شروع ہو جاتی ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ نارمل مردوں کا ذہنی سکون دوسری شادی سے برباد نہیں ہوتا کچھ کمزور مردوں کا برباد ہو سکتا ہے جو بیچارے ایک کے قابل بھی نہیں ہوتے تو ان کو دوسری شادی کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کچھ مرد خشک مزاج ہوتے ہیں وہ ایک کو محبت بھی پوری نہیں دے سکتے ان کی محبت جب بانٹی جائے گی تو پیچھے بہت کم رہ جائے گی دوسری شادی کا Step ان کو نہیں لینا چاہئے۔اس کی طاقت ور مسلمان مردوں کو اجازت ہے۔جسمانی،ذہنی،مالی،جذباتی طور پر مفلوک الحال اور پھکڑ مردوں کو اس عمل سے پرہیز کرنا چاہئے۔ورنہ وہ خود بھی ذلیل ہوں گے اور اس عظیم عمل کی بھی بدنامی کا باعث بنیں گے۔

کئی افراد کے نزدیک دوسری شادی کا عمل بیوی سے بے وفائی کے مترادف ہے ان کے ذہن میں ہر طرح سے واضح ہونا چاہئے کہ یہ خالصتاً ہندووانہ سوچ ہے خاوند کا دوسری شادی کرنا، ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ پہلی بیوی سے بے وفا ہے ایسا ہندو تعلیمات اور معاشرت کے مطابق درست ہے مگر دین اسلام اسے بے وفائی نہیں مانتا۔حضور ﷺ

کی حضرت عائشہؓ کیلئے محبت سے کون واقف نہیں۔ مگر اُن کے بعد 8 شادیاں کیں لیکن حضرت عائشہؓ سے خاص محبت موجود رہی۔ یہ اسلامی محبت کا طور ہے، انداز ہے۔ ہندوانہ دوسری طرح کا ہے ہم ان کی نقالی کیوں کریں؟ پھر ہندوؤں کا طرزِ محبت یک زوجگی والا ہے ہمارا چہار زوجگی والا ہے۔

A-9 دونوں بیویوں کی سیاسی جنگ پورے گھر کو تباہ کر دیتی ہے

یہ بات واقعی درست ہے کہ دو بیویوں کی سیاسی جنگ پورے گھر کو، بچوں کی تربیت کو، خاوند کی ترقی کو، اس کی ذہنی ،جسمانی صحت کو، عورتوں کی خوشیوں کو برباد کرسکتی ہے اس لیے دوسری شادی سے بچنے میں ہی عافیت ہے اس اعتراض کا جواب صرف اتنا ہے حکمران اگر کمزور ہوں، ناداں اور نالائق ہوں تو اس ملک میں تمام طبقات آپس میں کشمکش کا شکار ہوجاتے ہیں اور پورے ملک کی ترقی اور سکون برباد ہوجاتا ہے۔ لیکن قابل ترین حکمرانوں کی موجودگی میں یہی باہم دست وگریباں طبقے حالت امن میں چلے جاتے ہیں تو گویا قصور لڑنے والے طبقات کا نہیں حکمرانوں کی لیاقت یا نالائقی کا ہے مرد گھر کا حکمران ہے اگر نالائق، گھٹیا، خودغرض، نفس پرست، لالچی اور بزدل ہوگا تو اس کی بیویاں واقعی آپس میں لڑتی رہیں گی دین اسلام انسانوں کی ایسی تربیت کرتا ہے کہ اس کے ماننے والوں میں یہ برائیاں بہت کم ہو جاتی ہیں اوران کے برعکس خوبیاں بڑھ جاتی ہیں لہٰذا لائق، دانش مند، صحت مند، بہادر، متوکل باللہ اور درویش صفت مرد کی موجودگی میں بیویاں تو کیا ہمسائے بھی نہیں لڑتے، اس کی صاف گوئی اور جلال سے سب رعب کھاتے ہیں مگر ہمارا ناقص نظام تعلیم اور کاروباری ذرائع ابلاغ مردوں کی ایسی گھٹیا تربیت کررہے ہیں کہ وہ اعلیٰ خوبیوں سے ویسے ہی محروم ہوتے جارہے ہیں پرجلال مردوں کی کمی ہے

عورتوں کے ساتھ دوستانہ رویہ رکھنے والے، ان کے مشورے پر چلنے والے اور عورتوں کی طرح لڑنے والے مردوں کی بہتات ہے۔ تو ایسے زنانہ ٹائپ مردوں کی بیویاں آپس میں لڑیں گی بھی، گھر کا سکون بھی برباد کریں گی اور وہ سب کریں گی جو ہم سوچ بھی نہیں سکتے ان مردوں کو دوسری شادی سے پرہیز کرنا چاہئے انہیں کے لیے آیت کریمہ ہے: ''کہ اگر تم انصاف نہ کرسکو تو ایک ہی بہتر ہے'' اگر آپ لائق اور دانش مند مرد ہیں تو محسوس کرتے ہوں گے کہ بڑے ہی عقلمند اور زیادہ تر خوبیوں سے بھرے ہوئے مرد ہیں لیکن اگر آپ کی بیویاں آپس میں لڑتی رہیں گی تو بس سمجھ لیں کہ آپ کتنے اعلیٰ مرد ہیں، صرف اتنا یاد رکھیں طاقتور مرد کی بیویاں نہیں لڑسکتیں کمزور مرد کی بیویاں لڑتی رہتی ہیں۔

مزید وضاحت G-11-6 صفحہ نمبر میں الجبرا کے تحت بھی دیکھیں۔

A-10 پہلی عورت کے حق پر ڈاکہ ہے، خاوند کو دوسری شادی سے روکنے کے طریقے اور ہتھکنڈے

(مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

A-11 دوسری شادی سے معاشرے پر تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں

مڈل ایسٹ میں دوسری شادی کا عمل بہت زیادہ ہے اگر ان کی تعلیم و تربیت مزید بہتر ہو تو وہ ایک مثالی اسلامی معاشرہ کہلایا جا سکتا ہے۔ اگر یہ ایک تباہ کن عمل ہوتا تو ان کے معاشرے پر اس کے بہت زیادہ اثرات نظر آتے مگر ہم معاشرتی سطح پر جا کر دیکھیں تو ان لوگوں میں بہت سی خوبیاں پائی جاتی ہیں کسی بھی معاشرے کی تمام برائیوں کا آخری نتیجہ قتل و غارت ہوتا ہے گویا یہ تمام برائیوں کا آخری انجام End-product ہے۔ یقیناً آپ کو پتہ ہوگا کہ مڈل ایسٹ میں قتل کی شرح سب سے کم ہے میں جانتا ہوں کہ اس وقت وہ کوئی اسلامی مثالی معاشرہ نہیں ہے مگر وہاں پر اتنی دینی تعلیم و تربیت موجود ہے اور دوسری شادی کے عمل کی خیر سے وہ بہت سے بظاہر اعلیٰ معاشروں سے برتر ہے۔ امریکہ میں قتل کی شرح سب سے زیادہ ہے یہ ایک فقرہ اوپر والی بحث کے تناظر میں دیکھیں تو ثابت کرتا ہے کہ ان میں برائیوں کی شرح زیادہ ہے اور دوسری شادی کا تو تصور ہی نہیں تو ثابت ہوا کہ دوسری شادی معاشرے پر اعلیٰ ترین اثرات تو مرتب کر سکتی ہے بدترین نہیں کیونکہ ایسے معاشرے میں سب سے مضبوط عنصر عدل کا ہوتا ہے اور یہی تمام معاشرتی اچھائیوں کا مضبوط ترین ستون ہے۔

A-12 پرانے زمانے کی فرسودہ رسم

دوسری شادی کو یہ کہہ کر اکثر رد کیا جاتا ہے مگر جدید دور نے اس کا کیا متبادل دیا ہے؟ یہ کوئی نہیں بتاتا اگر ہر پرانی چیز فرسودہ اور بے کار ہے تو پرانے زمانے کے لوگ ہاتھوں سے کھاتے تھے تو اعتراض کرنے والے پیروں سے کھایا کریں تاکہ پرانے زمانے کی فرسودگی کا الزام نہ رہے۔ مثال کا مطلب دل آزاری نہیں محض یہ سمجھانا ہے کہ کسی چیز کو پرانا کہہ کر بیکار نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ اسکی افادیت (Utility) کو مدنظر رکھنا چاہئے اور دوسری شادی فائدوں سے بھرا ہوا عمل ہے۔

A-13 پہلی بیوی نہیں مانتی۔ منانے کے طریقے

جواب:۔ اسلام نے اسے منانے کے لیے نہیں کہا ہے تم اپنا حساب لگاؤ کہ تم مالی، جسمانی، عدل کے تقاضوں کے مطابق ہو کہ نہیں اور دوسری شادی کا سلسلہ چلا سکتے ہو یا نہیں اور پھر اس پر غور کرو۔ بیوی کو اطلاع کر دو کہ پہلے روزانہ

دستیاب تھا اب ایک دن کے وقفے سے میسر ہوں گا اور اس بات پر توجہ کرو کہ گھر کی حفاظت اور دوسرے گھریلو امور کے متعلق کمی کا کیا تمہارے پاس کیا بندوبست ہوسکتا ہے۔ دوسری بات کہ وہ اجازت نہیں دیتی تو بھائی علامہ پرویز صاحب کی روح کو ایصال ثواب کیا کرو یہ انہی کا کیا دھرا ہے پوری امت مسلمہ میں یہ قانون صرف پاکستان کے عائلی قوانین میں شامل ہے کہ دوسری شادی کرتے وقت پہلی سے اجازت لی جائے۔الرجال ہم ہیں اجازت ان سے لے رہے ہیں یہ تو مردوں کے گھریلو اقتدار اعلیٰ پر ڈاکہ زنی ہے اس قانون کو اسلامی ڈھانچے کے مطابق درست کرنے کے لیے آواز اٹھائیں۔قانون درست ہوجائے گا اور اجازت لینے کے تکلف سے چھٹکارا مل جائے گا۔

قانون میں ترمیم کے لیے بہت وقت درکار ہے تمہاری شادی کی عمر ہی نہ نکل جائے اس کے درست ہونے تک تم بیوی کو منانے کی کوشش کرو اور کرتے رہو۔

ہمارا ملک پھر بھی اچھا ہے کہ اجازت لے کر کر سکتے ہو یہ مسئلہ بھی ہندوؤں کی صحبت کی بدولت ہے۔ادھر ترکی، تیونس، بوسنیا والے براہ راست عیسائیوں، یہودیوں کے زیر اثر ہیں ان تین مما لک میں عیسائی ملکوں کی طرح دوسری شادی پر مکمل پابندی ہے یعنی ایک بیوی کی موجودگی میں آپ دوسری شادی اجازت لے کر بھی نہیں کر سکتے اس لیے ہمارا پاکستان جیسا بھی ہے اچھا ہے جبکہ مزید بہتری کی گنجائش تو ہمیشہ ہر جگہ ہوتی ہے۔مکتبہ دارالسلام کی کتاب "شادی سے شادیوں تک مصنف اُمِ عبدالرحمٰن ہرش فیلڈر اور اُمِ یاسمین رحمٰن" بھی فائدہ مند ہے بیوی کو پڑھنے کے لئے دیں اس میں صفحہ نمبر 182 سے چند اقتباسات درج ہیں۔

3۔سوال:۔ میں اپنے خاوند میں کسی کی شراکت نہیں چاہتی۔کیا یہ کوئی جرم ہے کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو صرف اور صرف اپنا بنا کر رکھنا چاہتی ہو؟

جواب: چاہنے اور خواہش رکھنے کی حد تک یہ کوئی جرم نہیں ہے۔خاوند کے سلسلے میں زیادہ تر عورتیں خود غرض ہی ہوتی ہے۔مگر ایک بات ذہن میں ضرور رکھیے کہ آپ کو اپنی ایک مسلمان بہن کے لیے وہی کچھ پسند کرنا چاہئے جو اپنے لیے پسند کرتی ہیں۔معاملہ شادی اور اپنے شوہر کا ہو تو اِس اصول پر عمل کرنا واقعی بہت مشکل ہوجاتا ہے برا نہ مانیئے گا کہ بہت سی عورتوں کی طرح آپ بھی خود غرضی کا مظاہرہ کررہی ہیں، مگر یاد رکھیے کہ آپ کے خاوند کو اللہ نے چار تک شادیاں کرنے کا حق دے رکھا ہے۔اپنے ان جذبات کے لیے اللہ ہی کی طرف رجوع کیجئے۔(ہمارا مضمون A-4-2 بھی دیکھیئے)

5۔سوال:۔ میرے شوہر نے دوسری شادی کر لی تو کیا میرے دل میں اس کے لیے موجود احترام اور محبت میں کمی آجائے گی؟ کیا محبت نفرت میں بدل جائے گی؟

جواب:۔ آپ کا یہ سوچنا کہ ایسا ہو جائے گا، بالکل قدرتی بات ہے اور شروع شروع میں سطحی طور پر ایسا ہو بھی جاتا ہے۔ آپ کی یہ سوچ اس کے دوسری شادی کے ارادے کی خبر پا لینے کا نتیجہ ہے۔ آپ کو یہ خیال آتے ہی دھچکا سا لگتا ہے اور محسوس ہونے لگتا ہے کہ اس کے لیے آپ کی محبت کم ہو رہی ہے۔ دوسری جانب آپ کو زیادہ صدمہ پہنچنے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ آپ کو شوہر سے شدید محبت ہے حقیقت حال یہ ہے کے جب تک وہ اپنا ہر کام مناسب طریقے سے انجام دے رہا ہے اور اللہ کے احکامات کی پیروی کر رہا ہے تو آپ کے دل میں اس کی محبت کم ہو جانے کا کوئی معقول جواز موجود نہیں ہے۔ یہ تو نئی صورتحال کو ذہناً قبول کرنے کا معاملہ ہے۔ چونکہ آپ محسوس کرتی ہیں کہ آپ کو اس سے اب بھی محبت ہے تو انشاء اللہ یہ محبت آپ کو با آسانی اگلی منزل بھی پار کرا دے گی۔ آپ بالآخر تعدد ازواج میں خوشی محسوس کرنے لگیں گی۔

6۔سوال:۔ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ اللہ مجھے دکھوں، مصیبتوں، ذلتوں اور تنہائیوں میں گھری ہوئی حالت کے حوالے کر کے خوش ہو گا؟

جواب:۔ آپ کو تعدد ازواج کے بارے میں یوں نہیں سوچنا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ نے کئی بیویوں سے شادیاں کیں اور وہ امت کی بہترین خواتین میں سے تھیں۔ جان لیجئے کہ تعدد ازواج میں کوئی تذلیل نہیں ہے۔ تذلیل اسلام اور اسلامی احکامات کی خلاف ورزی کرنے سے ہوتی ہے اور تعدد ازواج تو اسلام کا حصہ ہے۔ آپ کے شوہر کے دوسری شادی کر لینے سے آپ کے کردار پر حرف آتا ہے نہ یہ بطور بیوی آپ کے فرائض میں کوتاہی کا کوئی ثبوت ہے۔

ایک سے زیادہ بیویوں کی خواہش مرد کی فطرت کا ایک حصہ ہے۔ آپ کا شوہر بھی اپنی فطرت کے اظہار کی طرف بڑھ رہا ہے، لہٰذا زیادہ فکر مند نہ ہوں۔ اپنا سر بلند کر کے رہئے، خود پر اور اپنی شادی پر فخر کیجئے۔ اپنی ان بہنوں کے بارے میں سوچئے جنہیں اس دنیا میں آپ کی بہ نسبت کم نعمتیں ملی ہیں اور وہ آپ سے بڑھ کر حالات کی نامساعدت کا سامنا کر رہی ہیں۔ یہ آپ کے لیے اللہ کی طرف سے ایک امتحان ہے۔ امتحان میں کامیابی اپنے اندر کافی معنی رکھتی ہے۔ آپ اس میں کامیاب ہونے کی کوشش کیجئے۔ جہاں تک تنہائیوں کا معاملہ ہے، انشاء اللہ آپ جلدی ان پر بھی قابو پا لیں گی۔

9۔سوال:۔عورتیں تعدداز واج کا راستہ کیوں اپناتی ہیں؟ یعنی وہ سوکن بن کر آنا کیوں پسند کرتی ہیں؟

جواب:۔عورتوں کے تعدداز واج کو پسند کرنے کے کئی اسباب ہیں۔معمر عورتوں کے اس پر رضا مند ہونے کی اہم وجہ یہ ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ پہلے بیوگی کا صدمہ برداشت کر چکی ہوں، سر پر بچوں کا بھی بوجھ ہو اور اب سہارے کی متلاشی ہوں۔دیگر عورتوں کے اس پر رضا مند ہونے کی مندرجہ ذیل وجوہات ہوسکتی ہیں:

1- وہ ایسے مردوں سے متنفر رہتی ہیں جو ان کا ناطقہ بند کیے رکھیں اور ایسے مرد کی متمنی ہوتی ہیں جو ہنس مکھ ہو اور انہیں احترام اور راحت دے سکے۔

2- عورتیں تھوڑی سی آزادی چاہتی ہیں اور تعدداز واج، یک زوجی کی بہ نسبت زیادہ آزادی دے سکتی ہے۔

3- تعدداز واج میں گھر کی صفائی، کھانے پکانے، لانڈری اور مہمان نوازی کی ذمہ داریاں بٹ جاتی ہیں۔دو یا تین عورتیں ہوں اور اکٹھا کام شروع کریں تو جلدی نمٹا لیتی ہیں۔

4- ''کافرانہ طرز کے تعدداز واج'' سے باخبر عورتیں جانتی ہیں کہ مرد ایک بیوی پر قناعت نہیں کرتا، جب ایسا ہونا ہی ہے تو ''اسلامی تعدداز واج'' اس کے لیے قواعد مقرر کر کے مرد کو چند حدود کا تابع بنا دیتی ہے جبکہ مغرب میں کوئی رکاوٹ موجود نہیں ہوتی۔

5- تعدداز واج اس لحاظ سے بھی پسندیدہ بات ہے کہ عورت کو ہر روز مرد کی ''خدمت وتواضع'' نہیں کرنا پڑتی۔جب ایک بیوی کی باری نہ ہو تو وہ ان دنوں اپنی پسند کا کوئی سا بھی مشغلہ ڈھونڈ سکتی ہے۔اگلی باری آنے تک اسے کوئی روک ٹوک نہیں ہوتی۔

10۔سوال:۔تعدداز واج کی زندگی کے دوران میں اگر پریشانیاں بڑھ جائیں اور فتنے کے امکانات پیدا ہو جائیں تو کیا کیا جانا چاہئے؟

جواب:۔صبر، صبر، اور مزید صبر۔خود کو یہ یاد دلاتی رہیے کہ ان آزمائشوں پر اگلے جہاں میں جو اجر کثیر ملنے والا ہے اس کی لذتیں دنیا کی لذتوں اور راحتوں سے کہیں بڑھ کر ہوں گی۔ذکر الٰہی میں مصروف رہیے۔یہ بات بھی ذہن نشین رکھیے کہ شادی خواہ تعدداز واج والی ہو یا ایک ہی بیوی والی، نشیب وفراز آتے رہتے ہیں۔جن عورتوں کی سوکنیں نہیں کیا وہ قسم قسم کے عوارض میں مبتلا نہیں ہوتیں؟ وہ ان کے علاج کے لیے کچھ نہ کچھ کرتی ہی ہیں۔اس طرح تعدداز واج سے پیدا ہونے والے مسائل کا بھی حل تلاش کیا جا سکتا ہے۔

11۔سوال:۔آپ اس تجویز کے حق میں ہیں کہ مستقبل میں بننے والی بیوی، اس شوہر کی موجودہ بیوی سے رابطہ قائم کرے؟ اگر رابطہ ہو جائے تو دونوں کو ایک دوسری سے کیا کچھ پوچھنا چاہیئے؟

جواب:۔اس مسئلے پر کئی آراء پائی جاتی ہیں۔بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ یہ معاملہ خاوند ہی پر چھوڑ دیا جانا چاہیئے، وہ جانے اور اس کی موجودہ بیوی جانے۔اس سے اس کی شادی کامیاب جارہی ہے یا اس میں الجھاؤ پڑ رہے ہیں، یہ اس کی اپنی سر دردی ہے۔انہیں کچھ مشکلات درپیش ہیں تو ان کی ذمہ داری، نئی آنے والی پر نہیں۔یہ پوچھنے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس کے منہ سے کوئی ایسی بات نکل جائے جس سے موجودہ بیوی غصے میں آجائے اور اس کے اثرات ان کی آنے والی زندگی پر بھی پڑتے رہیں۔بعض لوگ مکالمے کے حق میں ہیں۔ان کے خیال میں نئی آنے والی بیوی کو موجودہ بیوی سے شوہر کے بارے میں مفید معلومات حاصل ہوسکتی ہیں۔ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس سے شوہر کے دین، اس کے مزاج اور بیوی سے سلوک کے بارے میں استفسارات کیے جاسکتے ہیں، لیکن ذاتی نوعیت کے سوالات سے گریز کرنا ہی بہتر رہتا ہے۔بہر حال اس کا انحصار موجودہ بیوی کے مزاج پر ہے۔اگر وہ ذاتی زندگی سے متعلق سوال کا جواب نہ دینا چاہے تو اس پر اصرار نہ کیا جائے۔وہ مستقبل کی بیوی سے بات کرنے کی پابند نہیں ہوتی۔

موجودہ بیویوں کو بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ مستقبل کی بیویاں ان کے استفسارات کا جواب دینے کی مکلّف نہیں ہوتیں۔ایسی صورتحال دونوں فریقوں کے لیے جذباتی طور پر تکلیف دہ ہوتی ہے۔اس سے یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ عورتوں کے اظہار جذبات کے اپنے اپنے منفرد طریقے ہوتے ہیں۔اگر کوئی بہن بات نہیں کرنا چاہتی تو پوچھنے والی کو اسے اپنی توہین نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ اس کی کوئی توجیہ کرکے اپنے آپ کو مطمئن کر لینا چاہیئے۔کوئی خاتون جواب دینے کی بجائے جھینپ جاتی ہے تو یہ بھی اظہار جذبات کا ایک طریقہ ہوتا ہے۔مستقبل کی بیوی، اس خاتون سے نکاح نہیں کر رہی ہے، نکاح تو وہ اس کے شوہر سے کرے گی، اس لیے ان کی آپس میں بات چیت ہونا ضروری نہیں۔

موجودہ بیویوں کو یہ بھی سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کے شوہروں کو دوسری یا تیسری شادی کے لیے ان سے منظوری لینے کی ضرورت پڑے گی نہ ان سے یہ اجازت نامہ لینا ہوگا کہ وہ کس خاتون سے شادی کریں اور کس سے نہ کریں۔ہمیں نبی کریم ﷺ اور ان کی بیویوں کی مثال سامنے رکھنا ہوگی۔رسول اللہ ﷺ کی پہلی بیویوں کی آپ کی مستقبل کی بیویوں سے شادی سے قبل کوئی بات چیت نہیں ہوئی۔بعض صورتوں میں یہ بھی ہوا کہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کو آپ ﷺ کی ایک اور شادی کا بعد میں علم ہوا کیونکہ آپ کی بعض شادیاں لمبے سفر کے دوران میں ہوئی تھیں۔دوسری شادیوں کے سلسلے میں ازواج

مطہراتؓ کے پاس اعتراض کرنے یا رکاوٹ ڈالنے کے کوئی اختیارات نہیں تھے۔آپ کی نئی شادیوں کے بعد انہوں نے اپنے فاصلے برقرار رکھے اور صرف ذمہ داریوں اور کاموں سے سروکار رکھا۔آپ نے یہ انتخاب اپنے ہاتھ میں رکھا کہ کس سے شادی کرنی ہے اور کب کرنی ہے؟ اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی بیویوں کا طرز عمل ہمارے لیے بہترین نمونہ عمل ہے۔

12۔سوال:۔ میں اپنے شوہر کی دوسری شادی کے صدمے سے کیسے نجات پاؤں؟

جواب:۔ پہلے تو اپنے اس عقیدے کا برملا اظہار کریں کہ ہم اللہ کے لیے ہیں اور ہم نے اسی کی طرف جانا ہے۔یعنی انا للّٰہ و انا الیہ راجعون بار بار پڑھیں اور اس کے مفہوم کو ذہن نشین کرتی رہی۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کی مدد فرمائے اور آپ کے سکون واطمینان کو بحال
کرے۔ تیسرا یہ کہ روئیں اور خوب رو رو کر دل کی بھڑاس نکالیں (لیکن بچوں کی موجودگی میں نہیں) اس سے غم کی شدت میں خاصی کمی آجائے گی۔ یہ سمجھنے کی غلطی ہرگز نہ کیجیے کہ آپ اتنے ٹھنڈے مزاج کی ہیں کہ آپ کو رونے کی بالکل ضرورت نہیں۔ جب کافی مقدار میں آنسو بہہ جائیں، تب پہلی جگہ سے اٹھیے اور معمولات زندگی میں مصروف ہو جائیے۔ اللہ پر بھروسہ ایک مومن کا بڑا موثر ہتھیار رہوتا ہے اس کی طرف امید اور خوف کے ملے جلے جذبات کے ساتھ رجوع کیجیے۔ ہاتھ اٹھا کر اس سے ہمت کی دعا مانگیے۔شیطان مردود کے وسوسوں سے اس سے پناہ طلب کیجیے اور اعتماد کی بحالی کی درخواست کیجیے۔ پھر اس سوال کا جواب دیجیے: ''کیا میں شوہر کی پوجا کرتی ہوں یا اللہ کی؟'' آپ سمیت ہر کسی کا جواب یہی ہے''میں صرف اللہ کی عبادت کرتی ہوں۔''

اس جواب پر خوب غور کیجیے اور اسے دل میں بار بار دہرائیے۔ اپنے آپ کو یہ بھی یاد دلائیے کہ اہل ایمان جنت کی نعمتوں سے سرفراز کیے جائیں گے۔حصول جنت کے لیے عملاً کوشاں رہیے۔

13۔سوال:۔ رہائش کے لحاظ سے سوکنوں کے لیے بہترین انتظام کیا ہوسکتا ہے؟ انہیں اکٹھے رہنا چاہئے یا الگ الگ؟

جواب:۔ اس سوال کے جواب کے لیے ہم رسول اللہ ﷺ اور ازواج مطہراتؓ کے نمونے کو پیش نظر رکھ سکتی ہیں۔ مدینہ منورہ میں آپ کی تمام بیویاں مسجد نبویؐ کے نواح میں رہتی تھیں، اگرچہ ان کے مکانات باہم متصل نہیں تھے۔ اسلام کی رو سے ہر عورت خاوند کی طرف سے فراہم کردہ مکان میں رہنے کا حق رکھتی ہے۔تاہم اگر وہ چاہے تو اس حق سے دستبردار ہوسکتی ہے۔عورت کو چونکہ اللہ نے جذباتی اور حاسدانہ فطرت دے کر پیدا کیا ہے، اس حق کو ترک کرنا،

اس کے معاملے میں نبی ﷺ کی بیویوں سے بہتر نہیں ہے۔ان میں سے کوئی بھی اپنے علیحدہ حق رہائش سے دستبردار نہیں ہوئی۔سوکنوں کا اکٹھے رہنا ممکن تو ہے لیکن مشترکہ رہائش سے پیدا ہونے والے مسائل اور الجھنوں سے بہت کم خواتین عہدہ برآ ہوسکتی ہیں۔اس صورت میں ان میں سے ہر ایک کو اپنے رویے میں مناسب لچک پیدا کرنا ہوگی۔ خاص طور پر شوہر اور سوکن کی موجودگی میں زیادہ احتیاط کی ضرورت پڑتی ہے۔یہ صورت حال بیویوں پر غیر ضروری دباؤ کا باعث بن سکتی ہے۔تعدد ازواج میں رہائشی انتظامات کے سلسلے میں بہترین مثال ازواج مطہرات ﷺ ہی بن سکتی ہیں،جن کے مکانات ایک دوسرے کے قریب قریب تھے۔ان کے قریب رہنے کی وجہ سے نبی کریم ﷺ کے لیے ہر روز سب کے پاس جانا آسان ہوگیا تھا، جو تعدد ازواج کی کامیابی کے لیے بہت ضروری اہتمام ہے۔اس سے سب بیویاں بے حد خوش تھیں اور خود کو آپ کی زندگی کا حصہ سمجھتی تھیں۔قریبی رہائش بچوں کے لیے بھی آسانیاں پیدا کر دیتی ہے اور والدین کی موثر نگرانی کے بھی قابل ہوجاتا ہے۔بچے ہر روز باپ سے مل سکتے ہیں اور چھوڑ دیے جانے کے احساس سے بھی محفوظ رہتے ہیں، چنانچہ تعدد ازواج کے لیے بہترین رہائشی انتظامات کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ کے نمونے سے بہتر کوئی اور نمونہ نہیں ہوسکتا۔

14۔سوال:۔شوہر پر سے نفرت پیدا ہوجائے تو اس کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے؟

جواب:۔نفرت کسی ایسی حرکت یا اقدام کے خلاف غصے کے احساسات کا نام ہے جو غیر منصفانہ ہو۔نفرت اس وقت بھی پیدا ہوسکتی ہے جب وہ اقدام فی الواقع برا نہ ہو بلکہ فرض کر لیا گیا ہو کہ وہ برا ہے۔ہوسکتا ہے کہ کوئی بیوی مالی مشکلات یا گھریلو حالات میں آنے والی تبدیلیوں کو تعدد ازواج کا نتیجہ سمجھتے ہوئے اپنے شوہر سے متنفر ہو رہی ہو۔شوہر نے دوسری شادی کر کے گناہ کا ارتکاب تو نہیں کیا گھر میں پیدا ہونے والی مالی مشکلات اللہ کی مرضی اور اس کی مصلحتوں کا نتیجہ ہوتی ہیں۔بیوی کو یہ سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ کی مرضی اور فیصلے کے بغیر کوئی چیز وقوع پذیر نہیں ہوسکتی۔ اسے اس فیصلے کو دل و جان سے قبول کر لینا چاہیے۔ایسا کرنے سے انشاء اللہ اس کی زندگی میں اطمینان وسکون لوٹ آئے گا۔ہوسکتا ہے کہ گھریلو حالات میں آنے والی تبدیلیاں جو شروع میں اسے ناگوار لگ رہی ہیں بالآخر خوشگوار بن جائیں اسے اپنے رب پر پورا بھروسہ کرنا چاہیے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے بندے کے لیے حقیقی بھلائی اور خیر کس میں ہے۔اسے صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیے کیونکہ صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

15۔سوال:۔کیا میرا شوہر اس لیے دوسری شادی کر رہا ہے کہ اس کے دل میں میرے لیے جگہ نہیں رہی؟

جواب:۔عورتوں کے لیے یہ سمجھنا کافی مشکل ہوتا ہے کہ مرد بیک وقت ایک سے زائد عورتوں سے محبت کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ وہ اپنی اس صلاحیت کو بروئے کار لانے کے متمنی ہوتے ہیں۔ان کی اس خواہش کو موجودہ بیوی سے محبت میں کمی سے تعبیر نہیں کرنا چاہئے۔اس کی مثال یوں سمجھئے کہ جب کسی جوڑے کے ہاں دوسرے بچے کی ولادت ہوتی ہے تو پہلے بچے کے لیے ان کی محبت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی بلکہ اس میں اضافہ اور توسیع پیدا ہو جاتی ہے۔اسی طرح دوسری شادی کر لینے سے مرد کے دل میں پہلی بیوی کی محبت میں کمی آنے کے بجائے مزید گہرائی، معنویت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔

ایک حالیہ تحقیق میں بتایا گیا ہے کہ ''عورتوں کا محبت سے دستبرداری کا امکان، مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ جبکہ مردوں کو ٹوٹے ہوئے تعلقات سے پہنچے ہوئے صدمے سے جانبر ہونے میں عورتوں کی بہ نسبت زیادہ مشکل پیش آتی ہے۔''اس تحقیق کے ماحاصل کو اگر تعدد ازواج پر منطبق کیا جائے تو مفید نتیجہ برآمد ہوسکتا ہے۔نوٹ فرمائیے:'' عورتیں محبت سے زیادہ آسانی کے ساتھ دستبردار ہوتی ہیں، مرد اتنی آسانی سے پیچھے نہیں ہٹتے۔''مرد دوبارہ، سہ بارہ شادی کر لینے کے باوجود، آسانی سے ترک محبت نہیں کرتے۔اپنی پہلی بیوی یا بیویوں سے ان کی محبت میں کمی نہیں آتی۔ تحقیق کے اس جملے پر بھی غور کیجئے۔

''مرد ٹوٹی ہوئی محبت کے صدمے سے بہ مشکل صحت یاب ہوتے ہیں۔''اس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ مرد تعدد ازواج کی وجہ سے اپنی پہلی بیوی یا بیویوں سے ترک محبت نہیں کرتے۔اگر وہ ایسا کر بیٹھتے ہیں تو یہ ان کے لیے بہت تباہ کن ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس محبت کی جڑیں بہت گہرائی میں پیوست ہوتی ہیں، وہاں سے انہیں اکھاڑنا'' کارے دارد'' والا معاملہ ہوتا ہے، لہٰذا آپ کو اس بات پر متفکر اور مغموم نہیں ہونا چاہئے کہ آپ کا شوہر نئی شادی کر کے آپ سے ترک محبت کا مرتکب ہو جائے گا۔صبر و ہمت سے کام لیجئے اور مطمئن رہیئے کہ اس کے دل میں آپ کے لیے بدستور محبت موجود رہے گی۔

A-14 ہم ان کی برابری نہیں کر سکتے۔۔اسے پیروی کہتے ہیں

بہت سی عورتیں اور مرد یہ مکالمہ بول کر دوسری شادی کی بحث سے جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں یہ بہت اچھے لوگ ہیں انبیاءؑ، امہاتؓ اور صحابہ اکرامؓ یہ تو بہت بڑی ہستیاں ہیں یہ عام بزرگوں کا بھی بے حد احترام کرتے ہیں مگر میرے یہ بہن بھائی اس مکالمے پر بھول جاتے ہیں کہ ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے کو برابری کرنا کہتے ہیں تو پھر صحابہؓ پانچ

نمازیں پڑھتے تھےہمیں دو پڑھنا چاہئیں مگر کیونکہ آپ پیروکار ہیں مقلد ہیں تو تقلید میں آپ وہی کام کریں گے جوان عظیم ہستیوں نے سرانجام دیئے تھے جنہوں نے اپنی ذات کواور اپنی زندگی کو ہمارے لیے مشعل راہ بنایا تھا تاکہ ہم اس پر عمل کرسکیں لیکن اصل بات اس اعتراض کے پیچھے بھی یہی ہوتی ہے کہ یہ دراصل دوسری شادی کے جھنجھٹ میں پڑنا ہی نہیں چاہتے اور جان چھڑانے کے لیےاس قسم کے بے سروپا دلائل کا سہارا لیتے ہیں۔

A-15 : ہم اجازت دیں!!۔۔۔کوئی پاگل ہیں؟؟؟

پاکستان کے عائلی قوانین میں علامہ پرویز صاحب نے یہ شق داخل کروائی تھی کہ کوئی بھی مسلمان دوسری شادی سے پیشتر پہلی بیوی سے سٹام پیپر پر اجازت نامہ لے کر آئے۔ بحث کے دوران اگر عورتوں سے اجازت نامے کی بات ہوتو ان کا جواب ہوتا ہے ہم کوئی پاگل ہیں جو اپنے پاؤں پر خود ہی کلہاڑی ماریں اور اپنے آپ کو کمزور کرلیں،اس لیے ایسے مردوں کو مجبور ہو کر بیویوں کے جعلی دستخطوں کے ساتھ اجازت نامے تیار کروانے پڑتے ہیں جس کے برے نتائج انہیں بیوی کے مقدمہ کرنے پر بھگتنے پڑتے ہیں لیکن اس کی نوبت اکثر نہیں آتی ہے اگر ہم عورتوں کے ذہن کا تجزیہ کریں تو وہ بڑی ہی ناعاقبت اندیشی کا ثبوت دیتی ہیں حالانکہ دوسری شادی کی مردوں کو اجازت دے کر وہ خود مضبوط ہو جاتی ہیں۔دیکھیں جب معاشرے میں دو چار شادیوں کا رواج پختہ ہو جائے گا تو مردوں کو عورتوں کے ساتھ زیادتی کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا عورتیں اتنی طاقتور ہو جائیں گی کہ مردوں کو انہیں ایک تھپڑ مارنا بھی انتہائی مہنگا پڑ سکتا ہے مثلاً ایک مرد کی تین بیویاں ہیں سب آپس میں مقابلے کی وجہ سے اپنے آپ کو تندرست ،سمارٹ ،خوبصورت اور بچوں کی تعداد کم رکھتی ہیں اچانک خاوند ایک دن غصے میں کسی بیوی کو مارتا ہے یا اس سے متواتر بدتمیزی کرتا رہتا ہے اسلامی معاشرے میں دوسری شادی کے رواج کی بدولت مظلوم ہندو بیویوں کی طرح ایک حد سے زیادہ بدتمیزی برداشت کرنے کی ضرورت نہیں ہے وہ اس سے چھٹکارا پائیں کیونکہ وہ باہمی مقابلے کی وجہ سے خوبصورت ،سمارٹ ہے۔طلاق ہوتے ہی اس کے لیے دوسرے رشتے موجود ہیں۔اب وہ دھیان سے اپنے لیے مناسب خاوند کا انتخاب کرے اگلے گھر چلی جائے۔گذشتہ بچوں کے بارے میں باہمی رضامندی یا عدالت کے ذریعے درست فیصلہ لے لیا جائے جب عشق کی محور ذات الہٰی ہے تو بچوں کے لیے بھی زیادہ پریشان ہونے کی

ضرورت نہیں ہے۔

A-16 لوگ کیا کہیں گے؟ شرم آتی ہے۔

اگر کچھ شریف ترین مرد عورتیں یہ قدم اٹھانا چاہتے بھی ہیں تو بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے یہ دونوں دین اسلام کی تعلیمات کو سمجھتے ہیں دوسری شادی کرنا بھی چاہتے ہیں اس امر کو بالکل درست پاکیزہ اور اعلیٰ بھی جانتے ہیں مگر چونکہ شریف ہیں آج کل بزدل لوگوں کو بھی شریف ہی کہا جاتا ہے۔ بزدلی کی وجہ سے ان میں شرم و حیا ایک نفسیاتی بیماری کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور یہی بیماری ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے وہ زندگی کے سالہا سال اسی دلیل کے سہارے ضائع کر دیتے ہیں کہ یہ عمل تو ہم کر لیں مگر لوگ کیا کہیں گے؟ ابھی میں کوئی بھی تقریر کر کے بکری کو شیر تو نہیں بنا سکتا مگر صرف اتنا کہہ کر اس بات کو ختم کرتا ہوں کہ اگر آپ میں دین اسلام کی شرم غیرت زیادہ ہے تو اسے آپکی کفر یہ شرم پر غالب آجانا چاہیے اور اگر آپ اپنے آپ کو غیور اور غیرت مند سمجھتے ہیں تو اس کا عملی مظاہرہ خود بخود ہو جائے گا۔

A-17 میں اس کے بچے کیوں پالوں؟ میرے سابقہ بچوں سے بدسلوکی ہوگی!

بیوہ اور رنڈوے کا مشترک مسئلہ اور خطرہ۔

یہ فقرے عورت اور مرد دونوں کی گھٹیا فطرت کا اظہار کرتے ہیں ان دونوں میں ایثار و قربانی کا جذبہ کم ہے یہ فقرے خالصتاً خودغرضی پر مبنی ہیں خودغرضی انسان کی فطرت ہے اللہ تعالیٰ نے جب ہماری فطرت کو تخلیق کیا تو اچھی اور بری دونوں جبلتوں کو اس میں رکھا پھر مختلف مذاہب کے ذریعے ہماری تعلیم و تربیت کی کہ ہم اپنی فطرت کی اچھائیوں کو پروموٹ کریں اور فطرت کی برائیوں کے خلاف جہاد کریں اور برائیوں کو کنٹرول کریں۔ خودغرضی انسانی فطرت کا بہت اہم جزو ہے اگر کوئی اظہار کرے تو اس سے نفرت نہیں کرنی چاہیے بلکہ اسے سمجھانا چاہیے مردوں کے لیے اتنی ہدایت ہے کہ بیوہ یا مطلقہ بچوں کو اگر لے آنا چاہتی ہے تو بڑی محبت سے پالو جیسے حضورؐ نے حضرت ام سلمہؓ کے بچوں کو پالا تھا یہاں پر ایک خاص مسئلہ پیدا ہوتا ہے مرد کہتا ہے کہ میری نوجوان بیٹیاں ہیں مطلقہ یا بیوہ کے نوجوان بیٹے ہیں تو میں یہ برداشت نہیں کرتا کہ اس کے بیٹے میری بیٹیوں سے ملیں۔ دین اسلام نے اس کا حل دیا ہوا ہے اور وہ ہے گھروں میں حرم کا قیام۔

لفظ حرم کا مطلب ہے ''حرمت والی جگہ'' یعنی ایسی جگہ جہاں اجازت کے بغیر جانا ممنوع ہوتا ہے۔ دین اسلام

نے ہر گھر میں ایک حرم قائم کر کے سگے بھائی بیٹے پر بھی پابندی عائد کر دی ہے کہ وہ اجازت کے بغیر اس جگہ میں مت آئیں یہ جگہ عموماً عورتوں کے لیے مخصوص ہوتی ہے جب مرد گھر میں موجود ہوں تو عورتوں کو بھی اس حصے سے باہر آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ اب بیوہ کے بیٹے مردوں والے حصے میں رہیں گے اور تمام بیٹیاں حرم میں آزادانہ رہ سکیں گی۔ دوسرا مسئلہ عورتوں کی طرف سے پیدا ہوتا ہے عورتیں کہتی ہے کہ میں اس رنڈوے یا طلاق والے کے بچے کیوں پالوں؟

عورت کی سب سے خوبصورت شکل کا نام ماں ہے اس کی خوبصورتی کا اصل مرکز اس کا بچہ پیدا کرنے کا عمل نہیں ہے بلکہ وہ ایثار و قربانی سے بھری ہوئی ماما ہے جس کا اظہار وہ بچہ پیدا ہونے کے بعد کرتی ہے۔ اس لیے مرد کی نسبت عورت کے منہ سے یہ الفاظ زیادہ برے لگتے ہیں کہ میں اس کے بچوں کا خیال کیوں رکھوں اور انہیں کیوں پالوں؟ عورتوں کو اپنی دینی ماں ام المومنین حضرت سودہؓ کی پیروی کرنا چاہئے۔ انہوں نے کتنی محبت سے حضورؐ کے بچوں کی پرورش کی مگر اس کا کوئی تیسرا حل باہمی سمجھوتے سے نکل سکتا ہو تو قرآن پاک اس کی بھی اجازت دیتا ہے۔

A-18 ہمارے ادیب کہانی، افسانہ، فلم یا ڈرامہ میں کثرت زوجیت کی اسلامی آئیڈیالوجی کو پروموٹ نہیں کرتے:

میں بہت دکھ سے یہ مضمون لکھ رہا ہوں کہ میری نظر سے آج تک کوئی کہانی، افسانہ، فلم یا ڈرامہ نہیں گزرا جو ہندو بھائیوں سے یا ہندو مذہب سے مختلف ہو اور دین اسلام کی چہار زوجیت والی آئیڈیالوجی کو پروموٹ کرتا ہو اگر کہیں کسی فلم یا افسانے میں ایک ہیرو کے گرد دو ہیروئنیں آگئی ہیں تو انڈین فلم کا پکا اصول ہے کہ ایک ہیروئن کی موت لازم ہے۔ یہی مائنتھالوجی ہمارے افسانوں اور فلموں میں بھی ہے تو ہم میں اور ان میں کیا فرق رہ گیا؟ میرے بہت سے دینی بھائی میرے اس موضوع پر اظہار خیال کا بھی برا منا رہے ہوں گے کہ اتنی پاکیزہ کتاب میں فلموں، ڈراموں کا موضوع کیوں گھسیٹ لائے؟ تو اس کا صرف اتنا جواب ہے کہ اسلامی انقلاب کے تحت بننے والے واحد ملک ایران میں بھی فلمیں اور ڈرامے بن رہے ہیں اور یہ ذرائع ابلاغ کا ہی طریقہ ہے۔

بدکاری بے پردگی شامل نہ ہو تو کوئی حرج بھی نہیں ہے۔ میں صرف اتنی گزارش کروں گا چونکہ ٹی وی، ڈرامہ، فلم، کہانی، افسانہ وغیرہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے معاشرے پر گہرے ترین اثرات کرنے والے اجزاء ہیں اس لیے ان کو اسلام قبول کرائیں یعنی ان کو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ کریں تا کہ ان کے اثرات معاشرے پر دین اسلام کو پروموٹ

کرنے والے ہوں ہندومت اورعیسائی نظریات کو پروموٹ کرنے والے نہ ہوں آپ اپنے تمام ماضی پرنظر ڈال کر دیکھ لیں آپ کوایک بھی فلم یا ڈرامہ چہارزوجیت کی خوبصورتیاں بیان کرنے والانہیں ملے گا۔ہمارے ادیب کہانی، افسانہ،فلم یاڈرامہ میں چہارزوجیت کی اسلامی آئیڈیالوجی کو پروموٹ نہیں کرتے۔

A-18-2۔چند سچے واقعات (مضمون زیرتحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

A-19۔لاہور کے عالم غلام احمد پرویزؒ کے دوسری شادی پر تند وتیز حملے

اُن کا تجزیہ وتبصرہ (مضمون زیرتحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

A-20- Star Plus Culture کی حامل مسلمان خواتین اب Moon Plus Culture کا احیاء کریں

Star Plus آج کل کیبل پرنشر ہونے والاعورتوں کا بہت مقبول ٹی وی چینل ہے۔یہ یک زوجگی، ہندوازم،عشق و محبت،گھریلو سیاست اورمصنوعی وکھوکھلی زندگی کو پروموٹ کرتا ہے۔ عام ذہنی سطح رکھنے والی تمام خواتین اس کا اور ایسے دیگر چینلز کا شکار ہورہی ہیں اورمعاشرے میں اس کے تباہ کن اثرات مشاہدے میں آرہے ہیں۔مسلمان،عیسائی اور دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والی خواتین اِسی چینل کا شکار ہو رہی ہیں۔یہ ہندوؤں کی طرف سے ایک بڑی کامیاب ثقافتی یلغار ہے

جووہ دوسری تہذیبوں پر کررہے ہیں۔عورتوں کے علاوہ بظاہر پڑھے لکھے مگر جاہل مرد بھی اس کا شکار ہورہے ہیں۔ان خواتین سے اگرآپ اسلامی کلچر کی کوئی بات کریں گے تو یہ لوگ آپ کوآڑے ہاتھوں لیتے ہیں اورآپ کوان کی تمام باتوں سے star plus کی بوآئے گی۔گویا یہ تمام دلائل اسی چینل سے لے رہے ہوتے ہیں۔غیرمسلموں کے ثقافتی حملوں کا ہمیں موثر بندوبست کرنا ہوگا فلم یا ڈرامہ کی اسلام میں گنجائش ہے یا نہیں یہ ایک بحث طلب موضوع ہے مگر جب تک ایک مکمل اسلامی نظام قائم نہیں ہوجاتا تب تک ہمیں غیرمسلموں کوانہیں کی زبان میں جواب دینا ہوگا۔ لہٰذا ڈراموں اورفلموں میں کثرت زوجیت اور دوسرے اسلامی اراکین کو پرموٹ کرنا چاہئے۔میں یہاں ایک نیا آئیڈیا دیتا ہوں کہ Star Plus ہندوؤں کی عائلی زندگی کا اظہار کرنے والا ایک چینل ہے جس کے ہمارے مسلم معاشرے پرمنفی اثرات کا مقابلہ کرنے اوراسلامی اقدار کی تعلیم وتربیت کے لیے ہمیں ایک اسلامی چینل شروع کرنا چاہئے جومثالی اسلامی گھریلو زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالے۔چاند ہمارا اسلامی نشان ہے تو Moon

Channel نام مناسب رہے گا اس طرح ہم Star Plus کلچر کے مقابلے میں Moon Plus کلچر کا احیاء کر سکتے ہیں۔

A-21 ہم پر ثقافتی یلغار، ٹیلی ویژن اور ہم (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

A-22 عیاشوں کی دوسری شادی۔۔بدنامی کی اصل وجہ

یہ ایک بہت بڑی وجہ ہے۔اگر آج کل دوسری شادی کرنے والے مرد وزن کا تناسب دیکھیں تو زیادہ تر عیاش طبع اور کرپٹ مرد اور عورتیں دوسری شادی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

ارتکاب کا لفظ میں نے دانستاً لکھا ہے چونکہ آج کل اسے کسی جرم سے کم نہیں سمجھا جاتا۔اگر ایک شادی شدہ عیاش مرد ہے اسکی کچھ Girl Friends بھی ہیں تو وہ انہی میں سے کسی سے شادی کر لیتا ہے دوسری طرف ایک کرپٹ شادی شدہ عورت ہے خاوند کے علاوہ اس کے معاشقے بھی موجود ہیں خوبصورت سمارٹ ہے کسی Boy Friend سے اچانک محبت میں شدت ہوگئی تو خاوند کو ڈرا دھمکا کہ طلاق لی اور دوسرے کے پاس چلی جاتی ہے یہ دونوں قسم کے مرد عورتیں دوسری شادی کے اعلیٰ وارفع اور پاکیزہ ترین عمل کو بدنام کرنے کا باعث بن رہے ہیں یہ اس اجازت کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں دوسرے تمام مذاہب، معاشروں میں بھی یہ شہوت پرست عورتیں اور مرد ایسے ہی گل کھلا رہے ہیں اور بدنام ہو رہی ہے دوسری شادی۔

A-23 شریف ترین مردوں اور عورتوں کو آگے آنا چاہئے، ایک عظیم اسلامی ذمہ داری

80% مردوں کو زیادہ بیویوں کی خواہش ہوتی ہے۔ 50% جسمانی طور پر اس قابل بھی ہوتے ہیں اور 40% جسمانی کے علاوہ ذہنی طور پر بھی اس قابل ہوتے ہیں کہ زیادہ بیویوں کی ذمہ داری سنبھال سکیں۔ابھی یہ 40% دو یا چار بیویاں کر لیں تو کوئی بڑی جنگ بھی عورتوں کی شرح اتنی خراب نہیں کر سکتی اس لئے نارمل حالات میں یہ ہر طرح سے طاقتور مرد معاشرے کی اس حساس ذمہ داری کو اٹھانے کے قابل ہیں مگر معاشرے میں پھیلی ہوئی یک زوجگی کی بیماری اور دیگر اعتراضات انہیں زائد بیویاں کرنے سے روکتے ہیں اور پھر یہ طاقتور مرد اپنی فالتو توانائی کا اخراج زنا کاری کے ذریعے کرتے ہیں اور جو بری راہ پر نہ چلنا چاہتے ہوں وہ صبر کی سولی پر لٹکے رہتے ہیں۔دوسری طرف معاشرے کی نظر انداز کی گئی **خواتین میں سے شریف عورتیں بھی صبر کی سولی پر لٹکی ہوتی ہیں** مگر معاشرے کے جاہلانہ نظریات ان دونوں شریف ترین مرد وزن کی راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ہیں جبکہ اعلیٰ اسلامی

تعلیم و تربیت سے عاری عورتیں اس طرح نظر انداز کئے جانے پر بدکاری کا شکار ہو جاتی ہیں اور معاشرے کے جاہلانہ اعتراضات کا بت اپنی پتھریلی مسکراہٹ سے یہ تماشا دیکھتا رہتا ہے۔اس ساری صورت حال میں شریف مردوں اورعورتوں پرایک عظیم اسلامی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس پاکیزہ اور شریف ترین بوجھ کو اٹھانے کے لیے جرأتِ اسلامی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یک زوجگی کے بت کوتوڑیں اورآگے آئیں،اِسی طرح شریف مردوں کوحضورﷺکی حرمت کی غیرت ہونا چاہئے یہ ایک عظیم دینی فرض ہے۔

وہ اپنے اردگرد کوئی شریف بیوہ، مطلقہ، زائدعمر کنواری یا قابل قبول معذورلڑکی پائیں تو دینی غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس سے نکاح کرلیں اور بہترین اسلامی اصولوں کوگھریلو زندگی میں نافذ کریں اور غیرمسلموں پراور غیر مسلموں کے زیراثر مسلمانوں پر یہ ثابت کردیں کہ یہ حقیقتاً ایک پاکیزہ اور عظیم فعل ہے۔اسی طرح جوعورتیں اپنے آپ کوشریف سمجھتی ہیں انہیں امہات المومنینؓ اور صحابیات مبشراتؓ کی عظمت کی غیرت ہونا چاہئے انہیں اپنے حلقے میں یہ اناؤنس کردینا چاہئے کہ اگرکسی شریف اور قابل اعتماد مرد کا رشتہ آیا تو وہ کافر ذہنیت کا مظاہرہ نہیں کریں گی۔بے جاپاکیزگی اور کفریہ شرم وحیاپراسلامی جرأت اورحرمت کواہمیت دیں گی۔

دوسرا باب (B)

B-1 - پسندیدگی، محبت، عشق

پسندیدگی:۔

فانکحوا ما طاب لکم (سورۃ النساء آیت 3) ترجمہ: اور نکاح کرو جو تمہیں پسند آئیں" اس آیت کریمہ میں دونوں صنفوں کے لئے ایک اصول ملتا ہے کہ نکاح کے لئے پسندیدگی ایک بنیادی شرط ہے شادی چاہے قلیل العمری فرق والی ہو یا طویل العمری والی مگر پسندیدگی کا عنصر لازمی اور بنیادی ہے۔ عام ذہنی سطح کی عورت سوچے گی کے تمام مسلمان مردوں کو صرف خوبصورت عورتوں سے شادی کے لئے کہا گیا ہے۔ یا قران پاک میں صرف خوبصورت عورتوں سے نکاح کرنے کی ترغیب دی گئی ہے یہ کیسا انصاف ہے ہم کہاں جائیں قبول صورت اور کم صورت کی توہین کی گئی ہے۔ اعتراض بالکل درست ہے مگر اس آیت کا بڑا ہی سطحی نوعیت کا مفہوم لیا گیا ہے اور اس کو مفہوم طے کرتے وقت صرف بیوٹیشن یا نائی کی پیشہ ورانہ حدود استعمال کی گئی ہیں "ما طاب" یعنی اچھا لگنا پسند آنا، خوبصورت لگنا وغیرہ بنیادی مفہوم یہ بنا جن میں آپ کو کشش محسوس ہو یہ کشش صرف (ا) اچھی صورت میں ہی نہیں ہوتی کشش کے اور بھی بہت سے ذرائع ہیں مثلاً (2) خوبصورت سمارٹ جسم ہونا ابھی یہ تو ہر کسی کے بس میں ہے کے وہ خوراک اور ورزش کا دھیان کر کے اپنا وجود خوبصورت رکھے (3) خوب سیرت ہونا، نیک ہونا بہت بڑی کشش ہے (4) کسی مفید ہنر میں ماہر ہونا یہ موضوع بہت وسیع ہے ہنر ہی بے شمار ہیں ان سب پر بحث تو نہیں ہو سکتی مقصد صرف اتنا کہ کسی ہنر میں مہارت بھی مختلف مردوں کے لئے بھی باعث کشش ہوتی ہے جیسے (A) کوئی مرد خوش خوراک ہے اور کوئی عورت جو کم صورت ہے مگر اُس کی کھانا پکانے کی مہارت ذائقہ اور مختلف انواع کی ڈشیں پکانے میں مہارت ہے (B) کسی بھی فن میں مہارت جیسے Sewing, Accounts, Computer operator سلائی کڑھائی Flower Making کئی فنون خدماتی (Service) ہوتے ہیں جیسے Teaching, وغیرہ کئی فنون پیداواری ہوتے ہیں جیسے کوئی Product بنانے میں مہارت حاصل ہونا یا کسی پیشے کے بارے میں تمام کاروباری معلومات کا ہونا جو فنی کتب سے بھی ممکن ہیں۔ اور بھی بے شمار فنون ہیں جن کی گھر میں یا مردوں کو کاروبار کے لئے ضرورت ہوتی ہے اور اِس طرح

مہارت فن ایک بہت بڑی اور مستقل کشش ہے(5) مالدار، صاحبِ جائیداد ہونا یہ بڑی کشش ہے یا نہیں میرا خیال ہے بتانے کی ضرورت نہیں ہے کے کروڑ پتی 80 سال خاتون کو بھی نوجوان لڑکوں کے رشتے میسر ہو سکتے ہیں یہ موضوع بہت لمبا ہے ہم اس کو مختصر کرتے ہیں۔

کشش مندرجہ ذیل ہیں

(1) خوبصورت چہرہ(2) خوبصورت سمارٹ جسم(3) خوب سیرت نیک(4) خدماتی ہنر، پیداواری فن یا کاروباری مہارت علم و تجربہ(5) صاحبِ دولت و جائیداد(6) باخلاق Mannered (7) پُر محبت Romantic (8) زرخیز Fertile(9) Teenager نوجوان یعنی کسی زن و مرد سے نمایاں کم عمر ہونا طویل العمری فرق(10) خوبصورت بال(11) دلکش آواز(12) زیادہ ذہین ہونا(13) دلچسپ باتیں کرنا(14) اچھا قد ہونا (15) مذاحیہ، ہنس مکھ (16) سنجیدہ(17) تعلیم و تربیت کرنے کا فن ہونا۔

فہرست طویل ہے لوگ بور ہو جائیں گے اور کہیں گے خوبصورت چہرے کے بعد تمام کشش ثانوی Secondary حیثیت رکھتی ہے آسان سا جواب ہے اسلام میں Second wife کی کونسی ممانعت ہے جن کو پہلے نمبر پر آنے میں دیر ہو رہی ہے وہ دوسرے نمبر پر آ جائیں اور اسلامی ازدواجی زندگی شروع کریں بجائے پہلے نمبر کے چکر میں اپنے شب و روز کو خراب کرنے کے ابھی معاشرے کی حالت دیکھیں لڑکیاں تعلیم مکمل کر کے گھر بیٹھ کر وقت گزار رہی ہیں گھرداری کے بعد فارغ وقت میں کسی اضافی کشش کے لئے محنت نہیں کر رہیں جیسے کسی خدماتی یا پیداواری یا کاروباری معاملے میں علم و تربیت حاصل کرنا بلکہ بیکار گھریلو سیاسی باتوں، t.v، رسالہ، سہیلیوں کے ساتھ طویل گپ شپ، سیر و تفریح وغیرہ میں وقت ضائع کر رہی ہیں اور مسلمان ہوتے ہوئے کافر عورتوں کی طرح پہلے نمبر کے لئے انتظار کر رہی ہیں اور دوسرے نمبر پر جانے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

انہیں اپنی کافرانہ ذہنیت پر شرم کرنا چاہیے شادی شدہ عورتوں کو اپنے موجودہ خاوندوں کے لئے پُرکشش رہنے کے لئے اپنے آپ کو سمارٹ رکھنے پر توجہ کرنا چاہیے اس کا انہیں دوہرا فائدہ ہوگا خدانخواستہ بیوہ یا مطلقہ ہونے کی صورت میں رشتہ بآسانی میسر ہوگا۔ اسی طرح بچے بھی اتنے رکھیں جتنے آرام سے سنبھالے جا سکیں یہ بھی جتنے مناسب ہوں گے اگلی شادی میں سہولت رہے گی ورنہ 10-12 بچوں کی ماں کو بیاہنا مشکل ہوگا۔

B-1-2 عشق و محبت کا کیمیائی تجزیہ

(حوالہ سائنس ڈائجسٹ ڈاکٹر محمود علی، سڈنی آسٹریلیا صفحہ نمبر 51 تا 59)۔(مضمون آئندہ ایڈیشن میں)

B-1-3 عشق

(انسائیکلوپیڈیا مصنف سید قاسم محمود صفحہ نمبر 1076)

عربی زبان کا لفظ، لفظی معنی وفور محبت، شدید شوق، انتہائی شدید جذباتی تعلق خاطر۔ یہ لفظ قرآن مجید میں نہیں آیا ہے کیونکہ اعتدال کی تلقین کرتا ہے اور عشق ایک انتہائی جذبہ ہے۔ قرآن میں محبت اور انس کی تلقین ہے جو ایک متوازن اور تعطل کی حد میں پرورش پانے والا جذبہ ہے۔ دنیا بھر کے ادب کی طرح عربی ادب میں بھی اس لفظ نے خاصی اہمیت اختیار کی ہے۔ عالموں، فقیہوں، صوفیوں، دانشوروں اور عام لوگوں نے عشق کے اسباب اور مظاہر اور اس کے درجوں کے بارے میں تفصیلی اظہار خیال کیا ہے اس پر ایک خاص طرز پر گفتگو کی جاتی رہی اور اس کو سلجھانے کی کوشش کی گئی۔

عام طور پر مسلمہ تعریف کی رو سے عشق کسی محبوب شے یا ہستی کے حصول کی ناقابل مزاحمت خواہش کا نام ہے۔ اس تجربے سے گزرنے والے شخص (عاشق) کو اپنے اندر کسی نقص یا کمی کا احساس ہوتا ہے جسے وہ ''حصول کمال'' کے لیے ہر قیمت پر دور کرنا چاہتا ہے اسی لیے دوسرے کمالات کی طرح جن کی روح اور جسم کو خواہش ہوتی ہے۔ عشق میں بلند و پست مراتب ہوتے ہیں۔ اس کے محرکات مختلف ہو سکتے ہیں لیکن اس کی غنیمت یا معنی ایک ہی کارفرما ہوتا ہے جو بلاشبہ سب انسانوں کے دل و دماغ پر شدت سے چھایا رہتا ہے۔ یہ اس جمال (حسن) کی انتہائے آرزو ہے جس کو عالم موجودات میں اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو اپنی صورت میں تخلیق کرتے وقت ظاہر کیا۔ سب موجودات میں ہستی کے اس مرتبے کے حصول کی خواہش کارفرما ہے جو انکے اپنے درجے سے اوپر ہے۔ یہ محرک خواہش جو تمام کائنات میں جاری ہے عشق کائناتی ہے۔ انسانوں کے مابین انس و محبت کا متوازی جذبہ عشق کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس سے نفسیاتی اور جسمانی کیفیتیں ظہور میں آتی ہیں اور انہیں رائج العام الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ یہ بالخصوص شاعری میں استعمال ہوتے ہیں۔ نفسانی خواہشوں سے مبرا اور پاک ہو کر یہ جذبہ عشق عبادت کی ایک اعلیٰ شکل اختیار کر لیتا ہے۔ جس سے بعض اوقات ایک دماغی عدم توازن پیدا ہو جاتا ہے جو اعمال پر بھی اثر انداز ہوتا ہے یہ کسی مثالی نسوانی شکل کی روحانی پرستش کی کیفیت ہوتی ہے۔ فلسفیوں کے ہاں عشق ایک عقلی چیز ہے یہ اس بلند ترین خوشی کی جانب غیر ارادی، واضح اور باقاعدہ میلان کے مترادف ہے جو حواس خمسہ کے ذریعے مستقل ہونے والے علم سے آزاد عقل ہو چکی ہے۔ خالص نیکی کا مفہوم حاصل کر لیتی ہے۔ صوفیوں کے ہاں عشق کا شوق ولولہ کسی حد تک مزاحمت کے باوجود مذہبی زندگی کا ایک

جزو ہے۔ کیونکہ یہ اس منظّم انس ومحبت کا قدرتی ارتقاء ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے اللہ کی طلب لازمی کو محبت سے زیادہ عشق یعنی عشق الٰہی کا درجہ دیا جاتا ہے۔

B-1-4 محبت۔۔ایک قابل نفرت جذبہ ہے!

خدا کی کائنات میں محبت سے بڑی خوبصورتی ڈھونڈنی پڑے گی مگر اس کی بھی بہت سی ایسی شکلیں اور وارداتیں ہیں جہاں اس سے زیادہ قابل نفرت جذبہ بھی کوئی نظر نہیں آتا جیسے محبت میں خودغرضی، محبت میں رقیب سے نفرت، محبت میں کسی تیسرے سے زیادتی کر جانا، محبت میں تعصب، محبوب سے محبت میں خدا سے نافرمانی (قصہ آدمؑ) محبت جب خودرحمی کی بدولت ہو، محبت میں ماں باپ کی عزت قربان کرنا وغیرہ۔ ایک بانجھ عورت نے کسی ٹونے ٹوٹکے کے چکر میں اپنی اولاد حاصل کرنے کے عشق میں ہمسائیوں کے بچے کو گلا دبا کر مارڈالا اور اس کی لاش پر نہائی اور بعدازاں گڑھا کھود کر گھر کے صحن میں دبا دیا۔ یہ ایک اخباری واقعہ ہے اس سے ملتے جلتے واقعات آتے رہتے ہیں ایک لڑکا لڑکی اپنے جنون عشق میں ملاقات کررہے تھے ایک بزرگ نے انہیں دیکھ لیا اور ڈانٹا لڑکی نے لڑکے کو مشورہ دیا اسے ختم کردو تو اس نے اسے گلا گھونٹ کر مار دیا۔ کیا پیار کی یہ شکل محبت کے قابل ہے؟

بچوں کی لڑائی میں زیادہ تر عورتیں اپنے بچوں کی غلط حمایت کرتی ہیں اور درست صورت حال سے نظر چراتی ہیں۔ یہ عشق کا پیدا کردہ تعصب ہے۔ کیا یہ تعصب قابل نفرت نہیں ہے؟ حضرت آدمؑ نے اماں حواؑ کے عشق میں اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی۔ اس کے علاوہ مختلف مذاہب کے عورت مرد عشق ومحبت کی وجہ سے مذاہب تبدیل کردیتے ہیں اور اس مذہب کی تبدیلی کے پیچھے اصل وجہ یہ نہیں ہوتی کہ وہ دوسرے مذہب کی تعلیمات سے متاثر ہو چکے ہیں بلکہ صرف اس ''جنسی عمل کے ساتھی'' کے جسم کا حصول ہوتا ہے۔ کیا مذاہب کی ایسی تبدیلی قابل احترام ہے؟ فلموں، ڈراموں میں محبت کی بغاوت کو پروموٹ کیا جاتا ہے۔ لڑکا لڑکی گھر سے بھاگ گئے وغیرہ وغیرہ۔

محبت میں ماں باپ کی عزت کو قربان کرنا کیا قابل احترام ہے؟ فلم والوں نے ایسی بغاوت کو SugarCoated کرکے معاشرے میں ایک غلط رجحان کو بڑھاوا دے رکھا ہے۔ فلمی طبقے سے وابستہ غیرسنجیدہ ،زانی، بدکار لوگوں کا یہ شغل میلہ ہے مگر معاشرے پر اس کے منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔ ایک جوڑا ایک دوسرے کی طرف رجحان رکھتا ہے اور اس کی دو شکلیں ہیں (۱) لڑکی اپنے گھر والوں سے کہتی ہے کہ آپ جمشید سے میری شادی کردیں کیونکہ ہم دونوں ایک دوسرے سے پیار کرتے ہیں مگر گھر والوں کو کچھ خاص مجبوریوں کی وجہ سے ایک صحتمندانہ

جواب دیتی ہے کہ ٹھیک ہے اگر اس شادی سے اتنے زیادہ مسائل اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو کسی مناسب جگہ میری شادی کر دیں۔(2) لڑکی یا لڑکے کا یہ رجحان کہ میری فلاں جگہ پر شادی کر دیں میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتی میں خودکشی کر لوں گی میں گھر سے بھاگ جاؤں گی اور اسی طرح کی دوسری گھٹیا دھمکیاں ادھر لڑکے کا بھی یہی حال ہے وہ بھی کہتا ہے کہ اس سے جس نے شادی کی میں اسے قتل کر دوں گا یاد رکھیں یہ ایک بیمار محبت ہے یہ دونوں خودرحمی کے مریض ہیں یہ دونوں اپنی زندگی میں فیل انسان ہیں آپ ان کی شادی کر بھی دیں گے تو تب بھی ان کی زندگی فیل ہے کیونکہ خودرحمی کے مریض میں برداشت یا صبر نہیں ہوتا جو کامیاب زندگی کے لیے بنیادی ضرورت ہے۔کیا یہ محبت کی شکلیں نفرت کے قابل نہیں ہیں؟ ہٹلر نے اپنی قوم سے محبت میں پوری دنیا کو جنگ میں جھونک دیا اپنی قوم کو اعلیٰ اور دوسری قوموں کو گھٹیا سمجھنا۔کیا یہ محبت کی قابل احترام شکل ہے؟ آج کل یہی بخار امریکہ،اسرائیل اور یورپ کو چڑھا ہوا ہے ان کا انجام ہٹلر والا ہوگا یا نہیں وقت ہی فیصلہ کرے گا۔دین اسلام صراط مستقیم پر چلنے کو کہتا ہے جو درمیانی راہ ہے جبکہ عشق ایک انتہائی جذبہ ہے۔

عشق کا محور اللہ کی ذات حضورؐ سے محبت اور دینی تعلیمات ہوں تو یہ درست ہے اور پھر اسلام کی دینی تعلیمات کے کیا کہنے اسلام کا مطلب ہی سلامتی ہے اور یہ کوئی صرف مسلمانوں کی سلامتی نہیں ہے غیر مسلموں کی بھی ہے۔حضورؐ رحمتہ للمسلمین نہیں تھے رحمت اللعالمین تھے ان کی زندگی اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ غیر مسلموں سے بھی یہ اچھے طریقے سے رہے۔ان کا رویہ مثالی تھا لیکن غیر مسلم بھائی خود انصاف کریں کہ اگر کوئی تلوار لے کر مسلمانوں پر حملہ کرے پھر اس کا تلوار سے جواب نہ دیا جائے تو کیا پھول کی ٹہنی سے جواب دیں۔حالت جنگ میں اگر ''اقتلو المشرکین'' کا حکم ہے تو کیا غلط ہے اور قرآن پاک میں صرف یہی ہے کہ جب جنگ کے دوران کفار آپ پر حملہ کریں تو آپ بھی ڈٹ کر ان کا مقابلہ کریں کم عقل لوگ اسی حکم کو مسلمانوں کے خلاف نفرت پیدا کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں آپ لوگ جنگ کرتے ہو تو دشمنوں کو قتل نہیں کرتے یہی بات تو اس آیت میں کہی گئی ہے۔

دین اسلام عشق حقیقی کا پرچار کرتا ہے عشق مجازی کی اس میں کوئی گنجائش نہیں مگر ایک دوسرے کو پسند کرنے سے منع نہیں کرتا۔مثلاً خاوند بہت اچھا ہے میاں بیوی میں بہت پیار ہے خاوند مر گیا۔131 ویں دن بیوہ دوسرے خاوند کے نکاح میں ہے!!! یہ ہے دین اسلام کا پیار (اللہ سے)۔خاوند زندہ تھا تو پیار تھا مر گیا تو بت ہو گیا،بت میں اور مردے میں کیا فرق؟؟ ہے تو گویا جو عورت اپنے مردہ خاوند سے پیار میں زندگی کو جلائے وہ بت پرستی کر رہی ہے دین اسلام ایسی کفریہ

ذہنیت کی عورت کے لیے سخت رویہ رکھتا ہے اور اسے اس ''بت پرستی'' کا کوئی انعام نہیں دیا جائے گا الٹی باز پرس ہو سکتی ہے کہ بیوہ ہونے پر شادی سے انکار کیوں کرتی رہی؟؟؟

امہاتؓ کی پیروی کیوں نہ کی؟ ابھی غیر مسلم پیرا میٹرز کے مطابق یہ پیار کے نام پر بٹہ ہے، بے وفائی ہے، یہ مسلمان عورتوں کو فیصلہ کرنا ہے کہ وہ اللہ سے زیادہ پیار کرتی ہیں یا اپنے خاوند سے۔ گذشتہ مضامین میں آپ نے پڑھا کہ انسان محبوب کے لیے اچھائی برائی کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔

دین اسلام اس عمل کو کبھی پسند نہیں کرے گا۔ عاشق کے لیے اچھائی برائی کا تعین اس کا محبوب کرتا ہے۔ محبوب نے جسے درست کہہ دیا وہ درست ہے جسے غلط کہہ دیا وہ غلط ہے۔ عاشق اپنے محبوب کے عشق میں دیوانہ ہوتا ہے عاشق اپنی آنکھوں پر محبوب کے عشق کی پٹی باندھ لیتا ہے اب اس کا سب کچھ محبوب نے ہی کرنا ہے یہ دیوانگی ہے اہل عقل اسے پاگل پن کا نام دیتے ہیں ماہرین نفسیات اس حالت کو نفسیاتی بیماری گردانتے ہیں اسلام ایک فطری، میانہ رو مذہب ہے یہ کسی انتہا پرستی کو پسند نہیں کر سکتا۔

اس موضوع پر ہمارے پاس بہترین مثال حضورؐ اور حضرت عائشہؓ کی ہے حضورؐ کی حضرت عائشہؓ سے محبت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم ہوتا تو بیوی سے محبت کے دعوے کے ثبوت کے طور پر مکمل وفاداری کا اظہار ایسے کرتا کہ اس کی زندگی میں اور اس کے مرنے کے بعد کبھی دوسری شادی کے بارے میں سوچتا بھی نہ۔ غیر مسلموں کی ثقافت ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے مگر دین اسلام جذباتی انتہا پسندی کو انسانوں میں پسند نہیں کرتا حضورؐ کو حضرت عائشہؓ سے محبت تھی اور اس کے بعد آٹھ شادیاں بھی کیں لیکن انؓ کے ساتھ جو اضافی رغبت تھی وہ آخری دم تک موجود رہی۔

لہٰذا حضورؐ نے اپنی بیماری کے آخری چند دن دوسری بیویوں سے خصوصی اجازت لے کر حضرت عائشہؓ کے پاس گزارے غیر مسلم ذہنیت اس بات پر حیران ہے اگر حضورﷺ کو حضرت عائشہؓ سے اتنی محبت تھی تو انہوں نے ان کے بعد مزید آٹھ شادیاں کیوں کیں بلکہ اگر آیات کے ذریعے روکا نہ جاتا تو شاید یہ سلسلہ مزید بھی بڑھ سکتا تھا غیر مسلم سوچتے ہیں کہ یہ کیسی محبت تھی؟ میرے بھائی یہ اسلامی محبت کی ایک بہترین مثال ہے مسلمان کے عشق کا محور اللہ تعالیٰ کی ذات، حب رسولﷺ اور دینی تعلیمات ہیں۔

مجازی عشق کبھی بھی مسلمان کے لیے ثانوی سے بڑھ کر نہیں ہو سکتا مجھے اس بات سے انکار نہیں کہ مسلمانوں نے بھی باہمی عشق و محبت کی کافی مثالیں قائم کیں مگر دینی تعلیمات اس کے حق میں نہیں ہیں۔

B-1-5 بالغ لڑکی پر جبر کرنا اور عورت کا خلع کا حق (حوالہ)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک کنواری لڑکی حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی میرے باپ نے زبردستی شادی کردی اور مجھے وہ لڑکا پسند نہیں تھا۔ آپؐ نے فرمایا پھر تجھے اختیار ہے چاہے اس نکاح کو قائم رکھ یا توڑ دے۔ (ابو داؤد) بالغ لڑکی کا زبردستی نکاح کرنا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔

B-2 منگنی اور دوسری رسومات وغیرہ (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

B-3 مہر متعلقہ آیات قرآنی

(حوالہ مضامین قرآن زاہد ملک سورۃ النساء آیت نمبر 4 صفحہ نمبر 749)

''اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں۔ تو اسے ذوق شوق سے کھالو۔'' سورۃ النساء آیت ۴ تو جن عورتوں سے تم فائدہ حاصل کروان کا مہر جو مقرر کیا ہو ادا کر دو اور اگر مقرر کرنیکے بعد آپس کی رضا مندی سے مہر میں کمی بیشی کر لو تو تم پر کچھ گناہ نہیں۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔'' سورۃ النساء آیت ۲۴ اور تم پر کچھ گناہ نہیں کہ ان عورتوں کو مہر دے کر ان سے نکاح کر لو۔

B-3-2- مہر

(حوالہ اسلامی انسائیکلو پیڈیا صفحہ نمبر ۱۳۹۶)

عرب میں شادی کے موقع پر شوہر دلہن کے والد کو رقم دیا کرتا تھا۔ اس کے بغیر شادی ممکن نہ تھی۔ اس کا کچھ حصہ دلہن کو بھی ملتا تھا۔ آگے چل کر اس نے مہر کی شکل اختیار کر لی اور اسلام میں یہ لازمی قرار پایا۔ اس کے بغیر نکاح ممکن نہیں اسلام نے مہر کی کم از کم رقم دس درہم مقرر کی۔ زیادہ پر قید نہیں۔

بخاری شریف میں آیا ہے کہ مہر لوہے کی انگوٹھی کو لیتے ہوئے بھی نکاح جائز ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت ابوطلحہؓ نے ام سلیم کو پیغام نکاح بھیجا۔ ام سلیمؓ نے انہیں اسلام لانے کو کہا کہ یہ ''اسلام'' ہی میرا مہر ہوگا۔ حضرت ثابت کہتے ہیں کہ میں نے اس سے بہتر مہر نہیں دیکھا۔ مہر کی ادائیگی لازمی ہے۔ نہ دینے والا سزاوار ہوگا۔ حدیث پاکؐ میں اس کا ذکر یوں آیا ہے کہ جو شخص کسی سے مہر پر نکاح کرے اور دل میں اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو وہ یوم الحشر کو اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک زانی کی حیثیت سے پیش ہوگا تاہم سورۂ نساء میں ہدایت آئی ہے کہ مہر میں باہمی رضا

مندی سے کمی بیشی جائز ہے، اسی سورۂ میں مہر کے بارے میں وسیع ہدایات ملتی ہیں یعنی یہ خوشی سے دینا چاہئے اور ضرور دینا چاہئے اسی طرح سورۂ بقرہ کی آیت ۲۳۶ میں آیا ہے کہ اگر ''تم عورتوں کو ان کے پاس جانے سے قبل طلاق دے دو لیکن مہر مقرر کر چکے ہو تو آدھا مہر دینا ہوگا۔ ہاں اگر عورتیں مہر بخش دیں۔ یا مرد جن کے ہاتھ میں عقد نکاح ہے (اپنا حق) چھوڑ دیں اور پورا مہر دیں تو ان کو اختیار ہے۔'' مہر کی دو قسمیں ہیں ایک مہر مسمیٰ اور دوسرا مہر مثل، مہر مسمیٰ کی رقم متعین ہوتی ہے۔ مہر مثل کی رقم حیثیت کے مطابق کی جاتی ہے۔

اس میں کوئی بھی چیز مثلاً مکان، زمین وغیرہ دی جاسکتی ہے جو بیوی کی ملکیت میں چلی جاتی ہے۔ یہ مہر بسا اوقات شادی کے وقت ہی دے دیا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات شادی کے بعد وقت طلاق پر، جیسا کہ مشرق کی روایات میں شامل ہے۔ اسے دو حصوں میں بھی بانٹا جاسکتا ہے۔ مہر معجّل یا موجل کی ادائیگی وقت نکاح پر ہوتی ہے اور غیر معجّل میں وقت کی مہلت دے دی جاتی ہے۔ اسلام کی رو سے یہ بیوی کا شوہر پر قرضہ ہوتا ہے اور اس کے وصال کے وقت جنازے کے اخراجات نکالنے کے بعد سب سے پہلے غیر معجّل مہر نکالا جاتا ہے اور پھر از روئے قانون وراثت اس کی تقسیم ہوتی ہے۔

B-3-3- تاجدار مدینہ کا مہر (حوالہ)

ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ تاجدار مدینہ ﷺ کا کتنا مہر تھا آپؓ نے فرمایا پانچ سو درہم یعنی ہمارے موجودہ زمانہ کے ایک سو اکتیس روپے چار آنہ ہوتے ہیں۔ (مسلم شریف)

B-3-4 تجزیہ :-

حضور ﷺ کے زمانے میں 500 درھم کے بالعوض تین سواری والے (قربانی والے نہیں) اُونٹ آتے تھے۔ آجکل (2008 میں) ایک سواری والا اُونٹ اوسطاً 70,000 روپے میں آتا ہے گویا شرعی حق مہر 200,000 تک بنتا ہے اور طویل العمری فرق والا شرعی حق مہر دو کروڑ تک بنتا ہے۔ اِسطرح ہمارے شمالی علاقہ جات والے بہت تھوڑا حق مہر لیتے ہیں۔ اور اُن کا طریقہ کار بھی عین اسلامی نہیں ہے۔ اسکے بارے میں انہیں غور کرنا چاہیے۔

حضور ﷺ حق مہر معجّل ادا کیا کرتے تھے۔ اور مہر ادا کرا کے رخصتی کرایا کرتے تھے ہمیں بھی ان کی سنت پر چلتے ہوئے یہ کوشش کرنی چاہیے کہ مہر ادا کر کے ہی رخصتی کرائیں۔

B-4 نکاح، شادی، بارات متعلقہ آیات قرآنی

''اور اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ یتیم لڑکیوں کے بارے میں انصاف نہ کرسکو گے تو ان کے سوا جو عورتیں تم کو پسند

ہوں دودو یا تین تین یا چار چار ان سے نکاح کرلو اور اگر اس بات کا اندیشہ ہو کہ (سب عورتوں سے) یکساں سلوک نہ کر سکو گے تو ایک عورت (کافی ہے)'' (سورۃ النساء آیت ۳) ''اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں کے نکاح کر دیا کرو'' ''اور جن کو بیاہ کا مقدور نہ ہو وہ پاکدامنی کو اختیار کئے رہیں یہاں تک کہ خدا ان کو اپنے فضل سے غنی کر دے۔'' (سورۃ النور آیت ۳۲،۳۳)

B-4-2- برکت والا نکاح:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۵۰)

اور دوسری طرف یہ تاکید فرمائی کہ نکاح کا معاملہ اور نکاح کی تقریب سادگی اور آسانی کے ساتھ انجام دی جائے، کوئی رسم، کوئی شرط، کوئی لمبی چوڑی تقریب کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ حدیث شریف میں فرمایا کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو اس کے نکاح کی فکر کرو تا کہ اس کو حرام کی طرف جانے کی خواہش اور ضرورت پیدا نہ ہو۔ اور حلال کا راستہ آسان ہو جائے۔ ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: ترجمہ: سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں بہت زیادہ آسانی ہو، نکاح کو جتنا پھیلایا جائے گا اور جتنا اس کے اندر دھوم دھڑکا ہو گا، اس قدر اس میں برکت کم ہوتی چلی جائے گی۔

B-4-3- آج نکاح کو مشکل بنا دیا گیا ہے:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۵۲)

حضرت جابرؓ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آئے، اور عرض کیا یارسول اللہ! میں نے ایک خاتون سے نکاح کر لیا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب تزوج الثیبات، حدیث نمبر ۵۰۷۹) یہ حضور اقدس ﷺ کے بہت قریبی صحابہ میں سے تھے۔ اور ہر وقت رسول ﷺ سے ملتے رہتے تھے۔ لیکن نکاح میں شرکت کی دعوت نہیں دی اس لئے کہ حضور اکرم ﷺ کے عہد مبارک میں اس کا عام رواج تھا کہ نکاح کے لئے کوئی خاص اہتمام نہیں کیا جاتا تھا یہ نہیں تھا کہ نکاح ہو رہا ہے تو ایک طوفان برپا ہے مہینوں سے اس کی تیاریاں ہو رہی ہیں اور پورے خاندان میں اس کی دھوم ہے اس کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا شریعت نے نکاح کو جتنا آسان کیا تھا، ہم نے اسے اپنی غلط رسموں کے ذریعے اتنا ہی مشکل بنا دیا ہے، اس کا نتیجہ دیکھ لیجئے کہ لڑکیاں بغیر نکاح کے گھروں میں بیٹھی ہیں وہ اس لئے گھروں میں بیٹھی ہیں کہ جہیز مہیا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں یا عالیشان تقریب کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں اب ان کاموں کے لئے پیسے جمع

کرنے کے لئے حلال وحرام ایک ہورہا ہے۔

یہ سب رسومات ہم نے ہندوؤں سے اور عیسائیوں سے لے لی ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے سنت کا جو طریقہ ہمارے لئے فرمایا تھا وہ ہم نے چھوڑ دیا اور آج اس کا نتیجہ ہے کہ حلال کے راستے بند ہیں حلال طریقے سے خواہش پوری کرنے کے لئے بہت مال ودولت والا ہونا ضروری ہے۔

لاکھوں روپیہ ہوتب جا کر نکاح کر سکے گا ورنہ نہیں، اور دوسری طرف حرام کے ذرائع چاروں طرف چوپٹ کھلے ہیں جب چاہے، جس طرح چاہیں پوری کرلیں، دن رات گھر میں ٹی وی چل رہا ہے فلمیں آرہی ہیں، اور اس کے ذریعے نفسانی اور شہوانی جذبات کو یہ برانگیختہ کیا جارہا ہے ان کو بھڑکایا جارہا ہے اگر بازار میں نکلو تو آنکھوں کو پناہ ملنا مشکل ہے اور اس کے نتیجے میں فحاشی، عریانی، بے غیرتی، بے حیائی اور بے پردگی کی لعنت مسلط ہورہی ہے لہٰذا ان رسومات نے ہمارے معاشرے کو تباہی کے کنارے پر لا کھڑا کیا ہے۔

B-4-4-بارات:۔

جیسی باراتیں آج کل ہوتی ہیں ان کا دین اسلام میں کوئی تصور نہیں ہے۔ اسلام میں بارات کی جو شکل نظر آتی ہے۔ اس میں دُلہا صاف ستھرے کپڑے پہن کر چند گھر والوں کے ساتھ دُلہن کی طرف جائے قریبی مسجد میں نکاح کیا جائے اور رخصتی کروانی ہو تو کروا کر ساتھ ہی لے آئیں۔ ابھی تک کسی بھی اسلامی کتاب میں مجھے یہ نظر نہیں آیا کہ دلہن والے دُلہے والوں کو کوئی لمبی چوڑی یا مختصر دعوت کھلاتے ہوں، اس کے علاوہ دوسرے شہروں سے بلکہ ملکوں سے مہمانوں کا شادی کی تقریب میں آنے تک انتظار کرنا اور شادی کی شریفانہ مذہبی رسم کو جشن کی صورت دے دینا یہ سب کچھ بے جا اخراجات اور اسراف میں آتا ہے اسراف گناہ ہے مسلمان علما کو اپنی رائے اس پر دینا چاہیے۔

B-5 جہیز موجودہ معاشرے کی ایک لعنت:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۵۴)

اس معاملے میں سب سے زیادہ ذمہ داری ان لوگوں پر عائد ہوتی ہے جو کھاتے پیتے، امیر اور دولت مند گھرانے کہلاتے ہیں۔ اس عذاب سے نجات اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک کھاتے پیتے اور امیر کہلانے والے لوگ اس بات کا اقدام نہ کریں کہ ہم اپنے خاندان میں شادیاں اور نکاح سادگی کے ساتھ کریں گے اور ان غلط رسموں کو ختم کریں گے اس وقت تک تبدیلی نہیں آئے گی۔ اس لئے کہ ایک غریب آدمی تو یہ سوچتا ہے کہ مجھے اپنی سفید پوشی برقرار رکھتے

ہوئے اوراپنی ناک اونچی رکھنے کے لئے مجھے یہ کام کرنا ہی ہے،اس کے بغیر میرا گزارا نہیں ہوگا اگرلڑکی کو جہیز نہیں دیں گے تو سسرال والے طعنے دیا کریں گے کہ کیا لیکر آئی تھی آج جہیز کو شادی کا ایک لازمی حصّہ سمجھ لیا گیا ہے گھر گرہستی کا سامان مہیا کرنا جوشوہر کے ذمے واجب تھا، وہ آج بیوی کے باپ کے ذمے واجب ہے، گویا کہ وہ باپ اپنی بیٹی اوراپنے جگر کا ٹکڑا بھی شوہر کو دے دے،اوراس کے ساتھ لاکھوں روپیہ بھی دے، گھر کا فرنیچر مہیا کرے اس طرح وہ دوسرے کا گھر آباد کرے شریعت میں اس کی کوئی اصل موجود نہیں ہے،ٹھیک ہے اگر کوئی باپ اپنی بیٹی کو کوئی چیز دینا چاہتا ہے تو وہ سادگی کے ساتھ دے دے، بہرحال جو متمول اور کھاتے پیتے گھرانے کہلاتے ہیں ان پر یہ ذمہ داری زیادہ عائد ہوتی ہے کہ وہ جب تک اس سادگی کو نہیں اپنائیں گے اوراس کو ایک تحریک کی شکل میں نہیں چلائیں گے اس وقت تک اس عذاب سے نجات ملنا مشکل ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے یہ بات ہمارے دلوں میں ڈال دے۔(آمین)

B-6 ولیمہ

حضورﷺ کے گیارہ نکاحوں میں سے صرف دو کا ولیمہ ثابت شدہ ہے۔مزید یہ پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمروؓ بن جموع کیا کرتے تھے جو جنگ احد میں شہید ہوگئے اور جنگ احد تک حضورؐ کے کل تین نکاح ہوئے تھے تو امکان ہے کہ حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ والا ولیمہ حضرت عمروؓ بن جموعؓ نے کروایا تھا۔حضرت علیؓ کا ولیمہ حضرت حمزہؓ نے کیا تھا۔اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ

1۔ولیمہ کرنا دُلہے پرفرض نہیں ہے 2۔احادیث کے مطابق ضرور ثابت شدہ ہے کہ ولیمہ کرنا چاہیے لیکن یہ فرض نہیں ہے 3۔ولیمے کی رسم پر جو مسلم بھائی چارے کی مثال ملتی ہے اس کے مطابق یہ تقریب دلہے کی طرف سے کوئی بھی اہلِ نصاب یا کچھ افراد مل کر بھی انجام دے سکتے ہیں 4۔البتہ اگر دولہا خود اہلِ نصاب ہے تو وہ خود بھی کر سکتا ہے جیسا حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے خصوصاً کہا گیا۔مسلمان علما کو اس امر پر تحقیق کرنی چاہیے اور مسلم قوم کو Educate کرنا چاہیے کے ولیمے کی درست شکل اسلام میں کیا ہے۔میری تحقیق کے مطابق ولیمے کی رسم کو دلہے پر بوجھ بنانا زیادتی ہے۔کس قدر بری بات ہے کہ دُلہے بیویوں کو تو مہر معجّل ادا نہیں کرتے مگر قرضہ لے کر،کمیٹیاں ڈال کر اپنی تمام جمع پونجی کو ولیمے پر خرچ کر ڈالتے ہیں کسی دینی فریضے کے لئے نہیں بلکہ صرف ظاہری نمود و نمائش اور تکبر و تفاخر کے لئے کیا ایسے ولیمے کا کچھ ثواب ملے گا جس کے بعد دلہا مقروض ہو گیا ہو؟

یقیناً دین اسلام اسراف کو پسند نہیں کرتا ہم بیویوں کا حق مہر تو وقتی طور پر معطل کر دیتے ہیں جس کا قران پاک میں بکثرت ذکر آیا ہے مگر ولیمہ خوب باجے گاجے سے کرتے ہیں جس کا ذکر قران پاک میں سرے سے موجود ہی نہیں۔ حکومت کبھی ون ڈش کی پابندیاں اور کبھی جہیز آرڈیننس کا اطلاق کرتی رہتی ہے مسلمان علما کو اس فرض کے لئے آگے آنا چاہیے اور شادی بیاہ کے موقع پر ہندو رسومات اور بے جا اخراجات کے بارے میں مسلمان قوم کی رہنمائی کرنا چاہیے تاکہ اسلام کی اصل اور خوبصورت شکل غیر مسلموں کو نظر آسکے۔

B-7۔ بیوی کے حقوق شوہر کے فرائض

(حوالہ بیوی کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی صفحہ نمبر 3)

جب نکاح کے دو بول پڑھ لینے کے بعد شوہر سے تعلق قائم ہو گیا تو اس لڑکی نے اس دو بول کی ایسی لاج رکھی کہ ماں کو اس نے چھوڑا باپ کو اس نے چھوڑا بہن بھائیوں کو اس نے چھوڑا اپنے گھر بار کو اس نے چھوڑا۔ اپنے خاندان کو چھوڑا پورے کنبے کو چھوڑا اور شوہر کی ہو گئی اب اس کے لئے اجنبی ماحول ہے اجنبی گھر ہے اور ایک اجنبی آدمی کے ساتھ زندگی بھر نباہ کے لئے وہ عورت مقید ہو گئی۔ کیا تم اس قربانی کا لحاظ نہیں کرو گے؟ اگر بالفرض معاملہ برعکس ہوتا اور تم سے کہا جاتا کہ تمہیں شادی کے بعد اپنا خاندان چھوڑنا ہو گا ماں باپ چھوڑنے ہوں گے اس وقت تمہارے لئے کتنا مشکل کام ہوتا

اس کی اس قربانی کا لحاظ کرو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔

B-7-2 بیوی کے فرائض شوہر کے حقوق:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ٦)

چونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو ''قوام'' بنایا ہے۔ اس لئے فیصلہ اسی کا ماننا ہو گا۔ البتہ تم اپنی رائے اور مشورہ دے سکتی ہو۔ اور دوسری طرف ہم نے مرد کو یہ ہدایت دی ہے کہ حتی الامکان تمہاری دلداری کا خیال کرے۔ لیکن فیصلہ اسی کا ہو گا۔ لہٰذا اگر بیگم صاحبہ یہ چاہیں کہ ہر معاملے میں میرا فیصلہ چلے۔ مرد ''قوام'' نہ بنے۔ بلکہ میں ''قوام'' بن جاؤ۔ تو یہ صورت فطرت کے خلاف ہے، شریعت کے خلاف ہے، عقل کے خلاف ہے، اور اس کا نتیجہ گھر کی بربادی کے سوا کچھ بھی نہیں ہو گا۔

B-7-3 یہ دو دلوں کا تعلق ہے:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۵۵)

زندگی کے سفر میں جہاں مرد عورت ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے مرد کو ''امیر'' اور ''نگران'' بنایا ہے۔ اس ''امارت'' کے علاوہ اور جتنی امارتیں ہیں وہ سب وقتی اور عارضی ہیں آج ایک آدمی امیر اور حاکم بن گیا۔ یا ملک کا بادشاہ بنا دیا گیا لیکن اس کی حاکمیت اور بادشاہت اور امارت ایک مخصوص وقت تک کے لئے ہے۔ کل تک حاکم اور امیر بنا ہوا تھا، اور آج وہ جیل خانے میں ہے، کل تک بادشاہ بنا ہوا تھا اور آج دو کوڑی کے لئے پوچھنے کو تیار نہیں لہٰذا یہ امارتیں اور حکومتیں آنی جانی چیزیں ہیں آج ہے کل نہیں۔ لیکن میاں بیوی کا تعلق یہ زندگی بھر کا تعلق ہے، دم دم کا ساتھ ہے، ایک ایک لمحے کی رفاقت ہے، لہٰذا اس تعلق کے نتیجے میں مرد کو جو امارات حاصل ہوتی ہے وہ مرتے دم تک برقرار رہتی ہے۔ یا جب تک نکاح کا رشتہ برقرار ہے۔ اس لئے یہ ''امارات'' عام امارتوں سے مختلف ہے۔ دوسری اماراتوں میں حاکم کا محکوم کیساتھ، امیر کا غریب کے ساتھ صرف ایک ضابطے کا دستوری اور قانونی تعلق ہوتا ہے، لیکن میاں بیوی کا تعلق محض ضابطے، قانون اور محض خانہ پری کا تعلق نہیں ہے، بلکہ یہ دلوں کا جوڑ ہے، یہ دلوں کا تعلق ہے، جس کے اثرات ساری زندگی پر محیط ہیں۔ اسی واسطے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، کیونکہ وہ اس کی زندگی بھر کے سفر کا امیر ہے۔

B-7-4- مرد بیوی بچوں کا نگہبان ہے:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۶۷)

یعنی مرد اپنے گھر والوں کا راعی اور نگہبان ہے۔ گھر والوں میں بیوی اور بچے جو اس کے ماتحت ہیں جس فیملی کا وہ سربراہ ہے، وہ سب آ گئے۔ ہر مرد سے اس کے بارے میں سوال ہوگا کہ اس گھرانے کو تمہارے زیرِ انتظام دیا گیا تھا۔ بیوی بچے تھے۔ ان کے ساتھ تمہارا کس طرح معاملہ رہا؟ اور ان کی کیسی نگہبانی کی؟ ان کے حقوق کیسے ادا کئے؟ اور کیا تم نے اس بات کی نگہبانی کی کے وہ دین پر چل رہے ہیں یا نہیں؟ کہیں وہ جہنم کی طرف تو نہیں جا رہے ہیں؟ یہ کام تم نے کیا یا نہیں؟ اس کام کا خیال تمہارے دل میں آیا یا نہیں؟ قیامت کے روز مرد سے ان تمام چیزوں کے بارے میں سوال ہو گا، جیسا کہ قران کریم نے فرمایا کہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو بھی آگ سے بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی آگ سے بچاؤ، ایسا کرنا درست نہیں کہ خود تو آگ سے بچ کر بیٹھ گئے، خود تو نماز بھی پڑھ رہے ہیں روزہ بھی رکھ رہے ہیں۔ فرائض، واجبات اور نوافل وتسبیحات، سب ادا ہو رہے ہیں اور دوسری طرف اولاد غلط راستے پر جا رہی ہے۔ اس کی

کوئی فکرنہیں ہے۔اس کا کوئی خیال نہیں ،تو پھر یاد رکھو، قیامت کے دن تم سوال سے بچ نہیں سکو گے تم سے بھی سوال ہوگا اوراس کا عذاب بھی ہوگا کہ تم نے اپنا فریضہ کیوں انجام نہیں دیا تھا؟ اس لئے فرمایا کہ مرد اپنے گھر والوں کے لئے راعی ہے۔

B-8- زندگی ایک مادی خواب ہے

(Life is a Material Dream)

Dreams deceive us as a material life. Whereas life also deceives us as actual but is nothing more than a material dream. We should be conscious about our sins & evils because we have to face the Consequences when we shall have been awaken in the actual real life before the Allah, the Alimighty, the Most Gracious.

خواب ہمیں مادی زندگی کا دھوکا دیتے ہیں اسی طرح زندگی بھی اپنے حقیقی ہونے کا دھوکا دیتی ہے دراصل جو ایک مادی خواب کے سوا کچھ بھی نہیں۔ ہمیں اپنے گناہوں اور برائیوں کے لیے محتاط ہونا ہوگا کیونکہ ان کے نتائج ہمیں بھگتنا ہی پڑیں گے حقیقی زندگی میں جاگنے کے بعد۔۔۔اللہ تعالیٰ کے سامنے جو سب سے بڑا اور نہایت مہربان ہے۔(مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

B-9 زندگی ایک امتحان ہے، ایک جنگ ہے، ایک جہاد ہے

زندگی اپنی گردش کے دوران امتحانات کے مختلف Phases، Spheres موضوعات (Topics) سے گزرتی ہے۔ ہمیں ان میں اپنی فطرت کے مطابق عمل (Process) کرنا ہوتا ہے ہر کوئی اپنی توفیق، صلاحیت، ہمت، عقل کے مطابق بہترین، موزوں ترین اور مناسب ترین عمل کرتا ہے۔ ہر انسان ہر چیلنج کا سامنا بہترین قوت کے ساتھ کرتا ہے اور اسے اچھا بھی سمجھتا ہے اپنی برائی کو موقع محل کے مطابق اچھائی سمجھتا ہے زندگی ایک امتحان گاہ ہے ہم تمام دن امتحان گاہ میں نہیں رہتے ہیں مگر یہ امتحان گاہ مختلف اوقات میں ہمارے گرد اگرد گھیرا ڈال لیتی ہے اور ہمیں کسی مضمون کا امتحان دے دیتی ہے اب ہم اسے کیسے حل (Treat) کرتے ہیں، پاس کرتے ہیں یا نہیں یہ حساب تو روز حشر ہوگا اللہ تعالیٰ نے ہر امتحان سے نبرد آزما ہونے کے لیے ہمیں مختلف قواعد وضوابط اصول وطریقے سمجھائے

ہوئے ہیں، جزا وسزا بھی تیار رکھی ہے اب ہم اس امتحان کے ردعمل میں کیا کرتے ہیں اسی کے مطابق ہمارے مقام کا تعین کیا جاتا ہے دنیا میں اور آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان امتحانات کی شدت ،کڑواہٹ، بیزاری، تنگی، تکلیف کو کم رکھنے کے لیے اور ان امتحانات کو آرام سے پاس کرنے کے لیے ہماری بہت راہنمائی کی ہے مگر انسان کے بنائے ہوئے رسم ورواج قوانین جو قوانین الٰہیہ سے متصادم ہوتے ہیں وہ انسانوں کے امتحانات کی شدت اور تکلیف کو بڑھا دیتے ہیں اس لئے ہم انسانوں کو اپنے قوانین اللہ کے قوانین کے مترادف بنانے چاہئیں تا کہ انسانوں پر امتحانات کی شدت واذیت کم سے کم رہے مثلاً مرد سے کہا چار شادیاں کرلو مگر مرد کو شادی بڑی مہنگی پڑتی ہے اور پھر دوسری شادی میں مزہ بھی برائے نام ہے اصل مزہ تو زنا کاری میں ہے کہ روزانہ نئے جسم سے کھیلا جائے اور دوزخ میں دھکیلا جائے۔ استغفراللہ۔

B-9-2- بیوی بچوں کا بھی ویزہ دیں۔

زنا کاری میں لذت بدفطرت مردوں کو زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ نیک آدمی سے اگر یہ عمل سرزد ہو جائے تو وہ تمام عمر اس کی لذت سے حاصل کردہ اسذیت سے باہر نہیں آپاتا مگر نیک آدمی کو بزدلی کے حلقے سے باہر نکل کر جرات کے حلقے میں آنا چاہئے اور کسی بیوہ یا مطلقہ سے نکاح کر کے اپنی شہوت کو کنٹرول کرنا چاہئے یہ اللہ کا دیا ہوا قانون ہے مگر جرات چاہتا ہے اسی طرح بیوہ مطلقہ عمر رسیدہ کنواریوں کو بھی جرات کا مظاہرہ کرنا چاہئے یہ نہیں کہ گھر سے بھاگ جائیں مگر کچھ کمی بیشی والے رشتے کو خود بڑھ کر قبول کرلیں تا کہ ان پر شہوانی امتحان کی شدتیں کم ہوسکیں مرد دوسرے ملکوں میں سال 2 سال روزگار کے سلسلے میں رہتے ہیں ادھر جوان بیویاں 2 سال انتظار کرتی ہیں۔ دنیا کے قوانین نے ان جوڑوں کے شہوانی امتحان کو شدید تر اور کڑواترین کر دیا ہوا ہے تمام دنیا خاموشی سے ان کا تماشا دیکھ رہی ہے۔ حضرت عمرؓ اور حضرت حفصہؓ کے مشترکہ فیصلے کی صورت میں شریعت نے قانون دیا ہے کہ 4 ماہ سے زیادہ کوئی عورت اپنے مرد سے دور نہ رہے۔ اس لئے بچوں کا بھی ویزہ دیں بلکہ بیوی بچوں کے بغیر والے کو ویزہ ہی نہ دیں کیونکہ کہ ایسے مجرد مرد دوسرے معاشروں میں کام کرنے کے علاوہ برائی پھیلانے کا باعث بن رہے ہیں ان ممالک کو اپنے قوانین شریعت کے مطابق کرنے چاہئیں نا کہ اس کے متصادم جس کا نتیجہ اچھا نہیں نکل سکتا اور نہ ہی نکل رہا ہے۔

B-10 قرآن ایک زندہ معجزہ، کمپیوٹر سے رزلٹ، ایک بے مثال ثبوت

(حوالہ اسلام اور سائنس، محمد منیر قریشی صفحہ نمبر 72 تا 83)+ قرآن پاک ایک چیلنج، ایک سائنسی معجزہ مصنفین اتا مک سائنٹسٹ انجینئر

سلطان بشیر محمود (ستارہ ءامتیاز) اور میجر (ر) امیر افضل خان (مضمون انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

B-11 صراط مستقیم (مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

B-11-2- نیکی وبدی کا گلوب, کائنات کا اسرار (انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

B-11-3- مسلم اور غیر مسلم معاشرے میں بنیادی فرق:۔

یہ گلوب ہمیں بتا تا ہے کہ ان دونوں معاشروں میں بنیادی فرق کیا ہے۔زیادہ تر غیر مسلم تعلیمات نفس کشی کے ذریعے معاشرے کو پاکیزہ رکھنے کی کوشش کرتی ہیں۔جبکہ مسلم تعلیمات یہی کام نفس کی مکمل تشفی کے ذریعے کرتی ہیں۔جیسے عمل جماع کے بعد میاں بیوی کیسے ٹھنڈے میٹھے ہو جاتے ہیں دینِ اسلام تمام معاشرے کو ایسے ہی ٹھنڈا اور میٹھا دیکھنا چاہتا ہے۔آپ غور کریں تو یہ ٹھنڈک اور مٹھاس غیر مسلم معاشرے میں ناپید ملے گی,نفس کشی کی بے چینیاں، بے قراریاں اور بیزاریاں بھگتنے کے بعد کونسا انسان ہے جو بیچارہ پُرسکون ہوگا اور کا ہے کو ہوگا۔نفس کشی کی آگ میں جلنے کے بعد یہ بیچارہ ٹھنڈا کیسے ہوگا اور اس کے کڑوے گھونٹ پینے کے بعد یہ بیچارہ مٹھاس کہاں سے لائے گا۔غیر مسلم معاشرہ اکیلا حاصل منزل کی طرف دوڑتا رہتا ہے۔اس کے پیروکار انتہائی غصیلے مُتعصب اور انتہا پرست ہوتے ہیں۔کتنی حیرت کی بات ہے کہ عیسایوں، یہودیوں نے کبھی ہندوؤں، بدھ مت یا پارسیوں کو طنز ومزاح کا نشانہ نہیں بنایا اور کبھی ہندوؤں نے بھی سکھوں اور عیسایوں وغیرہ کی مذہبی تعلیمات کا مذاق نہیں اُڑایا،ان تمام غیر مسلم معاشروں کے متعصب گھٹیا اور بدفطرت افراد ہمیشہ دینِ اسلام ہی کا کیوں مذاق اڑاتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ تمام مذاہب میں سے دین اسلام ہی صرف ایک ایسا مذہب ہے جو درمیانی راہ پر چل رہا ہے درمیانی راہ M مقام باقی تمام مذاہب کی بنیادیں انتہائی پاکیزگی والی گویا باہم یکساں ہیں تو ایک جیسے افراد اپنے سے مختلف افراد کا مذاق ضرور اڑا سکتے ہیں گویا تمام غیر مسلم معاشرے تھوڑی بہت کمی بیشی کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں دین اسلام ان سے جدا ہے مگر یک زوجگی کی بیماری اسے بھی ان جیسا دکھا رہی ہے۔

B-12 عدل (مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

B-12-2- گویا اسلامی ریاست کے ججز کے لیے دو شادیاں لازم ہونا چاہئیں۔

جبکہ کنوارے، مطلقہ، رنڈوے کو ان عہدوں کے لئے نااہل قرار دیا جائے ۔قرآن پاک شرط عدل کے ساتھ زائد شادیوں کی اجازت دیتا ہے عدل کرسکتے ہو تو 4,3,2 شادیاں کرلو گویا اسلامی ریاست کے ججز کے لیے دو

شادیاں لازم ہونا چاہییں۔ان کا تو پیشہ ہی عدل کرنا ہے۔جو ایسا عادل ہے کہ وہ کسی اپنے جیسے انسان کو پھانسی پر چڑھا سکتا ہے کیا وہ دو بیویوں میں انصاف نہیں رکھ سکتا؟؟ اگر نہیں تو پھر ایسے انسان کو پھانسیاں دینے اور لوگوں کو جیل میں ڈالنے یا آزاد کرنے کا بھی اختیار نہیں ہونا چاہیئے غرض اس سے انصاف کی کرسی چھین کر کسی درست انسان کو دے دینا چاہیئے گویا کسی بھی اسلامی مملکت میں تمام ایسے عہدے جو عدلیہ کا کام کرتے ہیں انہیں اس اسلامی کسوٹی میں پورا اترنا لازم قرار دیا جانا چاہیئے۔جیسے تمام بڑے عہدے (Key Posts) پارلیمنٹ جو انصاف فراہم کرنے والے اصول وضع کرتی ہے۔ اسکے تمام افراد زائد شادیاں کریں صدر،وزیر،مشیر MPA, MNA اور ان کی (Annual Confidential Report) بھی بنے (یہ سرکاری ملازمین کی سالانہ رپورٹ ہوتی ہے) جو غلط پائے جائیں ان کو گھریلو وجوہ پر فارغ کر دیا جائے۔بڑے عہدے دار بڑے سرمایہ دار غرض جس فرد کے ماتحت اندازاً 10 افراد کام کرتے ہوں اور اس کو ان میں عموماً عدل وانصاف کرنا پڑتا ہو وہ زائد کامیاب شادیوں والا ہو تو بہتر ہے۔ نوکری میں ہو تو ترقی تب ملے گی جب ACR میں دو بیویاں پائی جائیں اور نیک بھی ہوں یعنی ایسی بیویوں کی بھی ACR ہونی چاہیئے اسلامی ریاست میں کونسلر کی بھی دو بیویاں کم از کم لازمی ہونا چاہیئے۔ (دیکھئے G-10)

B-12-3- مثل مشہور ہے جیسی عوام ویسی حکومت :۔یہ ایک ضعیف حدیث بھی ہے۔

دوسری شادی کا اطلاق عام گھروں پر،عوامی سطح پر ہونا ہے۔اس وقت دوسری شادی کا تناسب 1 فیصد بھی نہیں ہے۔ بیوہ،مطلقہ،معلقہ،معذور،زائد عمر کی کنواری عورتیں اور اسی طرح بے شوہر عورتوں کا تناسب %20 سے بھی زیادہ ہے۔ جب یہ تعداد گھٹ جائے گی تو دوسری شادی کا تناسب %20 سے بھی تجاوز کر جائے گا۔اور یہ تناسب زیادہ تر امیر اور خوشحال گھروں میں رونما ہوگا یہی طبقہ حکمران طبقے کو پیدا کرتا ہے جب یہاں زائد شادیوں کو کامیاب کرنے کے لیے عدل کا دور دورہ ہوگا تو ادارہ حکومت خود بخود اعلیٰ اقدار کا حامل ہو جائے گا اس وقت اس طبقے کا جو حال ہے وہی ادارہ حکومت کا بھی ہے مثلاً مغرب پرستی،فیشن،شراب،جوا،زنا کاری اور تمام بڑے عیوب سے آلودہ یہ طبقہ ہمیں وہی دے سکتا ہے جو وہ دے رہا ہے۔تو ہمیں اپنے اندر تبدیلی کا سوچنا چاہیئے بڑے لیول پر یہ تبدیلی خود بخود ہو جائے گی۔

(مزید تفصیل کیلئے دیکھئے باب ہفتم میں مضمون ''کاف کلاس'' Z-24)

B-13 صبر ان اللہ مع الصابرین

قرآن پاک کی اس آیت کا مفہوم ہے کہ ''اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔'' یہ بہت عظیم آیت ہے۔

غور کریں اللہ تعالیٰ ایک قانون بیان کر رہا ہے کہ اللہ کا قرب حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے کہ بس صبر کرو۔ یہ کونسا صبر ہے جس کے ذریعے ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خارش کی بیماری لگا دی ہے اب بندہ ہر وقت خارش کرتا ہے ہر وقت منہ بسورر ہا ہے۔ اردگرد کے افراد سے لڑ جھگڑ رہا ہے ہر ایک کو کھانے کو پڑ رہا ہے اور بیماری کو برداشت کرر ہا ہے اللہ سے بھی شکوے کرر ہا ہے کیا یہ صبر کرر ہا ہے؟ بچے نے سبق یاد نہیں کیا استاد غصے میں آ کر اسے تھپڑ مار رہا ہے بچہ بظاہر صبر کرر ہا ہے دل میں بد دعائیں اور گالیاں ۔۔ کیا یہ صبر کرر ہا ہے؟ معصوم بچے نے بستر پر پیشاب کر دیا بد مزاج ماں نے غصے میں آ کر 6 ماہ کے بچے کی پٹائی شروع کر دی ''ہائے ابھی کپڑے بدلے تھے پھر گندے کر دیئے مجھے اس نے عذاب ڈالا ہوا ہے'' اور کپڑے بھی بدل رہی ہے کیا یہ عورت صبر کر رہی ہے؟ چور کو تھانے میں ڈنڈوں سے پیٹا جا رہا ہے وہ خاموشی سے مار کھا رہا ہے مگر دل میں سب کو گالیاں دے رہا ہے کیا یہ صبر کرر ہا ہے؟ یہ تفصیل تو بہت لمبی ہو جائے گی۔

ایک آخری مثال سردیوں کی رات میں 6 ماہ کے بچے نے پیشاب کر دیا ماں سارے دن کی تھکی ماندی ہے پیشاب کا پتہ چلتے ہی اس کی آنکھ کھلتی ہے اسے بہت گراں گزرتا ہے مگر وہ صبر کرتی ہے پھر وہ بچے کو چومتی ہے اس کا گیلا جانگیہ اتار کر پھینک دیتی ہے اٹھنے کی اس میں ہمت نہیں بچے کو کہاں سلائے خود بچے کی پیشاب والی جگہ پہ لیٹ جاتی ہے اور بچے کو اپنی صاف گرم جگہ پر سلا دیتی ہے۔ بچہ اپنے گلابی گالوں کے ساتھ مست سویا رہتا ہے وہ اسے دوبارہ چومتی ہے مسکراتی ہے اور پھر گیلی جگہ پر سو جاتی ہے۔ پیچھے بھی آپ نے کچھ مثالیں پڑھیں کوئی مار کھا رہا ہے، دل میں گالیاں نکال رہا ہے مگر صبر کرر ہا ہے لیکن آخری مثال اور گذشتہ مثالوں میں آپ کو واضح فرق نظر آئے گا۔ گذشتہ مثالوں میں بھی صبر تھا مگر آخری مثال کا صبر اسے ہی صبر جمیل کہتے ہیں۔ یعنی میٹھا اور پیارا صبر، جو ایک اچھی ماں اپنے بچوں کے لیے کرتی ہے گذشتہ مثالوں میں ایک بد مزاج ماں کا بھی صبر آپ نے پڑھا اب ہمیں پتہ چل گیا کہ اللہ تعالیٰ دراصل صبر جمیل کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

جیسے صبر ایوبؑ، آپ کو بیماری کا امتحان دیا گیا جسم میں کیڑے پڑ گئے کوئی کیڑا گوشت سے گر پڑتا تو بڑے پیار سے اٹھا کر دوبارہ اس کی جگہ پر رکھتے ''سبحان اللہ'' کیا صبر تھا اور آخری مثال میں ماں نے بھی کیا خوبصورت صبر کا مظاہرہ کیا اللہ تعالیٰ انہیں صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے صبر کو مکینیکل زبان میں اگر بیان کریں تو اس کے لیے انگریزی لفظ Shock استعمال ہوگا یہ گاڑی میں لگے وہ پرزے ہیں جو سڑک کے اتار چڑھاؤ کو خود برداشت کرتے ہیں اور گاڑھی

میں بیٹھے افراد تک سڑک کے کھڈوں کے جھٹکوں کونہیں پہنچنے دیتے یہ بالکل اچھی ماں کی طرح کام کرتے ہیں جیسے ایک عظیم ماں زندگی کے تمام مصائب کو اپنے وجود پر جھیلتی ہے مگر ان کی تندی اور تپش کو اپنے بچوں تک نہیں پہنچنے دیتی میں نے نیشنل جیوگرافک چینل پر ایک واقعہ دیکھا کہ چیتے جیسے بڑے جانور نے ایک عورت کی بچی پر حملہ کر دیا اور چوہے سے ڈرنے والی عورت میں مامتا نے اتنی بے خوفی، جرات اور قوت بھر دی کہ وہ اتنے بڑے جانور سے اکیلے ہی بھڑ گئی نہ صرف بچی کو زندہ بچالیا بلکہ اس جانور کو بھی بھاگنے پر مجبور کر دیا، عظیم مائیں بچوں کی خوشی اور حفاظت کے لیے ہر طرح کی قربانی صبر جمیل کے ساتھ دیتی ہیں صبر انسانی وجود کی سب سے بڑی خوبصورتی ہے اس سے زیادہ بڑی کوئی خوبصورتی ممکن ہی نہیں۔ عظیم محبت کا بنیادی جز و صبر جمیل ہی ہوتا ہے۔

ہماری زندگی کی تمام خوشیوں کا انحصار صرف صبر پر ہوتا ہے یہ ایک بہت گہرا فلسفہ ہے جس انسان کی تربیت میں صبر جمیل موجود ہو اسے غمزدہ کرنا بہت مشکل ہے جو بڑے سے بڑے طوفان کا ہنس کے مقابلہ کر سکتا ہو اسے چھوٹی باتوں سے پریشان کر لینا ناممکن ہے۔ صبر کائنات کی بہت بڑی خوبصورتی ہے ہمیں اپنی اور بچوں کی تربیت میں اس کو اولیت دینا چاہئے اور ہمیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے اپنے اندر صبر جمیل پیدا کرنے کی دعا کرنی چاہئے۔ سورۃ عصر کی آخری آیت ''واتو اصو بالصبر'' ترجمہ ہے ''اور دوسروں کو صبر کی نصیحت کرتے رہو'' کثرت زوجیت میں مرد کے صبر کا امتحان بھی ہوتا ہے اور عورت کے صبر کا بھی۔ بلکہ اس میں صبر کی تربیت بھی ہوتی ہے مثلاً خاوند نے کوئی زیادہ گرم مصالحہ دار خوراک کھالی ہے شہوت سے وہ پھٹا پڑ رہا ہے اس کا دل کر رہا ہے کہ چوتھی سب سے چھوٹی جوان بیوی کے پاس جاؤں مگر باری بڑی کی ہے اس لیے اسے صبر جمیل کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ دوسری طرف شادی کی تقریب سے تمام بیویاں واپس آئیں۔ کسی کا دل کر رہا ہے کہ کاش اس کی آج باری ہوتی مگر اس کی باری دو دن بعد ہے۔ تو اس کی بھی صبر جمیل کی تربیت ہوئی اسے سوچنا چاہئے کہ اس جیسی خوبصورت لڑکیاں اپنے خاوندوں کا دو دو سال سے انتظار کر رہی ہیں اور وہ نوکری یا کاروبار کے سلسلے میں بیرون ملک بیٹھے ہوئے ہیں۔

B-13-1 صبر جمیل اور قوت باہ:۔

صابر مرد میں قوت باہ زیادہ ہوتی ہے وہ لذت جماع کو زیادہ دیر تک برداشت کر کے بیوی کو خوش کرتا رہتا ہے جبکہ ''بے صبر خود، رحم'' مرد لذت جماع کو زیادہ دیر برداشت نہیں کر سکتا اور سرعت انزال کا شکار ہو کر بیوی کو ناراض کر لیتا ہے ایسے مرد شکوے کرتے نظر آتے ہیں کہ بیوی تعاون نہیں کرتی۔

سیالکوٹ کے مفکر اقبالیات جناب طاہر بٹ صاحب ماھنامہ حکایت دسمبر 2005 کے صفحہ 193 پر اپنے ایک پُر مغز مضمون میں اسطرح رقم طراز ہیں کہ ''انسان جب ضبط سے کام لیتا ہے تو اس کا کردار بنتا ہے اس کی سیرت بنتی ہے اُدھر ضبط ختم ادھر سیرت ختم اور یوں انسانیت کی موت ہوتی ہے۔''

B-14 تعدد ازواج، مسلمانوں میں، کثرت زوجیت نہیں صرف چہار زوجگی 4 بیویوں تک محدود

(2) غیر مسلموں کے اثرات مڈل ایسٹ کے علاوہ یک زوجگی کا زنانہ راج

(3) مختلف علما کی دفاعی اور پسپائی رائے

(4) تجزیہ وتبصرہ (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

B-15 تعدد ازواج، ہندوؤں میں

(حوالہ ازواج مطہرات، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری صفحہ نمبر 21)

غیر الہامی مذاہب میں سب سے زیادہ معروف اور قابل ذکر حیثیت کا حامل ''ہندومت'' ہے، اس مذہب کا ذخیرہ کتب اور تاریخ اس حقیقت کا اعتراف کرتی نظر آتی ہے کہ تعدد ازواج ''ہندومت'' میں ہمیشہ رائج رہی ہے۔ ہندو دھرم میں زمانہ قدیم سے نہ صرف اس کی اجازت رہی ہے بلکہ آج بھی ہندوستان میں مسلمانوں کی نسبت ہندوؤں میں اس کا رواج ہے "The Postition of Women in Hindu Civilizaiton" کے مصنف ڈاکٹر الٹیکر اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔''ویدک لٹریچر میں تعدد ازواج کے حوالے قطعی طور پر زیادہ ہیں، دیکھیے! (کتاب مذکور صفحہ 104 مطبوعہ دہلی 1983ء) ذیل میں ہندومت کی قابل احترام مذہبی و تاریخی شخصیات کی فہرست دی جاتی ہے، جس سے ہندومت میں تعدد ازواج کی اجازت اور عملاً رواج کا پتہ چلتا ہے''۔ ہندو دھرم کے پیرو ''رام چندر جی'' کو اپنا بھگوان تصور کرتے ہیں، چنانچہ ان کے والد رایہ دسرتھ کی متعدد بیویاں تھیں۔

۱۔ پٹ رانی کوشلیا والدہ رام چندر جی ۲۔ رانی سمترا والدہ لچھمن جی ۳۔ رانی کیکئی والدہ بھرت جی سری کرشن کی جو اوتاروں میں سولہ کلاں سپورن تھے سینکڑوں بیویاں تھیں۔ ازواج حیات

وخدمات راجا پانڈو مشہور پانڈوں کا جداعلیٰ ہے اس کی دو بیویاں تھیں۔۱۔ کنتی والدہ بشتر وبھیم سین وارجن۔۲۔ مادری والدہ نکل وسھد یو۔

راجا شتن کی دو بیویاں تھیں۔۱۔ گنگا والدہ بھیکم ۲۔ سیتہ دتی والدہ چترا مگدو دیگر۔ پچھترا یرج کی دو بیویاں

اور ایک لونڈی تھی۔۱۔ امیکا والدہ دھرتراشیٹ۔پسر یاس جی۔۲۔ امبانکا والدہ پانڈو پسر بیاس جی۔۳۔ لونڈی والدہ بدر بن بیاس جی۔بحوالہ (قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمتہ اللعالمین ﷺ جلد دوم، ص ۱۳۸۔۱۳۹، دار الاشاعت کراچی، ۱۲۱۱ھ)

علاوہ ازیں پدر منو کی دس بیویاں مانی جاتی ہیں، جبکہ آئتاریا برہمن کے راجہ ہریش چندرا کی سو بیویاں تھیں۔ ملاحظہ ہو۔ڈاکٹر الٹیکر نے سنسکرت کے مستند حوالوں سے لکھا ہے کہ مؤخر ویدک لٹریچر میں متعدد شہادتیں ملتی ہیں کہ تعدد ازواج کا رواج معاشرے کے بعض طبقات میں پوری طرح سرایت کئے ہوئے تھا۔(حوالہ سابقہ)

معروف مسلمان مؤرخ اور جغرافیہ دان ابوریحان البیرونی جنہوں نے کئی سالوں تک ہندوستان میں مقیم رہ کر سنسکرت زبان سیکھی اور یہاں کے علوم وفنون اور رسم ورواج کا مشاہدہ کر کے مستند ترین کتاب ہندی تہذیب وثقافت پر ''تحقیق ماللھند'' نامی تصنیف کی موصوف مذکورہ کتاب میں لکھتے ہیں: ''اہل ہند میں سے بعض کی نظر میں طبقاتی اعتبار سے متعدد عورتیں ہوسکتی ہیں۔ چنانچہ برہمن کے لئے چار، چھتری (کشتر) کے لئے تین، ویش کے لئے دو اور شودر کے لئے ایک بیوی ہوگی۔''

البیرونی کتاب الہند، صفحہ ۴۷۰، حیدر آباد دکن، ۱۹۵۸ء) جدید ہندو معاشرے میں ازواج کے اعداد وشمار مولانا محمد شہاب الدین ندوی کی کتاب ''تعدد ازواج پر ایک نظر'' صفحہ ۲۲ وصفحہ ۲۳، (مطبوعہ مجلس نشریات اسلام کراچی ۱۹۹۴ء) پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ یہ تو غیر الہامی مذہب ہندومت میں تعدد ازواج کا تاریخی اور علمی مطالعہ تھا۔غیر الہامی مذاہب میں قابل ذکر حیثیت کا حامل ہندومت ہی ایسا مذہب ہے جس کے پیرو آج بھی بڑی تعداد میں پائے جاتے ہیں۔

B-16 تعدد ازواج یہودیوں میں

(حوالہ ازواج مطہرات، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری صفحہ نمبر 23)

الہامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں ازواج کے جواز کے قائل ہیں اور تینوں مذاہب کی دینی ومذہبی تاریخ تعدد ازواج کے جواز پر عامل نظر آتی ہے۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کا مقام ومرتبہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں مذاہب میں مسلم اور قابل احترام ہے، مذکورہ تینوں مذاہب سماوی آپ کو اپنا روحانی پیشوا اور ابوالانبیاء مانتے ہیں، حضرت ابراہیمؑ کی ازواج حضرت سیدہ ہاجرہؓ اور سیدہ سارہؓ پر تینوں مذاہب متفق ہیں۔

یورپین مصنف ویسٹر مارک لکھتا ہے: ''بہت سے مواقع پر لوتھر نے کثرت ازواج کی بابت کافی نرم رویہ اپنایا، خدا

نے اس سے منع نہیں کیا، یہاں تک کہ حضرت ابراہیمؑ کی جو ایک کامل انسان تھے دو بیویاں تھیں، خدا نے عہد نامہ قدیم کے بعض لوگوں کو خاص حالات میں ایسی شادیوں کی اجازت دے رکھی تھی۔ یہودی مصنف ابراہیم لیون ''تاریخ یہود'' میں لکھتا ہے کہ تعدد ازواج کی کوئی قانونی ممانعت نہ تھی، یہاں تک کہ قرون وسطیٰ میں ''ربی گرشوم'' نے فتویٰ جاری کر دیا جس کے مطابق ایک شخص اتنی بیویاں رکھ سکتا تھا جتنی کہ اس کے بس میں ہوتیں۔ ہمیں بتایا گیا ہے کہ "Gideon" کی ستر بیویاں تھیں، اور ہم داؤدؑ کی بیویوں میں کم از کم سات کے نام جانتے ہیں۔ یہودی تاریخ میں سب سے بڑا حرم غالباً سلیمانؑ کا ہی تھا۔ ہار پر کی بائبل ڈکشنری میں لکھا ہے کہ: ''عہد نامہ قدیم کے زمانہ میں تعدد ازواج کی اجازت تھی اور توریتی قانون نے بھی اس کی ممانعت نہیں کی۔ داشتاؤں، کنیزوں اور دوسری بیویوں کی کثرت ایک معمول تھا، حضرت ابراہیمؑ، یعقوبؑ اور یوسفؑ ایک سے زیادہ بیویاں رکھتے تھے۔

بادشاہوں کی بہت سی بیویاں ہوتیں، جیسے داؤدؑ اور سلیمانؑ نے سیاسی اتحادوں کے لئے کیں۔ بنی اسرائیل کے انبیاء تعدد ازواج کے جواز پر عملاً عامل رہے۔

حضرت موسیٰؑ کی چار بیویاں تھیں۔ ۱۔ سفورہ خاتون (کتاب خروج ۲،۱۳) ۲۔ جشیر قینی (قاضیون ۱،۱۶) حباب (قاضیون ۲۱۶) علاوہ ازیں حضرت موسیٰؑ کے لئے لاتعداد بیویوں کے جواز کا پتہ ذیل کے حوالہ جات سے ملتا ہے: ''جب تو لڑائی کے لئے اپنے دشمنوں پر خروج کرے اور خداوند تیرا خدا ان کو تیرے ہاتھوں سے گرفتار کرے اور تو انہیں اسیر کر لائے، ۱۱۔ اور ان اسیروں میں خوبصورت عورت دیکھے اور تیرا جی چاہے کہ تو اسے اپنی جورو بنائے، ۱۲۔ تو تو اسے اپنے گھر میں لا اس کا سر منڈا اور ناخن کٹوا، ۱۳۔ تو وہ اپنا اسیری کا لباس اتارے گھر میں رہے۔ اور ایک مہینہ بھر اپنے باپ اور اپنی ماں کے سوگ میں بیٹھے بعد اس کے ساتھ تو خلوت کر اور اس کا خصم بن اور وہ تیری جورو بنے۔ (کتاب استشناء ۱۰ تا ۲،۱۳)

B-17 تعدد ازواج عیسائیوں میں

(حوالہ ازواج مطہرات، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری صفحہ نمبر 25)

انجیل کے زمانہ نزول میں تعدد ازواج کثیر ازدواجی قبول عام کا درجہ رکھتی تھی، اور اس کا عام رواج تھا۔ اور اسے مذہبی معاشرتی اور اخلاقی طور پر نہ صرف تسلیم کیا جاتا تھا بلکہ اس پر کسی قسم کی تنقید یا اعتراض وارد نہ ہوتا تھا۔ اسی بناء پر انجیل میں اس موضوع سے بحث نہیں کی گئی۔ کیونکہ یہ اس وقت امر واقعہ تھا اور اسے بالکل درست اور فطری سمجھا جاتا تھا۔

انجیل نے نہ اسے ممنوع قرار دیا اور نہ اسے ضابطہ بند کیا اور نہ اس پر کوئی پابندی عائد کی گئی۔عیسائیت میں اس امر کی گواہی ملتی ہے کہ دس کنواریاں اپنے ہونے والے دولہا سے ملنے کے لئے گئیں اور بائبل کی بہت سی تفاسیر میں ہونے والے دولہا سے مراد یسوع مسیح ہی لئے گئے ہیں۔جبکہ انجیل متی باب ۲۵ کے مطابق حضرت مسیحؑ نے اپنی آمد کی خبر میں دس کنواریوں کا ذکر کیا ہے کہ پانچ نے دولہا کے ساتھ شادی کی۔گھر میں گئیں،اور پانچ جو پیچھے رہ گئی تھیں ان کے لئے دروازہ نہ کھولا گیا۔

یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیحؑ کبھی اس تمثیلی بیان کو زبان پر نہ لاتے اگر ان کے نزدیک ایک سے زیادہ بیوی کا ہونا پسندیدہ نہ تھا۔عیسائیت کے بعد کئی سو برس تک کلیسا کی کسی مجلس نے تعدد ازواج کی مخالفت نہیں کی اور کئی عیسائی امراء اور سلاطین نے ایک سے زیادہ بیویاں رکھیں۔لیکن کلیسا نے کبھی اعتراض نہیں کیا،چنانچہ شارلمین نے دو عورتوں سے بیک وقت نکاح کرنے کے علاوہ کئی ایک داشتہ عورتیں رکھ چھوڑی تھیں۔یوروپین مصنف ویسٹر مارک کے مطابق بعض عیسائی فرقے تعدد ازواج کی بڑی شدت سے وکالت کرتے ہیں۔۱۵۳۱ء میں عیسائیوں کے ایک فرقہ نے اس بات کی تبلیغ کی کہ جو سچا عیسائی بننا چاہتا ہے اس کی بہت سی بیویاں ہونی چاہئیں،ایک دوسرے فرقے میں معاشی حالات کی اجازت دینے کی صورت میں کثرت ازواج فرض تھی،تا کہ آخرت اور دنیا میں بھلائی پا سکے۔

B-18 بدھ مت اور دیگر مذاہب (مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

B-19 بانجھ مرد وزن

بانجھ عورت

موجودہ مسلم معاشرے میں یہ بھی ایک بڑا مسئلہ ہے کہ صحت مند مرد بانجھ عورتوں کے ساتھ ساری زندگی گزار دیتے ہیں ہمیں یہ تجزیہ کرنا ہے کہ دین اسلام اس کے بارے میں کیا رویہ رکھتا ہے۔اسلامی احکامات کی رو سے مرد عورت کو جن وجوہات کے تحت طلاق دے سکتا ہے ان میں بانجھ پن بھی شامل ہے۔گویا جو ایسے صحت مند مرد کفریہ عشق و محبت کے نام پر ایک بانجھ عورت کے ساتھ ساری زندگی گزار دیتے ہیں دین اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا بہ تقضائے بشری اب اگر یہ مرد عشق میں مبتلا ہو کر یا رحم کھاتے ہوئے یا انسانیت کے ناطے بانجھ بیوی کو طلاق نہیں دینا چاہتے تو کیا کریں،؟ جب مردوں کو دوسری شادی کا حق حاصل ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ عدل کر سکیں گے تو انہیں دوسری شادی ضرور کر لینا چاہئے کئی غیر مسلم ذہنیت رکھنے والے مرد دعویٰ کرتے ہیں کہ انہیں اپنی بانجھ بیوی سے عشق ہے لہٰذا وہ

دوسری بیوی کے ساتھ عدل نہیں کرسکیں گے انسانوں کے باہمی عشق کو دین اسلام پسند نہیں کرتا اس لیے ایسے مردوں کو اپنے عشق پر نظر ثانی کرنا چاہئے اور کسی ماہر نفسیات سے اپنا علاج کروانا چاہئے اکثر اوقات جب عورتوں کو بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ بانجھ ہیں تو اس خطرے کے تحت کے مرد اسے طلاق نہ دے دیں وہ اپنے رویے میں بے تحاشا تبدیلی لاتے ہوئے خاوند کو عشق کی حد تک (لاشعوری طور پر) چاہنا شروع کر دیتی ہے اور اس طرح خاوند آدمؑ کا بیٹا بے وقوف بن جاتا ہے اور عشق کا جواب عشق سے دیتا ہے۔ مردوں کو عورتوں کے اس لاشعوری رویے کا ادراک ہونا چاہئے۔

بانجھ مرد:۔

اگر عورت بانجھ ہے تو دو حل موجود ہیں پہلا یہ کہ اسے طلاق دے دے دوسرا یہ کہ اس کو رکھتے ہوئے دوسری شادی کرلے۔لیکن صحت مند عورت کو اگر بانجھ مرد مل گیا ہے تو دین اسلام کا کیا رویہ ہے؟ کیا دین اسلام ہندومت کی طرح مسلمان عورت سے بھی یہی کہے گا کہ خاوند تمہارا ''پتی دیو'' ہے اسی کے چرنوں میں ساری زندگی گزار دو، یقیناً نہیں۔ دین اسلام ایک فطری مذہب ہے یہ انسانوں کی اعلیٰ فطرت کے عین مطابق احکامات رکھتا ہے۔ بانجھ مرد اگر علاج معالجے سے ٹھیک نہیں ہوسکتا یا ڈاکٹر جواب دے دیتے ہیں تو جس طرح دین اسلام بانجھ عورت کو طلاق دینے سے منع نہیں کرتا اسی طرح وہ بانجھ مرد سے بھی عورت کو خلع لینے سے نہیں روکتا۔ میں اس کو مزید سخت کرنا چاہوں گا کیونکہ ہماری صحت مند عورتیں بھی غیر مسلموں کے زیر اثر ذہنیت کی بدولت بانجھ مرد سے طلاق لیتے ہوئے گھبراتی ہیں انہیں ایسا نہیں کرنا چاہئے۔لیکن بانجھ مردوں کی موجودگی میں عورتوں کی شیطانی انا مضبوط ہو جاتی ہے۔

وہ اس طرح کہ ایسا مرد اپنے بانجھ پن کے جان لینے کے بعد اپنی بیوی سے عشقیہ حد تک محبت کرنا شروع کر دیتا ہے اور زیادہ تر عورتیں ان کے عشقیہ رویے کا شکار ہو جاتی ہیں ایسے خاوند کے لیے ان کی مامتا بیدار ہو جاتی ہے اور یہ ایک نفسیاتی مسئلہ بن جاتا ہے انہیں بچے کا سکون تو خاوند سے نہیں ملتا مگر انا کی تسکین بہترین حاصل ہوتی ہے اور یہ مثل مشہور ہے کہ حکمرانی کا نشہ سب نشوں سے بڑا ہوتا ہے اتنے تابعدار خاوند کی موجودگی میں عورت سکندر اعظم سے بھی زیادہ حکمرانی کے نشے کو انجوائے کرتی ہے، بظاہر اس کے لیے قربانی دیتی ہے مگر دراصل ایسا نہیں ہوتا مرد تو بیمار ہوتا ہی ہے ایسے مرد کے ساتھ رہ کر عورت بھی نفسیاتی الجھنوں کا شکار ہو جاتی ہے اور ایک نارمل انسان نہیں رہتی میں ایک بار پھر کہوں گا کہ ایسی عورتوں کو ہوش کے ناخن لینا چاہئیں چونکہ دین اسلام کثرت شوہری کی اجازت نہیں دیتا اس لیے انہیں طلاق لے کر صحت مند مرد کے ساتھ شادی کرنا چاہئے اور فضول عشق و محبت اور انا پرستی جیسی بیماریوں کا شکار نہیں ہونا

چاہیے۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے اور معاشرے میں بکثرت مشاہدے میں بھی آتا ہے کہ بانجھ عورت کی صورت میں مرد طلاق دے کر یا اسے رکھتے ہوئے دوسری شادی کر لیتا ہے اور کوئی برا بھی نہیں مناتا مگر بانجھ مرد کے ساتھ صحت مند عورت کو قربان گاہ پر قتل کرتے ہوئے معاشرے کی روح نہیں کانپتی لیکن مسئلہ یہ ہے کہ عورتیں خود خوشی خوشی قربان ہونے کو تیار ہوتی ہیں تو لوگ کیا کریں؟۔ جیسے دریا نیل میں یہ زندہ خوشی خوشی ڈوب جاتی ہیں، دیوتا کو خوش کرنے کے لیے یا مردہ خاوند کے ساتھ محبت کا عملی مظاہرہ کرنے کے لیے چتا پر زندہ جل مرتی ہیں۔ میں اپنی مسلمان بہنوں، بیٹیوں سے گذارش کروں گا کہ اللہ کو اپنے عشق کا محور بنائیں اپنے پتی دیو (خاوند) کو نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ نے تم کو نارمل عورت بنایا ہے تو اپنے وجود سے اپنے بچے حاصل کرو دوسروں کے بچوں کو سینے سے مت لگاؤ اپنے وجود کی تکمیل کرو، بانجھ مرد سے نجات حاصل کر کے زرخیز مرد سے شادی کرو چاہے تمہیں دوسرے یا تیسرے نمبر پر ہی جانا پڑے۔

دوسرا سوال یہاں پر یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ بانجھ مرد کہاں جائیں جو عورت کو جنسی سکون تو دے سکتے ہیں مگر بچہ نہیں دے سکتے ان کے لیے معاشرے میں بچوں والی بیوہ اور مطلقہ موجود ہیں ان کا کوئی سہارا نہیں ان کے بچوں کی ذمہ داری اٹھائیں اور ایک صحت مند زندگی گزاریں بچوں والی عورت ان کے ساتھ رہتے ہوئے انا پرستی اور عشق و محبت جیسی نفسیاتی بیماریوں کا شکار نہیں ہوگی اور یہ مرد بھی ایک صحت مند زندگی گزاریں گے۔

اس سب کے باوجود ہمیں یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ میاں بیوی اگر مطمئن ہیں تو شریعت انہیں حدود کے اندر رہتے ہوئے کسی فیصلے سے نہیں روکتی۔

B-20 شہوت دراصل مردوں کا مسئلہ ہے۔۔۔میڈیکل وضاحت

کیا یہ درست ہے؟ کیا یہ عورتوں کا مسئلہ نہیں ہے؟ ڈاکٹر ہونے کے ناطے میں اس کی جسمانی اور نفسیاتی تفصیلات بیان کرنا چاہتا ہوں قدیم دور سے اہل دانش یہ جانتے ہیں کہ باہ (شہوت Sex) مردوں کا مسئلہ ہے جبکہ جاہ (انا پرستی Ego) عورتوں کا مسئلہ ہے شیطان کا کیا مسئلہ تھا؟ باہ کہ جاہ! سب جانتے ہیں شیطان کا مسئلہ بھی جاہ (انا، غرور) تھا اس اعتبار سے عورت شیطان کے زیادہ قریب ہے کیونکہ دونوں کا ایک ہی مسئلہ ہے اس لیے وہ اسے جلدی گمراہ کر سکتا ہے مگر مردوں پر بھی وہ کمزور نہیں کیونکہ مرد مردانہ رطوبت ٹیسٹوسٹیران کے ڈرم ہیں۔ ٹیسٹوسٹیران (Testosterone) ایک رطوبت (Hormone) ہے جو مرد کے خصیوں (Testes) سے بکثرت اور عورت کی بیضہ دانیوں (Ovaries) سے معمولی مقدار میں خارج ہوتی ہے اور شہوت (Sexual

(Excitement میں بنیادی کردارادا کرتی ہے۔ٹیسٹوسٹیران کی کثرت مردوں کوزیادہ تر پرشہوت رکھتی ہے،عورتوں میں بھی ٹیسٹوسٹیران ہی انہیں جنسی طور پراکساتی ہے مگر مردوں کے مقابلے میں اس کی مقدار بہت کم ہوتی ہے لیکن وہ جتنی بھی ہے ان کی شہوت کو اکسانے(Trigger کرنے کے لیے) کافی ہے اب دیکھیں دوصورت حال پیدا ہوئیں کہ مردوں میں جتنی مقدار ہے وہ انہیں ہر وقت اکسائے رکھتی ہے ۔حتیٰ کہ کسی شریف ترین مرد کو بھی جنسی طور پر اکسانا نسبتاً عورتوں کے بہت آسان ہے کیونکہ اگر وہ صحت مند ہے تو اس میں یہ رطوبت عورتوں کی نسبت بہت زیادہ ہے اب اس اکساہٹ کے بدلے میں وہ برائی کی طرف جاتا ہے یانہیں یہ اس کی تربیت یا اخلاقی بلندی پر منحصر ہے مگر وہ شدید اکساؤ(Excitement) کا شکار ضرور ہو جائے گا عورتوں میں چونکہ اس ہارمون کی مقدار بہت کم ہے اس لیے انہیں مکمل اکساؤ کا شکار ہونے میں زیادہ وقت لگتا ہے یہ ساری بحث میڈیکل سائنس سے متعلقہ ہے مگر آپ کو یہ سمجھ آ گئی ہوگی کے مردوں میں باہ کیوں زیادہ ہے اور عورتوں میں باہ کیوں کم ہے۔

اس رطوبت کا انسانی عمر کے ساتھ گہرا تعلق ہے جتنی یہ 20,15 سال کی عمر میں ہوتی ہے اتنی 70,60 سال میں نہیں ہوتی بلکہ 40 سال کے بعد یہ آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو جاتی ہے۔جس سے جنسی خواہش بھی زوال پذیر ہو جاتی ہے۔عورتوں میں چونکہ یہ رطوبت پہلے ہی کم ہے اس لیے ان میں معمولی باتوں یا حالات کی بدولت بھی نمایاں کم ہو جاتی ہے۔اسی لیے جنسی سردمہری کا شکار زیادہ تر عورتیں ہوتی ہیں ۔معمولی باتیں جیسے عام ناراضگی ،غصہ، چڑچڑاپن، تھکاوٹ وغیرہ سے بھی عورتوں کا جنسی اکساؤ قریباً ختم ہو جاتا ہے۔اوراسے پیدا کرنے کے لیے مردوں کوشدید محنت کرنا پڑتی ہے بلکہ جھگڑا بھی کرنا پڑتا ہے۔بچوں کی پیدائش کے بعد بھی عورتوں کی جنسی خواہش کمی کا شکار ہو جاتی ہے۔ مگر کوئی بھی حالات مردوں کی اس خواہش کوکم نہیں کرتے ۔ہاں اگر اگلے دن پھانسی لگنا ہوتو شاید کم ہو جاتی ہو۔مگر کئی جسمانی نفسیاتی ایسی تکالیف ہیں جو مردوں میں بھی اس رجحان کو کم کرتی ہیں لیکن وہ عورتوں کے مقابلے میں بہت شدید ہونا چاہئیں جیسے ٹی بی،شوگر، نامردی، معاشی دباؤ وغیرہ مثلاً ایک دو بچہ ہونے اور شادی کوتین چار سال گزرنے کے بعد عورتوں میں جنسی اکساؤ کم ہوکر اتنا رہ جاتا ہے کہ ہفتے میں ایک بار انہیں مرد کی ضرورت رہ جاتی ہے۔جبکہ شادی سے 30 سال بعد بھی مرد کو عورت کی روزانہ ضرورت ہوتی ہے ۔اس صورت حال میں تمام خرابیاں جنم لیتی ہیں جیسے زنا کاری، مرد کے روزانہ اصرار پر عورت کا انکار اور جھگڑا۔

B-20-2- جنسی عمل= سادہ سا حیاتیاتی عمل:۔

بھوک، پیاس، نیند، رفع حاجت کی طرح جنسی عمل بھی سادہ سا فطری حیاتیاتی عمل ہے۔میڈیکل ایکسپرٹ ہونے کے ناطے میں اپنے شادی شدہ بہن بھائیوں سے ایک سوال ضرور پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب وہ عمل جماع کر رہے ہوتے ہیں تو تھوڑی دیر کے لیے ضرور سوچا کریں کہ یہ ایک سادہ سا حیاتاتی عمل (Biological Process) ہے۔جس کا مقصد اولاد پیدا کرنے کے علاوہ جوڑے کی تمام دن کی تھکن اتارنا، نئے دن کے لیے تروتازہ کرنا اور کچھ دیر کے لیے خوش کرنا ہے یہ سادہ اور معصوم سا عمل ہے یہ صحت مند مرد عورت کا بنیادی اور پیدائشی حق ہے۔اسے مرد عورت کو دینے میں دیر کرنا یا رکاوٹ ڈالنا اس سے زیادہ شرمناک عمل اور کیا ہوسکتا ہے؟ یہ کسی بھوکے انسان سے روٹی چھیننے یا کسی کی سانس گھونٹنے سے بھی زیادہ برا عمل ہے۔

B-20-3 عورتوں کی معصوم سی شہوت اور ہماری مجرمانہ لاپرواہی:۔

قدیم جاہلوں نے جنسی عمل کے ساتھ دیو مالائی شرم وحیا، غیر فطری پاکیزگی اور لمبی چوڑی رسومات کو جوڑ کر سادے سے عمل کو مشکل ترین بنا دیا ہوا ہے۔دین اسلام نے اس کا جو حل پیش کیا ہے وہ دنیا کا کوئی بھی تحریف شدہ مذہب نہیں پیش کر سکا۔کیا یہ عمل اتنا بڑا، مشکل، پیچیدہ اور خوفناک ہے کہ کسی عورت کو تمام زندگی کے لیے اس لذت سے محروم کر دیا جائے وہ بیوہ، مطلقہ زائد عمر کی کنواریاں یا رنڈوے جو اس عمل سے محروم ہیں کیا وہ انسان نہیں ہیں؟؟؟

ان کا اس عمل کے لیے کوئی حق نہیں ہے؟؟؟

کیا وہ صرف بدکاری سے ہی یہ لذت حاصل کر سکتے ہیں؟

اگر ہم اپنی بیوہ اور دوسری بے شوہر عورتوں کی شادی جلدی نہیں کرتے یا ان کی شادی کا خیال ان کے اور اپنے دل سے نکال دیتے ہیں اور ان شرم وحیا کی بیٹیوں کو ان کی معصوم سی شہوت کی آگ میں زندگی بھر جھلسنے کے لیے بے یار و مددگار چھوڑ دیتے ہیں تو یقین جانو ہندو ہم سے ہزار درجہ بہتر ہیں جو اپنی بیوہ کو مردہ ''خاوند'' کی چتا پر ایک ہی مرتبہ زندہ جلا دیتے ہیں۔اگر ہم اپنی بیوہ، مطلقہ، معلقہ، زائد عمر کنواری یا معذور لڑکی کی شادی میں جلدی نہیں کرتے تو ہندوؤں کا یہ بظاہر ظالمانہ عمل ہماری بے حسی سے بہت کم ہے ہمیں اپنی معصوم عورتوں کی شادیوں میں تاخیر کرتے ہوئے شرم آنا چاہئے اور اپنی کم عقلی پر ڈوب مرنا چاہئے اپنے لیے دو بیویوں کا پڑھ کر تو بڑے خوش ہو رہے ہیں کہ شکر ہے یہ مسئلہ تو حل ہوا ہمیں شہوت بڑا تنگ کرتی تھی مگر ان بے چاریوں کو ایک خاوند تو دے دیں یا پھر مان لیں کہ وہ انسان ہی نہیں ہیں۔میں مانتا ہوں کہ ہماری شہوت بھڑکتے ہوئے الاؤ جیسی ہے اور ہمارا 2، 4 سے کم گزارہ نہیں ہوسکتا مگر ان کا جو

ایک کا حق ہے اس سے ایسی مجرمانہ چشم پوشی؟؟

میں ایسے مسلمانوں کی بے حسی پر ماتم کرنا چاہتا ہوں شریف عورتوں کی معصوم سی شہوت قابل احترام ہے 65 سال سے کم عمر بے شوہر لڑکیوں کا ہمیں خود دھیان کرنا چاہیئے (یہ میں نے مذاق میں نہیں لکھا بے شوہر عورت واقعی لڑکی ہوتی ہے شوہر مل جائے تو 18 سال کی لڑکی بھی عورت بن جاتی ہے) وہ بوجہ شرم نہیں مانتیں تو منائیں، سمجھائیں وہ نہیں مان رہیں تو مسلسل مناتے رہیں اور موزوں مرد کے ساتھ انکا نکاح کر دیں۔ ہمیں مسلمان بننا چاہئے ان کو انسان سمجھیں ان کی فطری معصوم شہوت کو ذہنی طور پر قبول کریں ان کو دیویاں نہ سمجھیں دیویاں ہندوؤں میں ہوتی ہیں یہ غیر فطری باتیں مسلمانوں کو زیب نہیں دیتیں۔ دین اسلام فطری مذہب ہے اس کے احکامات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں ان کا مکمل احترام کریں قرآن پاک تمام تحریفات سے پاک ہے اس کو باترجمہ اکثر پڑھتے رہا کریں یہ مولویوں یا عالموں کے سمجھنے والی کتاب نہیں ہے یہ سب مسلمانوں کے سمجھنے اور عمل کرنے کے لیے ہے یہ ہم سب سے باتیں کرتی ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہم سب سے کلام کرتا ہے۔

ہم پڑھیں گے تو وہ ہم کلام ہوگا جب اللہ ہم کلام ہوگیا تو اللہ اور اللہ کے رسول ؐ سے محبت بڑھتی ہے یہ محبت دنیا کی سب سے بڑی قوت ہے جو مسلمان اس قوت سے سرشار ہوگا وہ کبھی نہیں ڈرے گا اور کبھی پریشان نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کے ہر کام میں شریک ہوگا اور اسے اللہ تعالیٰ ہر جگہ نظر آئے گا ہم کتنے بدقسمت ہیں جو کتاب اللہ کو چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ رہے ہیں۔

B-20-4 عورتوں کی شیطانی جاہ !

ایک بیوی جو مہینے میں 20 دن خاوند کو انکار کرتی ہے کیا وہ اپنی جیسی کسی دوسری عورت کو 10 دنوں کا اختیار بھی نہیں دے سکتی؟ یقین جانیئے یہ عورتوں کی شیطانی جاہ ہی ہے جو اس معاملے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے یہ دوسری شادی کے نظام کے شدید خلاف ہیں یہ بیوہ عورتوں کو دیکھ کر بھول جاتی ہیں کہ یہ خود بھی بیوہ ہوسکتی ہیں۔ اگر وہ اس نظام کو لاگو ہونے دیں تو کل کو وہ خود بھی محفوظ ہوں گی مگر جو انسان طاقت کے نشے میں پاگل ہو وہ کمزوری کے لمحات کو محسوس بھی نہیں کرسکتا۔ میں عورتوں سے کیوں کہوں یہ تو مردوں کے سوچنے کی بات ہے ایک بیوی تو نامردوں کی بھی ہوتی ہے۔

مرد تو وہ جو کم از کم دو شادیاں کرے یہ ہمت یقیناً کوئی نامرد کبھی نہیں کرے گا کیونکہ جو ایک بیوی سے

جھڑکیاں کھا رہا ہو وہ دوسری سے جوتیاں نہیں کھا سکتا۔ ان تمام میڈیکل معلومات کے بعد آپ کو یہ بات واضح ہو گئی ہو گی کہ باہ خالصتاً مردوں کا مسئلہ ہے کچھ ناقص علم رکھنے والے ایک خاص اعصابی بیماری (Nymphomania) یا ہسٹریا (Hysteria) کی شکار عورتوں کی مثال دے کر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ باہ عورتوں کا بھی اتنا ہی بڑا مسئلہ ہے جتنا مردوں کا۔ یہ عام عورتوں کے لیے جتنا بھی مسئلہ ہے مردوں کا اس سے ہزار گنا بڑا مسئلہ ہے۔ ہم اسے عورتوں کے لیے بالکل نفی نہیں کرتے مگر مخالف گروپ انہیں مردوں کے برابر نہ لائے ورنہ ہمیں بنانے والا ایک مرد کے برابر چار عورتوں کو نہ لاتا۔ میں ایک دفعہ پھر کہوں گا کہ باہ دراصل مردوں کا ہی مسئلہ ہے اس کو اسی تناظر میں دیکھیں گے تو درست منزل تک پہنچیں گے ورنہ گمراہ ہو جائیں گے بھٹک جائیں گے اگر ہم ایسے کہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے لیے باہ کا اور عورت کے لیے جاہ کا امتحان منتخب کر رکھا ہے مرد ساری زندگی باہ کا امتحان ہی دیتا رہتا ہے اور عورت مرتے دم تک جاہ کے امتحان میں مبتلا رہتی ہے جیسے ساس بہو کا جھگڑا، دیورانی جیٹھانی کا جھگڑا عورت کا سوکن کو برداشت نہ کرنا، نند بھاوج کی لڑائی، خاوند کو مجبور کرنا کہ اکیلے گھر میں چلیں کیونکہ اکیلے گھر میں عورت مرد پر بآسانی حکومت کر سکتی ہے جو ساس یا نند کی صورت میں مشکل ہوتی ہے۔ اپنے سے بہتر عورت سے جلنا، بناؤ سنگھار کرنا، کپڑے، زیور، جوتی کا جنون اور بے شمار ایسی خرافات یہ تمام جاہ کا ہی نتیجہ ہے۔ عورتیں ساری زندگی ان کے چنگل سے نہیں نکل پاتیں۔ ''سبحان اللہ'' اللہ تعالیٰ کی عظیم حکمتوں پر قربان جانے کو دل کرتا ہے کہ صرف دوسری شادی کے ایک عمل سے اس نے مردوں اور عورتوں کے تمام مسائل کو جڑ سے کاٹ دیا ہے۔

B-20-5 ساس میری سہیلی:

دیکھیں جو عورت سوکن برداشت کر سکتی ہے، بہو کو برداشت کرنا اس کے لیے کوئی مشکل نہیں اور جو بہو، سوکن کے ساتھ خوش دلی سے رہ سکتی ہے ساس کو ماں سمجھنا اس کے لیے بھی مشکل نہیں۔ پھر جب دو سوکنیں آمنے سامنے ہوں گی مگر مرد گھر میں غالب ہوگا تو الجبرے کے قانون کے مطابق منفی جب منفی کے بالمقابل آتی ہے تو مثبت رد عمل پیدا ہوتا ہے (+=-*-) تو گویا الجبرے کا قانون بھی دوسری شادی کی حمایت میں جاتا ہے اور اگر مرد کمزور ہوگا تو یہ دونوں منفی قوتیں فساد کا باعث ہوں گی دیکھیں دوسرا قانون (-20)=(-10)+(-10) کمزور مرد جب دو منفی قوتوں کو جمع کرتا ہے زیادہ بڑا منفی فساد پیدا ہوتا ہے (مزید تفصیل G-11-5 میں ہے) مرد کی تین قوتیں شادی کو کامیاب کرتی ہیں ایک قوت باہ دوسری قوت دماغ تیسری قوت دولت ان میں جو قوت بھی کم ہو گی مرد کی ازدواجی

زندگی کو مشکل بنائے گی چاہے ایک بیوی ہی کیوں نہ ہو اور اگر یہ تینوں قوتیں درست موجود ہیں تو 4 بیویاں کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں کمزور مرد وہی ہوگا جس کے پاس ان میں سے کوئی بھی کم ہو۔اس بحث سے یہ ثابت ہوا کہ دوسری شادی کی بدولت مرد کی باہ قابو میں رہتی ہے۔اور عورت کی جاہ کی نفی ہوتی ہے اور وہ شیطان کے قابو آسانی نہیں آتی اور مرد کی دو شادیاں عورت اور مرد دونوں کے امتحان کو نرم بھی کرتی ہے، دونوں کے لیے باعث برکت ورحمت ہیں اور پھر اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مرد کی ایک شادی دونوں کے امتحانات کو سخت کرتی ہے۔(کچھ بحث پانچویں باب فائدے اور نقصانات میں۔(باقی G-11 الجبرے سے ثبوت میں)

B-20-6 مدن ترنگ کا مشاہدہ (ایام مستی، زمانہ خیول)

حوالہ کتاب بیٹا یا بیٹی ڈاکٹر عمران نیازی بٹ (C-32 صفحہ 132)

دہلی کے مشہور حکیم کویراج ہرنام داس، بی اے اپنی کتاب ''ہدایت نامہ خاوند'' میں اس موضوع پر رقمطراز ہیں ان کا مضمون انہی کے الفاظ میں لکھا جاتا ہے۔''ہر عورت کے اندر خاص وقت کے بعد قدرتی طور پر شہوت یا گرمی کی لہر اٹھتی ہے جس کا نام ''مدن ترنگ'' ہے۔عام طور پر یہ لہر کسی میں حیض شروع ہونے سے ایک ہفتہ پہلے اور کسی میں حیض ہونے کے ایک ہفتہ بعد ظاہر ہوتی ہے۔

اس وقت بیوی چاہتی ہے کہ اس سے خاوند ہمبستری کرے اخلاق کی حد کے اندر اندر وہ کچھ دلفریب ناز و ادا دکھاتی ہے اور اشاروں سے اپنا مدعا بیان کرتی ہے۔حجاب مانع ہوتا ہے۔لب بدنداں رہتی ہے زبان سے کچھ نہیں کہہ سکتی اس کا دوپٹہ بار بار سر سے اور چھاتی سے کھسک جاتا ہے۔وہ ہار سنگھار کر کے زیادہ دلکشی کا باعث بننے کی کوشش کرتی ہے۔مرد کو ترچھی نگاہوں سے دیکھتی ہے اور اس کے متوجہ ہونے پر شرم سے آنکھیں نیچی کر کے بہت ناز و ادا سے چل دیتی ہے۔اگر چھوٹے بچے کی ماں ہے تو وہ مرد کے سامنے اسے بار بار چومتی ہے۔بات بات پر مسکراتی ہے اور خاوند کے سامنے آنے کے مواقع پیدا کرتی ہے۔دیگر کئی طرح سے مرد کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے سمجھدار خاوند اس کی عین موقع پر خواہش پوری کر دیتے ہیں مگر بیوقوف خاوند ''مدن ترنگ'' کے موقع پر تو اس کی خبر ہی نہیں لیتے لیکن جب وہ لہر ختم ہو چکتی ہے اور اس کے دل میں شہوت کا خیال تک نہیں ہوتا۔تب اس کو اچانک دعوت عمل دے کر تنگ کرتے ہیں اس طرح بیوی کی امنگوں کا خون ہو جاتا ہے۔بار بار جب اس کی خواہش پوری نہیں کی جاتی تو بعض اوقات اس کے دل میں خاوند کے لئے نفرت ہو جاتی ہے۔

پس نو جوانوں کو چاہئے کہ اپنی بیویوں کے ''مدن ترنگ'' کے اوقات اور اظہارات کو توجہ سے نوٹ کریں ایک میانہ رو عورت میں ''مدن ترنگ'' مہینے میں ایک بار ہی اٹھتی ہے۔ڈاکٹر وحکیم ہری چند ملتانی (ہریانہ انڈیا) اپنی کتاب تاج الحکمت (صفحہ نمبر 339) میں لکھتے ہیں۔'' دودھ دینے والے جانوروں اور عورت میں انڈے کا مکمل ہونا اور تھیلی سے باہر آنا خاص خاص اور مقررہ اوقات میں ہوتا ہے۔یہ جانوروں کے زمانہ خیول و مستی کے دوران دراصل اخراج انڈہ ہو رہا ہوتا ہے۔جانور پالنے والے افراد خصوصاً گوالے ان ایام کو خوب پہچانتے ہیں۔اگر انہیں ضرورت محسوس ہو تو وہ مصنوعی نسل کشی کا عمل کروالیتے ہیں اور اکثر پہلی دفعہ ہی حمل ٹھہرانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ عورت کا زمانہ مدن ترنگ جو ایک دن کے لئے طاری رہتا ہے یہ بھی دراصل اخراج انڈہ کا اظہار ہوتا ہے۔موجودہ میڈیکل سائنس بھی اس بات کو مانتی ہے۔ سنگاپور کی شائع کردہ ایک کتاب (Motherhood & Child care Hand Book) کے صفحہ نمبر 148 پر لکھا ہے۔

When she is fertile there are additional symptoms that a woman may be aware of such as pelvic discomfort, tenderness in the breasts & swings in Mood"

یہاں Swings in Mood سے مراد مدن ترنگ ہے۔

مگر خاوند کو پہچاننا چاہئے کیونکہ مدن ترنگ بغیر کسی بیرونی وجہ کے طاری ہو جاتی ہے۔آپ نے مدن ترنگ کی تفصیل کو پڑھا اور آپ کو یہ پتہ چلا کہ دنیا کی تمام مادہ (Female) کی طرح عورت کی جنسی اکساہٹ (مدن ترنگ) مہینے میں صرف ایک بار اٹھتی ہے۔اس کے علاوہ دوسری وجوہات میں عورت کے اندر پایا جانے والا جنسی اکساہٹ والا ماحول جیسے خاوند سے لمبی جدائی یا کسی محبوب مرد کا قریب ہونا۔ٹی وی یا رسالے کے ذریعے، جنسی اکساہٹ والی کہانی کو پڑھنا۔کسی ایسے واقعہ کا سننا وغیرہ اس قسم کی ترغیبات اخراج بیضہ کے علاوہ بھی عورت میں جنسی اکساہٹ پیدا کرسکتی ہیں۔

B-20-7 ایک عورت ناکافی ہے:۔

تو ثابت ہوا کہ عورت کا جنسی اکساؤ ماہانہ طبعی جسمانی طور پر صرف ایک دن کے لیے ہے جبکہ نفسیاتی وجوہات کے تحت

یہ زیادہ مرتبہ بھی ہوسکتا ہے مگر یہ مرد کی نسبت مقدار، شدت اور تعداد میں کافی کم ہے گویا مرد کا محض 25% چار عورتیں=ایک مرد اس بحث سے بھی ہم ثابت کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں کہ شہوت دراصل مرد کا مسئلہ ہے۔ جتنی شدید یہ مرد میں ہوتی ہے اتنی شدت عورت سوچ بھی نہیں سکتی۔ اس شدت کی مثال اتنی کافی ہے کہ شہوت کے شکار مرد قتل کرنے سے بھی نہیں چوکتے جس کی مثالیں اخبارات میں عام آتی رہتی ہیں مگر مردوں کے ساتھ یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ انہیں ان کی فطرت (کثرت زوجیت) سے روک کر ایک عورت پر پابند کیا جاتا ہے اور عورت کا بھی وہ حال ہے کہ مہینے میں صرف ایک بار خوش دلی سے قبول کرنے والی اگر ہم اس میڈیکل دلیل کے ساتھ چلیں تو پھر مرد کو تیس عورتوں کی اجازت ہونی چاہئے یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ عورت جب مہینے میں ایک دوبارا کساہٹ محسوس کرتی ہے تو ''مدن ترنگ'' میں آپ نے پڑھا کہ وہ کیسے اشاروں سے اپنا مدعا بیان کرتی ہے اور اگر اس کی خواہش پوری نہ کی جائے تو خاوند سے باضابطہ نفرت کرتی ہے اب ظلم کی انتہا دیکھیں کہ بیچارا مرد جو مہینے میں 60 دن مدن ترنگ کا شکار رہتا ہے اس کی خواہش پوری کرنا عورت اپنا فرض اولین نہیں سمجھتی اور اگر مرد غصے میں آجائے تو عورت اسے طعنے دینے پر آجاتی ہے اور اگر وہ دوسری شادی کی بات کرے تو پھر اسے عیاش قرار دے دیتی ہیں۔

کچھ دانشور عورتیں کہیں گی کہ کئی عورتیں بھی شدید جنسی اکساہٹ کا شکار ہوتی ہیں اور مثال میں ہسٹریا کی مریضہ کو بیان کرے گی تو میرے بھائی آپ نے تو خود اسے بیماری کہہ دیا اور یہ واقعی بیماری ہے اسکا نفسیاتی علاج کروائیں یہ عام عورتوں کا مسئلہ نہیں ہے۔عورتوں کو فطری جنسی اکساؤ ماہانہ ایک مرتبہ (Medically Proven) مرد کو جنسی اکساؤ وروزانہ ایک مرتبہ کم ازکم جبکہ غیر فطری جنسی اکساؤ سارا دن بھی تنگ کرسکتا ہے تو (Medical) فطری تقاضے اور انصاف کے تحت ایک مرد کو 30 بیویاں چاہئیں عورت ماہانہ 4 مرتبہ سہولت سے مان جاتی ہے تو گویا کم سے کم 7,8 بیویوں سے کام چل سکتا ہے مگر کچھ تکرار واصرار سے 3,4 دن بعد بھی آرام سے منایا جاسکتا ہے۔تو پھر بھی 4 یا 5 بیویاں ضرور چاہئیں۔اللہ تعالیٰ جس نے مرد عورت کو بنایا ان کے اندر کے تمام نظام بنائے وہ خود کہہ رہا ہے کہ اگر ضرورت محسوس ہو تو 4 عورتوں تک کرلو گویا کم سے کم یعنی صرف 4 بیویاں دیں۔

ادھر عورتوں کا تقاضا ہے کہ میں اکیلی ہی کافی ہوں یہ کتنا بڑا ظلم ہے مرد تکرار کررہا ہے اور عورت احمقوں کی طرح مسکرارہی ہے مرد تڑپ رہا ہے اور وہ آرام سے سورہی ہے کہ میرا موڈ نہیں ہے کل دیکھوں گی وہ ہنستی ہے کہ آج نہیں کل کھالینا خوراک کھانا ہماری ضرورت کے علاوہ جبلت بھی ہے روٹی کے بغیر بھی ہم 7 دن تک زندہ رہ سکتے ہیں

اپنے بچوں کو کیا یہ 7 دن بھوکا رکھ سکتی ہے وہاں تو بھیک مانگ کر بھی روٹی پاتی ہے مگر مرد کے بارے میں انتہائی لاپرواہ ہے اسے جتنے دن چاہے معلق بنا رکھتی ہے۔ یہ ناز وادا یا ہنسنے والی بات نہیں ہے پورا معاشرہ بربادی کا شکار ہو رہا ہے ان معلق مردوں کی بدولت تمام بدکاریاں انہی کم عقل شریف عورتوں کی پیدا کردہ ہیں یہ خود تو بدکاری نہیں کرتیں مگر مردوں کو کم عقلی کی بدولت بدکاری کی طرف دھکیل دیتی ہیں۔

نہ انہیں دینی تعلیمات کا پتہ ہے نہ ان کو مردوں کی میڈیکل جنسی ضرورتوں کی خبر ہے نہ ہی مردوں کی جنسی نفسیات سے واقفیت ہے اور اپنے آپ کو شیطان کی طرح عقل کل بھی سمجھتی ہیں اللہ تعالیٰ نے سارے ہی مرد 4 عورتوں کے برابر نہیں بنائے اسی لئے اس آیت کو اجازت کی شکل دی ورنہ حکم بھی ہو سکتا تھا۔

B-20-8 نامردوں کے ساتھ رہنے والیاں عظیم عورتیں

کچھ عورتیں نامردوں کے ساتھ زندگی گزار دیتی ہیں اور وہ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ سے بہت بڑے انعام کی امید لگائے بیٹھی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے جو کریگا وہ اللہ کی مرضی ہے مگر شریعت کے مطابق جو صورت حال نظر آتی ہے اس پر ہم بحث ضرور کر سکتے ہیں سب سے پہلی بات کہ شریعت کسی عورت کو نامرد کے ساتھ نباہ کرنے کے لیے نہیں کہتی اگر کوئی نباہ کر رہی ہے تو اس کی کوئی شرعی وجوہات نہیں ہوتیں بلکہ وہ کفریہ وجوہات ہوتی ہیں جیسے طلاق لے لی تو لوگ کیا کہیں گے پہلی شادی ہی مشکل سے ہوئی تھی اب کون کرے گا ماں باپ پر بوجھ بنوں گی اس نامرد نے میرے بھائی کو ویزہ بھیجا ہوا ہے یا نامردوں میں ایسی قسمیں بھی ہوتی ہیں جو تھوڑا بہت کام کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ بچے تو بنا سکتے ہیں مگر عورت کی جنسی تشفی کے کبھی قابل نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ علاج معالجے میں بھی لاپرواہ ہوتے ہیں خود جنسی اکساہٹ سے محروم ہوتے ہیں اور عورت کو بھی نفسیاتی مریض بنا دیتے ہیں۔

مردوں کی طاقت 4,3,2,1 کے حساب سے مختلف ہوتی ہے اور بطور ڈاکٹر میں جانتا ہوں کہ کچھ مردوں میں یہ طاقت ایک کے لیے بھی کافی نہیں ہوتی ان مردوں کو اپنا علاج کروانا چاہئے اگر درست نہ ہو پائیں تو بیوی سے معذرت کر کے اسے طلاق دے دینا چاہئے اور کسی بیوہ یا مطلقہ یا زائد العمر عورت کو سہارا دینا چاہئے کیونکہ یہ کسی صحت مند عورت کے قابل نہیں ہوتے ان کی بیویاں، معلقہ بن کر یا تو مریں گی اس لیے کہ یہ بیمار مرد کسی بیمار عورت کے قابل ہوتے ہیں اور ظلم دیکھیں کہ یہ کسی صحت مند عورت کو اگر وہ شریف ہے تو جنسی نفسیاتی گھٹن کے ذریعے بیمار کرتے ہیں جب وہ بیمار ہو جاتی ہے تو اس کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کرنے لگتے ہیں مگر ایسا نتیجہ کم از کم 15، 20 سال بعد ملتا ہے یہ زیادہ بڑا ظلم

ہے ایسی عورتوں کو خود ان بیمار مردوں سے چھٹکارا پانا چاہئے کیونکہ ایسے مردوں کے ساتھ زندگی صحت برباد کرنے سے بہتر ہے کہ چھٹکارا پا کر کچھ عرصہ تنہا رہ لیں اور اللہ پر بھروسہ کریں خود (خاکم بدھن) خدا بننے کی کوشش نہ کریں اس مثال میں ایک بات واضح ہوئی کہ جنسی طور پر کمزور مرد کسی ایسی بیمار عورت کے قابل ہوتا ہے کہ جو مہینے میں ایک بار بھی اکساؤ محسوس نہ کرتی ہو۔

یہ بات یاد رکھنے والی ہے کہ زیادہ تر مردانہ کمزوری والے مردوں کو جنسی اکساؤ تنگ نہیں کرتا وہ عورت کے بغیر مہینوں کیا سالہا سال تک آرام سے رہ سکتے ہیں اس بیماری کو ,Low Sex Drive یا Loss of Libidoوغیرہ کہتے ہیں۔میں یہاں ایک تجویز دیتا ہوں کہ ہمیشہ شادی کرتے وقت لڑکا لڑکی دونوں کی جنسی صحت کا چیک اپ (sperm count health,.U S G of uterus & ovaries, Menstral cycle ,.Erection in male .Spermatorrhoea)اور سرٹیفکیٹ پہلے حاصل کرنا چاہئے ورنہ شادی نہ کریں ،اسے آئندہ صحت مند معاشرے کے قیام کے لیے لازم بنانا ہوگا۔میں مردوں کا رونا روتے روتے ،عورتوں کے دکھ میں شریک ہو گیا تھا دوبارہ موضوع پر واپس آتا ہوں ایک صحت مند مرد جو روزانہ کم از کم ایک مرتبہ اور ماہانہ 30 مرتبہ جماع کرنا چاہتا ہے ایک صحت مند عورت بھی اسے روزانہ اجازت نہیں دے سکتی ہے۔

کیونکہ 6,7 دن تو حیض ضائع کرواتے ہیں باقی بچے 24,23 دنوں میں سے بھی وہ 8,7 دن میسر ہو گی باقی 16,17 دن مرد کہاں جھک مارے گا؟ ابھی بیمار آدمی کا صحت مند عورت پر ظلم آپ نے پڑھا میں نے مرد کو جوتیاں ماریں آپ بہت خوش ہوئے مگر انصاف کے معاملے میں عورتوں سے کوئی رعایت نہیں ہوگی کیونکہ یہ رعایت پورے معاشرے کو بالخصوص مسلم سوسائٹی کو تباہ و برباد کر رہی ہے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ یہ عورتوں سے رعایت ہے یا مردوں کے ساتھ ظلم ہے کہ ہم صحت مند مردوں کو مجبور کریں کہ تم اپنی فطری ضرورت و جبلت کو کنٹرول کرو اس کا گلا گھونٹو ،کڑوا صبر کرو اور ایک ہی بیوی سے نباہ کرو!! کیوں؟؟؟ ابھی جب صحت مند عورت، بیمار، بندے کے پلے بندھی عورت کے ساتھ سب کی ہمدردیاں تھیں کہ ٹھیک ہے وہ طلاق لے کر کسی صحت مند مرد کے ساتھ شادی کرے اور اپنی جبلت کا گلا مت گھونٹے، ظلم و جبر کا شکار نہ ہو مگر مرد کو ایسا نہیں کہا جاتا کہ تمہاری طلب اگر بیوی پوری نہیں کر پا رہی تو شریعت کی اجازت کے مطابق تم مہر ادا کر کے اور دوسری شرائط پوری کرتے ہوئے، دوسری شادی کر لو یہاں کہتے ہیں کہ عورت پر ظلم ہو گا عورتیں Monogamous ہوتی ہیں غیر مسلم تعلیمات، تحریفات کا شکار ہوتی رہی ہیں اس لئے غیر مسلم جو

Polygamous تھے اچانک Monogamy کا شکار ہو گئے ان وجوہات کی ریسرچ کرنا پڑے گی کہ وہ کیسے اور کیونکر بدلے مگر انہی سے متاثر ہو کر مسلمانوں نے بھی Polygamy کو خیر باد کہہ دیا ہمیں یہاں ان اصطلاحات کو بھی درست کر لینا چاہئے کہ غیر مسلموں میں کثرت زوجیت Polygamy تھی یعنی لامحدود بیویاں غیر مسلموں کے لئے یہ درست تھا۔ مگر مسلمانوں میں یہ چہار زوجی Quadgyny ہے۔

مدن ترنگ پر دیکھئے پرانا ہندو حکیم کتنے حساس طریقے سے مردوں کو سمجھا رہا ہے کہ عورت میں ماہانہ ایک دن جو جنسی اکساؤ (مدن ترنگ) پیدا ہو رہا ہے اس کا دھیان رکھو اور درست وقت پر اس کی تشنگی دور کرو اور جو مرد ایسا نہ کر پائے اس کو بڑی لعن وطعن کی جاتی ہے مگر میرے پیارے غیر مسلم بھائیو! غور کرو کہ مرد جو روزانہ عورت سے بہت زیادہ شدید مدن ترنگ کا شکار ہوا رہتا ہے اس کو کس نے ٹھنڈا کرنا ہے اس کی تشنگی کون دور کرے گا؟؟؟ یہاں وہ رہبانیت کا ڈھول بجائیں گے اور فطرت کا گلا گھونٹنے کی بات کریں گے کڑوے صبر کا کسیلا گھونٹ بھروائیں گے۔

B-20-9 مرد شہوت کا ڈرم ۔۔ عورت تحفظ کی متلاشی:۔

یہ ماہانہ ایک مرتبہ والی عورت مرد کی ماہانہ 60 مرتبہ آنیوالی مدن ترنگ کیسے پوری کرے گی۔ غور کرو یہ بندوبست صرف دین اسلام نے دیا ہے۔ قرآن پاک نے دیا ہے اور فطرت کے عین مطابق دیا ہے یہ کسی انسان کا بنایا ہوا مذہب ہوتا یا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا ہوتا تو نعوذ باللہ یہ آیت ضرور تبدیل ہو چکی ہوتی یا غلط فہمی پیدا کر دی گئی ہوتی مگر یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے تمہاری وید، انجیل، تورات کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا تھا اور دیکھ لو تمہارے ادیان کا کیا حال ہے وید چار، انجیل بھی چار چلو ہندوؤں اور عیسائیوں میں ایک قدر مشترک تو ہے۔ مرد عورت سے کیا چاہتا ہے؟

شہوت کی تشفی کیونکہ وہ شہوت کا ڈرم ہے۔ عورت مرد سے کیا چاہتی ہے؟ تحفظ کیونکہ یہ کمزور ہے۔ اوپر والے حقائق جاننے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ مرد کی ضرورت تشفی شہوت ہے (Sexual Satisfaction) یعنی خوراک کے بعد مرد کی اولین خواہش تشفی شہوت ہوتی ہے یہ عورت کی کیوں نہیں؟ عورت کی پہلی ترجیح ذاتی تحفظ، گھر اور بچوں کی خوراک کا تحفظ چونکہ عورت صنف نازک ہے۔ یہ جتنی مرضی مالدار ہو جائے اس کی مرد کی نسبت جسمانی کمزوری اسے غیر محفوظ ہونے کا شدید احساس دلاتی ہے عدم تحفظ صرف ایک طاقتور مرد ہی دور کر سکتا ہے مگر وہ مرد سے کیا چاہتی ہے۔ اس کی ترجیحات کیا ہیں وہ مرد سے سب سے پہلے اپنا جسمانی تحفظ مانگتی ہے

تا کہ وہ دوسرے مردوں کی دست اندازی سے بچ سکے معاشی سرگرمیوں میں بھی عورت کی جسمانی کمزوری اورعورت ہونا ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے برے یا نارمل مرد اس کا جنسی استحصال کیے بغیر نہیں رہ سکتے دنیا کے جدید معاشروں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں عورتیں وہاں اسی لیے کھلم کھلا کام کررہی ہیں۔ کیونکہ وہاں عصمت کا تصور ہی ختم کردیا گیا ہے۔ گویا معاشی سرگرمیوں میں بھی عورت کو مرد کے تحفظ کی ضرورت ہے مختصراً مرد کی عورت سے اولین ترجیح تشفی شہوت ہے جبکہ عورت کی مرد سے اولین ترجیح فراہمی تحفظ ہے مرد تحفظ کے بالعوض اس سے تشفی شہوت چاہتا ہے جبکہ عورت فراہمی تحفظ کے بالعوض اسے تشفی شہوت کی خدمت فراہم کرتی ہے گویا عورت کی اولین ترجیحات میں شہوت کا نام ونشان بھی نہیں ہوتا عورت کو مرد سے کیسا تحفظ چاہئے۔

جسمانی:۔ جب کبھی جنگل میں تھی تو انسانوں کے علاوہ جانوروں سے بھی تحفظ چاہئے تھا مگر اب جدید دور میں قوانین میں سختی کی بدولت یہ ضرورت کم ہوتی جارہی ہے اور اب یہ برائے نام ہے یا ان علاقوں میں زیادہ ہے جہاں قانون کمزور ہے اس لئے اب یہ تحفظ عورت کے لیے اولین نہیں رہا۔

معاشی:۔ عورت کو دوسرا بڑا تحفظ معاشی مگر جسمانی تحفظ کے پیشگی موجود ہونے کی صورت میں اولین تحفظ معاشی ہے اس سے عورت خود خوراک کھاتی ہے گھر بناتی ہے، بچوں کی خوراک اور دوسری ضروریات حاصل کرتی ہے گویا موجودہ ترقی یافتہ دور میں اولین تحفظ مرد کی طرف سے معاشی ہے گویا دولت کے بغیر مرد عورت کے لیے ایک بے وقعت سا وجود ہے بھوکے مرد کو عورت جوتیاں مارنا بھی پسند نہیں کرتی کیونکہ بھوکا خود کمزور ہے اور ایک کمزور وجود دوسرے کمزور وجود کی پسند نہیں ہوسکتا اور اگر بھوکا مرد کھانے کی یا شہوت کی تشفی کی خواہش کرے تو اب عورت اسے جوتیاں مارنا پسند نہیں کرے گی بلکہ نفرت کے ڈنڈے مارے گی تو کیا ہم یہ کہیں کے عورت پیسے کی بھوکی ہے کچھ غیر مسلم ذہن یہی کہیں گے کہ رقم کے بدلے جنسی تشفی تو طوائفیں بھی کرتی ہیں تو عام عورت کہاں کھڑی ہوتی ہے مگر ان کم عقلوں کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ حلال حرام میں صرف دائیں بائیں کا ہی فرق ہوتا ہے نکاح نہ کیا ہو تو عمل جماع کو زنا ہی کہیں گے تو گویا ایک شریف عورت کا مالی تحفظ حاصل کرنا اور ایک طوائف کا مالی تحفظ حاصل کرنا اس میں صرف طریقہ کار کا فرق ہے شریف عورت مذہب اور قانون کی حدود میں رہتی ہے جبکہ طوائف ان قوانین کو توڑ کے مالی تحفظ حاصل کرتی ہے گویا وہی فرق جو زنا اور جماع میں ہے جب مرد عورت کو مالی بھرپور تحفظ فراہم کرتا ہے تو عورت اس کے بالعوض مرد کی کتنی جنسی تشفی کرتی ہے۔

B-20-10 عورتوں کی غلطی:۔

لیکن عورتیں اپنے فرض میں انتہائی لا پرواہ ہیں کچھ تو ان کی فطرت ہی کم شہوت والی ہے اور دوسرے دنیا کا کوئی بھی نظام تعلیم ایسا نہیں جو عورتوں کو سمجھا تا ہو کہ مرد کی جنسی تشفی اس کی طلب کے مطابق

(جائز طریقے سے) عورت کا فرض اول ہے اگر عورت اپنا یہ کردار ادا نہیں کرتی تو گویا یہ بیوی بننے کا فرض ادا نہیں کر پارہی ہے جبکہ اس سے اپنے تمام فرائض کروا رہی ہے جو پیسے سے متعلقہ ہیں۔اس بحث سے آپ کو سمجھ آتی ہے کہ قرآن پاک میں نکاح سے پہلے مہر کا ذکر کیوں آتا ہے تاکہ شادی کے موقع پر مرد عورت کو پا کر خوش ہوتا ہے برائے جنسی تشفی جبکہ عورت کو شادی میں مہر کی زیادہ اولین خوشی ہوتی ہے۔کیونکہ مہر سے اس کا جہیز، کپڑے، زیورات، گھر وغیرہ بنتے ہیں اور پھر مہر سے اس کی انا کی تسکین ہوتی ہے اور مالی تحفظ بھی میسر آتا ہے۔جنسی عمل میں اس کا مقصد لذت کم اور ماں بننے کا شوق زیادہ ہوتا ہے اسی لیے وہ ماں بننے کے بعد مرد کو گھاس ڈالنا کم کر دیتی ہے آپ غور کریں مرد کے نزدیک جو غرض اول ہے وہ عورت کے نزدیک دسویں نمبر پر بھی نہیں آتی اور اگر تعاون کرتی بھی ہے تو جنسی اکساؤ کی بدولت نہیں بلکہ مرد کی روزانہ کی تکرار سے تنگ آ کر یا احسان کرتے ہوئے یعنی فرض بھی نہیں سمجھتیں اب ہم مادی نقطہ نظر سے حالات کا تجزیہ کرتے ہیں مرد تو روزانہ عورت کی گھر داری کے لیے کوہلو کے بیل کی طرح کام میں جتا ہوا ہے اور اس کی اولین خواہش جنسی تشفی ہے بیوی گھر کی تمام سہولتیں دیتی ہے مگر جنسی تعاون پر بہانے بازیاں کرتی ہے۔تو اب عورت ناانصافی کر رہی ہے اور مرد بھی غلط کر رہا ہے جب اِس کے پاس دوسری عورت کو تمام تحفظ کے دینے کے لیے سرمایہ ہے جسمانی، دماغی، جذباتی قوت موجود ہے تو وہ کیوں روزانہ ایک ہی سے ضد کر رہا ہے۔

یعنی رو رہا ہے مرد بنے اور دوسری شادی کرے خود بھی سکون سے رہے اور بیوی کو بھی امن سے رہنے دے روزانہ ایک ہی بیوی کو تنگ کرنا کہاں کی مردانگی ہے مگر دولت کی قوت حاصل ہونے پر اور ارد گرد یک زوجگی کی شدت کو محسوس کرتے ہوئے مرد گھبرا جاتے ہیں اور صرف زنا کاری کا آسان رستہ اختیار کر لیتے ہیں لیکن وہی جن کا اللہ پر ایمان کم ہوتا ہے اور آجکل دینداری Outdated فرسودہ اور فضول بات ہو چکی ہے اس لئے زیادہ تر مرد خوش ہیں ،عورتیں بھی خوش ہیں، شیطان بھی خوش ہے، سب اچھا ہے۔تمام ایک شیطانی utopia انجوائے کر رہے ہیں مگر اہل ایمان تنگ ہیں وہ اپنی بھی خوشی چاہتے ہیں اور نظام کی بھی درستگی مگر شیطانی قوتیں اس وقت دنیا میں یک زوجگی کے ذریعے اقتدار میں ہیں اہل ایمان اچھے وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ایک دوسرا مسئلہ بھی اس معاملے میں ہے بہت سی

عورتیں اعتراض کرتی ہیں کہ وہ خاوند کے ساتھ پورا تعاون کرتی ہیں مگر ان کے خاوند زناکاری میں بھی ملوث ہیں تو ایسی عورتوں کو صرف اتنا ہی مشورہ ہے کہ وہ خاوندوں کو سمجھائیں کہ بدکاری کی بجائے وہ دوسری شادی کریں اور بدکاری جیسے گناہ سے بچ جائیں۔

B-20-11 غلطی کا تدراک:۔

قرآن پاک میں آیت کریمہ ہے کہ ''تم ان کا لباس ہو اور وہ تمہارا لباس ہیں'' گویا آپ نے ان کو بچانا ہے اور انہوں نے آپ کو بچانا ہے۔ ہمارے اردگرد ہندو ذہنیت اور رسم ورواجات کی کثرت ہے جس سے ہمارا اپنا شخصی توازن اور اندرونی معیار زندگی (Parameters) بھی ہندوانہ ہیں اسلام کی چہار زوجیت کی صورت کو پروان چڑھنے کے لیے کئی دہائیوں کی مشقت چاہیئے مگر مسلمان عورتوں کو اپنے دماغ اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنا ہوں گے اپنے دل اسلامی شریعت کے مطابق کھلے اور حوصلے ہندو اور عیسائی عورتوں سے بلند کرنے ہوں گے۔

اَے مسلمان عورتو! آپ ان تحریف شدہ مذاہب والی اقوام سے زیادہ اعلیٰ اور برتر ہو آپکو ان کے برابر آتے ہوئے شرم آنا چاہیئے۔ مسلمان کو تمام دنیا کی امامت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے آپ اپنا فرض کیوں بھول رہی ہو؟ اپنی عظیم امہات المومنینؓ کی پیروی کرو اگر آپکے خاوند بدکار ہیں انہیں منع کرو اور اگر نہیں باز آتے تو دوسری شادی کا مشورہ دو اور اپنے تعاون کا یقین دلاؤ۔ کافر عورتوں والی تنگ دلی سے پرہیز کرو ان کی پیروی آپکو دوزخ میں لے جاسکتی ہے۔ اپنے خاوند کو برائی سے روکنے میں پوری طرح سے مدد کرو یہ آپکا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے۔

وَتَوَاصَوابِالحَقّ ۔اور (جنھوں نے) ایکدوسرے کو حق کی نصیحت کی۔ سورۃ العصر آیت 3

B-21

قلیل العمر اور طویل العمر فرقی نظام برائے زوجیت، کم عمر شوہر اور بوڑھی بیوی۔۔۔؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 107)

کہا جاتا ہے کہ مرد کو اپنی عمر سے زیادہ عمر کی عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیئے۔ زیادہ عمر کی عورت سے شادی کر کے مرد جلد بوڑھا ہو جاتا ہے جبکہ عورت جوان ہو جاتی ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ (ذاکر) حضرت خدیجہؓ کی عمر، اللہ کے نبی ﷺ سے 15 سال بڑی تھی اور ان کی زندگی بہت خوشگوار گزری۔ تاہم بہتر یہ ہے کہ عورت کی عمر مرد سے پانچ دس سال چھوٹی ہو کیونکہ عورتوں کا جسم بچوں کی پیدائش کی وجہ سے ڈھل جاتا ہے جس کی وجہ سے عورت میں کشش کم ہو جاتی

ہے۔اگر بیوی کی عمر کم ہوگی تو اس کی جسمانی کشش زیادہ دیر تک برقرار رہے گی۔ ویسے بھی عورت جسمانی لحاظ سے مرد کی نسبت جلد Mature ہو جاتی ہے۔

B-21-2 بڑی عمر کا مرد اور نوجوان بیوی۔۔؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 107)

مشرق و مغرب میں یہ بات معروف ہے کہ اگر زیادہ عمر کا مرد کسی نوجوان لڑکی سے شادی کرے گا تو وہ بھی جوان ہو جائے گا۔اس کا بوڑھے ہونے کا عمل (Aging Process) تھم جائے گا۔اسی لیے بوڑھے جاگیردار اور سرمایہ دار جوان ہونے کے لیے نوجوان لڑکیوں سے شادی کرتے ہیں۔یہ بھی ایک مفروضہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔عمر کے فرق کی وجہ سے نہ نوجوان فرد بوڑھا ہو جاتا ہے اور نہ ہی بوڑھا جوان ہو جاتا ہے۔

B-21-3 جوانی میں زیادہ فعال جنسی زندگی۔۔۔ بڑھاپے میں مردانہ کمزوری۔۔؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 111)

ہمارے ہاں بزرگ نوجوان نسل کو مختلف طریقوں سے مباشرت میں میانہ روی اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہیں ان کا خیال ہے کہ اگر جوانی میں کثرت سے مباشرت کی جائے تو یہ فرد کو کمزور کر دیتی ہیں اور پھر جب یہ جوان بڑھاپے کے دور میں داخل ہوتا ہے تو اس کی جنسی صلاحیت کم ہو جاتی ہے تو اس مردانہ کمزوری کی وجہ سے 50 سال کی عمر کے بعد وہ مباشرت کے قابل نہیں رہتا۔حالانکہ حقیقت بالکل الٹ ہے،یعنی 60 سال کے بعد وہ لوگ جنسی طور پر متحرک ہو سکتے ہیں جو جوانی میں زیادہ متحرک (Active) ہوں۔ریسرچ سے معلوم ہوا ہے کہ جوانی میں زیادہ مباشرت کرنے والے افراد 60 سال کی عمر کے بعد بھی ہفتہ میں کم از کم ایک مباشرت کر لیتے ہیں اور وہ نوجوان جو جوانی میں ہفتہ میں ایک آدھ بار مباشرت کرتے ہیں،وہ بڑھاپے میں ماہانہ ایک آدھ بار بمشکل مباشرت سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔لہٰذا اگر آپ 60 سال کے بعد سیکس (Sex) سے بھرپور لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں تو آپ کو جوانی میں ہفتہ میں ایک بار سے زیادہ مباشرت کرنا ہوگی۔

(Hyde:Master and Jhonson)

B-21-4 60 سال بعد جنسی جذبات اور جنسی قوت ختم ہو جاتی ہے۔۔؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 113)

دوسرے بہت مفروضوں کی طرح یہ بھی ایک نہایت غلط اور احمقانہ مفروضہ ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ اگر چہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ فرد کے جنسی عمل میں کچھ تبدیلیاں آجاتی ہیں۔ تاہم اگر فرد کی عمومی صحت ٹھیک ہے تو وہ مرتے دم تک جنسی عمل کے قابل ہوتا ہے۔ مشہور ایکٹر چارلی چپلن **80** سال کی عمر میں ہفتہ میں تین چار بار مباشرت سے لطف اندوز ہوتا تھا۔ ہائٹ کی رپورٹ سے بھی یہی بات سامنے آئی ہے کہ بعض **80** سالہ مرد ہفتہ میں چار پانچ بار مباشرت ضرور کرتے ہیں۔ بعض مرد 60 سال کی عمر کے بعد ایک دن میں دو بار بھی مباشرت کرتے ہیں۔ ایک سے زیادہ ریسرچ سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ عام لوگ بڑھاپے میں سیکس Sex سے زیادہ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ (Hyde) البتہ بڑھاپے میں تناؤ (Erection) ذرا دیر سے ہوتا ہے۔

نوجوان آدمی 3 یا 5 سیکنڈ میں تناؤ حاصل کر لیتا ہے۔ جبکہ پچاس کی عمر میں تناؤ کے لیے دوگنا وقت اور 70 سال کی عمر میں تین گنا وقت چاہیے۔ بعض اوقات تو بیوی کو خاوند کے ذکر (Penis) کو مشتعل (Stimulate) کرنا پڑتا ہے۔ تناؤ بھی جوانی کی نسبت کم ہوتا ہے مگر مرد خول (Penetration) کے قابل ہوتا ہے۔ اچھی بات یہ ہے کہ مرد کو انزال پر نسبتاً زیادہ کنڑول ہوتا ہے۔ بعض اوقات انزال ہوتا ہی نہیں یہ سب کچھ نارمل ہے۔ اس طرح عورتوں کی فرج (Vagina) میں پانی ذرا دیر سے آتا ہے جو کہ جوانی میں ذرا جلد آجاتا ہے۔ بڑھاپے میں مردوں اور عورتوں کے جنسی ہارمونز پیدا ہونے کی مقدار 30 سال کی عمر کے مقابلے میں کم ہو جاتی ہے۔ جنسی ہارمونز کی کمی کی وجہ سے فرد کی جنسی خواہش اور تناؤ (Erection) میں قدرے کمی ہو جاتی ہے۔ مگر یہ پیداوار کبھی ختم نہیں ہوتی اور مرد مرتے دم تک مباشرت اور بچے پیدا کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ (Hyde) البتہ 5 فیصد مردوں کی جنسی ہارمون **Testosterone** کی کمی ذرا زیادہ ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انہیں شہوت اور تناؤ نہیں ہوتا۔ یہ کمی **Testosterone** سے لے کر پوری کی جاسکتی ہے۔ مگر اس ہارمون کا بغیر کمی کے لینا نقصان دہ ہوتا ہے۔ ایک تازہ ریسرچ کے مطابق 80 سال کے زیادہ عمر کے صحت مند لوگوں میں 65% مرد اور 30% عورتیں جنسی طور پر Active ہیں۔ (Hyde)

B-21-5 کیا بوڑھوں کو Sex کی ضرورت نہیں؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 114)

میرے ایک ساتھی ماہر نفسیات سید صابر حسین نے اپنا ایک کیس میرے ساتھ ڈسکس کیا۔ بڑے میاں

شدید تنہائی اور ڈپریشن کا شکار تھے۔ نفسیاتی علاج کے دوران معلوم ہوا کہ اگر چہ میاں کی بیوی بھی حیات ہے اور اسی گھر میں موجود ہے مگر دونوں علیحدہ علیحدہ کمروں میں سوتے ہیں اور دونوں تنہائی کا شکار ہیں۔

بدقسمتی سے ہمارے ہاں سمجھا جاتا ہے کہ بوڑھے والدین کو سیکس Sex کی ضرورت نہیں۔ جس کی وجہ سے ان بیچاروں کو گپ شپ اور جنسی عمل کے لیے تنہائی نہیں ملتی۔ اول تو دونوں کو علیحدہ کمروں میں سونا پڑتا ہے یا پھر ماں ایک بیٹے کے پاس رہتی ہے جبکہ والد دوسرے بیٹے کے پاس۔ اس طرح دونوں نہ صرف جنسی لطف سے محروم رہتے ہیں بلکہ شدید تنہائی کا شکار ہو کر قبل از وقت موت کی وادی میں گم ہو جاتے ہیں۔ بہت سی ریسرچ سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ بوڑھوں کو بھی عام جوانوں کی طرح سیکس کی ضرورت ہے۔ مزید برآں بھرپور جنسی زندگی سے نہ صرف صحت بہتر ہوتی ہے بلکہ عمر میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مردوں کے درد Arthiritis پراسٹیٹ اور ہارٹ اٹیک کے مسائل بھی کم ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ذہنی سکون، اچھی صحت اور لمبی عمر کے لیے بوڑھوں کو ہفتہ میں ایک بار ضرور جنسی عمل سے لطف اندوز ہونا چاہیئے۔ اگر کوئی بوڑھا تقریباً 60 دن تک جنسی عمل سے محروم رہے تو شاید کبھی دوبارہ جنسی عمل کے قابل ہو سکے اصول ہے۔ استعمال کرو ورنہ گنوا بیٹھو گے۔ .Use It or Lose It(Hyde)

B-21-6 مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔۔؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 120)

"ایک کہاوت مشہور ہے کہ گھوڑا اور مرد کبھی بوڑھے نہیں ہوتے۔ اگر آپ کو کسی ماہر جنسیات کے کلینک جانے کا اتفاق ہوا ہو تو وہاں آپ نے جلی حروف میں یہ لکھا ہوا ضرور دیکھا ہوگا کہ "مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔۔ اس کے لیے ہمارے ایک کورس کی ضرورت ہے"، نیم حکیموں کی صرف یہی ایک بات درست ہے کہ مرد کبھی بوڑھا نہیں ہوتا۔ یعنی اگر مرد کی عمومی صحت ٹھیک ہے تو وہ 100 سال کی عمر تک یعنی مرتے دم تک جنسی کارکردگی اور بچے پیدا کرنے کے اہل ہوتے ہیں۔ (Hyde) اس کے لیے آپ کو کسی کورس کی ضرورت نہیں۔ یہاں بھی نیم حکیموں کی صرف آدھی بات درست ہے۔

آسٹریلیا میں کی جانے والی ایک ریسرچ کے مطابق مرد اپنے محبوب میں زرخیزی ڈھونڈتے ہیں اس لیے عورتیں جو 17 اور 35 سال کی عمر کے درمیان ہوتی ہیں، جو بچے پیدا کرنے کا بہترین زمانہ ہے، وہ مردوں کی نظروں میں مرغوب اور محبوب ہوتی ہیں، مرد جوانی اور جوش حیات کو ایک نظر میں بھانپ لیتے ہیں اس کے برخلاف عورتیں بتدریج

مائل ہوتی ہیں انہیں عاشق کو پرکھنے کے لیے زیادہ وقت چاہئے ان کے نزدیک عمر کی اتنی اہمیت نہیں ہے لیکن تحفظ مہیا کرنے، بچے پیدا کرسکنے کی مردانگی اور قابلیت، مال ومتاع کی شراکت اور معاشرے میں معزز مقام ان سب کی البتہ اہمیت ہے۔اس ریسرچ کے مطابق مرد عورت میں دراصل زرخیزی ڈھونڈتے ہیں بہت سے افراد کو یہ شکوہ ہوتا ہے کہ مرد چھوٹی عمر کی عورت کی طرف کیوں زیادہ رجحان رکھتے ہیں۔جو سائنسدانوں کی یہ ریسرچ آپ کو بتارہی ہے کہ اصل بڑی وجہ زرخیزی ہے اور باقی وجوہات چھوٹی ہیں۔عورتوں کے بارے میں ان کی تحقیق زیادہ دلچسپی کا باعث ہے کہ عورتیں شادی کرنے کے لیے 4 چیزوں کو اہمیت دیتی ہیں جن میں سے 3 کا تعلق دولت سے ہے: 1-معاشرے میں مقام 2- تحفظ 3-مال ومتاع

B-21-7 تجزیہ وتبصرہ:۔

یہ تینوں اجزاء دولت سے حاصل ہوتے ہیں اور چوتھا جزو بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت یہ مرد میں سو سال کے بعد بھی قائم رہتی ہے پروفیسر ارشد جاوید صاحب نے آسٹریلیا کی جدید ترین ریسرچ سے یہ مضامین تیار کیے ہیں۔تو گویا عورتوں کی اولین تین ترجیحات میں عمر کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی اور عورت اگر جوان مرد کو پسند کرتی بھی ہے تو بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت کی بدولت یہ صلاحیت 60 سال کے مرد میں بھی بہترین ہوتی ہے تو گویا کوئی بھی 20 سال کی لڑکی 60 سال کے صحت منداور معاشرتی سطح پر بلند مرتبہ مرد کے ساتھ مکمل وفاداری اور خوشی کے ساتھ رہ سکتی ہے۔یہ بحث دین اسلام کی شادی کے لیے طویل العمر فرقی نظام کو اجاگر کرنے کے لیے کی گئی ہے۔ایسا ہرگز نہیں کہ دین اسلام صرف ایسی شادیوں کو ہی پسند کرتا ہے۔

عمر میں پانچ چھ سال کے فرق کو دین اسلام بھی پوری اہمیت دیتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو حضورؐ کو حضرت فاطمہؓ کے لیے پہلے دو امیر صحابہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے پیغام آئے تھے ان پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی اور حضرت علیؓ کا رشتہ پسند کیا جو عمر میں حضرت فاطمہؓ سے 6 سال بڑے تھے مگر مالی اعتبار سے اتنے غریب تھے کہ انہیں اپنی زرہ بیچ کر مہر ادا کرنا پڑا۔ہماری بحث کا مقصد یہ ہرگز نہیں کہ دین اسلام یکساں عمر کے مرد عورتوں کی شادی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ عورت اگر مرد سے 20 سال بڑی ہے تو بھی شادی ہو جانا چاہئے اور اگر مرد عورت سے 40 سال بھی بڑا ہے تو شادی میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونا چاہئے۔اصل میں یہ آخری دو عوامل ہی ایسے ہیں جو امت مسلمہ میں ناپید ہو چکے ہیں اور ان کا دوبارہ احیاء بہت ضروری ہے۔

بڑی عمر کے مردتو نوجوان لڑکیوں کے لیےفوراً آمادہ ہوجائیں گے۔اس سے بھی زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ بڑی عمر کی عورتیں بھی نوجوان مردوں سے شادیاں کریں۔ان کا یہ عمل معاشرے میں معاشی ہمواری لائے گا۔مثلاً 55 سالہ عورت اگر شریف ،غریب 22 سالہ نوجوان سے شادی کرتی ہے تو یہ شادی تبھی ہوگی جب مرد کی دوسری شادی ہو یا دوسری شادی کرسکتا ہو بچے چھوٹی بیوی سے آرہے ہیں بڑی بیوی اپنے جوان بچے بیاہ چکی ہے گذشتہ خاونداور باپ سے ملنے والی جائیداد کی مالک ہے 22 سالہ تعلیم یافتہ نوجوان بیوہ عورت کے دفتر میں کلرک ہے گزارہ نہیں ہورہا بڑی بیوی اپنے کاروبار کی نگرانی اسے سونپ دیتی ہے 22 سالہ نوجوان کے حالات بہتر ہوگئے ہیں اسے ایک رات بڑی بیوی کو دینے میں کیا حرج ہے؟

حضورؐ کا عمل ہمیں تعلیم دیتا ہے کہ بیٹی بہن یاماں کے لیے آنے والے رشتوں پر بنیادی شرائط کے علاوہ عمر اوردولت کے پہلو سے بھی غور کریں۔عمراوردولت کا آپس میں یہ تعلق ہے کہ بڑی زندگی خرچ کر کے دولت اکٹھی ہوتی ہے۔امیر، بااثر لوگ رشتہ کرتے وقت دولت کواہمیت نہ دیں چونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دولت پہلے ہی دے رکھی ہے یہ دوسرے امور کے ساتھ عمر کواہمیت دے سکتے ہیں مگر غریب لاچار لوگ یوں نہ کریں یہ شرافت،صحت وغیرہ کے ساتھ دولت کواہمیت دیں۔

امیر مردوزن بھی ہوش سے کام لیں جوان عمر کے لڑکا ولڑکی کے حصول کے لیے لالچی اور بدقماش لوگوں کے ہتھے نہ چڑھ جائیں خاندانی شرافت شادی میں پہلا معیار ہونا چاہئے۔ ہمارے برصغیر کے افراد میں جذباتیت اور جہالت بکثرت ہے۔ 18 سالہ بہن کواگر 50 سالہ کروڑ پتی اور 25 سالہ ریڑھی بان کا رشتہ میسر ہے تو یہ ریڑھی بان کو دے دیں گے جس نے مہرتو کیا دینا اُلٹا معاف کرواکے عمل جماع کرنا ہےاور شادی، ولیمے کے لیے کمیٹی کے علاوہ رشتہ داروں ،دوستوں سے ادھار بھی لینا ہے، جوزیور پہنائے گا شادی کے کچھ عرصہ بعد ادھار اتارنے کے لیے وہ بکنا شروع ہوجائے گا اوراگر گھر پر کوئی بیماری یا مصیبت آپڑی تو کچھ سال بعد یہی بی بی دوسروں کے گھروں میں کام کرتی ہوئی نظر آئے گی اس لئے اگر بہن کواعتراض نہیں تو 50 سالہ مرد کو بالعوض 2 کروڑ مہر دینا زیادہ بہتر ہے مگر یہ کہیں گے یہ تو سودا ہوا بھئی اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کررہا ہے۔

تم لوگوں کو بتاؤ کہ یہ مہر ہے سودا نہیں اور یہ طریقہ اسلامی ہے قرآن پاک میں ہے۔غیر مسلموں کی پروا نہ کرو یہ اپنے کفریہ معیار کے مطابق جب اسلام کو چیک کرتے ہیں تو ہمارا پورا دین ہی ان کے لئے غیر معیاری ہے

اسلئے قرآن کی، اللہ تعالیٰ کی اور دین اسلام کی پروا کرو۔

اگر لفظوں پر ہی شرمانا ہے پھر مادیت پرست تو تمام مذاہب کی شادیوں پر ہنستے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ زنا اور جماع میں کیا فرق ہے ؟ چند فقرے پڑھنے سے یا سات پھیرے لینے سے زنا، جماع میں کیسے بدل جاتا ہے ؟ تمام اہل مذاہب جو بھی دلیل دیتے ہیں وہ مذاق اڑاتے ہیں تو کیا ہم پھر نکاح کرنا چھوڑ دیں؟ یا ہندو آگ کے پھیرے لینا چھوڑ دیں؟ میرے بھائی تمام مذاہب کا اپنا اپنا طریقہ کار ہے مسلمانوں جیسا مہر کا نظام کسی دوسرے مذہب میں نہیں ہے تو ہم کیوں اپنا نظام چھوڑیں قرآن کہتا ہے کہ ''مہر دے سکتے ہو تو نکاح کرلو'' گویا نکاح کا مہر کے بغیر تصور بھی نہیں اور پھر مہر کی کوئی حد بھی نہیں جتنا دونوں خاندانوں میں باہمی رضامندی سے طے ہو جائے۔

اس نکاح سے تمہاری غربت دور ہوگی بہن بھی آسائش میں رہے گی 50 سالہ مرد کے پاس صحت ہے، دولت ہے ابھی 20 سال کے لیے جوان بھی ہے غریب بولے گا اسی لیے نہیں دے رہا کیونکہ غریب ریڑھی بان آئندہ 45 سال کے لیے جوان ہے اور میری بہن اس کے پاس زیادہ دیر خوش رہے گی۔ یہ غریب آدمی نہیں جانتا کہ غربت کی چکی میں پسنے والا مرد 50 سال کی عمر سے پہلے بوڑھا ہو چکا ہوتا ہے جبکہ اگر کوئی بیماری یا علت نہ ہو تو امیر مرد 80 سال کی عمر تک بھی بوڑھا نہیں ہو پاتا۔

B-21--8 طویل العمر فرقی نظام برائے زوجیت

System of Marriage with long Age difference

ڈنمارک کے خاکے اور راج پال ہمارے طویل العمر فرقی نظام برائے شادی کو سخت تنقید کا نشانہ بناتے ہیں آیئے اس کا جائزہ لیں۔

پوری دنیا میں چونکہ یک زوجگی کی بیماری مکمل طور پر عقل انسانی کو اپنے پر مغز دلائل سے قابو کر چکی ہے اس کے ساتھ ایک دوسرا مسئلہ بھی اپنی شیطانی دل فریبی سے عقل انسانی کو زیر کر چکا ہے اور وہ ہے میاں بیوی میں قلیل العمر فرق یعنی شادی کے وقت میاں بیوی کی عمر میں کم سے کم فرق ہو مثلاً ہم عمر ہوں تو بہتر ہے مگر زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے اگر دو یا چار سال کا فرق ہو اور وہ بھی عورت کم عمر ہو مرد کو ہر حال میں دو چار سال زیادہ ہی پسند کیا جاتا ہے تمام نارمل ذہن یہ سوچیں گے کہ بھلا یہ بھی کوئی مسئلہ ہے یہ تو ایک درست ترین بات ہے۔ دین اسلام بھی اس کی کوئی مخالفت نہیں کرتا لیکن اگر ہم اسلام کی ازدواجی زندگی کے نظام پر غور کریں تو یہ فراخدلانہ نظریات کی ترویج کرتا ہے مثلاً شادی کے وقت میاں بیوی میں

قلیل العمر فرق کے علاوہ طویل العمر فرق کی بھی پرزور حمایت کرتا ہے مزید یہ کہ اس فرق کو صرف مردوں کی حمایت میں نہیں دیتا بلکہ عورت مرد دونوں کے لیے استعمال کرتا ہے مثلاً اگر ساٹھ سالہ مرد کو اٹھارہ سالہ لڑکی سے شرط عدل کے ساتھ شادی کی اجازت دیتا ہے تو یہی اجازت ساٹھ سالہ عورت کو بھی اٹھارہ سالہ مرد کے ساتھ حاصل ہے۔ پہلی بات پر مرد بہت خوش ہوئے ہونگے کہ چلو بڑھاپے میں جوان بیوی بھی میسر ہو سکے گی مگر دوسری بات ان کو حیران کرنے کے علاوہ پریشان بھی کر سکتی ہے اور وہ اس کی تکنیکی دلائل سے مخالفت کر سکتے ہیں مثلاً ساٹھ سالہ عورت اٹھارہ سالہ لڑکے کے بچے کیسے پیدا کرے گی جبکہ ساٹھ سالہ مرد کے ہاں بچے پیدا ہو سکتے ہیں۔

ساٹھ سالہ مرد اگر اٹھارہ سالہ لڑکی سے شادی کرتا ہے تو اسی صورت میں ممکن ہے جب وہ بہت دولت مند ہو۔ پھر ساٹھ سالہ مرد کو انصاف کی شرط سے بھی مشروط کیا گیا ہے مگر ساٹھ سالہ عورت کی صورت میں کیا احوال ہے؟ جبکہ کے اس میں جنسی کشش بہت کم ہو چکی ہوتی ہے۔

B-21-9۔ جوابات : 18 سالہ لڑکا 60 سالہ عورت:۔

زیادہ تر طویل العمر فرق والی شادیاں صرف امیر اور غریب میں ہی ہو سکتی ہیں اس لیے آپ سوچیں کہ اٹھارہ سالہ غریب نوجوان کی آج کل کس عمر میں شادی ہو رہی ہے؟ اوسطاً 30 سال کے بعد اور وہ بھی بہت تنگ دستی کے حالات میں یعنی کمیٹی قرضے کے علاوہ شادی کی سلامیاں بھی ویسے پر خرچ ہو جاتی ہیں اور ہنی مون تو پھر خواب ہی رہ جاتا ہے الٹا نو بیاہی بیوی کے زیورات بیچ کر قرضے کی رقم واپس کی جاتی ہے یہ ہے آج کل کے غریب نوجوان کی شادی کا اوسطاً حال۔ گویا اٹھارہ سالہ مرد کی شادی کے امکانات آئندہ دس بارہ سالوں میں مکمل ناپید ہیں تو پھر ایک صحت منداٹھارہ سالہ مرد یہ بارہ طویل سال اپنے شہوت کی شدید قوت اور خواہش کے ساتھ کیسے گزارے گا؟

پانچ عام ممکنہ صورت حال ہو سکتی ہیں۔

1۔ کڑواترین صبر 2۔ جلق 3۔ زنا کاری 4۔ لواطت 5۔ دیگر بے شمار جنسی کجرویاں

پہلی صورت صرف اولیا اختیار کر سکتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ عام اوسط مرد ولی نہیں ہوتے۔ جلق بھی اسلام میں نا پسندیدہ عمل ہے۔ اور زنا کاری تو کبیرہ گناہوں میں شمار ہوتی ہے۔ ہمارے معاشرے نے قلیل العمری فرق کے نظام میں اٹھارہ سالہ نوجوان کی زندگی کو عذاب النار سے دوچار کر دیا ہے۔۔۔ بارہ طویل سالوں کا کڑواترین راہبانہ تجرد و صبر۔۔۔ اسلام ایسی صورت میں شادی کے طویل العمری فرق کے نظام کو متعارف کرواتا ہے۔ یہ نوجوان جانتا ہے کہ

وہ کسی نوجوان لڑکی سے شادی اور اس کی گھر گرہستی کا نظام نہیں چلاسکتا کیونکہ وہ طالبعلم ہے یا معمولی اجرت پر کام کر تا ہے اسلامی نظام کے ثمرات کے طور پر اب وہ کسی 60,50,40 سالہ بیوہ یا مطلقہ یا زائد عمر کنواری لڑکی مگر امیر عورت کو شادی کا پیغام بھیج کر ایک جائز زندگی شروع کر سکتا ہے۔اس کے تمام مسئلے حل ہو گئے ہیں جائز جنسی تشفی ہو رہی ہے امیر خاتون کے کاروبار کی نگرانی کر رہا ہے۔

مالی حالات تیزی سے بہتری کی طرف گامزن ہیں بجائے کرائے کی سائیکل پر پھرنے کے بیوی کی گاڑی میں پھر رہا ہے اس کا معیار زندگی بلند ہو گیا ہے اس کے تمام غریب گھر کو بھی براہ راست یا بالواسطہ نوعیت کے فائدے مل رہے ہیں دیکھیں طویل العمری فرق کے نظام میں جہاں لڑکی کو اور اس کے گھر والوں کو بے شمار فوائد ملے تھے لڑکے کے گھر والے بھی خوشحال ہو گئے ہیں اس شادی کے دس بارہ سال بعد یہ لڑکا پہلی بیوی کی موجودگی میں آرام سے دوسری شادی کم عمر لڑکی سے کر سکتا ہے اور جتنے چاہے بچے پیدا کر سکتا ہے۔

گویا 30 سال کی عمر میں اس کی دو بیویاں ہیں ایک نوجوان اور ایک بزرگ۔اَب اگر وہ دونوں کی طرف ایک دن بعد جا رہا ہے تو اسے کیا مسئلہ ہے؟ بزرگ عورت کو مکمل بڑھاپے میں جوان سہارا موجود ہے۔جو اسے ڈاکٹر کے پاس لے کر جا رہا ہے اور اس کا ہر طرح سے دھیان بھی رکھ رہا ہے اگر ہم بزرگ مردوں کی نوجوان لڑکیوں سے شادی کو قبول کر ہی لیتے ہیں تو ہمیں اسے عورتوں کی طرف بھی قبول کرنا ہو گا کیونکہ اسلامی شریعت میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں ہمارے عظیم روحانی باپ حضورؐ اور صحابہؓ کی زندگیاں ایسی مثالوں سے بھری ہوئی ہیں۔شریعت اگر زیادہ مہر کے بالعوض طویل العمری کے فرق کی شادی کی اجازت دیتی ہے جو امیر بزرگ مرد ہی دے سکتا ہے تو اسی طرح ساٹھ سالہ عورت بھی اٹھارہ سالہ مرد سے اسی صورت میں شادی کرے گی جب اس کے پاس اپنے باپ اور خاوند سے حاصل کردہ کافی دولت موجود ہو جس سے وہ اپنے نوجوان خاوند کیلئے باعث کشش ہو۔

اسلام نے دولت کے بٹوارے میں عورت کو مکمل شریک رکھا ہے یہ موجودہ دور کی بہت بڑی بدکاری ہے اور عورتوں کی یہ بہت بڑی کم عقلی اور نالائقی ہے کہ وہ اپنے حق پر ڈاکہ پڑنے پر احتجاج نہیں کرتیں اور اپنے حق کو حاصل کرنے کے لیے کوئی خاص کوشش نہیں کرتیں اور مروت کے ساتھ اپنی دولت کا حصہ باپ، بھائی خاوند، یا بیٹے کے پاس رہنے دیتی ہیں جو کہ ایک غیر شرعی بات ہے مردوں کو اپنی اس زیادتی کا حساب اللہ کو دینا ہو گا وہ اس کا بندوبست کر رکھیں۔اللہ نے ایک ایک پائی کا حساب لینا ہے۔حج، روزہ، زکوٰۃ، مساجد کو بڑے بڑے عطیات بیٹی یا بہن کے شرعی

حق پرڈاکہ زنی کو معاف نہیں کرواسکتے۔قرضہ یا رقم کا ہیر پھیر تو شہید کو بھی معاف نہیں ہے حالانکہ شہادت براہ راست جنت کا ٹکٹ ہے ایک حدیث کے مطابق شہید کئی معاملات میں انبیاؑ سے بھی بلند تر ہوتا ہے لیکن اگر شہید نے کسی کا ایک روپیہ بھی دینا ہے تو اس کے حساب کتاب کے بغیر وہ جنت میں داخل نہیں ہوسکتا جب عورتوں کے پاس ان کی شرعی دولت موجود ہوگی تو انہیں کسی جوان مرد سے شادی کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی اور پھر دینِ اسلام کی فطری تعلیم و تربیت کی بدولت مسلمان عورتیں بڑی باہوش بہادر اور جرات مند ہوتی ہیں یہ ہندو عورتوں کی طرح چھوئی موئی یا مظلوم جانوروں کا ریوڑ نہیں ہوتیں۔

اگر ساٹھ سالہ عورت میں جنسی کشش کم ہوچکی ہوتی ہے تو ساٹھ سالہ مرد میں کب جنسی کشش زیادہ ہوتی ہے مگر یہ بھی ایک میڈیکل فیکٹ ہے کہ اس رشتے میں منسلک ہونے والے شریف میاں بیوی ایک دوسرے میں جنسی کشش اور تشفی محسوس کرتے ہیں جیسے بانی ہومیوپیتھی سیموئیل ھانیمین (80 سالہ) اور اُسکی نوجوان بیوی میری میلانی (23 سالہ) کی تاریخ گواہ ہے۔

ان کی دو بیٹیاں پیدا ہوئیں میری میلانی' ھانیمین کے فوت ہونے کے بعد کئی دن اُس پر موم چڑھا کر اس کے پاس سوتی رہی اور دفنانے نہ دیا۔کئی آزاد خیال لوگ اس کے جواب میں امریکی ٹاپ ماڈل اینا نکولے سمتھ (23) اور اسکے بوڑھے خاوند (89) کی ناکام شادی کی مثال دیں گے تو اسکا اتنا جواب کافی ہے کہ میری میلانی ایک شریف خاتون تھی جب کے اینا نکولے شادی سے پہلے بھی بہت سی دوستیاں رکھتی تھی اور اسکا شرافت سے کوئی سروکار نہ تھا اس لئے طویل العمری فرق میں انصاف کے بعد سب سے بڑی ضرورت شرافت اور اعلیٰ کردار کی ہے۔طویل العمری فرق میں دونوں طرف جنسی کشش وجہ نہیں بن سکتی دولت بھی ایک بہت بڑی کشش ہے حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو دولت انسانی معاشرے میں خون یا آکسیجن کی طرح اہم ہے خون گردش کرتا ہے تو انسانی جسم مختلف کام کرتا ہے معاشرے میں دولت کا حصول قریباً تمام کاموں کی وجہ ہے اس کی طاقت اور اہمیت سے انکار کرنا بیوقوفی ہے اگر بزرگ خاوند جنسی عمل میں انصاف نہیں کرسکتا تو اسے طلاق دینا ہوگی مگر بزرگ عورت کی صورت میں یہ پابندی بھی نہیں ہے اگر وہ جنسی عمل کے قابل نہیں رہی تو اس کا جوان خاوند دوسری بیوی لاسکتا ہے اور پہلی بزرگ بیوی کی بھی خدمت کرسکتا ہے۔طویل العمر فرقی نظام شادی، کثرت زوجیت کے اختیار کے ساتھ صرف دین اسلام میں ہی چل سکتا ہے۔

B-21-10 ایک عجیب فائدہ، کثرت جماع سے بچت:۔

شادی کے معاملے میں اسلام کی روح کا مطالعہ کریں تو نظر آتا ہے کہ دین اسلام Teen age میں بھی شادیوں کو پسند کرتا ہے یعنی بلوغت کے فوراً ساتھ ہی شادی ہو جائے تاکہ مرد و زن اس خواہش میں بہک نہ جائیں اور بدکاری کا امکان کم رہے۔

اگر ہم 18 سالہ لڑکی کی 19 سالہ لڑکے سے رخصتی کر دیں گے تو وہ دونوں بکثرت عمل جماع کریں گے۔ جس سے مرد کی عملی زندگی میں قوت کم ہو جائے گی۔ T.B یا دوسرے امراض لگنے کا خطرہ ہو گا۔ بطور ڈاکٹر میں ایسے بہت سے جوڑوں کو جانتا ہوں جن کا 4 مرتبہ روزانہ عملِ جماع کا تو معمول تھا لیکن اس سے بھی بڑھنے کی کوشش میں وہ 8,6 یا 10 مرتبہ روزانہ بھی عملِ جماع کر گزرتے تھے لڑکے یا لڑکی کے شدید بیمار ہونے پر ڈاکٹر یا حکیم اصل وجہ کثرت جماع کو معلوم کر کے انہیں منع کرتے تو تب حالات کچھ سنبھلتے تھے۔ طویل العمر فرق والی شادیوں میں اس کثرت کا بندوبست بھی ہے مثلاً مرد زیادہ عمر کا ہے تو ایک یا دو مرتبہ مگر بھرپور اور فنی اعتبار سے بہترین عملِ جماع کرے گا اگر عورت زیادہ عمر کی ہے اور لڑکا نوجوان ہے تو وہ بھی ایسے لڑکے کو معقول حد سے آگے بڑھنے نہیں دے گی۔ اسطرح ایسے Teenage لڑکے لڑکیوں کی صحت کو ممکنہ خطرات سے بچایا جا سکے گا اور وہ جلدی ذہنی جذباتی طور پر بالغ بھی ہو جائیں گے۔

میں ذاتی طور پر غریب ترین خاندانوں کو ضرور مشورہ دوں گا کہ وہ اپنے خاندانوں سے کم از کم ایک شریف ترین بچے یا بچی کو اس کام کے لئے ضرور آمادہ کریں کہ وہ طویل العمری فرق والی شادی کریں (یاد رکھیں یہ کام صرف مضبوط اعصاب والے (Rough & Tough) نوجوان لڑکا لڑکی ہی کر سکتے ہیں کمزور اور حساس لڑکا یا لڑکی کو مجبور مت کریں) اور دیانت اور شرافت کے ساتھ اپنی زندگی گزاریں ان کی اچھی تعلیم و تربیت بہت جلد ان کے خاندانوں کو غربت کی گہرائیوں سے باہر نکال دے گی۔ جیسے اٹھارہ سالہ نوجوان لڑکے کو 50، 60 سال کی امیر بیوہ سے بیاہ دینا یا اس کے برعکس 18، 19 کی لڑکی کو 50، 60 سال کے امیر مرد سے بیاہ دینا۔ یاد رکھیں یہ اللہ تعالیٰ کی مسلمانوں پر ایک خاص کرم نوازی ہے جسے طویل العمر فرق والی شادی کہا جاتا ہے اسلامی تعلیمات کے مطابق رہیں گے تو کسی سے ظلم و زیادتی نہیں ہو گا نہ لڑکے سے نہ لڑکی سے اور نہ ہی زائد العمر مرد و عورت سے یہ سب شرافت سے رہیں گی تو اسلام کے اس عظیم عمل سے سب کو فائدے ہوں گے۔ ایسی شادیوں میں تمام افراد خاندانی شرافت کو سب سے پہلے مدِ نظر رکھیں۔ لیکن احتیاط رکھنا ضروری ہے بدکار ذہن کے افراد اس طرح کی شادیوں کو بدنا

م کرنے کا باعث ہوں گے مثلاً غریب نو جوان لڑکی زائد العمر خاوند کے پاس ہوتے ہوئے بھی نو جوان لڑکوں سے تعلقات بنا سکتی ہے جیسے امریکی اداکارہ اور ٹاپ ماڈل اینا نکول سمتھ کا قصہ اخبارات میں آتا رہا یا پھر زائد العمر بدکردار مرد نو جوان بیوی پر ظلم کر سکتا ہے اسی طرح نو جوان لڑکا زائد العمر عورت کی دولت کی لوٹ کھسوٹ کر سکتا ہے یا زائد العمر بدکار عورت شریف نو جوان خاوند کو پابندیوں سے خودکشی پر بھی مجبور کر سکتی ہے اس لئے مسلمانوں کو طویل العمر شادیوں کے وقت بہت احتیاط کی ضرورت ہو گی۔ لاپرواہی یا لالچ سے کی گئی شادیوں کا انجام بہت برا ہو سکتا ہے۔ غیر مسلم جو دین اسلام کی طویل العمر شادیوں پر نقطہ چینی کرتے ہیں۔ انھیں دعوت دیتا ہوں کے وہ بہت جلد مسلمانوں میں اس قسم کی درست شادیوں کا مطالعہ کر کے اس کی برکات و فیوض کا خود مشاہدہ کر سکتے ہیں میں غیر مسلموں سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کے مذاہب میں کوئی ایسا اعلیٰ نظام موجود ہے جو غریب نو جوان مرد عورت کو یکدم امیر کر سکتا ہو زائد العمر مرد کو بدکاری سے روکنے کے لئے ایسا اعلیٰ انتظام کر سکتا ہو۔ زائد العمر عورتوں کو بھی اس نظام سے پورا فائدہ اُٹھانے کا مساوی موقع دیتا ہو۔ میں غیر مسلموں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ دین اسلام کے بارے میں غلط پروپیگنڈا اور اپنے متعصب علما کی باتوں سے ہٹ کر خود دین اسلام کا مطالعہ کریں۔ یہ اعتراضات کو مہذب الفاظ میں ضرور پوچھیں اس کی خوبصورتیوں اور صداقتوں کا خود مشاہدہ کریں اور اپنے لئے وہ مذہب اختیار کریں جو دنیا اور آخرت کو بہتر کرنے کا ضامن ہو۔

یاد رکھیں زندگی بعد از موت کے آپ خود ذمہ دار ہیں آپ کا مذہبی پیشوا نہیں! وہ اگر خود دوزخ میں گیا تو آپ کو کیسے بچا سکے گا؟ اس لئے اپنی قبر کے لئے خود اپنے دماغ سے سوچیں اور خود فیصلہ کریں موہیمیئت سے بچیں۔ چھوٹی سی بات ہے کہ آپ جن کتابوں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ وہی تحریف شدہ ہیں تو آپ کی زندگیاں کیسے درست ہو سکتی ہیں۔ اگر آپ کو خاص کمپیوٹر دے کر غلط ہدایت نامہ (Manual,Catalogue) دے دیا جائے تو کیا اس کی مدد سے کمپیوٹر کا درست استعمال کر سکتے ہیں؟؟ کبھی نہیں ۔۔عیسائی بھائیوں کو ایک انجیل ملی تھی۔ جو 34 سے زیادہ ہو چکی تھیں عیسائی بادشاہوں کی کوششوں سے اب یہ 4 تک ہیں مگر ایک پھر بھی نہیں ہے۔ ایک بنا بھی لیں تو کیسے پتا چلے گا یہ انجیل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ پر اتاری تھی۔ یہی مثال دوسرے مذاہب کے لئے بھی ہے۔ میں اپنے تمام غیر مسلم بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ جب آپ کا Manual مشکوک ہے تو آپ کی مادی زندگی کا کمپیوٹر تو خراب ہو گا ہی سوچیں موت کے بعد کی زندگی میں آپ کا کیا بنے گا؟؟؟ آپ کے علماء ہم پر تنقید کے لئے

احادیث کا سہارا لیتے ہیں۔ اگر آپ کو اسلام کا مطالعہ کرنا ہے تو قران پر توجہ کریں اسلام کی بنیاد قران پاک ہے اور احادیث صرف مستند۔ وضعی احادیث کو تو خود مسلمان نہیں مانتے آپ کے علما انہیں کے ذریعے مسلمانوں کے خلاف پراپیگنڈا کرتے ہیں اور آپ کے دل اسلام سے دور کرتے ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے 6 لاکھ احادیث کا مطالعہ کیا اور صرف 2630 احادیث کو مستند پایا اور بخاری شریف میں صرف انہیں مستند احادیث کو شامل کیا اب آپ خود سوچیں۔ 600,000 احادیث میں سے صرف 2630 مستند احادیث ہیں۔ اس لئے غیر مسلم اسلام کا مطالعہ کرنے کے لئے قران پاک کو مرکز بنائیں درست ترجمہ حاصل کریں اور صرف مستند احادیث کے حوالے سے بات کریں انشاءاللہ درست رہنمائی ملے گی۔

B-21-11 طویل العمر فرق والی شادیوں کی وجوہات:۔

(1) بڑا مہر (2) جائیداد (3) روزگار (4) اعلیٰ مقام (5) شہرت (6) پرکشش شخصیت Charismatic Personality

بڑا مہر:۔ حضرت عمرؓ نے حضرت اُم کلثوم کو 40,000 درہم حق مہر دیا یہ موجودہ دور (2008) کے ڈیڑھ کروڑ روپے سے زیادہ بنتا ہے اور وجوہات کے علاوہ طویل العمری فرق بھی اتنے زیادہ مہر کی وجہ تھا۔ ایسی شادی میں زیادہ مہر دو خطرات سے تحفظ فراہم کرتا ہے۔

طلاق:۔ قوت باہ کا ختم ہو جانا بوجہ عمر یا بیماری جس سے جسمانی یا جنسی انصاف نہیں کیا جا سکتا عورت زیادہ سے زیادہ چار ماہ انتظار کرے قوت باہ درست نہ ہو تو مرد طلاق دے یا عورت خلع یا قضائے شرعی حاصل کرے تو مہر کی رقم اسے اور اس کے بچوں کو فوری تحفظ دے گی پھر بڑا مہر آئندہ شادی کے لئے بھی کشش کا باعث بنے گا جسمانی خوبصورتی کے بعد عورت کی دوسری بڑی کشش اس کی دولت ہے اس لئے مسلمان عورت کو اپنی دولت کے بارے میں بہت زیادہ ہوشیار ہونا چاہیے اُسکو خاندان کے تمام افراد سے جو بھی شرعی حصّہ اور حق دولت جائیداد اسے دیا گیا ہے اپنی تمام قوت لگا کر اُسے جلدی حاصل کیا کرے حق حاصل کرنے میں دیر کرنا بھی ناانصافی کے برابر ہے لہٰذا اعدالتی فراہمی انصاف میں دیری بھی عین ناانصافی ہے۔

بیوگی:۔ فوت ہو جانا موت اللہ تعالیٰ کے مقررہ وقت کے مطابق آنا ہوتی ہے اس لئے جوان آدمی بھی کسی وقت فوت ہو سکتا ہے لیکن بڑی عمر ہونے کی صورت میں یہ امکان زیادہ ہو جاتا ہے اس لئے زیادہ مہر جوان بیوہ

کو بہتر تحفظ دیتا ہے اور بعد از بیوگی جلدی دوسری شادی کی ضمانت بنتا ہے۔ دیکھئے E-16,E-10

B-22: موہیمئیت (Mohimiat) (''میں ہی میں ہوں'' کا وہم)

''میں ہی میں'' سے یہ لفظ بنایا گیا ہے یہ ایک انسانی فطرت ہے کہ انسان تمام اچھائیوں کا محور اپنے گرد اور تمام برائیوں کا محور اپنے مخالف کے گرد محسوس کرتا ہے۔ یہ ایک انتہائی احمقانہ جذبہ ہے انسان اس جذبے کا شکار ہو کر زندگی بھر غلط فیصلے کرتا رہتا ہے۔ انسان خود اپنے آپ کو بے وقوف بناتا ہے۔ خود فریبی میں مبتلا ہوتا ہے اقربا پروری کا شکار ہوتا ہے۔ تعصب کا شکار ہو جاتا ہے۔ اپنے غلط عقائد اور خیالات کو درست سمجھتا ہے اس میں انسان اپنی تعریف براہ راست یا بالواسطہ خود ہی کرتا ہے۔

موہیمئیت کا آغاز، پیدائش کے ساتھ ہی ماں کے توہیمی رویے کی بدولت، ہو جاتا ہے جب ماں اپنے بچے کو چاند، تارا، راج دلارا کہہ کر لاڈیاں پھمیاں کرتی ہے موہیمئیت سب سے زیادہ 100% شدت کے ساتھ بچوں میں ہوتی ہے ہوش میں آتے ہی دوسروں سے موازنہ کرنے پر اس میں کمی ہوتی ہے مگر تب دوسرے توہیمی عناصر کے ذریعے وہ اس کمی کو پورا کرتا رہتا ہے جیسے میری امی بہت اچھی ہے، میرا مذہب بہت اچھا ہے وغیرہ۔

توہیمئیت (Tohimiat) (''تم ہی تم ہو'' کا وہم)

توہیمئیت ایک ایسا نفسیاتی دباؤ ہے جس کا شکار دوسرے کرتے ہیں یہ عموماً انسان کو کسی کام کے لیے تیار کرنے کے واسطے اس کی تعریف و توصیف اس قدر کرنا۔ اس میں مصنوعی طور پر احساس ذمہ داری پیدا کرنا تا کہ دوسرا گمراہ ہو جائے اور نہایت اچھے جذبات کے ساتھ اس کام کو سرانجام دینے کے لیے تیار ہو جائے حتیٰ کہ مرنے مارنے پر تیار ہو جائے اسے Brain Washing بھی کہہ سکتے ہیں کسی کا خون گرمانا بھی کہا جا سکتا ہے کسی کو خودکش حملے کے لیے تیار کرنا، دریائے نیل کے لیے لڑکی کو قربانی کے لیے تیار کرنا لڑائی، جنگ کے لیے افراد تیار کرنا۔ ستی کے لیے ہندو بیوہ کو تیار کرنا یا بیوہ کو ہمیشہ کے لیے خاوند کے بغیر رہنے کے لیے تیار کرنا اور ایسے جذباتی فقرے استعمال کرنا کہ وہ ذہنی، جذباتی طور پر جل کر خاک ہو جائے کہ بس خاوند مر گیا میری جنسی تشفی بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہو گئی۔ طوائف کا بیٹی کو یا نوجوان لڑکی کو پیشے کے لیے تیار کرنا اور اس کے لیے تعریف و توصیف کرنا اس میں تمام گھر کا خرچہ اٹھانے کی ذمہ داری کا احساس مصنوعی طور پر پیدا کرنا اس کو مرکز و محور بنا دینا اگر وہ تیار نہیں ہوتی تو قربانی مانگنا، جذباتی استحصال کرنا وغیرہ۔

موہیم وتوہیم کے شکار افراد کا اپنے موضوع سے ہٹنا پہاڑ ہٹانے کے برابر ہوتا ہے۔ مثلاً کسی پنڈت، مولوی، راہب، پادری وغیرہ کا اپنے مذہب سے ہٹ جانا ناممکنات میں سے ہوتا ہے یہ اول تو خود موہیمئیت کا شکار ہوتے ہیں دوسرے ان کے عقیدت مند نہایت محبت سے ان کو توہیمئیت کے دباؤ میں لے آتے ہیں وہ اپنے آپ کو مذہب کا تنا ور ستون سمجھتے ہیں۔ ان کے ارادتمندان کی بہت عزت کرتے ہیں یہ خود مظلوم ترین وجود بن جاتے ہیں کوئی چھوٹے درجے کا ہندو تو عیسائیت قبول کر سکتا ہے مگر بڑے درجے کا پنڈت کبھی نہیں۔ موہیم وتوہیم خطرناک ذہنی حالت ہے یہ افراد کبھی شفاف نظریات کے حامل نہیں ہو سکتے یہ نہایت متعصب افراد ہیں۔ موہیم وتوہیم ہر پہلو سے غلط ذہنی وجذباتی کیفیت کا نام ہے؟ یہ ہمیشہ غلط نہیں ہوتی اگر درست فیصلے کے بعد اسی حالت کا شکار ہوا جائے تو یہ نہایت طاقتور حالت ہے۔ جیسے فوجی کا اپنی ڈیوٹی کے لیے موہیم وتوہیم کی قوت حاصل کرنا درست ہے۔ فوجی افسر کا اپنے جوانوں کو تقریر کے ذریعے احساس ذمہ داری کا اعادہ کروانا اور لڑائی کے لیے ان کا خون گرمانا۔ خوداعتمادی کی حد تک موہیمئیت درست ہے عزت نفس کی حد تک موہیمئیت مثبت ہے مگر عام زندگی میں موہیم وتوہیم کا زیادہ تر منفی استعمال ہوتا ہے قریباً 90% استعمال غلط ہے۔ عزت نفس اچھا جذبہ ہے مگر خودستائشی خودمرکزیت، نرگسیت موہیمئیت کا جزو ہیں۔ موہیم وتوہیم دونوں جذبات منفی ہیں۔

B-22-3 موہیمئیت کی تفصیل:

موہیمئیت ایسا سوچنا جیسے میں خود تھوڑی بہت کمی بیشی کے ساتھ دراصل بہت اچھا ہوں میرا دل اچھا ہے۔ میرے ساتھ کوئی زیادتی نہ کرے تو میں کسی کے لیے بھی برا نہیں چاہتا مجھ میں معاف کرنے کا جذبہ ہے میرے ماں باپ اچھے ہیں میرے دوست اچھے ہیں، میرے دیگر لواحقین چند کو نکال کر اچھے ہیں، میرا مذہب بہت اچھا ہے یہ دنیا کے تمام مذاہب سے اچھا ہے میری زبان بہت اچھی ہے میرا محبوب بہت اچھا ہے۔ میں جن سے محبت کرتا ہوں اور جو مجھ سے محبت کرتے ہیں وہ سب ہی بہت اچھے ہیں دوسرا فقرہ کہ میں جن سے نفرت کرتا ہوں اور جو مجھ سے نفرت کرتے ہیں وہ سب ہی بہت برے ہیں یہ دو فقرے موہیمئیت کی اصل بنیادیں ہیں مگر اس جذبے کی شدت انسان کو خودغرض، متعصب، جانبدار، اقربا پرور اور مذہب کے اعتبار سے ابوجہل بنا دیتی ہے۔

تمام اچھے اتفاقات اک میری ذات پر یکجا ہو گئے یہ بھی کتنا حسین اتفاق ہے کہ میں کسی کا برا نہیں چاہتا کچھ برائی ہو بھی جاتی ہے مگر دل سے کبھی اسے اچھا نہیں سمجھتا جیسے سگریٹ پیتا ہوں مگر چھوڑ دینا چاہتا ہوں وغیرہ وغیرہ اس

لئے کتنا اچھا اتفاق ہے کہ مجھ میں زیادہ تر خوبیاں تمام پہلوؤں سے موجود ہیں چند بشری کمیوں، خرابیوں کا میں اقرار کرتا ہوں مگر زیادہ تر اچھا ہوں۔ پھر میں نہایت ہی عقلمند ہوں۔ بہت سمجھدار ہوں۔ کئی لوگ مجھے بیوقوف سمجھتے ہیں مگر اندر سے میں بہت ہی چالاک ہوشیار ہوں۔ ہر بات سمجھتا ہوں اور درست فیصلے کرتا ہوں۔

دوسرا اچھا اتفاق جس گھرانے میں پیدا ہوا وہ تو زیادہ تر خوبیوں کا بھرا ہوا ہے جیسے میرے والد صاحب بے شمار خوبیوں کے مالک ہیں کچھ کمی بیشی انسان ہونے کے ناطے ہے مگر زیادہ تر اچھے ہیں۔ پھر میری والدہ صاحبہ ہیں ایک بہترین والدہ ہیں ایک اعلیٰ ترین ماں میں جو خوبیاں ہونا چاہئیں وہ تمام موجود ہیں کچھ کمی بیشی موجود ہے مگر زیادہ تر خوبیاں ہیں پھر میری اولاد اتنے اچھے بچے کہ ان کے بغیر دنیا ویران کچھ کمیاں ہیں مگر بہت ہی پیارے ہیں۔

میرے چچا، ماموں ہیں زیادہ تر اچھے ہیں ایک کچھ عیاش طبع، شرابی ہیں مگر وہ بھی فراخدل اور محبت کرنے والے ہیں غرض کہ بہت ہی اچھے ہیں پھر چچی، ممانیاں ہیں تمام ہی کمی بیشی کی شکار ہیں مگر تجزیہ کروں تو زیادہ تر خوبیاں موجود ہیں میری بہنیں ہیں پھر وہی بات کہ تھوڑی کمی بیشی ہے مگر زیادہ تر اچھی ہیں، بھائی ہیں ان کا بھی یہی حال ہے زیادہ تر خوبیوں کے مالک ہیں۔ خالہ، پھوپھیاں ہیں یہ بھی زیادہ تر اچھی ہیں بالکل ماں کی طرح پیار کرتی ہیں کمی بیشی ہے وہ میں مانتا ہوں بیوی زیادہ تر خوبیوں کی مالک ہے کمی بیشی سے انکار نہیں۔ ساس، سسر، سالے، سالیاں تمام ہی زیادہ تر اچھے ہیں کچھ کمی بیشی تو ہر انسان میں ہوتی ہے۔

میرے دوست ہیں تمام زیادہ تر خوبیوں کے مالک ہیں میں خود اچھا ہوں میرے حلقے میں بھی صرف اچھے لوگ ہی شامل ہیں، برے ہیں مگر صرف سلام دعا تک میں انہیں دوستوں میں شمار نہیں کرتا۔ میرے ساتھ کام کرنے والے ہیں زیادہ تر اچھے ہیں، میرا اسٹاف بہت اچھا ہے چند میں کمی بیشی ہے مگر زیادہ تر اچھے ہیں سب سے اچھا اتفاق کہ **میرا مذہب دنیا کا بہترین مذہب ہے** کچھ باتیں پسند نہیں ہیں مگر یہ جہالت کی وجہ سے اضافے لگتے ہیں یا مجھے سمجھ نہیں ہے مگر زیادہ بہت ہی اچھا ہے۔ یہ تو چھوڑیں مذہب میں صرف میرا فرقہ ہی درست ترین ہے دوسرے فرقوں میں زیادہ تر کمیاں ہیں جو دوسرے مذاہب کے سامنے ہمیں نیچا دکھانے کا باعث بنتی ہیں مگر میرا فرقہ بہترین ہے۔ کیا عجب اتفاق ہے کہ میری قوم دنیا کی بہترین قوم ہے بس کچھ کمی بیشی ہے یہ درست ہو جائیں تو میری قوم سے بہتر کوئی قوم نہیں ہو سکتی۔ کیا اتفاق ہے کہ میری قوم تو جو ہے وہ ہے، مگر میری برادری، قبیلہ یا ذات (Cast) تمام دیگر برادریوں سے اعلیٰ و ارفع ہے کچھ کمی بیشی ہے مگر زیادہ تر خوبیوں سے بھرپور ہے۔

میرا ملک، میرا خطہ ارض دنیا کی بہترین جگہ ہے اس کی خوبصورتی کو میں ہی جانتا ہوں کچھ کمی بیشی ہے مگر زیادہ تر اچھا ہے۔ اتنا اچھا ہے کہ میں اپنا بڑھاپا اور قبر اسی میں پسند کرتا ہوں۔ سب سے ہی حسین اتفاق اگر ذکر نہ کرتا تو وہ ناراض ہو جاتی میری محبوبہ (محبوب) اتنی خوبصورت، اتنی اچھی میرے علاوہ کسی کو گھاس نہیں ڈالتی کچھ کمیاں ہیں مگر اسکے نہ ہونے سے کائنات بے رنگ ہوتی۔ سب سے اچھا کیا عجیب اتفاق ہے کہ زیادہ تر اچھے اتفاقات میری ذات کہ گرد ہی اکٹھے موجود ہیں اور مجھے پتہ بھی نہیں اور زیادہ برے اتفاقات میرے دشمنوں کے گرد مجتمع ہیں مگر وہ جاہل اور بے خبر ہیں۔

ایک راز کی بات بتاؤں جب میں اتنا اچھا ہوں اور اتنی ڈھیر اچھائیاں میرے گرد موجود ہیں تو آپ خود سوچیں میں جنت کے علاوہ کہیں جا سکتا ہوں کچھ چھوٹی بڑی غلطیاں مانتا ہوں مگر اللہ غفور و رحیم ہے اسلیئے دل گواہی دیتا ہے کہ میں جنتی ہوں۔ آپ کو پتہ چل گیا ہوگا کہ یہ یا اس سے ملتی جلتی باتیں سب ہی سوچ رہے ہیں حتٰی کہ آپ کے گھٹیا ترین دشمن بھی جو برائیوں کی دلدل میں پھنسے پکے دوزخی ہیں۔ آپ کہیں گے وہ تو موہیم و توہیم کی وجہ سے ایسا سوچتے ہیں۔۔۔ تو آپ کیا کر رہے ہو؟؟؟ آپ بھی تو موہیم و توہیم کی وجہ سے ایسا سوچ رہے ہیں۔۔۔۔ بچوں کی نفسیات پڑھیں ہر بچہ اپنے آپ کو اچھا اور اپنے مخالف بچے کو برا سمجھتا ہے۔ گویا موہیمیئت ایک بچگانہ سوچ ہے ایک جہالت ہے۔ جاہل ماؤں کو دیکھ لیں اُن کا بچہ اچھا مخالف بچہ برا۔ یہ تفصیل بہت لمبی ہے۔

آپ نے موہیم و توہیم کی تفصیل کو پڑھا دنیا میں لوگ مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں تمام مذاہب کے کافی عقائد یکساں ہیں مگر بہت سے اختلافات کے ساتھ ہر فرد اپنے مذہب کو مرقع خوبیاں (سونے کی مانند) سمجھتا ہے اسے سمجھنے کے لئے ایک مثال پر غور کرتے ہیں دس افراد نے مختلف دھاتوں کے ٹکڑے پکڑے ہوئے ہیں کسی نے سونا، کسی نے پیتل، کسی نے لوہا، کسی نے تانبا، کسی نے جست وغیرہ مگر سب کا موقف ہے کہ انہوں نے سونا (وہ بھی خالص) پکڑ رکھا ہے کوئی بھی سمجھدار انسان ان سب کی بات ماننے کو تیار نہیں ہوگا اور جس نے سونے کا ٹکڑا پکڑا ہوا ہے اُسے بھی کہے گا کہ چیک کراؤ کہ تمہارا ٹکڑا مکمل سونے کا ہے کہ یا اس میں کسی دوسری دھات کی مکسنگ بھی ہے لیکن یہ دس افراد اور ان کے حمائتی گروپ صرف آپس کی اندر کی موہمیت اور توہمیت کے خود فریب چکر سے اپنے زیرِ قبضہ ٹکڑے کو سونے کا ٹکڑا ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں ابھی ان دس موہیم و توہیم کے شکار گروہوں کو ایک شفاف غیر جانبدار طبقہ چاہیے جو ان سب کو بتلا سکے کہ ان سب میں سے سونے کا ٹکڑا کس کے پاس ہے اور اس ٹکڑے میں بھی کتنا سونا اور

کتنا کھوٹ ہے؟ دنیا کہ تمام مذاہب کے افراد کا بھی یہی حال ہے کتنی بدقسمتی ہے کہ جو جس فرقے اور فرقے کی چھوٹی ترین برانچ سے تعلق رکھتا ہے۔اسے ہی درست ترین سمجھتا ہے یہ سونے کا ٹکڑا درست ترین کے لئے ہی مثال ہے۔

افریقہ کے جنگل میں جائیں چھوٹا سا قبیلہ جاہلوں سے بھرا ہوا ہے لکڑی کا بت بنایا ہوا ہے۔اور مذہبی لگاؤ کا یہ عالم ہے کہ ہر سال اپنے ہی کسی انسان کی اس کے قدموں میں قربانی دیتے ہیں قربانی دینے والا بھی بڑی ہنسی خوشی اپنی جان دیتا ہے۔میں بڑے مذاہب کی تو بات نہیں کر رہا کیونکہ بڑے مذاہب نے اپنے پیروکاروں کے زیادہ تر سوالات کے جوابات حاصل کر لئے ہوئے ہیں کوئی بھی بڑے مذاہب کا پیروکار اُس جاہل جنگلی قبیلے کا مذہب اختیار کرنے کو تیار نہیں بلکہ سب ہی مسکرا کر کہیں گے یہ تو قدیم جاہل جنگلی سے لوگ ہیں ان کو مذہب کا کیا پتہ؟ گویا سب ہی اس کے ٹکڑے کو سیسے کا ٹکڑا قرار دیں گے مگر جب ہم مہذب دنیا میں آتے ہیں تو اس میں ہر کوئی اپنے ٹکڑے کو سونے کا ٹکڑا قرار دیتا ہے۔

B-22-4 تحریکِ ترکِ موہیم وتوہیم:۔

Moheem & Toheem Breaking Movement

مصر کی ممیاں کئی تہوں والے خولوں میں ہزاروں سال سے بند ہیں ہم انسانوں نے بھی اپنے مذاہب کی حفاظت کے لئے موہیم وتوہیم کے مضبوط خول حصار، ہالے اپنے اور پیروکاروں کے گرد بنائے ہوئے ہیں جنہیں توڑنا لازم ہے ورنہ ہم مصری ممیوں کی طرح ان میں اپنی جہالت سمیت مردہ ہو جائیں گے۔

موہیم وتوہیم کی وضاحت نے ہم پر یہ عیاں کیا ہے کہ دراصل ہم سب کو ہی اپنا اپنا مذہب، فرقہ اور اس کی چھوٹی ترین شاخ چیک کرنے کی ضرورت ہے۔جس کے لئے ہمیں ایک مشترکہ لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا جس پر تمام مذاہب کو چیک کیا جا سکے مثلاً میں ایک لائحہ عمل دیتا ہوں کہ وہ مذہب درست ترین ہے جس میں انسان دوستی سب سے زیادہ پائی جاتی ہو اب تمام مذاہب کا یہ فرض ہے کہ اس معیار کے مطابق اپنے مذاہب کو درست ترین ثابت کریں اور دوسرے مذاہب والے حزب مخالف کا رول ادا کرتے ہوئے اُس مذہب کی انسان دشمنی کو اجاگر کریں مگر تجزیاتی مہم کے دوران کوئی بھی دوسرے کی تضحیک یا طنز و مزاح نہ کرے لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس معیار پر ہارنے والے بالآخر شرارتوں پر اُتر آئیں گے اور اپنے اپنے مذاہب کو صرف موہیمت وتوہیمت کے چکر پر گھماتے رہیں گے اور اپنے مخالف افراد کے ٹی وی چینل، ویب سائٹ یا پیپر میڈیا کو اپنے علاقے میں سنسر

کردیں گے جوایک انسانی بنیادی حقوق پرڈاکہ مارنے کے مترادف ہے۔

میں ایسی کسوٹی کے لئے ایک دوسرا معیار دیتا ہوں کہ " مذہب وہ درست جو نہ صرف خوشحال زندگی کا ضامن ہو بلکہ بعداز موت بھی جزاوسزا کے بارے میں غیر متبدل احکامات الٰہی انسانوں تک پہنچاتا ہو" ابھی تمام غیر مسلموں نے اس معیار کو ماننے کے لئے صرف اس لئے انکار کر دیتا ہے کہ اس معیار پر ساری دنیا میں صرف قران پاک اور دین اسلام ہی پورا اترتا ہے کوئی بات نہیں کوئی دوسرا معیار لے آئیں جسے تمام مذاہب مان لیں اور اس کے ذریعے ہر مذہب کو کھنگال کر دیکھ لیں اس طرح کے بہت سے مشترکہ معیار بنائے جاسکتے ہیں اور ان کے ذریعے تمام مذاہب کی چیکنگ کی جا سکتی ہے پھر جو مذہب درست ترین ثابت ہو اسکی ہر طرف تشہیروتبلیغ ہونا چاہیے ہم سب کو اپنے اپنے موہیمئیت وتوہیمئیت کے خول سے باہر آنا ہوگا یہ تمام تجزیاتی مہم ایک بہت مہذب ماحول میں ہونا چاہیے۔

یہ تحریک ترکِ موہیم وتوہیم کی بنیادی ضرورت ہے۔کسی مذہب کو دوسرے مذہب پر تنقید کرنے کا تو حق ہوگا مگر مذاق اُڑانے کا نہیں کوئی مذہب دوسرے مذہب کی صرف مستند نظریات اور عقائد کے بارے میں ہی بات کرنے کا حق رکھتا ہوگا ایسی غیر مستند باتیں جنہیں وہ مذہب والے خود بھی خاص نہ مانتے ہوں انہیں زیرِ بحث لانا غلط ہوگا اِس کام کے لئے تمام مذاہب کے اکابرین کو موقع دیا جانا چاہیے کہ وہ اپنے اپنے مذہب کو بیان کریں اپنی مستند کتب کے بارے میں بتائیں اور ان مستند کتب میں کچھ باتیں مشکوک ہیں تو اسکی نشاندہی پہلے کر دیں تاکہ ان باتوں کو زیرِ بحث نہ لایا جائے ہمیں یہ مان لینا ہوگا کہ اسوقت دنیا کے تمام مذاہب کے پیروکار اپنے اپنے مذہب سے دور ہوتے جارہے ہیں عیسائی اس کی روشن مثال ہیں لوگوں کے اندرونی اور بیرونی مذاہب میں بہت فرق ہے مثلاً

B-22-5 اندرونی بیرونی مذاہب:۔

بیرونی مذہب External Religion:۔ جیسے کوئی بظاہر سکھ، عیسائی، ہندو، یہودی یا مسلمان ہے کہ جس پر وہ بظاہر عمل کرتا ہے یا اُسکا پیدائشی مذہب ہے

اندرونی مذہب Internal Religion:۔ جیسے کوئی فرد اندر سے کونسی اشیاء کو اپنے لئے حرام یا حلال قرار دیتا ہے کن عبادات کو درست یا بے کار سمجھتا ہے نماز نہ پڑھنے والے مسلمان اپنے اندرونی مذہب کے پرزوں کو چیک کریں۔ بیرونی مذاہب تو چند ایک ہیں مگر اندرونی مذاہب پر غور کریں تو ہر فرد کا یہ اپنے ہم مذہب اور

ہم فرقہ سے مختلف ہے۔غرض اگر 6ارب انسان ہیں تو اندرونی مذاہب کی تعداد 6ارب سے کم ہوگی مگر 5ارب سے زیادہ ہے روحانی طاقت کا انحصار بیرونی نہیں بلکہ اندرونی مذہب پر ہے مثلاً ایک مسلمان شراب پیتا ہے مذہب نے حرام قرار دیا ہے مگر اس کا اندرونی مذہب اسے حرام قرار دینے کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور وہ آرام سے پیتا رہتا ہے بغیر ذہنی دباؤ کے۔یہاں پر شراب پینا اُسکی روحانی طاقت کو کمزور نہیں کرتا دوسرا مسلمان جو شراب پیتا ہے مگر برا بھی سمجھتا ہے۔دوسرے مسلمان کی روحانی طاقت کم ہوجائے گی اگر روحانی طاقت کو بڑھانا ہے تو اسے چھوڑ دینا چاہیے روحانی طاقت آپ کو Active کرتی ہے روحانی کمزوری آپ کو slow کرتی ہے۔

B-22-6 روحانی طاقت:۔انسان میں بہت سی طاقتیں موجود ہیں۔

1۔مادی جسمانی طاقت

2۔روحانی نفسیاتی طاقت

ہمارا موضوع اسوقت روحانی ہے۔ہر انسان کسی مذہب پر کاربند ہے۔وہ مذہب کی جو بھی تعلیمات ہیں اچھائی برائی کے بارے میں اگر وہ اچھائی والی تعلیمات پر زیادہ تر عمل پیرا ہے تو روحانی طاقت زیادہ ہے اگر برائی والی پر عمل پیرا ہے تو کوئی جسمانی طاقت نہیں بڑھتی بلکہ روحانی طاقت کم ہوتی ہے اس طاقت کے اجزاء یہ ہیں۔

1۔عزت نفس Self Respect،نرگسیت،خودمرکزیت

2۔موہیم:۔ میں اچھا ہوں،اب وہ کتنا اچھا ہے وہ خود جانتا ہے اسلئے روحانی طاقت بھی اُسی تناسب سے ہوگی۔

3۔توہیم:۔ تُو اچھا ہے اپنے حلقے کے افراد اگر اُسکی تعریف کریں تو بھی اُسکی روحانی طاقت بڑھتی ہے۔اب یا تو تعریف درست ہو یا وہ تعریف کی نسبت بے وقوف ہو ہر صورت اُس تعریف سے حاصل کردہ توانائی روحانی طاقت میں بدل جاتی ہے۔

4۔اپنے مذہب کی عبادت کرنا۔ اپنے مذہب کے مطابق نیک اعمال کرنا ۔ 5۔اپنے مذہب کی مشکل عبادات کرنا اس سے یہ مزید بڑھتی ہے۔

6۔احساس برتری:۔میں بڑا ہوں،میں اعلیٰ ہوں،یہ غرور ہے منفی ہے مگر اس سے روحانی طاقت بڑھتی ہے۔روحانی طاقت کم ہونے کے لئے مندرجہ بالا اجزاء کو الٹ کرلیں روحانی طاقت اُسی حساب سے کم ہوتی جائے گی۔ Self Negation اپنی عزت نہ کرنا،احساس کمتری،میں برا ہوں(مذہب کیخلاف برے اعمال کرنا عبادت نہ کرنا،میں

چھوٹا ہوں میں گھٹیا ہوں، بری عادتیں ہیں۔اس سے روحانی طاقت کم ہوتی ہے۔موہیم وتو ہیم کے بارے میں ہم جان چکے ہیں کہ یہ جہالت کا ایک خوفناک خول ہے دنیا میں جاہل افراد کے علاوہ یہودیوں کا یہ خول بڑا سخت ہے۔

B-23۔یک زوجگی=زنانہ شیطانی راج:

غالباً تین کے سوا تمام انبیاء اکرامؑ (124000) کی ایک سے زائد شادیاں ہوئیں تو گویا **اللہ تعالیٰ کا مرد کے لئے پسندیدہ نظام کثرت زوجیت** ہے جو گزشتہ تمام اقوام میں رائج رہا وہ چاہے ہندو تھے یا یہودی،عیسائی۔آخر یکا یک کیا ہوا جو ہر طرف نظام یک زوجگی ایک وبائی مرض کی طرح پھیل گیا؟ انیسویں صدی میں علمی برتری کی بدولت یورپ والے یہودیوں کی راہنمائی میں ایشیاء افریقہ،امریکہ،آسٹریلیا میں زیادہ تر قابض ہو چکے تھے۔یورپ نے تاریخ میں پہلی بار خوشحالی دیکھی تھی عورتیں تعلیم حاصل کرنے کے بعد برابری کے حقوق کی طلب میں آزادی نسواں کے گمراہ کن نعرے کا شکار ہو گئیں۔

کثرت زوجیت کو عورتوں کی تذلیل کے برابر گردانا گیا، یک زوجگی قانون بن گیا۔مارمن عیسائیوں کی بھی شامت آ گئی،انہیں بھی کثرت زوجیت کو خیر باد کہنا پڑا دیگر عیسائی،یہودی کچھ صدیوں سے یک زوجگی کی طرف مائل ہو چکے تھے۔نئی خوشحالی کی آمد نے بدکاری کو ہوا دے رکھی تھی اور پھر بدکاری کثرت زوجیت سے زیادہ لذیز عمل ہے اس لئے ان اقوام نے یک زوجگی کو خوش آمدید کہا کیونکہ یک زوجگی اور بدکاری لازم وملزوم ہیں۔جن اقوام میں یک زوجگی کا نظام ہے وہاں طوائف کا وجود نا گزیر ہے۔

البتہ آزادی نسواں نے طوائف کے پیٹ پر لات ضرور ماری مگر ختم نہیں کر سکی۔آج یک زوجگی کا شیطانی راج پوری دنیا پر حکومت کر رہا ہے۔ہر طرف زنانہ ذہنیت کے جواں مرداُن کی وکالت کرتے نظر آتے ہیں مردوں میں زنانہ شخصیت نمایاں ہو چکی ہے۔مرد عورت سے ڈرتا ہے اور یہ الجبرے سے ثابت شدہ ہے کہ جب بھی عورت مرد میں ٹکراؤ (=-+×-) ہوگا ضربی میدان میں وہ حاوی ہوگی۔عورت کی ذہنیت یک زوجگی والی ہے۔

اسوقت زیادہ تر مرد بھی یک زوجہ ذہنیت کے ہو چکے ہیں عورتوں کا سب سے بڑا مسئلہ عدم تحفظ ہوتا ہے۔آج امریکہ کا سب سے بڑا مسئلہ بھی عدم تحفظ ہے۔پورا امریکہ،یورپ مسلمانوں سے دھشت زدہ ہے وجہ یہ نہیں کہ مسلمان دھشت گرد ہیں اصل وجہ یہ کہ وہ خود خوفزدہ ہیں۔امریکی اور یوروپئین زنانہ ذہنیت کے شکار ہیں وہ چوھے کا سوچ کر ہی ڈر رہے ہیں۔

مکروفریب ،عیاری، چالاکی عورتوں کے ہتھیار ہیں آج مرد ڈپلومیسی اور سیاست کے نام پر بڑی جوانمردی سے ان ہتھیاروں کا استعمال کررہے ہیں ۔واہ ! کیا مردانگی ہے ۔اسکے بعد ہوسکتا ہے یہ ہیجڑوں والے ہتھیار بھی استعمال کریں ۔جاہ شیطان کے بعد عورتوں میں زیادہ ہے۔

ساس بہو کا جھگڑا، سوکنوں کی لڑائی، دیورانی جیٹھانی اور نند بھابھی میں جھگڑے کی بنیاد صرف جاہ ہی ہوتی ہے۔آج کا مہذب مرد بھی عورتوں یا پھر ہیجڑوں کی طرح جاہ کی لڑائی لڑ رہا ہے یعنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر گھٹیا اور کمینی حرکتوں سے عورتوں کی طرح لڑنا۔مختلف محکموں میں بھی ترقی کرنے اور نمبر ٹا نکنے کے لئے باہمی لڑائیاں زنانہ انداز سے لڑی جاتی ہیں یعنی خود محنت کرنے کی بجائے دوسرے کی ٹانگ مکاری، چغل خوری اور دیگر زنانہ طریقوں سے کھینچنا زیادہ آسان اور دلفریب ہے۔

یہ سب زنانہ شیطانی راج نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ عورت کی فطرت اور جسمانی نوعیت یک زوجہ Monogamous ہے جبکہ مرد کی کثیر زوجہ Polygamous ۔ عورت یک زوجہ نظام کے ساتھ ٹھیک رہتی ہے مگر تندرست شریف مرد جلد ہی مختلف بیماریوں کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔عورت میں شہوت کم ہے شریف مرد بھی کم شہوت کے ساتھ پُرامن زندگی گزار رہے ہیں، منہ زور اور شہوت والے بھی بدکاری کے متبادل کے ساتھ پُرامن زندگی گزار رہے ہیں، عورتیں بھی خوش ہیں، شیطان بھی خوش ہے، رو رہی ہے تو انسانیت، کراہ رہی ہے تو اخلاقیات، یہ نیک لوگوں کے سوچنے کا مقام ہے۔

B-24- اسلام میں عورتوں کی معاشی حالت :۔

دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے عورتوں کی معاشی حالت کو سدھارا۔اسے وراثت میں حصہّ دیا اسے تعلیم دی اسے کاروبار کا موقع دیا۔اور معاشرے میں اس کی معاشی حالت اتنی بہتر کردی کہ تقریباً 50% عورتیں معاشی اعتبار سے مردوں جتنی مضبوط ہوجائیں۔

B-24-2- مہر ادا کرنے کی سختی اور سنتِ رسول ﷺ :۔

مہر کو لازم کر کے اسلام نے عورتوں کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہے۔جو سنتِ رسول ﷺ کے مطابق کم از کم پانچ سو درہم ہے۔جو تین سواری والے اونٹوں کی قیمت خرید کے برابر ہے آج کل (2008) سواری والا ایک اونٹ

70,000 سے ایک لاکھ روپے تک ہے۔ گویا سنتِ رسول ﷺ کے مطابق حق مہر تین تا پانچ لاکھ روپے تک بنتا ہے۔ حضور ﷺ نے بے شک حق مہر کے بارے میں اجازت دی کہ بعد میں بھی دیا جا سکتا ہے مگر خود کبھی اس رعایت کا فائدہ نہ اٹھایا حالانکہ حضرت عائشہؓ سے نکاح کے بعد انہوںؐ نے رخصتی نہ کرائی تو ایک دن حضرت ابوبکرؓ کو پوچھنا پڑا کہ آخر آپؐ حضرت عائشہؓ کی رخصتی کیوں نہیں کروا رہے۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کے میرے پاس مہر دینے کے لئے رقم نہیں ہے۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کو وہ رقم ادھار میں دی۔ جسے آپؐ نے حضرت عائشہؓ کو بھجوایا اور رخصتی عمل میں آئی۔

یہ واقعہ C-7 میں درج حضرت عائشہؓ کی عمر کے بارے میں تحقیقی رپورٹ کی حمایت کرتا ہے جسکے مطابق کوئی باپ نو سال کی بیٹی کی رخصتی کے لئے بے چین نہیں ہوتا لیکن بیٹی اگر 19 سال کی ہو تو ایسا کہہ سکتا ہے کیونکہ ایسا معاشرہ جہاں 14,15 سال کی لڑکی رخصت ہوتی ہو تو 19 سال والی تو کافی بڑی ہوگئی اور اُس کا باپ ایسا کہہ سکتا ہے جیسا حضرت ابوبکرؓ نے کہا۔

گویا آپؐ نے ہمیشہ مہر معجّل ادا کیا ہم جو حضور ﷺ کی سنتوں سے بڑا پیار کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ رعایت کا فائدہ اگر مجبوری ہو تو ضرور اٹھائیں مگر جلد از جلد مہر ادا کرنے کی کوشش کریں عورتوں کو بھی علم دیں کہ مہر کی رقم پر صرف انھیں کا حق ہے وہ چاہیں اپنے پاس رکھیں، کسی کو ادھار کے طور پر دیں یا کسی کی مدد کریں یہ کلیتہً ان کا ذاتی اختیار ہے۔ ان کا کوئی بھی عزیز مہر کی رقم سے ایک پائی بھی لینے کا حقدار نہیں ہونا چاہیے وہ باپ ہو، بھائی ہو یا خاوند۔ سنتِ رسول ﷺ کے مطابق جو آپؐ نے حضرت فاطمہؓ کی شادی پر اختیار کی کہ اس رقم سے جہیز کا سامان بنایا جا سکتا ہے اور بس۔ میں موجودہ دور میں عورتوں کو یہ ہدایت کرنا پسند کروں گا کہ وہ اپنی مہر کی رقم اپنے نام کا اکاؤنٹ کھلوا کر اس میں رکھوائیں اور اپنے مہر کی رقم کسی کو بھی مت دیں۔ خاوند کو اگر کبھی ضرورت پڑے تو صرف ادھار کر کے دے اور واپس لے کر اکاونٹ میں جمع کروائیں۔ یہ ان کی معاشی مضبوطی کے لئے بہت ضروری ہے۔ شادی کے اخراجات اسلامی طریقے سے کریں تو برائے نام ہیں ہندوؤں، عیسائیوں کے انداز سے کریں تو ساری زندگی کی جمع پونجی ایک ہی شادی میں اُڑا دیں ہمیں دنیا کی امامت کا فرض بھی سونپا گیا ہے ہمیں چاہیے کہ اتنی کم خرچ شادی کریں کہ غیر مسلم ہماری تقلید میں اپنی شادیوں پر اخراجات کم کر دیں۔

B-24-3- شرعی حصّہ اور مسلمان عورتوں کی کم علمی، لاپرواہی:۔

عورتوں کی معاشی مضبوطی کیلئے جوسب سے ضروری عمل ہے وہ یہ کہ والدین سے ملنے والے شرعی حصّے کا ایک پیسہ بھی مت چھوڑیں کیونکہ یہ آپ کو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا پیدائشی حق ہے۔اپنے حق کو چھوڑ نا ظلم کو مضبوط کرنے کے مترادف ہے گویا اگرآپ والدین سے ملنے والے حصے میں سے کچھ چھوڑتی ہیں تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے احکامات سے رو گردانی کی ،اپنے ساتھ زیادتی کی اور بھائیوں کے ظلم میں شامل ہوکر بھائیوں کی قبر پر بھی وزن ڈال دیا جب ان کو دوزخ کی طرف دھکیل دیا تو ان پر کوئی احسان نہیں کیا۔عورتوں کو اپنے حق کے لئے بولنا نہیں چاہیے بلکہ لڑنا چاہےاور اس وقت تک لڑنا چاہیے جب تک انہیں انصاف کے ساتھ پوراحصّہ نہیں مل جاتا ورنہ وہ اپنے بھائیوں کو دوزخ میں پہنچانے کا باعث تو بنیں گی اس ناانصافی کا ان کے والدین کی قبروں پر بھی بارگراں آئے گا کیونکہ اولا دصدقہ جاریہ ہوتی ہے ان کی بدعملیوں کی سزاانھیں بھی ملے گی گویا وہ اپنا حق حاصل کر کے نہ صرف اپنے والدین کی قبروں کو ہلکا کریں گی بلکہ اپنے بھائیوں کو بھی دوزخ میں جانے سے روکیں گی۔اگر ایسے بھائی جنت میں گئےتو گویا ناانصاف لوگ بھی جنت میں جا پائیں گے؟؟؟ ناانصافی تمام برائیوں اور ظلموں کی جڑ ہے۔۔بہنوں،بیٹیوں اور ماؤں کے بھی حق کھانے والے افراد کیا جنت میں جاسکیں گے؟

B-24-4-حاجی نمازی مگر بے انصاف دوزخی مائی، باب:۔

''مسنداحمد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی 70 برس تک نیک عمل کرتا رہتا ہےمگر مرتے وقت وصیت میں ظلم کرتا ہےتو جہنم میں چلا جاتا ہے۔''(ابن کثیر،قرطبی)

اگر ایک بدکار مرد نے اپنی بدکاری کی کمائی سے اگر مسجد بنوائی تو کیا وہ مرد اتنے عظیم عمل کے باوجود جنت میں جاسکتا ہے ؟ سب کا جواب ہوگا کہ نہیں۔۔۔۔برائی سے حاصل کردہ دولت کا جتنا مرضی اچھا استعمال کرلیا جائے وہ اسے دوزخ سے نہیں بچاسکتی تو بیٹے بیٹیوں کے شرعی حصے کھانے والے کیسے جنت میں جائیں گے؟ رسولﷺ نے فرمایا میرے تمام صحابہؓ میں سے حضرت عثمانؓ 500 سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔صحابہؓ نے سوچا شاید حضرت عثمانؓ سے کوئی غلطی سرزد ہوچکی ہے۔مگر حضورﷺ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کے ہاں اتنی زیادہ دولت آتی جاتی ہے کہ صرف حساب کتاب دینے میں اتنا زیادہ وقت لگے گا۔

ہم کو ضرور سوچنا چاہیے کہ اگر حضرت عثمانؓ سے حساب کتاب کا یہ حال ہےتو ناانصافیاں کرنے والوں،بیٹیوں،بہنوں کا حصہ ہڑپ کرنے والوں کا کیا بنے گا؟ شہید سیدھا جنتی ہوتا ہےلیکن اگر اس نے کسی کا قرضہ دینا ہےتو حساب کتاب

کے بعد ہی جا سکے گا لیکن اگر شہید نے بیٹیوں ، بہنوں کا شرعی حصہ غصب کیا ہو تو پھر حساب کتاب کے بعد کیا ہو گا ؟ کیا ایسا شہید جنت میں داخل ہو سکے گا ؟ اگر حضرت عثمانؓ جو شہید بھی تھے 500 سال بعد جنت میں جائیں گے تو عام شہدا جن سے

ناانصافیاں سرزد ہوئیں کیا وہ ہزاروں سال بعد جا سکیں گے ؟؟ مگر یہ سادے مسلمان جنہوں نے صرف شرعی حصے دینا ، فضول سمجھ کر کھا لیے ان کا کیا بنے گا ؟؟؟؟ ان کو کون بچائے گا ؟؟ ایسے مواقع پر اکثر عورتیں کہتی ہیں کہ ہم نے اپنا حصہ باپ یا بھائی کو معاف کر دیا یہ تو حقوق العباد معاف ہوا ۔ ہر معاملے میں حقوق اللہ بھی تو ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ بندے کی بد نیتی ، دنیا داری اور تعصب کو جانتا ہے اور وہ اپنے قوانین کے مطابق انصاف کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے ۔ پاک و ہند میں چونکہ ہم ہندو سے مسلمان ہوئے تو بیٹیوں ، بہنوں کو ان کا شرعی حصہ دیتے وقت ہمیں زیادہ اذیت ہوتی ہے کیونکہ ہندو بیٹیوں بہنوں کو وراثت میں کچھ نہیں دیتے اس لئے دینی تعلیم و تربیت کی کمی کی بدولت ہمیں بڑا بُرا لگتا ہے بھائی کہتے ہیں کہ ہم بہنوں بیٹیوں کو کیوں حصہ دیں اُن کے خاوند اُن کے ذمہ دار ہیں جو ہمارے باپ کی کمائی ہے صرف ہم ہی لیں گے یا باپ سوچتا ہے کہ میں ایک میراثی ہوں میری دولت پر خالص حق میرے بیٹوں اور پوتوں کا ہے جن کے نام کے ساتھ میری ذات اور قومیت میراثی جڑی ہوئی ہے ۔ بیٹیاں مختلف قوموں میں بیاہی گئی ہیں وہ بچے ان کے دادا کی ذات گھسیارا یا فقیر سے پہچانے جاتے ہیں میرا ان سے کیا تعلق ؟ میری خون پسینے کی کمائی پر داماد یا نواسوں کا کیا حق ؟ یہ میرے بیٹے اور پوتے ہیں جن میں مجھے اپنی یا اپنے باپ دادا کی شکل نظر آتی ہے اِنہیں پھلنا پھولنا چاہیے میری تمام دولت ان کی فلاح و بہبود کے لئے خرچ ہونا چاہیے بیٹیوں کو جہیز دے دیا تھا بس !!!اور کیا دیں ؟؟ بہت مذہبی دباؤ پڑا تو تمام فیکٹری ، بینک اکاونٹ ، قیمتی جائیداد ، بیٹوں کو اور کہیں دور پڑے زمین کے ٹکڑے کو بیٹیوں کے لئے مختص کر کے حاتم طائی کی قبر پر بھی لات ماردی اور سمجھا کہ مذہبی فریضہ بھی بھگتا دیا مگر ایسے جان نہیں چھوٹے گی قرآن پاک کی سورۃ النساء آیت نمبر 12 پڑھیں ۔ ’’میری وصیت میں کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ‘‘

نقصان دو قسم کا ہوتا ہے ۔

1 ۔ وصیت تہائی سے زیادہ نہیں کرنا چاہیے تہائی سے زیادہ وصیت کا نفاذ نہیں ہو گا ۔

2 ۔ کسی وارث یا وارثان کو زیادہ حصہ دلوا دینا

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ ’’وصیت میں نقصان پہنچانا کبیرہ گناہ ہے‘‘

B-24-5- مرد کا حصّہ دوگنا کیوں؟

(حوالہ اسلام پر 40 اعتراضات کے عقلی ونقلی جواب، ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک، صفحہ نمبر 97)

"اسلام میں خاندان کی کفالت کی ذمہ داری مرد پر ہے۔ شادی سے پہلے باپ یا بھائی کی ذمہ داری ہے کہ وہ عورت کی رہائش، لباس اور دوسری مالی ضروریات پوری کرے اور شادی کے بعد یہ ذمہ داری شوہر یا بیٹے کی ہے۔ اسلام مرد کو پابند کرتا ہے کہ وہ خاندان کی مالی ضروریات کا ذمہ دار ہے۔ اس ذمہ داری کو پورا کرنے کے لئے اسے وراثت میں دو گنا حصّہ ملتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص ڈیڑھ لاکھ روپے چھوڑ کر مر جائے جس کی ایک بیٹی اور ایک بیٹا ہو تو بیٹے کو ایک لاکھ اور بیٹی کو پچاس ہزار ملیں گے۔ ایک لاکھ روپے جو بیٹے کو ورثے میں ملیں گے وہ ان میں خاندان کی کفالت کا ذمہ دار ہے اور ہوسکتا ہے وہ خاندان پر تمام رقم یا یوں کہیے 80 ہزار روپے خرچ کر دے۔ یوں در حقیقت اسے ورثے میں سے بہت کم حصّہ ملے گا یعنی 20 ہزار روپے۔ دوسری طرف بیٹی جس کو پچاس ہزار روپے ملیں گے وہ کسی پر ایک روپیہ بھی خرچ کرنے کی پابند نہیں وہ تمام رقم خود رکھ سکتی ہے۔ کیا آپ وہ ایک لاکھ روپے لینے کو ترجیح دیں گے جن میں سے آپ کو 80 ہزار روپے یا زائد رقم اوروں پر خرچ کرنی پڑے یا وہ 50 ہزار روپے لیں گے جو مکمل طور پر آپ ہی کے ہوں؟

تجزیہ:۔ مرد کا حصہ خرچے کی مد میں آتا ہے گویا عورت کا تمام حصہ کم مگر صرف بچت ہے۔ وہ عزیز واقارب کو قرضہ دے سکتی ہے یا کاروبار میں منافع کے لئے لگا سکتی ہے۔ نکاح حق مہر کے ذریعے ہوگا حق مہر بھی بچت ہے جسے وہ بنک میں محفوظ کر سکتی ہے۔

عورتوں کے Point of view سے، بیٹوں کو تمام جائیداد دینے کے شوقین باپوں سے میں صرف ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ اپنی بیٹیوں کو شرعی حصہ نہ دے کر تم دراصل بہوؤں کو دے رہے ہو؟ تم جیسے باپوں سے مسلمانوں کو گھن آنی چاہیے کہ تمھاری دولت پر تمھاری بہویں تو عیش کریں، ٹھاٹھ سے رہیں مگر تمہاری بیٹیوں پر اگر کوئی برا وقت آجائے تو وہ دنیا میں دھکے کھائیں ایسے موقعوں پر تمہارے بیٹے بھی جو تمہارا اپنا خون ہیں تمہاری بیٹیوں کا کوئی خیال نہیں

کرتے۔ حدیث شریف کی رو سے تم جتنے مرضی حج کر کے گئے ہو یا مسجدیں بنوائیں ہیں اس ایک غلطی پر تم سیدھے دوزخ میں جاؤ گے۔ بیٹیوں کا شرعی حصہ کھانے والوں کو آنکھیں کھولنا ہوں گی۔ تمہیں غور کرنا چاہیے کہ جو

بیماریاں تمہیں پڑ رہی ہیں یا جو ذلت ورسوائیاں مل رہی ہیں کیا یہ بیٹیوں یا بہنوں کا شرعی حصہ ہڑپ کرنے کی اللہ کی طرف سے مار تو نہیں؟؟؟

B-24-6 بہن کا حصّہ ہڑپ کرنے والا بھیا یا بھیڑیا۔۔۔جہنم کا ایندھن!!

مڈل ایسٹ کے مسلم ممالک کے بارے میں سنتے ہیں کہ وہاں عورتیں اپنے شرعی حصّہ کے بارے میں بہت باخبر ہیں اور اسلامی تعلیم وتربیت کی بدولت بھائی بھی ان کے حصّے میں سے کچھ نہیں رکھنا چاہتے باپ کی موت کے چند دن بعد وہ مکمل بٹوارہ کر لیتے ہیں۔مگر ہمارے ادھر باپ کے مرنے کے بعد جو باپ کے ساتھ شریک کاروبار بیٹا ہوتا ہے۔وہی تمام ترکے پر قبضہ کر لیتا ہے اور پھر اپنی مرضی سے جائیداد کے حصے کرتا ہے بھائیوں کا چونکہ دباؤ برابر قوت کا ہوتا ہے۔اس لئے بھائیوں کو تو کچھ نہ کچھ دینا پڑتا ہے وہ بھی اپنی دینی تربیت پر منحصر ہے کہ کیا یا کتنا دینا ہے۔مگر بہنوں کو دینے کے بارے میں زیادہ تر ناانصافی کرتے ہوئے یہ بھیا کی بجائے بھیڑیا کا روپ دھار لیتے ہیں۔ایسے موقعوں پر دینی تعلیم وتربیت سے بے بہرہ مائیں بھی بیٹیوں کا ساتھ نہیں دیتیں اور اپنی کم عقلی کی بدولت بیٹوں کو جہنم کا ایندھن بننے میں معاونت کرتی ہیں۔کیا یہ خود جنت میں جائیں گی؟؟؟ بے انصاف بابا ''دوزخی''،ظالم بھائی ''بھیڑیا'' تو ایسی کم عقل عورتوں کیلئے کونسی اصطلاح مناسب رہے گی؟اس کا فیصلہ معزز قارئین خود کر لیں مجھے ابھی اور بہت سا مسّودہ لکھنا ہے۔شکریہ

دو فقرے ہیں ان پر غور کریں۔

1۔بہنوں کو آدھا حصّہ (یعنی بہنوں کو آدھا حصہ ادا کرنے کو کہا ہے۔آدھا بھائیوں کے پاس اس کی موت تک اسی پر خرچنے کے لئے محفوظ ہے)

2۔بہنوں کا آدھا حصّہ (یعنی بہنوں کا آدھا حصہ دراصل نہیں ہے بلکہ خراب حالات میں پورے سے بھی زیادہ ہو جاتا ہے)

ہم عام طور پر نمبر 2 والا مفہوم سمجھتے ہیں حالانکہ وہ دراصل نمبر 1 والا ہے۔یعنی بہنوں کا حصہ آدھا نہیں ہے بلکہ ان کو دیا آدھا جاتا ہے اور اِن کا بقایا 17% حصہ بھائی کے پاس اللہ کی طرف سے بہن کی امانت ہوتی ہے جس سے وہ تمام زندگی بہن کی ذمہ داری سنبھالنے کے پابند رہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جو بظاہر غیر مساوی تقسیم کی ہے اس کی مساوات کی عظمتوں کو سمجھیں۔تو وہ بہت گہری ہیں۔اگر بہن بھائی کو 50%,50% دیا جاتا تو یہ مساوات ہوتی

مگر 33%,66% کے حساب سے دیا گیا۔اس بظاہر غیر مساویانہ تقسیم میں بھائی کو بہن سے صرف 17% حصّہ زیادہ دیا گیا ہے۔ یہ دیا نہیں گیا بلکہ رہنے دیا گیا ہے تاکہ بہن ہمیشہ بھائی کی ذمہ داری بنی رہے اور وہ بہن کی موت تک اسی کے حصّہ سے اس پر خرچ کرتا رہے۔ جیسے بہن کی تمام ضروریات (روٹی، کپڑا، روزمرہ امور) شادی سے پہلے پوری کرنا جبکہ بہن کا حصہ محفوظ پڑا ہے۔ پھر اس کو بیاہنا، وہ جب کبھی بھی آئے اس کو تحفے تحائف دے کر بھیجنا ۔بہن کے گھر فوتگی پر کھانا لے کر جانا، بھانجے بھانجیاں ہونے پر بہن کو تحائف دینا، اگر بہن اپنا حصّہ لے جا کر ضائع کر چکی ہو پھر بھی اُسے بیوہ یا مطلقہ ہونے پر سنبھالنا اور پھر بیاہنا۔۔۔۔صرف 17% فالتو دے کر اللہ نے مردوں کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں کر دی؟؟؟ مگر نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی عظیم مساوات ہے جسکی عقل کے تھوڑے استعمال سے سمجھ نہیں آتی۔اب ہم گہرائی سے دیکھیں تو عورتیں ہر حالت میں بچت میں ہیں بظاہر تھوڑا لے کر زیادہ فائدے میں ہیں۔سبحان اللہ

اہلِ خانہ کو دوزخ سے بچانے کا طریقہ:

سورۃ البقرہ آیت 182 ''اگر کسی کو وصیت کرنے والے کی طرف سے (کسی وارث کی) طرف داری یا حق تلفی کا اندیشہ ہو تو اگر وہ (وصیت کو بدل کر) وارثوں میں صلح کرا دے اُس پر کچھ گناہ نہیں بے شک خدا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے'' مندرجہ بالا آیت کریمہ کی روشنی میں الفاروق یونیورسٹی گوہد پور، سیالکوٹ، پاکستان کے پرنسپل **مولانا محمد خان چشتی صاحب** اور جامعہ رحمانیہ ناصر روڈ سیالکوٹ کے بانی **مولانا محمد علی جانباز صاحب** کہتے ہیں کہ غیر شرعی وصیت کو بدل کر اگر بچے شرعی طریقے سے ترکے کا بٹوارہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ میت پر سے اسکی بدنیتی کا بوجھ اٹھا کر اُسکی بخشش کر سکتا ہے اب یہ ہمیں فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں ترکے سے حاصل کردہ ''لوٹ مار کی دولت'' سے زیادہ محبت ہے یا معصوم ومرحوم ماں باپ سے، جو غلطی سے اپنے لئے دوزخ کا سامان کر گئے ہیں کیونکہ دانستاً تو کوئی بھی اپنے لئے دوزخ نہیں چاہتا ۔ہمیں اپنے والدین کی محبت میں ترکے کا شرعی بٹوارہ کرنا چاہیے ورنہ آیات واحادیث آپ کے سامنے ہیں۔ غیر شرعی وصیت کا گناہ انہیں تو دوزخ میں پھینکے گا پچ آپ بھی نہ پائیں گے کیونکہ ایک روپے کا ہیر پھیر اگر شہید کو پھنسا سکتا ہے تو پھر آپ تو لاکھوں کروڑوں کا ہیر پھیر کر رہے ہیں اور اسی لئے ایسے ترکے کو لوٹ مار کی دولت کا نام دیا گیا ہے اور لوٹ مار تو ڈاکو کرتے ہیں کیا ڈاکو کی نمازیں، حج اس کے جرم کو نرم کر سکتی ہیں؟ اولاد میں ناانصافی کرنے والے انسانوں کو بھی دوزخ کے بارے میں زیادہ سوچنا چاہیے جیسا کہ آیات واحادیث نے واضح کیا ہے۔

ہمارے ادھر ایک دوسرا پہلو بھی قابلِ غور ہے کہ بہنیں بھائیوں کی طرف سے شرعی حصّہ نہ ملنے پر بہن، بھائی، ماں یا باپ کو اپنا حق معاف کر دیتی ہیں کیا اس طرح سے وہ زیادتی کرنے والے افراد بخش دیئے جائیں گے؟ شرعی جواب کیا ہے؟

ہر معاملے میں حقوق اللہ اور حقوق العباد ہوتے ہیں ایسی معافی کی صورت میں حقوق العباد والا حصہ تو معاف ہو جائے گا مگر حقوق اللہ کا معاملہ تو اللہ کے پاس ہے اور وہ اسی کی مرضی پر ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ بھائی ماں یا باپ نے بیٹی کی حق تلفی لاعلمی سے کی، بیٹے کی محبت میں کی، نسلی تعصب، بد نیتی یا
داماد سے بغض کی وجہ سے کی اور اللہ اسی زاویے سے انصاف کا حق بھی محفوظ رکھتا ہے اور وہ اسی کی مرضی پر منحصر ہے۔
حضورﷺ کی حدیث مبارکہ یاد کریں جس کے مطابق حضورﷺ نے فرمایا کہ میرے تمام صحابہ میں سے حضرت عثمانؓ 500 سال بعد جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہؓ نے سوچا شاید حضرت عثمانؓ سے کوئی غلطی سرزد ہو چکی ہے۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کے ہاں اتنی زیادہ دولت آتی جاتی ہے کہ صرف حساب کتاب دینے میں اتنا وقت لگے گا اگر ایک عشرہ مبشرہ شہید صحابیؓ کا یہ حال ہے تو ہمارے بے انصاف بھائی بہن، مائی باپ کیا ان سے بھی برتر ہیں جو ان کو معافی مل جائے گی؟ ہزاروں سال حساب دینے کے بعد یہ جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں؟؟ یہ سب اللہ ہی بہتر جانتا ہے رقم کی کمی بیشی تو شہید کو بھی معاف نہیں حالانکہ شہید بہت سے کاموں میں انبیاء سے بھی بلند درجہ رکھتے ہیں۔ لیکن اگر انہوں نے زندگی میں ایک پائی کا بھی ہیر پھیر کیا ہوا ہے تو وہ اللہ کے قہر سے نہیں بچ سکتے اللہ تعالیٰ نے وصیت کا حق اس لئے نہیں دیا تھا کہ آپ جسے جو دل کرے دیتے جائیں اگر ایسا ہی تھا تو سورۃ البقرۃ، سورۃ النساء میں اتنے صفحے لکھنے کی کیا ضرورت تھی وصیت کے ذریعے ایک تو کسی کو تحفہ دیا جا سکتا ہے جیسے آپ اپنے کسی رشتہ دار کو، کسی ملازم کو، کسی تنظیم یا اولاد میں سے بھی کسی کو مگر کچھ خاص وجوہات کے تحت۔ مگر اپنی جائیداد میں سے کل 33% سے زیادہ نہیں۔۔۔ ہاں اگر وصیت تمام جائیداد کی کرنا ہو تو قرآنی اصولوں کے مطابق کی جائے اور محض اسی لئے کہ بیٹے بیٹیاں آپس میں کچھ معاملات میں لڑتے نہ رہیں جیسے بہتر قطعہ زمین، کارنر شاپ یا کئی اور چھوٹے چھوٹے معاملات۔ گویا وصیت کا دوسرا بڑا مقصد بچوں کو باہمی لڑائی سے بچانا ہو سکتا ہے مگر وصیت قوانین الٰہیہ کے مطابق ہونا چاہیے۔ جو ایسی نہ ہو گی اسے غیر اسلامی وصیت سمجھا جائے۔

B-24-7 عورتیں معاشی طور پر خوشحال اور مضبوط:۔

آج(2008 میں) بھی عورتوں کی اکثریت اپنے حقوق سے محروم اور مظلوم ہے یہ کمتر درجے کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں کیونکہ یہ معاشی طور پر بدحال مخلوق ہے دین اسلام نے دو حصے بیٹے کو ایک حصہ بیٹی کو دینے کے لئے مسلمانوں کو بذریعہ قران پابند کیا اور تعلیم دی کہ اگر وصیت بھی کرنا ہے تو قرانی آیات کے مطابق وصیت کی جائے ورنہ اللہ خوب حساب لینے والا ہے اور غلطیوں کی پوری سزا دے گا۔اس طرح اسلامی معاشرے کی کل دولت و جائیداد کا اگر شمار کریں تو کم از کم 33% دولت عورتوں کے نام ہونا چاہیے اسلئے کہ عورتوں مردوں کا تناسب کسی بھی معاشرے میں عموماً یکساں ہوتا ہے لیکن حقیقت کی نظر سے دیکھیں تو عورتوں کا تناسب زیادہ ہوتا ہے اسطرح یہ 40% سے کم نہیں بنتا مگر چیک کروالیں عورتوں کے نام پر درست دولت اور جائیداد کا تناسب 3,2 فیصد بھی نہیں ملے گا اور جو وہ ہے وہ زیادہ تر ڈمی اور غیر موثر ہے۔

3-(C) تیسرا باب
عظیم ترین قابلِ تقلید مثالیں

C-1 - اگر حضرت آدمؑ کی دو بیویاں ہوتی تو۔۔۔ ؟؟؟

حضرت حواؑ نے شیطان کے بہکاوے میں آنے کے بعد حضرت آدمؑ کو شجر ممنوعہ کے متعلق حکم عدولی کے لئے مجبور کیا تھا۔ الفاروق یونیورسٹی گوہد پور، سیالکوٹ، پاکستان کے پرنسپل مولانا محمد خان چشتی صاحب فرماتے ہیں ''یہ موقف قران پاک میں نہیں ہے۔ یہ صرف تورات، زبور اور انجیل میں درج ہے جس کیلئے عورت کو مورد ِالزام ٹھہرایا جاتا ہے۔''

لیکن اگر ہم کچھ دیر کے لئے تورات انجیل کے اس الزام کو درست مان لیں تو ایک دوسری شکل بھی سامنے آتی ہے کہ حضرت آدمؑ کی اگر 2 یا 4 بیویاں ہوتیں تو صورت حال مختلف ہوسکتی تھی اور وہ ایک بیوی کی بات نہ مانتے دوسرے اگر ایک بیوی شیطان کی باتوں کی حمایت کرتی تو دوسری بیوی خاوند کی نظروں میں سرخرو ہونے کے لیے اللہ کے حکم کی حمایت کرتی اس طرح شیطان کا بہکاوا معطل (Neutral) ہوجاتا اور انسانیت سزاؤں سے بچ جاتی۔ وہ تو منشائے قدرت تھا مگر شیطان کا دونوں بیویوں کو بیک وقت بہکانا ناممکن تھا اگر ایک بہکتی تو دوسری نے لازماً حضرت آدمؑ کا ساتھ دینا تھا کیونکہ منفی منفی کو زائل کرتی ہے اور ثبات پیدا ہوتا ہے (+=-X-) یہ بات محض ایک وضاحت ہے کوئی امرِ قدرت پر اعتراض نہیں۔

C-1-2- تورات، انجیل کا اپنے پیروکاروں کو اصل نصیحت:۔

اس بات کا ایک دوسرے زاویے سے تجزیہ کریں تو یہ اپنے پیروکاروں کو بالواسطہ سمجھاتی ہے کہ ایک بیوی مت کرنا ورنہ شیطان کے بہکاوے میں آنے کا امکان زیادہ ہوگا دوسری بیوی کیلئے جلدی کرنا اس سے پہلے کہ شیطان تمھیں ایک بیوی کے ذریعے بہکا دے۔ مارمن عیسائیوں کو اس تجزیئے کے بارے میں ضرور غور کرنا چاہیے۔

C-1-3- شجرِ ممنوعہ، اشجارِ ممنوعہ

قرآنی آیات کے مطابق اللہ تعالیٰ کو شیطان کے بعد حضرت آدمؑ و حواؑ کا بھی امتحان تابعداری و بندگی

مطلوب تھا۔لہٰذا پوری جنت میں صرف ایک شجرِممنوعہ کے متعلق ہدایت کی کہ اس کے قریب مت پھٹکنا مگر شیطان کے اکسانے اور حوّاؑ کے بہکنے کے بعد حضرت آدمؑ نے لالچ میں آ کر یا حضرت حوّاؑ کی محبت سے مغلوب ہو کر دانستاً حکم عدولی کی۔اور شجرِممنوعہ کو کھالیا شجرِ ممنوع کیا تھا؟

کچھ کے نزدیک وہ گندم کا دانہ تھا کئی اسے سیب کہتے ہیں اور کئی اسے عملِ جماع بھی کہتے ہیں۔یہ اس وقت ہمارا موضوع بحث نہیں ہے۔دنیا نہ تو ہمارے لئے کسی عمل کا انعام ہے اور نہ ہی آرام گاہ اور لذت کدہ تو بالکل ہی نہیں ہے یہ صرف امتحان گاہ ہے۔جس نے اپنے سبق پر توجہ دی محنت کی امتحان پاس کیا تو انعام میں جنت پائے گا ورنہ دوزخ تو ہے ہی۔آدمؑ وحوّاؑ کو جنت میں ایک شجرِممنوعہ دیا گیا تھا مگر دنیا میں ہمارے اردگرد بے شمار اشجارِممنوعہ ہیں۔آدمؑ وحوّاؑ اکیلے تھے علم تھا مگر تجربہ نہیں تھا اب ہم انسان کروڑوں اربوں میں ہیں تجربہ بھی بہت ہے۔علم ناقص اور صحیح دونوں قسم کا وہ بھی وافر مقدار میں ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمارے اردگرد جتنے اشجارِممنوعہ بنائے ہوئے ہیں تو ہمیں سوجھ بوجھ بھی اتنی زیادہ ہی دی گئی ہے۔اب یہ ہماری قوت ایمان پر منحصر ہے کہ ہم ان سے بچتے ہیں یا ان کو اختیار کرتے ہیں۔

Naturalist کا یہ کہنا ہے کہ ہماری جو بھی جبلت ہے ہمیں اسے تمام ممکنہ ذرائع سے Satisfy کرنا چاہیے دین اسلام اس میں معمولی سی ترمیم کرتا ہے .Satisfy تو بالکل کرنا چاہیے مگر جائز اور حلال طریقوں سے۔اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر کئی ایسی ضروریات،خواہشات بھی رکھی ہوئی ہیں جن کو پورا کرنے سے منع کیا گیا ہے اور ان پر صبر کرنے کو کہا گیا ہے Naturalist اس بات کو نہیں مانتے وہ خوشی اور لذت کے لئے تمام ذرائع کو استعمال کرنا چاہتے ہیں بس دوسرے کو تکلیف نہ ہو،وہ اتنا کافی سمجھتے ہیں مگر اس برائی کے دور رس برے اثرات پر غور کرنے کے لئے وہ کوئی مغز ماری نہیں کرنا چاہتے۔مختصراً صرف اتنا کہ شجرِممنوعہ (جیسے اس اصطلاح میں ہی مفہوم پایا جاتا ہے)،ہمیں اس مفہوم کو اپنے اندر جذب کرنا چاہیے کہ یہ ایک منع کردہ شے یا عمل ہے اور اسے حاصل نہیں کرنا اور شجرِممنوعہ کو ہمارے قریب کرنے کا مقصد اس کی قربت کی لذت حاصل کرنا نہیں ہوتا بلکہ اس کی اس لذت سے بچنا اور اس لئے بچنا کہ ہم نے اللہ کو خوش کرنا ہے۔یہ درست سمت ہے جس کو سمجھ آجائے ۔اسلئے بدکاری سے بچیں زنا شجرِممنوعہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اگر مرد کی فطرت polygamous بنائی ہے تو اسے زیادہ بیویوں کی اجازت بھی دی ہے۔ناحق کے قریب مت پھٹکیں اور حق کو چھوڑیں مت۔حالات کا مردانہ وار مقابلہ کریں دین آپ کے ساتھ ہے،قران آپ کے ساتھ ہے،حضورﷺ آپ کے ساتھ ہیں اور پھر سب سے بڑھ کر اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ابھی بھی آپ ڈریں تو پھر آپ حق

دار بھی نہیں ہیں۔

C-2۔قصہ حضرت آدمؑ وحوا متعلقہ آیات،متعلقہ احادیث،تورات وانجیل

(آئندہ ایڈیشن میں)

C-3۔صرف تین (حضرت آدمؑ ،حضرت عیسیٰؑ ،حضرت یحییٰؑ) کو چھوڑ کر تمام انبیاءؑ کی ایک سے زائد شادیاں

زیادہ تر انبیاء نے کثرت زوجیت کی حمایت کی اور خود بھی عمل پیرا ہوئے حضرت ابراہیمؑ ،حضرت داؤدؑ ، حضور پر نور ﷺ اور دیگر انبیاءؑ وغیرہ۔زیادہ تر امہات المومنینؓ اور صحابیہ خواتینؓ نے بھی 2 یا زائد مرتبہ شادیاں کیں۔ کسی بھی صحابیہ کی ایک بھی مثال موجود نہیں ہے کہ انہوں نے بیوہ ہونے یا طلاق کی صورت میں دوسری یا تیسری شادی نہ کی ہو۔ادھر موجودہ مسلمان عورتوں کا کیا حال ہے یہ کس کے نقشِ قدم پر چل رہی ہیں سیتا، گیتا یا لکشمی، تلسی۔

زائد عمر کی کنواریوں، بیوہ طلاق یافتہ عورتوں کو صرف اسلامی نظام ہی تحفظ اور زندگی کی بنیادی خوشیاں دے سکتا ہے۔ اور وہ بھی عزت کے ساتھ دنیا کے دوسرے مذاہب اور نظام محض آزادیءنسواں کا ایک پُر فریب نعرہ لگاتے ہیں عورتوں کو دھوکا دیتے ہیں کہ تم آزاد ہو زندگی کو مردوں کی طرح انجوائے کر سکتی ہو حالانکہ یہ سراسر غیر حقیقی اور کھوکھلا ہے آزادیءنسواں کا نعرہ طوائفوں کو تو جنم دے سکتا ہے معاشرے میں بے راہ روی کو بڑھا سکتا ہے مگر عورتوں کو معزز مقام نہیں دلا سکتا۔آزادیءنسواں کا نعرہ عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کام کرنے ،گھروں سے نکل کر ملازمت کرنے اور دیگر کاروباروں کے لیے اکساتا ہے مگر دفاتر ،فیکٹریوں اور دیگر مقامات پر ان کو کیسے بے عزت کیا جاتا ہے موجودہ مغربی معاشرہ اسکی کھلی مثال ہے۔

C-3-2-انبیائے کرام:

(حوالہ ازواج مطہرات، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری صفحہ نمبر 26)

انبیائے سابقین کی عظمت و تقدس پر تینوں آسمانی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام متفق ہیں۔ان کی سوانح تاریخ تعدد ازواج کے جواز اور اس پر عامل رہنے کی گواہ ہے۔اور تعدد ازواج کے عدم جواز پر کسی پیغمبر یا نبی کی جانب سے اس کی ممانعت یا عدم جواز کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔انبیائے سابقین میں معروف انبیاء تعدد ازواج پر عامل رہے۔

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سوانحی تاریخ تعدد ازواج پر عامل رہنے کی بین دلیل ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا مقام ومرتبہ یہودیت، عیسائیت اور اسلام تینوں مذاہب میں مسلم ہے اور مذکورہ تینوں مذاہب میں آپ ابوالانبیاء اور روحانی پیشوا مانے جاتے ہیں۔ تینوں مذاہب کا سلسلہ آپ ہی پر منتہی ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی دو بیویاں حضرت سارہؓ اور حضرت ہاجرہؓ معروف ہیں۔ حضرت سارہ کے بطن سے حضرت اسحاقؑ پیدا ہوئے، جن سے بنی اسرائیل کی نسل چلی اور دوسری بیوی حضرت ہاجرہ سے حضرت اسماعیلؑ کی ولادت ہوئی، جو عربوں کے جدامجد ہیں۔ سیدہ ہاجرہؓ (کتاب پیدائش ۱۶،۴) والدہ حضرت اسماعیلؑ سیدہ سارہؓ (کتاب پیدائش ۱۸، ۱۵) والدہ حضرت اسحاقؑ قتورہ خاتون (کتاب پیدائش ۲۵،۱) والدہ زمران

حضرت یعقوبؑ کی مندرجہ ذیل بیویوں کا پتہ چلتا ہے لیاہ (کتاب پیدائش ۲۹،۲۳) والدہ ربن، سمعون، لاوی، یہودہ، آشکار، ربلون۔ زلفہ (کتاب پیدائش ۲۹،۳۴) والدہ جد، آشر راجل (کتاب پیدائش ۲۸، ۲۹) والدہ حضرت یوسفؑ و بن یامین۔ بلہہ (کتاب پیدائش ۲۹،۲۹) والدہ دان ونفتال۔

حضرت موسیٰؑ کی چار بیویوں کے نام ملتے ہیں سفورہ خاتون (خروج ۳۱،۲) والدہ جیرسوم، العیزر جشیر، ان کے والد کا نام قینی تھا۔ (قاضیون ۱۶،۱) ان کے والد کا نام حباب تھا۔

(قاضیون ۱۶،۴) علاوہ ازیں (کتاب استثناء ۱۰ تا ۲۱۱۳) سے حضرت موسیٰؑ کے لئے تعدد ازواج کے جواز کا پتہ چلتا ہے۔

حضرت داؤدؑ کی درج ذیل بیویاں تھیں۔ اخنوعم (۱۔سموئیل ۱۶،۲۳) والدہ امنون، ابی جیلی والدہ کلیاب میکل بنت شاہ اسرائیل ۱۰۔سمویل ۲۷،۱۸) معکہ بنت تلمی شاہ جسور (۲۔سموئیل ۳۔باب) والدہ اسلو مجیت والدہ ابھی سلوم وادونیاہ ابیطال والدہ سقطیاہ۔ عجلاہ والدہ تیرعام بنت سبع وختر ابیعام (۲۔سموئیل ۳،۲۶،۱۱) والدہ حضرت سلیمانؑ ابی شاگ (۲۔سموئیل) دس حرمیں

(۲۔سموئیل ۳۰،۲۰) علاوہ ازیں دیگر حرمیں وجورئیں (۲۔سموئیل ۱۳،۵)

انبیائے سابقین میں تعدد ازواج کے حوالہ سے حضرت سلیمانؑ کو دیگر تمام انبیاء پر سبقت حاصل تھی، آپ کی 700 بیویاں اور 300 حرمیں تھیں۔ (سلاطین ۱۱،۳) جبکہ آپ کے بڑے بیٹے رجعام کی 18 بیویاں اور 60 حرمیں تھیں۔ (تواریخ ۲۱،۱۱)

C-3-3- خلاصہ بحث

(حوالہ از واج مطہرات، ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری صفحہ نمبر 26)

مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں یہ بات سامنے آتی ہے کہ ابنیاء و مرسلین سابقین تعدد ازواج کے جواز کے قائل اور اس پر عمل پیرا تھے۔ تینوں الہامی مذاہب یعنی یہودی، عیسائیت اور اسلام مذکورہ تمام انبیاء کی عفت و عصمت اور عظمت و تقدس کے قائل ہیں اور ان کی شان میں گستاخی اور کسی قسم کا اہانت آمیز کلمہ ناجائز اور نا قابل برداشت تصور کرتے ہیں۔

اب اگر مذکورہ انبیاء سابقین کی تعدد ازواج عفت و عصمت، پاکدامنی اور پرہیزگاری کا ذریعہ تھیں تو نبی عفت و عصمت، پیغمبر رحمت، صاحب خلق عظیم ﷺ کی تعدد ازواج پر غیر مسلم حلقوں بالخصوص عیسائیوں اور یہودیوں کے لئے کیا جواز ہے کہ وہ آپؐ کے دامن عفت و عصمت کو شہوت پرستی اور جنسی جنون کے نام پر داغدار کریں اگر وہ انبیائے سابقین کا عمل باوجود تعدد ازواج کے جائز اور عفت و عصمت پر مبنی قرار دیتے ہیں تو رسالتمآبؐ بھی تو گروہ انبیاء کے سردار و امام ہیں، اگر ان کا عمل تعدد ازواج ہدف تنقید قرار نہیں پاتا تو نبی صادق و امین ختم المرسلین ﷺ کی حیات طیبہ اور دثار مقدسہ کو کیوں داغدار کیا جاتا ہے یہ ضد اور ہٹ دھرمی سراسر مبنی بر ناانصافی ہے۔

اگر تعدد ازواج شہوت پرستی اور جنسی جنونیت کا نام ہے تو نعوذ باللہ صرف پیغمبر ﷺ شہوت پرست اور جنسی جنونی قرار نہیں پائیں گے، بلکہ تمام انبیائے سابقین تعدد ازواج کے جواز و استحسان کے دلائل و براہین فراہم کرتے ہیں وہ سب انبیاء اور مذاہب کے بانی شہوت پرست جنسی جنونی اور شہوت و جنسیت کے علمبردار تصور کئے جائیں گے۔ (نعوذ باللہ) (ڈاکٹر حافظ حقانی میاں قادری)

C-4 حضورؐ کی شادیاں اور حاصل ہونے والی نور کی کرنیں

(مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

حضور ﷺ کی ازدواجی زندگی کا جدوّل:۔ (مضمون زیرِتحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

نمبر شمار	نام اُم المومنینؓ	شادی کے وقت عمر	شادی کے وقت آپ کی عمر	فرق زیادہ یا کم +،-	اُم المومنینؓ کی کونسی شادی تھی	گذشتہ اولاد	آپؐ سے اولاد
1	حضرت خدیجہؓ	40	25	+15	4	5	6
2	حضرت سودہؓ	50	49	+1	2	1	_
3	حضرت عائشہؓ	9 یا 19	54	-45 یا -35	1	_	_
4	حضرت حفصہؓ	20	55	-35	2	_	_
5	حضرت زینبؓ بنت خذیمہؓ	30	55	-25	4	_	_
6	حضرت اُمِ سلمہؓ	25	56	-31	2	4	_
7	حضرت جویریہؓ	20	57	-37	2	_	_
8	حضرت زینبؓ بنت جحش	36	57	-21	2	_	_
9	حضرت اُمِ حبیبہؓ	36	58	-22	2	1	_
10	حضرت صفیہؓ	17	58	-41	3	_	_
11	حضرت میمونہؓ	36	59	-23	3	_	_

C-5 اُم المومنین حضرت خدیجہؓ بنت خویلد

(حوالہ حیات رسالتمآبؐ، راجہ محمد شریف صفحہ 81)

حضرت خدیجہؓ آنحضرت صلعم کے نکاح میں آنے سے پہلے صفی ابنِ اُمیہ کی بیوی تھیں۔ جو ان کے چچا کا بیٹا تھا اور حرب الفجار میں مارا گیا تھا۔ حضرت خدیجہؓ اوائل عمر میں ورقہ بن نوفل سے منسوب تھیں۔ لیکن نکاح کی نوبت نہ آئی۔ پندرہ 15 سال کی عمر میں حضرت خدیجہؓ کا پہلا نکاح ہند بن نباش سے ہوا۔ جو ابو ہالہ کے نام سے مشہور تھے۔ ان سے بی بی خدیجہؓ کے تین لڑکے پیدا ہوئے۔ یعنی ہالہؓ، طاہرؓ اور ہندؓ۔ یہ تینوں صحابی ہیں۔ ابو ہالہ کے انتقال کے وقت حضرت خدیجہؓ کی عمر اکیس 21 یا بائیس 22 سال تھی۔ ابو ہالہ کی وفات کے بعد بی بی خدیجہؓ عتیق بن عائد مخزومی کے نکاح

میں آئیں۔ ان سے حضرت خدیجہ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جن کا نام بھی ہندؓ تھا۔ یہ بھی اسلام لائیں اور صحابیاتؓ میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ عتیق کی مالی حالت ابو ہالہ سے بہتر تھی مگر اس کی عمر نے بھی وفا نہ کی اور اپنے پیچھے اچھا خاصہ اثاثہ اور اپنی یادگار ہندؓ نام کی ایک بچی چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوا۔

عتیق کے بعد بی بی خدیجہؓ نے صیفی بن امیہ سے نکاح کیا۔ ان سے حضرت خدیجہؓ کے ہاں محمد نام کا ایک بیٹا پیدا ہوا۔ خاندانی اعزاز کے علاوہ حضرت خدیجہؓ دولت مند بھی تھیں اور حسن صورت کے اعتبار سے بھی خواتین قریش میں آپ کو امتیازی درجہ حاصل تھا۔ مزید برآں آپ سگھڑ، سلیقہ منداور اعلیٰ درجہ کی منتظمہ بھی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہؓ میں اتنی خوبیاں جمع کر دی تھیں۔ کہ قریش کے کئی سرداروں نے نکاح کا پیام بھجوایا۔

یہاں تک کہ ایک سردار نے تو پیام نکاح کے ساتھ مہر کے طور پر ایک ہزار اونٹ (مہر قریباً سات کروڑ) بھی دینا قبول کیا۔ مگر حضرت خدیجہؓ نے انکار کر دیا۔ فی الحقیقت حضرت خدیجہؓ کو دنیا سے کچھ ایسی بیزاری ہوگئی تھی کہ آپ نے باقی عمر بحیثیت بیوہ گزارنے کا ارادہ کرلیا تھا اسی لئے آپ کا اکثر وقت خانہ کعبہ میں ہی گزرتا۔

حضرت خدیجہؓ کے والد خویلد جب ضعیفی کے باعث محنت کے قابل نہ رہے اور تجارت کے بکھیڑوں سے کچھ گھبرا سے گئے اس صورت حال نے حضرت خدیجہؓ کو نہ صرف مکہ بلکہ سارے حجاز میں امیر ترین عورت کا درجہ عطا کر دیا۔ حضرت خدیجہؓ کا مالِ تجارت اگر چہ ان کے غلام سال میں دو دفعہ باہر کی منڈیوں میں لے جایا کرتے۔ اور معقول منافع کما کر لاتے تاہم کاروبار تجارت کی وسعت کے پیش نظر حضرت خدیجہؓ کو ایک ایسے شخص کی ضرورت تھی جو نہایت دیانتداری کے ساتھ ان کے کاروبار کو نمایاں ترقی دے سکے۔ حضرت خدیجہؓ کو ایسا عظیم شخص آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت خدیجہؓ کے سامانِ تجارت کے ساتھ شام کی طرف سفر کیا اور واپسی پر اپنی انتظامی خوبیوں اور سیرت و کردار کی اعلیٰ ترین صلاحیتوں کی وجہ سے حضرت خدیجہؓ کی امیدوں سے بھی بڑھ کر منافع پیش کیا۔ ان خصوصیات کی بنا پر حضرت خدیجہؓ کا دل خود بخود آنحضرت ﷺ کی طرف مائل ہونے لگا۔ چنانچہ [illegible] سے واپسی کے دو تین ماہ بعد حضرت خدیجہؓ نے اپنی لونڈی نفیسہ کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کو نکاح کا پیام دیا۔ جسے آنحضرت ﷺ نے اپنے مشفق چچا خواجہ ابو طالب سے مشورہ کے بعد قبول فرمالیا۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ اپنے چچا خواجہ ابو طالب، حمزہؓ اور بعض رؤسا قریش کے ہمراہ حضرت خدیجہؓ کے ہاں گئے۔ نکاح کا خطبہ خواجہ ابو طالب نے پڑھا اور پانچ سو درہم طلائی مہر قرار پایا۔ نکاح کے وقت حضور ﷺ کی عمر 25 سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس 40 سال تھی۔

1- مسلمانوں کے لیے اس واقعہ میں موجود ہدایات وراہنمائی

1-اسلام شادی کے لیے مرد عورت کی عمر کے فرق کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اس کی بہت سی وجوہات اور فائدے ہیں۔

2- عورتوں کے لیے عظیم ترین اور قابل تقلید مثال

3- بیوہ ہونے کی صورت میں شادی ضرور کرو۔

4- اگر چھوٹی عمر کا مرد پسند آجائے تو دین اسلام پوری اجازت دیتا ہے۔

5- بچوں کو شادی میں رکاوٹ مت بنائیں۔

6- مردوں کے لیے واضح ہدایات -شادی کے لیے اپنے سے بڑی عمر کی عورتوں کو بھی اہمیت دیں۔ 7- بیوہ عورت اور اس کے یتیم بچوں کا سہارا بننا اسلام میں پسندیدہ ہے۔

8- جوان بیٹے بیٹیوں کے لیے ایک عظیم پیغام -- جوان بیٹے یا بیٹیاں ماں کی دوسری شادی میں رکاوٹ مت ڈالیں۔ دین اسلام اسے سخت ناپسند کرتا ہے۔

9- ہمارے لوگوں کے لیے شرم کا مقام - دور نبویؐ میں دوسری شادی کا تناسب 50% سے بھی زیادہ تھا جواب 1% سے بھی کم ہے۔

حضرت خدیجہؓ کی پہلی شادی 15 سال کی عمر میں ہوئی تھی تو گویا حضور ﷺ کی شادی کے وقت ان کی شادی کو 25 سال گزر چکے تھے پہلی شادی چھ سال رہی تھی اور تین بیٹے تھے ایک عام عقل کا انسان بھی اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ بہترین صحت کی حامل خاتون تھیں۔ ہمارے ہاں اب بھی صحت مند لڑکیاں شادی کے بعد پہلے یا دوسرے ماہ حاملہ ہو جاتی ہیں۔اس طرح ہم قیاس لگائیں تو حضور ﷺ کی شادی کے وقت ان کے بڑے بیٹے حضرت ہالہؓ کی عمر 24 سال تھی۔اور باقی بھائیوں کی عمر بالترتیب ڈیڑھ دو سال کے فرق سے 22 اور 20 کے لگ بھگ ہوگیں۔اس زمانے میں لڑکیاں عموماً 13,14 سال کی اور لڑکے 18,17 سال کے بیاہ دیئے جاتے تھے ہم اس رسم کا اطلاق حضرت خدیجہؓ کی فیملی پر کریں تو نظر آتا ہے ان کے تین بیٹے شادی شدہ تھے اور بال بچوں والے بھی تھے۔اس طرح حضرت خدیجہؓ کی حضور ﷺ کے ساتھ شادی کے وقت دادی ہونے کا نمایاں امکان ہے۔حضرت خدیجہؓ کی دوسرے خاوند سے حضرت ہندؓ نامی بیٹی بھی تھیں جو اس وقت سولہ سال کی تھیں اس عربی رسم کا اطلاق کریں تو یہ بھی شادی شدہ اور بال بچوں والی تھیں۔اس طرح سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہؓ حضور ﷺ سے شادی کے وقت دادی اور

نانی بن چکی تھیں اس سے مسلمان عورتوں کو یہ رہنمائی ملتی ہے کہ وہ اپنی اگلی شادی کے لئے دادی یا نانی ہونے کو رکاوٹ مت بنائیں۔ اگر وہ صحت مند ہیں تو خاوند کے بغیر رہنا دین اسلام کو سخت ناپسند ہے اور دادی نانی ہونے پر اگلا نکاح کرنے والی حضرت خدیجہؓ کی سنت مبارکہ پر عمل پیرا ہونے کی سعادت بھی حاصل کرے۔ میں مسلمان مردوں کو بھی مشورہ دوں گا کہ وہ خود دادا، نانا ہونے کے باوجود اپنا اگلا نکاح کرنے سے نہیں چوکتے خدا کے لئے عورتوں کو بھی انسان سمجھو اُن کے لئے ہندو، عیسائی رسم ورواج کو پسند مت کرو اور مسلمان عورتوں کو نن یا دیوداسی والی مجرد راہبانہ زندگی سے منع کرو۔ انہیں رہبانیت کا کوئی ثواب نہیں ملے گا ہاں وہ بیمار ہیں شادی کے عمل سے بوجہ بیماری انکاری ہیں تو اور بات ہے۔

C-6 اُم المومنین حضرت سودہؓ بنت زمعہ

(حوالہ حیات رسالتمآبؐ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 156)

حضرت سودہؓ کو یہ عظمت حاصل ہے کہ آپ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے عقدِ نکاح میں آئیں۔ آپ کی شادی پہلے حضرت سکرانؓ بن عمرو سے ہوئی تھی۔ حبشہ سے مکہ مکرمہ کو واپسی کے چند دن بعد حضرت سکرانؓ نے وفات پائی۔ اور ایک لڑکا جس کا نام عبدالرحمٰن تھا، یادگار چھوڑا۔ ایک روز حضرت سودہؓ بنت زمعہ نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے گھر تشریف لائے ہیں اور انہیں گردن سے پکڑا ہے بیدار ہوئیں تو اس خواب کا تذکرہ اپنے خاوند سے کیا اس نے اس خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے کہا اے سودہ تیرے اس خواب سے ظاہر ہوتا ہے کہ میرے فوت ہو جانے کے بعد تیری شادی رسول اقدسؐ سے ہوگی۔

تجزیہ:۔

حضورؐ نے دوسری شادی اپنے سے بڑی عمر کی بیوہ عورت سے فرمائی۔ ہماری عورتوں کے لیے یہ دوسری عظیم مثال ہے کہ بیوہ ہونے پر دوسری شادی ضرور کریں اپنے سے چھوٹی عمر کے مردوں سے شادی کرنے میں غیر مسلم عورتوں کو ہچکچاہٹ ہوتی ہے۔ غالب امکان ہے کہ اس وقت حضرت سودہؓ دادی بھی بن چکی تھی اُن کا بیٹا تقریباً 35 سال کا تھا مسلمان عورتوں کے لئے بہترین مثال ہے دادی نانی بننے پر بھی اگر شادی کا پیغام آئے تو انکار نہ کریں اور مسلمان مردوں کو ہدایت ہے کے اپنی ضرورت یا خواہش کے مطابق اپنے سے بڑی عورتوں کو بھی شادی کا پیغام بھیجیں اور کسی

عورت کے دادی نانی ہونے کو رکاوٹ مت بنائیں۔حضرت سودہؓ سے بیویوں میں باہمی پیار محبت اور فراخدلی کا سبق ملتا ہے۔آپؓ نے عمر، وزن زیادہ ہونے کی بدولت اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے کر نہایت خوبصورت رہنمائی کی کہ عورت اپنی باری کی مالک ہے جسے چاہے دے سکتی ہے اور جب چاہے واپس بھی لے سکتی ہے۔اپنی مثال سے انہوں نے مسلمان عورتوں کی تعلیم و تربیت کی ہے۔

C-7 اُم المومنین حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ

(حوالہ حیات رسالتمآبؐ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 159)

حضرت عائشہؓ صدیقہ کی ولادت 9 قبل ہجرت اور نکاح چھ 6 سال کی عمر میں تین سال قبل ہجرت یعنی شوال 10 نبوت میں حضرت سودہ کے نکاح کے کچھ دن بعد ہوا اور رخصتی مدینہ میں ہجرت کے پہلے سال یعنی شوال 1ھ میں ہوئی۔ پانچ صد درہم مہر کی رقم حضرت ابوبکر صدیقؓ نے بطور قرض آنحضرتﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کی یہی رقم حضورﷺ نے حضرت عائشہؓ صدیقہ کو بھیجی۔ دین اسلام شادی کے لیے عورت مرد کی عمر کے فرق کو کوئی اہمیت نہیں دیتا۔عورت چاہے ماں سے بھی بڑی ہو یا پوتی سے بھی چھوٹی۔ کیونکہ دین اسلام عدل کی کسوٹی کو مضبوط کر کے عورت کو ہر طرح کا تحفظ مہیا کرتا ہے۔حضرت مولانا محمد داؤد راز صحیح بخاری P. 615 آدمی اپنی نا بالغ لڑکی کا نکاح کر سکتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ نے سورۃ طلاق میں فرمایا۔"یعنی جن عورتوں کو ابھی حیض نہ آیا ہو ان کی عدت بھی تین مہینے ہے"۔تشریح حضرت امام بخاریؒ کا یہ عمدہ استنباط ہے کیونکہ تین مہینے کی مدت کے بغیر طلاق نہیں ہوتی اور طلاق بغیر نکاح کے نہیں ہو سکتی پس معلوم ہوا کہ کم سن اور نابالغ لڑکیوں کا نکاح کر دینا درست ہے مگر اس آیت میں یہ تخصیص نہیں کہ باپ ہی کو ایسا کرنا جائز ہے۔اور نہ کنواری کی تخصیص ہے۔اہلحدیث اور محققین نے اس کو اختیار کیا ہے کہ جب لڑکی بالغہ ہو خواہ کنواری ہو یا بیوہ اس کا اذن لینا ضروری ہے۔اور کنواری کا خاموش رہنا ہی اذن ہے اور ثیبہ کو زبان سے اذن دینا چاہئے ایک حدیث میں ہے کہ ایک کنواری لڑکی آنحضرتﷺ کے پاس آئی اس کے باپ نے اس کا نکاح جبراً کر دیا تھا وہ پسند نہیں کرتی تھی تو آنحضرتﷺ نے لڑکی کو اختیار دیا خواہ نکاح باقی رکھے خواہ فسخ کر ڈالے۔(وحیدی)

C-7-2- حضرت عائشہؓ کی شادی کے وقت اصل عمر کیا تھی؟

تحقیقی رپورٹ

راج پال، ڈنمارک کے خاکوں اور دیگر اعتراض کرنے والوں نے حضورﷺ کی حضرت عائشہؓ سے شادی میں صرف چھوٹی عمر کے نقطہ پر شدید ترین اعتراض کیا ہے۔

غیر مسلم بھائی یہی اعتراض شریفانہ طریقے سے بھی پیش کر سکتے تھے مگر طاقت کے نشے میں چور ہونے کی بدولت انہوں نے طنزیہ اور تضحیک آمیز رویہ اختیار کیا جو کسی بھی مہذب اور اعلیٰ کہلوانے کی شوقین قوم کے شایانِ شان نہیں ہے، ہم سب کو ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا احترام کرنا چاہیے۔حضرت عائشہؓ کی شادی کے وقت اصل عمر کیا تھی اس کے بارے میں ایک تحقیقی رپورٹ سیارہ ڈائجسٹ لاہور میں چند سال پہلے شائع ہوئی تھی۔

میں سب سے پہلے سیارہ ڈائجسٹ لاہور کے چیف ایڈیٹر جناب امجد روف خان صاحب کا مشکور ہوں جن سے میں نے ازواج مطہرات نمبر کی ایک کاپی مانگی چونکہ وہ تمام بِک چکی تھیں حالانکہ وہ مجھے مسودے کی فوٹو کاپی بھی بھیج سکتے تھے مگر انہوں نے اسلامی جذبے سے معمور ہو کر ازواجِ مطہرات نمبر کا ایڈیشن دوبارہ شائع کروا کر مجھے ایک کاپی بھجوادی۔یقیناً انہوں نے اپنا ہزاروں روپیہ میرے دوسو روپے کے لئے خرچ نہیں کیا تھا انہوں نے اسلام کا حقیقی سپوت ہونے کا ثبوت دیا میں اُنکے عظیم جذبے کو سلام کرتا ہوں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمتوں کے سائے تلے محفوظ رکھے(آمین)

امجد روف خان صاحب نے بتایا کہ انہوں نے علما کا بورڈ بٹھا کر اسی مسئلے کی وضاحت کے لئے تحقیق کروائی تھی۔جسے پڑھنے کے بعد کسی بھی ذی شعور کو یہ سمجھنے میں کوئی شک نہیں رہے گا اور یہ واضح ہو جائے گا کہ حضرت عائشہؓ کی عمر رخصتی کے وقت 17 سے 19 سال کے درمیان تھی اب اس معاملے کو غیر مسلم بھائی دوبارہ اُٹھائیں تو یہ اُن کی محض بدفطرتی کی غمازی کرے گا۔اس اعتراض کا معقول جواب ملنے کے بعد اگر کوئی دوسرا اعتراض ہے تو پیش کریں۔

سیارہ ڈائجسٹ کا ازواجِ مطہراتؓ نمبر جنوری 2008 مارکیٹ سے لے سکتے ہیں یا 244۔

مین مارکیٹ ریواز گارڈن لاہور۔فون: 042-37245412 سے براہ راست منگوالیں۔

C-7-3- ادارہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور کی تحقیق:۔

(حوالہ سیارہ ڈائجسٹ ازواجِ مطہرات نمبر جنوری 2008 صفحہ 95 تا 104)

سیدہ عائشہؓ کی ولادت کا سال متنازعہ فیہ ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ قدیم مورخین نے بالعموم اس کا تعین نہیں کیا۔جن مورخین نے سیدہ کی ولادت کا ذکر بقیدسن کیا ہے انہوں نے متضاد بیانات درج کر کے عمر کے مسئلہ کو مشکوک بنادیا ہے، بہتر ہے کہ اس مسئلہ کو واضح اور روشن کر دیا جائے کہ سیدنا حضرت عائشہؓ کی عمر حضورا کرم ﷺ کے ساتھ نکاح کے وقت پندرہ سال، ہجرت کے وقت اٹھارہ سال اور رخصتی کے وقت انیس سال تھی اور جو لوگ نکاح کے وقت چھ سال اور رخصتی کے وقت نو سال لکھتے ہیں وہ درست نہیں۔میاں محمد سعید نے اپنی کتاب حیات ام المومنینؓ میں حوالوں کے ساتھ اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے لہٰذا اس کو من وعن درج کیا جاتا ہے لکھتے ہیں:

ایک دن رسول اللہ ﷺ گھر میں آرام فرمار ہے تھے کہ عالم خواب میں حضرت جبرائیلؑ سبز ریشمی پارچہ پر سیدہ حضرت عائشہؓ کی تصویر لائے اور عرض کیا''یارسول اللہ ﷺ یہ خاتون اس دنیا اور آخرت میں آپؐ کی زوجہ ہے''۔بیوی کا چہرہ دیکھنے کے بعد آپؐ نے خواب میں ہی ارشاد فرمایا''اگر یہ خواب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے تو ضرور پورا ہوگا اور اللہ تعالیٰ ایسی زوجہ ضرور عطا فرمائے گا''۔اور یہ خواب مسلسل تین رات آتا رہا اور یہ حضرت عائشہؓ کے لئے بہت بڑی منقبت ہے کہ حضورا کرم ﷺ کو ان کے آنے سے پہلے ہی ان کے جمال پر انوار کا محبّ ومشتاق بنادیا۔

ایک روز رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے کہ حضرت عثمان بن مظعونؓ کی زوجہ حضرت خولہ بنت حکیمؓ حاضر خدمت ہوئیں اور عرض گذار ہوئیں

''یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان۔آپؐ دوسرا نکاح کرلیں''۔

''کس سے''۔

آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا:

''بیوہ اور کنواری دونوں طرح کے رشتے ہیں۔جسے پسند فرمائیں''۔

حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے عرض کیا۔

''کون ہیں؟''

''بیوہ تو حضرت سودہؓ بنت زمعہ ہیں اور کنواری آپؐ کے قریب ترین دوست اور عاشق زار حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی سیدہ عائشہؓ ہیں''۔

حضرت خولہ زوجہ عثمانؓ نے عرض کیا تو فرمایا:

''دونوں جگہ بات کرو''۔

حضور اکرم ﷺ سے اذن پانے کے بعد حضرت خولہؓ سیدھی سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے در دولت پر پہنچیں اس وقت وہ گھر پر نہیں تھے ان کی اہلیہ حضرت سیدہ زینب ام رومانؓ نے بڑی خندہ پیشانی سے انہیں بٹھایا تو حضرت خولہؓ نے کہا:

''بہن! میں عائشہؓ بیٹی کے لئے رسول اللہ ﷺ کا پیام لے کر آئی ہوں''۔

''عائشہؓ کے باپ کو آ لینے دو ان سے بات کروں گی پھر بتاؤں گی۔کل آنا''۔

دوسرے دن حضرت خولہ بنت حکیمؓ دوبارہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر گئیں۔وہ منتظر تھے۔جب وہ بیٹھ گئیں تو گویا ہوئے:

''خولہؓ! مجھے تمہارے توسط سے حضور اکرم ﷺ کا پیام ملا ہے۔میرا جو تعلق آپؐ سے ہے اس کی روشنی میں کیا یہ جائز ہے؟ عائشہؓ تو رسول اللہؐ کی بھتیجی ہیں۔''

''میں حضور اکرم ﷺ سے اس ضمن میں بات کروں گی پھر اطلاع دوں گی۔''

حضرت خولہ بنت حکیمؓ نے کہا اور اٹھنے لگیں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا:

''ایک اور بات ہے۔''

''وہ کیا؟''

''میں عائشہؓ کے لئے جبیر بن مطعم سے وعدہ کر چکا ہوں۔وعدہ خلافی ہوگی تاوقتیکہ اس طرف سے کوئی جواب نہ ملے۔''

حضرت ابوبکرؓ نے بتایا تو وہ اٹھ کر چلیں گئیں اور سیدھی آنحضرت ﷺ کے کاشانہ اقدس پر پہنچیں اور عرض کیا:

''یارسول اللہ ﷺ! سودہؓ نے آپؐ کو اختیار دے دیا ہے کہ جو چاہیں اس کے حق میں فیصلہ صادر فرمائیں۔''

یہ بتانے پر عرض کیا:

''میں آپؐ کے دوست اور جانثار کے ہاں بھی گئی تھی۔''

''کیا کہتا ہے؟''

''حضور ﷺ! وہ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ تعلق کے لحاظ سے آپؐ کی بھتیجی لگتی ہیں کیا یہ رشتہ جائز ہوگا؟''

سماعت فرمایا تو ارشاد کیا:

''ابوبکرؓ میرا صرف دینی بھائی ہے۔نکاح جائز ہے۔''

ایک بات انہوں نے یہ بھی بتائی تھی کہ عائشہؓ کے لیے انہوں نے جبیر بن مطعم سے وعدہ کر رکھا ہے۔

''ٹھیک ہے۔''

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

چند دنوں کے بعد جبیر بن مطعم نے خود ہی سیدنا حضرت ابوبکرؓ کی بیٹی سیدہ عائشہؓ سے شادی کرنے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بتائی کہ:

''میں نہیں چاہتا کہ عائشہؓ کے گھر میں آنے سے میرے گھر میں اسلام داخل ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے راستے کی تمام رکاوٹیں دور کر دی تھیں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خولہؓ بنت حکیم کو بلا بھیجا۔ جب آئیں تو کہا:

''جبیر نے عائشہؓ سے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اب آپ جا کر آنحضرت ﷺ سے کہہ دیں کہ جب چاہیں عائشہؓ سے شادی کر لیں۔''

سیدہ عائشہؓ کی ولادت کا سال متنازعہ فیہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قدیم مورخین نے بالعموم اس کا تعین نہیں کیا۔ جن مورخین نے سیدہ کی ولادت کا ذکر بقید سن کیا ہے انہوں نے متضاد بیانات درج کر کے عمر کے مسئلہ کو مشکوک بنا دیا ہے، بہتر ہے کہ اس مسئلہ کو واضح اور روشن کر دیا جائے کہ سیدنا حضرت عائشہؓ کی عمر حضور اکرم ﷺ کے ساتھ نکاح کے وقت پندرہ سال، ہجرت کے وقت اٹھارہ سال اور رخصتی کے وقت انیس سال تھی اور جو لوگ نکاح کے وقت چھ سال اور رخصتی کے وقت نو سال لکھتے ہیں وہ درست نہیں۔ میاں محمد سعید نے اپنی کتاب حیات ام المومنینؓ میں حوالوں کے ساتھ اس موضوع پر روشنی ڈالی ہے لہٰذا اس کو من وعن درج کیا جاتا ہے لکھتے ہیں:

''مشہور سیرت نگار علامہ سلیمان ندوی نے سیرت عائشہؓ میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے۔ (مورخ ابن سعد نے لکھا ہے اور بعض ارباب سیر نے اس کی تقلید کی ہے کہ حضرت عائشہؓ نبوت کے چوتھے سال کی ابتداء میں پیدا ہوئیں اور نبوت کے دسویں سال چھ برس کے سن میں بیاہی گئیں۔ الخ

لیکن علامہ مرحوم کو ابن سعد کے اس حوالے سے اتفاق نہیں۔ وہ سیدہ کی پیدائش نبوت کے پانچویں سال میں بتاتے ہیں اور ان کے ہم خیال متعدد علماء کا موقف یہی ہے۔ ہم تاریخ وسیرت کی موجودہ کتابوں میں بالعموم یہی پڑھتے ہیں کہ سیدہ عائشہؓ کا نکاح چھ برس کی عمر میں اور رخصتی نو برس کی عمر میں ہوئی ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ ام المومنینؓ کے متعلق یہ

الہام متاخرین کا وضع کردہ ہے کیونکہ بعض متقدمین نے اس نوعیت کی روایت کو اپنی کتابوں میں درج کیا ہے جن سے یہ مفہوم اخذ کیا جاتا ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ دوسری نوعیت کی روایت کو چھپانے کی کوشش کیوں کی جاتی ہے جن سے سیدہ عائشہؓ کا سن پیدائش قبل نبوت زمانہ ثابت ہوتا ہے اور ان کا عقد زیادہ عمر میں ظاہر ہوتا ہے۔

علامہ سلیمان ندوی سیرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں شادی کے زیر عنوان ایک حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں ''بعض بے احتیاط لوگوں نے اس خیال سے کہ کم سنی کی یہ شادی آنحضرت ﷺ کے لیے موزوں نہیں'' اس بات کی کوشش کی ہے کہ وہ ثابت کریں کہ اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر چھ برس کی بجائے 16 برس کی تھی لیکن ان کی یہ کوشش تمام تر بے سود اور ان کا یہ دعوی بالکل بے دلیل ہے حدیث و تاریخ کے پورے دفتر میں ایک حرف بھی ان کی تائید میں موجود نہیں۔ الخ
''

ہمارے دل میں علامہ ندوی مرحوم کے لیے احترام و برتری کے پورے جذبات موجود ہیں لیکن معاملہ چونکہ تاریخی حقائق کا ہے اس لیے ہم تصویر کا دوسرا رخ پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں مورخ ابی جعفر محمد بن جریر الطبری نے اپنی مشہور عالم تاریخ میں خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ازواج کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے؛

''علی بن محمد کی روایت ہے کہ ابوبکرؓ نے زمانہ جاہلیت میں قتیلہ سے نکاح کیا تھا۔ واقدی اور کلبی بھی اس روایت سے متفق ہیں وہ کہتے ہیں کہ قتیلہ کا شجرہ یہ ہے قتیلہ بنت عبدالعزی بن عبد بن اسعد بن جابر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی۔ قتیلہ سے آپ کے یہاں عبداللہ اور اسماءؓ پیدا ہوئیں۔ نیز زمانہ جاہلیت میں آپ نے ام رومان بنت عامر بن عمیرہ بن ذہل بن دہمان بن الحارث بن غنم بن مالک بن کنانہ سے نکاح کیا تھا۔۔ ان کے بطن سے آپ کے یہاں عبدالرحمٰنؓ اور عائشہؓ پیدا ہوئے۔ آپ کی یہ چاروں یہ چاروں اولادیں جوان دو بیویوں سے پیدا ہوئیں جن کا ہم نے ذکر کیا ہے زمانہ جاہلیت میں پیدا ہوئی تھیں۔

مورخ طبریؒ کے اس بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی ولادت بعثت نبوی سے پہلے ہو چکی تھی۔ محمد عبدالملک ابن ہشام نے سیرت کی اولین تالیف ''سیرت ابن ہشام'' سابقین الاولین کے زیر عنوان کیا ہے۔ اس کی ابتدا ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ سے کرتے ہوئے آزاد مرد، خواتین، غلام اور بچے ایک ہی فہرست میں شامل کیے ہیں۔ اس فہرست میں انیس اور بیس نمبر پر بنات الصدیقؓ کا ذکر کرتے ہوئے ابن ہشام لکھتا ہے'' اور اسماء بنت ابی بکرؓ اور عائشہ بنت ابی بکرؓ نے جو اس وقت کم سن تھیں (اسلام قبول کیا۔ للمؤلف) اس شہادت سے یہی اندازہ ہوتا

ہے کہ بعثت کے ابتدائی ایام میں سیدہ عائشہؓ بعہد کمسنی اسلام میں داخل ہوئیں یعنی آپؓ کی پیدائش سال بعثت سے کچھ عرصہ قبل ہو چکی تھی۔اس کی تصدیق صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے دوسرے سیرت نگاروں کی طرح خود علامہ سلیمان ندوی نے سیرت عائشہؓ میں بدیں الفاظ درج کیا ہے:

''صدیق اکبرؓ کا کاشانہ وہ برج سعادت تھا جہاں خورشید اسلام کی شعائیں سب سے پہلے پرتوافگن ہوئیں۔اس بناء پر حضرت عائشہؓ ان برگزیدہ لوگوں میں ہیں جن کے کانوں نے کبھی کفر وشرک کی آوازیں نہیں سنیں۔خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے اپنے والدین کو پہچانا ان کو مسلمان پایا۔''

اس عبارت میں علامہ مرحوم نے ام المومنینؓ کی اپنی منتخبہ روایت کا حوالہ دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ ان کی ولادت سے پہلے ہی صدیقی گھرانا اسلام قبول کر چکا تھا اور ان کے کانوں میں اولین صداللہ اکبر کی پہنچی۔جس روایت کا حوالہ علامہ مرحوم نے اس جگہ دیا ہے۔یہ دراصل عروہ بن زبیرؓ سے سیدہ عائشہؓ کی ایک طویل روایت ہے جسے امام بخاریؒ نے اپنی جامع صحیح کے پندرویں پارہ میں کتاب الہجر ت باب نکاح عائشہؓ کے زیر عنوان درج کیا ہے۔یہ حدیث بہت طویل ہے اور اس کا مکمل متن وترجمہ یہاں نقل کرنا تحصیل حاصل ہے البتہ اس کے ابتدائی حصہ کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

''سیدہ عائشہؓ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا،اپنے والدین کو دین (اسلام) سے مزین پایا اور کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا کہ جس میں رسول اللہ ﷺ صبح وشام دونوں وقت ہمارے ہاں تشریف نہ لاتے ہوں۔پھر جب مسلمانوں کو ستایا جانے لگا تو ابوبکرؓ بھی ہجرت کے ارادے سے ارض حبشہ کی طرف چل دیئے۔حتیٰ کہ مقام برک الغماد پہنچے تو قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے ملاقات ہوئی۔اس نے پوچھا اے ابوبکرؓ کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔میں چاہتا ہوں کہ اب زمین میں سیاحت کروں اور اپنے رب کی عبادت کروں۔ابن الدغنہ نے کہا کہ تم جیسا آدمی نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جا سکتا ہے۔تم حاجت مند کی مدد کرتے ہو۔رشتہ داروں سے سلوک کرتے ہیں۔بے کسوں کی کفالت کرتے ہو۔میں تمہیں اپنی حمایت وپناہ میں لیتا ہوں۔چلو لوٹ چلو اور اپنے وطن میں رہ کر اپنے رب کی عبادت کرو۔چنانچہ ابوبکرؓ ابن الدغنہ کے ساتھ واپس آئے۔۔۔الخ''

اس حدیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے جب (5 نبوی میں حبشہ کی جانب ہجرت کی اور راستہ سے ابن الدغنہ کی وجہ سے واپس لوٹ آئے۔اس سے پہلے سیدہ عائشہؓ عہد شعور میں آ چکی تھیں یا کم از کم اتنی ہوش مند ہو چکی تھیں کہ

انہیں کفرو اسلام کا فرق معلوم تھا اور حضرت رسول اکرم ﷺ کے معمولات کو یادداشت میں محفوظ کر لینے کی استعداد حاصل تھی۔

حبشہ کی طرف مسلمانوں نے دومرتبہ ہجرت کی ہے۔ مہاجرین کی جماعتوں کے علاوہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کا فرداً فرداً حبش کی طرف جانا بھی تاریخ سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حبشہ کے لیے کب ہجرت کی اس کے متعلق شاہ معین الدین احمد ندویؒ اپنی مشہور کتاب خلفائے راشدینؓ میں رقمطراز ہیں :

''آنحضرت ﷺ نے جب اپنے جانثاروں کو مصائب میں مبتلا پایا تو ستم زدوں کو حبش کی طرف ہجرت کی اجازت دی اور بہت سے مسلمان حبش کی طرف روانہ ہوگئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی باوجود وجاہت ذاتی اور اعزاز خاندانی کے اس دارو گیر سے محفوظ نہ تھے چنانچہ جب حضرت طلحہؓ بن عبداللہ ان کی تبلیغ سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے تو حضرت طلحہؓ کے چچا نوفل بن خویلد نے ان دونوں کو ایک ساتھ باندھ کر مارا اور حضرت ابوبکرؓ کے خاندان نے کچھ حمایت نہ کی ان اذیتوں سے مجبور ہو کر آپ نے آنحضرت ﷺ سے اجازت لی اور رخت سفر باندھ کر عازم حبش ہوئے جب آپ مقام برک الغماد پہنچے تو ابن الدغنہ رئیس قارہ سے ملاقات ہوئی۔۔۔۔ چنانچہ آپؓ ابن الدغنہ کے ساتھ پھر واپس مکہ آئے ''۔ شاہ معین الدین ندویؒ نے اس واقعہ میں طبقات ابن سعد کا حوالہ بھی دیا ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حبشہ کی اولین ہجرت یعنی 5 نبوی کے دوران ہی حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی حبش کے لیے روانہ ہوئے تھے اور رئیس قارہ کے امان دینے پر برک الغماد سے لوٹ کر واپس آ گئے تھے۔ اس صورت میں یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ سیدہ عائشہؓ نے محولا بالا حدیث میں اپنے شعور اور حضرت سرور عالم ﷺ کی یومیہ آمد کا جو ذکر کیا ہے یہ 5 نبوی سے پہلے کے واقعات ہیں۔

علامہ ندوی مرحوم کے بیان میں حضرت عائشہؓ کی ولادت 5 نبوی میں ظاہر کی گئی ہے۔ ہم حیران ہیں کہ ولادت کے سال ہی ہجرت صدیقؓ کا واقعہ پیش آیا اور علامہ نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا استناد کے لیے اپنی کتاب میں بھی درج کیا ہے۔ ہم یہ گمان بھی نہیں کر سکتے کہ علامہ مرحوم نے پوری حدیث پر نگاہ نہیں ڈالی ہوگی۔ یہ شبہ بھی جائز نہیں کہ موصوف نے قصداً ایک ''مفید مطلب'' فقرہ اپنے مضمون میں نقل کر دیا اور باقی روایات کو ترک کر دیا ہوگا آج علامہ سلیمان ندوی ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں ورنہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر معلوم کیا جاتا کہ انہوں نے ان متضاد بیانات میں تطبیق کیسے فرمائی اور زیادہ عمر والی روایات کے مقابلہ میں' کم سنی پر دلالت کرنے والی روایات کو کس بنا پہ ترجیح دی؟ سیدہ عائشہؓ کے فرمودات سے یہ واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ 5 نبویؐ سے پہلے وہ اتنی باشعور ہو چکی تھیں کہ والدین کے

اسلام کو سمجھ سکتی تھیں۔ دین اسلام کی وجہ سے کفار مکہ نے مسلمانوں پہ جو مظالم کئے اور حضرت رسول اللہ ﷺ نے مذہبی استبداد سے بچانے کے لیے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کر جانے کی اجازت دی' یہ سب واقعات سیدہؓ کے چشم دید اوران کی یاداشت میں محفوظ تھے۔۔ان حقائق کی روشنی میں حدیث کا مفہوم بالکل واضح ہے۔ اگر سیدہؓ کی ولادت زمانہ اسلام میں ہوئی ہوتی تو مبہم انداز اختیار کرنے کی بجائے سیدہؓ جیسی قادر الکلام خاتون نے بین الفاظ میں فرمایا ہوتا کہ میری ولادت بعثت نبویؐ کے بعد ہوئی۔ان تمام حوالوں سے ثابت ہوتا ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ بعثت سے کچھ عرصہ پہلے پیدا ہو چکی تھیں۔سال ولادت کا تعین کرنے کے لیے ہم اسماء الرجال متعلقہ مشکوۃ شریف کی طرف رجوع کریں گے۔حرف الف طبقہ اناث کے تحت سیدہ اسماءؓ بنت ابوبکر صدیقؓ کے حالات میں لکھا ہے

''اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ صحابیہ ہیں۔محبوبہ رسول ﷺ یعنی حضرت عائشہؓ کی سوتیلی بہن ہیں اوران سے دس برس بڑی ہیں۔قدیم الاسلام ہیں سترہ آدمیوں کے بعد اٹھارہویں اسلام لانے والی ہیں۔۔ان کی وفات انکے صاحبزادہ عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت کے چند دن بعد ۷۳ھ میں ہوئی اس وقت ان کی عمر سو برس تھی۔۔۔الخ''

شیخ ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب التبریزی نے 737ھ میں مشکوۃ المصابیح مکمل کی تھی۔بعض علما نے خطیب کے اس بیان کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ آٹھویں صدی ہجری کا ایک مصنف سنین کے تعین کے واقعات کو ترتیب دینے میں حق بجانب نہیں ہوسکتا۔لیکن ہم تاریخ وسیرت کے ذخیرہ پر نگاہ ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خطیب اس معاملہ میں منفرد نہیں ہے۔اسماء الرجال کی ایک اہم کتاب اسد الغابہ میں سیدہ اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ کی پیدائش کے متعلق صراحت کے ساتھ لکھا ہے۔

''حضرت اسماءؓ حضرت عائشہؓ سے بڑی تھیں ۔حضرت عائشہؓ باپ کی جانب سے ان کی بہن تھیں عبداللہ ابن ابی بکرؓ ان کے حقیقی بھائی تھے۔ابونعیم نے کہا کہ ان کی پیدائش تاریخ (یعنی ہجرت) سے ستائیس سال پہلے ہوئی تھی اور جب ان کی پیدائش ہوئی تو ان کے والد کی عمر کچھ اوپر 20 سال کی تھی۔حضرت اسماء 17 آدمیوں کے بعد اسلام لائی تھیں۔''

(اسد الغابہ جلد 5 ص 292)

امام ابن کثیر نے اپنی شہرہ آفاق تالیف ''البدایہ والنہایہ'' میں سیدہ اسماء صدیقہؓ کے تذکرہ میں لکھا ہے ''اور حضرت اسماءؓ موت کے اعتبار سے تمام مہاجرین ومہاجرات میں سب سے آخری ہیں۔ان کی بہن حضرت عائشہؓ ہیں۔ان کے والد

ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ان کے دادا ابوعتیقؓ ہیں۔ان کے بیٹے

عبداللہؓ ہیں اوران کے شوہر حضرت زبیرؓ ہیں اور یہ سب کے سب صحابیؓ ہیں، حضرت اسماءؓ اپنے بیٹے اور شوہر کے ساتھ معرکہ یرموک میں شریک تھیں۔ یہ اپنی بہن عائشہؓ سے 10 سال بڑی تھیں۔اس سال (73ھ میں) جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے ۔انہیں اپنے بیٹے عبداللہؓ کے قتل کا واقعہ دیکھنا پڑا۔اس واقعہ کے پانچ دن بعد اور ایک قول ہے کہ دس دن بعد تیسرا قول ہے کہ بیس دن بعد اور چوتھا قول ہے کہ کچھ اوپر بیس دن بعد اور پانچواں قول ہے کہ سو دن بعد اور یہی قول مشہور ہے، حضرت اسمٰاءؓ نے وفات پائی۔وفات کے وقت ان کی عمر 100 سال تھی۔نہ ان کا کوئی دانت ٹوٹا تھا اور نہ عقل میں فتور آیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد 8 صفحہ 346)

قدیم تواریخ سے یہ اقتباسات نقل کرنے سے ہمارا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ حضرت عائشہ کی عمر کے بارے میں دونوں مسالک کی تائید میں وافر مواد موجود ہے۔

ایسی حالت میں علامہ ندوی مرحوم کے اس ارشاد میں کتنا وزن باقی رہ جاتا ہے۔''حدیث وتاریخ کے پورے دفتر میں ایک بھی حرف ان کی تائید میں موجود نہیں ہے'' یہ فیصلہ ہم قارئین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں متذکرہ بالا تاریخی شہادتوں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ 73 ہجری میں سیدہ اسماءؓ کی وفات سو سال کی عمر میں ہوئی۔اس حساب سے حضرت اسماءؓ ایک ھجری میں 28 سال کی تھیں اوران کی ولادت 28 قبل از ہجرت مطابق 15 قبل نبوت مطابق 26 محمدی ﷺ میں ہوئی تھی۔سیدہ عائشہؓ ان سے عمر میں 10 سال چھوٹی تھیں اس لئے ولادت عائشہؓ 36 محمدی ﷺ مطابق 5 قبل نبوت مطابق 18 قبل از ہجرت میں ثابت ہوتی ہے۔یعنی ہجرت کے وقت آپؓ کی عمر 18 سال کی تھی۔

ہمارے آقا حضرت رسالتمآب ﷺ کی ولادت عام الفیل میں ہوئی تھی۔اس سال کو ہم نے محمدیؐ قرار دیا ہے۔آپؐ ماہ ربیع الاول ایک محمدیؐ میں کارزار حیات میں قدم افروز ہوئے تو قاعدہ کی رو سے ربیع الاول ۲ محمدیؐ میں ایک سال کی عمر کو پہنچ گئے اور 3 محمدیؐ میں دو سال کے ہوگئے۔یعنی محمدیؐ سال کا جو عدد ہوگا آپ ﷺ کی عمر کا عدد اس سے ایک کم ہوگا۔ام المومنین خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ آپؐ کا عقد ۲۶ محمدیؐ میں ہوا تو آپؐ کی عمر عقد کے وقت پچیس سال کی تھی۔ ہجرت ۵۴ محمدیؐ میں ۵۳ سال کی عمر میں فرمائی اور ۶۴ محمدیؐ میں تریسٹھ سال کی عمر میں آپؐ واصل بحق ہوگئے۔کسی مخصوص واقعہ کے محمدیؐ سال کے سامنے قبل نبوت یا نبوت اور قبل از ہجرت یا ہجری سال معلوم کیا جا سکتا ہے۔

سیدہ اسماء 26 محمدیؐ میں پیدا ہوئیں تو 27 محمدیؐ میں ایک سال کی عمر کو پہنچیں۔سال بہ سال شماری کریں تو قبل از

ہجرت ان کی عمر 27 سال ۱ہجری میں 28 سال اور ۱۱ہجری میں 38 سال ہوتی ہے۔اسی طرح حساب سے گنتے جائیں تو ۷۳ ہجری میں وفات کے وقت ان کی عمر پوری سو سال ہوتی ہے۔ام المومنین عائشہؓ اپنی بڑی بہن اسماء سے 10 سال چھوٹی تھیں اس لئے ان کی ولادت بڑی ہمشیرہ سے دس سال بعد یعنی ۳۶ محمدیؐ میں ہوئی۔ بعثت نبوت کے سال 41 محمدیؐ میں آپؓ کی عمر 5 برس کی ہو چکی تھی۔ بعد کے واقعات کا تعین اس حساب سے کیا جائے تو ام المومنینؓ کا عقد آنحضرت ﷺ کے ساتھ 51 محمدیؐ میں بعمر 15 سال ہوا۔مدینہ کی طرف ہجرت 54 محمدیؐ میں بعمر 18 سال ہوئی اور رخصتی 55 محمدیؐ میں بعمر 19 سال ہوئی۔سیدہ عائشہؓ حضرت سید البشر ﷺ کی دنیاوی رفاقت میں 64 محمدیؐ تک رہیں۔آنحضرت ﷺ جس وقت اس دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت 64 محمدیؐ مطابق ۱۱ ہجری تھا اور سیدہ عائشہؓ اپنی عمر کے 28 سال پورے کر چکی تھیں۔عہد حاضر کے جن محققین نے تاریخ و روایت پر ناقدانہ نظر ڈالی ہے اور تقلید جامد کے برعکس درایت و تنقیح سے کام لیتے ہوئے ام المومنینؓ کی عمر متعین کرنے میں کچھ محنت اٹھائی ہے۔ان میں مولانا عبدالقدوس ہاشمی نے اپنی ''تقویم تاریخی'' میں سنہ ولادت 14 قبل ہجرت لکھا ہے جو کہ 40 میلاد محمدیؐ کے مطابق ہے۔کاش البرنی نے ''المختصر تقویم خیر القرون'' میں 18 ھ مطابق 36 میلاد محمدیؐ و مطابق 604 شمسی عیسوی قرار دیا ہے۔

ہمارا منشا یہ نہیں ہے کہ قدیم روایات کے رد و قبول میں شخصی رائے کو غالب کر دیا جائے یا محض عقلی توجیحات پر تاریخ کی بنیاد اٹھا دی جائے۔اصل مقصد حقیقت کا ادراک ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ سارے تاریخی و روایاتی ذخیرہ پر تحقیقی نگاہ ڈالی جائے اور قرآنی تعلیمات، اسوہءرسولؐ تمدن عرب اور عہد رسالت کے سیاسی و معاشرتی حالات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نتیجہ اخذ کیا جائے۔اس طرز تحقیق سے پورے اطمینان کے ساتھ یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی ولادت بعثت رسالت سے پہلے ہو چکی تھی۔کم سنی میں اپنے والدین کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئیں اور سن بلوغ کو پہنچ کر اہلِ بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوئیں۔میاں محمد سعید کی اس پر مغز تحریر و تحقیق کے بعد یہ ثابت ہوتا ہے کہ سیدہ عائشہؓ کی عمر بوقت نکاح 15 سال بوقت ہجرت 18 سال اور بوقت رخصتی 19 سال تھی۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ سیدہؓ کی عمر بوقت نکاح اور رخصتی کے سلسلہ میں اپنا قبلہ درست کر لیا جائے۔اگر ایک لمحے کے لیے یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ جیسا لوگ کہتے ہیں کہ بوقت نکاح چھ سال اور بوقت رخصتی نو سال تھی تو پھر یہ سنت ہوئی اور آنحضرت ﷺ کے عشاق کا یہ حال تھا کہ جس مقام سے آپ سر اقدس کو

جھکا کر گزرے وہ اپنا سر جھکا لیتے تھے اور دریافت کرنے پر بتاتے تھے کہ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے ایسا کیا تھا تاریخ بتاتی ہے کہ حضور ﷺ کے دور میں یا بعد کسی صحابی، تابعی، تبع تابعین، ولی اللہ، مفسر، محدث، فقیہہ یا عالم نے اپنی بیٹی کی شادی چھ سال اور رخصتی ۹ سال میں نہیں کی یہ لمحہ فقریہ ہے اور درست بات یہی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ کی بوقت نکاح عمر مبارک 15 سال ہجرت کے وقت 18 سال اور رخصتی کے وقت 19 سال تھی۔

C-7-4- شادی کے وقت حضرت عائشہ ؓ کی اصل عمر کیا تھی؟

تحقیقی رپورٹ

لاہور کے مفکر چوہدری غلام احمد پرویز صاحبؒ کا ناچیز بہت بڑا ناقد ہے۔ عائلی قوانین میں بیوی سے اجازت کا قانون اسلامی روح کے منافی ہے یہ چوہدری صاحبؒ کی محنتوں کا ثمر ہے بے شک علماء کی غلطیوں کا خمیازہ ساری قوم کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اس مسئلے پر مولانا مودودیؒ درست تھے۔

مگر شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر کے مسئلے پر چوہدری صاحب کی تحقیقی رپورٹ سیارہ ڈائجسٹ کے میاں محمد سعید سے مشابہہ اور مدلّل ہے راقم اُن کی محنت اور عرق ریزی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا۔ بے شک وہ انتہائی شریف اور ذہین انسان بھی تھے (راقم)۔

(حوالہ طاہرہ کے نام خطوط، مصنف پرویز صفحہ نمبر 202)

(صغرسنی کی شادی کی تائید میں عام طور پر دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کے رسول ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے چھ سال کی عمر میں نکاح کیا تھا اور نو سال کی عمر میں ان کی رخصتی ہوئی تھی۔ چونکہ یہ سوال بڑا اہم ہے اس لئے ہم نے مناسب سمجھا کہ اس تحقیقی مقالہ کو بھی درج کیا جائے جس نے ایک بہت بڑی حقیقت سے پہلی دفعہ پردہ اُٹھایا ہے۔

ہمارے ہاں جو باتیں متفقہ طور پر مانی جاتی ہیں، یعنی جن میں کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ کی عمر نکاح کے وقت چھ برس اور رخصتی کے وقت نو برس کی تھی۔ اس بات کو ایک ایسے مسلمہ کے طور پر مانا جاتا ہے کہ اس میں کسی تحقیق کی ضرورت ہی نہیں سمجھی جاتی۔ اس کی بنیاد اُن روایات پر ہے جو بخاری، طبرٰی اور طبقات ابنِ سعد وغیرہ میں ملتی ہیں، لیکن انہیں اور ان جیسی تاریخ کی اور کتابوں میں ایسی روایات بھی موجود ہیں جن سے اس بات کی تردید ہوتی ہے اور اس کے برعکس یہ ثابت ہوتا ہے کہ شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر اس سے کہیں زیادہ تھی۔

قبل اس کے کہ ہم تاریخ کی روشنی میں اس مسئلے کی تحقیق کریں، دو ایک باتیں تمہیداً سمجھ لینا ضروری ہیں۔ پہلے تو یہ کہ قران کریم میں نکاح وطلاق وغیرہ سے متعلق احکام ہجرت کے بہت بعد نازل ہوئے تھے اور حضرت عائشہؓ کے نکاح اور رخصتی کے واقعات چونکہ ہجرت سے پہلے یا ہجرت کے سال کے بیان کئے جاتے ہیں، اس لئے ظاہر ہے کے یہ قرآنی احکام کے نزول سے پہلے کی باتیں ہیں۔ جیسا کے ذرا آگے چل کر معلوم ہوگا، عربوں میں شادی سے پہلے، رشتہ کے متعلق بات طے کر لینے کا رواج تھا۔ یہ وہی چیز تھی جسے ہمارے ہاں نسبت ٹھہرانا یا منگنی کرنا کہتے ہیں ۔قران میں صرف نکاح کا ذکر ہے، نسبت اور منگنی کا نہیں، لہٰذا روایات میں جو کہا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کا نکاح چ 6 برس کی عمر میں ہوا اور رخصتی 9 برس کی عمر میں، تو وہاں نکاح سے مقصود، عربی معاشرے کی رسم کے مطابق رشتہ کی بات چیت کا طے پانا (یا منگنی) کرنا ہے اور رخصتی سے مراد شادی۔ بنا بریں اصل سوال یہ ہے کے شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر کیا تھی؟

دوسری بات یہ ہے کہ اس زمانے میں عربوں کے ہاں کوئی خاص کیلنڈر رائج نہیں تھا جس کی رُو سے وہ واقعات کا تعین اس طرح کرتے جس طرح آج ہم تاریخ۔ دن، مہینہ اور سن لکھ کر تعین کرتے ہیں (سن ہجری پہلے پہل حضرت عمرؓ کے زمانے میں رائج ہوا تھا) ان کے ہاں پیدائش اور موت کے زمانے کا تعین بعض اہم واقعات کی نسبت سے کرتے یا دوسرے بچوں کی پیدائش وغیرہ کی نسبت سے۔ خود ہمارے ہاں بھی بڑی بوڑھیاں عمروں کا تعین اس طرح سے کرتی ہیں، مثلاً وہ کہیں گی کے جب کانگڑے کا بھونچال آیا تو زید دودھ پیتا تھا اور عمر زید سے تین سال بعد پیدا ہوا تھا۔ خود نبی اکرم ﷺ کے بارے میں تاریخ میں ہے کے حضور ﷺ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی تھی، یعنی اس سال جب یمن کے گورنر نے ہاتھیوں کی فوج کے ساتھ مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ ظاہر ہے کہ جب واقعات کا تعین اس طرح سے کیا جائے تو ان میں مہینوں اور بعض اوقات برسوں کا فرق بھی کچھ مستبعد نہیں ہوسکتا (اس کی مثالیں آخر میں پیش کی جائیں گی) دوسرا یہ کہ پیدائش کے واقعات میں اگر مہینہ نہ دیا جائے، صرف سال ہی دیا جائے تو عمر کے حساب میں کم وبیش یک سال کا فرق ویسے ہی پڑ سکتا ہے۔ مثلاً اگر یہ کہا جائے کے فلاں کی پیدائش 1920ء میں ہوئی تھی تو اگر اس کی پیدائش جنوری کے مہینے میں ہوئی تھی تو 1920 کا سال عمر کے حساب مین شامل کرنا چاہیے اور اگر دسمبر میں ہوئی تھی تو عمر کی ابتداء 1921ء سے ہونی چاہیے لہٰذا ہماری تاریخ میں عمروں کے حساب کے لئے اس بنیادی نکتہ کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔

تیسرے یہ کہ (جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے) ہمارے ہاں سن کی باقاعدہ ترویج حضرت عمرؓ کے زمانے میں ہوئی اور اس کی ابتداء ہجرت سے کی گئی۔ اگرچہ ہجرت ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی تھی، لیکن سن ہجری کو محرم سے شمار کر کے پورا سال لے لیا گیا ہے۔ ہجرت سے پہلے سن کا تعین نبی اکرم ﷺ کی نبوت کے سال سے کیا جاتا ہے کے جب حضور ﷺ عمر کے چالیسویں سال میں تھے تو آپؐ کو نبوت عطا ہوئی تھی۔ اس کے بعد تیرہ سال تک آپؐ مکہ میں رہے۔ پھر ہجرت کی۔ یعنی ہجرت کے وقت آپؐ اپنی عمر کے 53 سال پورے کر چکے تھے اور 54 واں سال شروع ہو چکا تھا۔ اس اعتبار سے (اگر اس ایک سال کو شامل کر لیا جائے جب آپؐ کو نبوت عطا ہوئی تھی، یعنی عمر کا چالیسوں سال تو) ہجرت کے وقت نبوت کا پندرہواں سال ہوگا۔ اور اگر اس پہلے سال کو شامل نہ کیا جائے۔ تو نبوت کا چودھواں سال۔ ان نکات کا سامنے رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا اثر مسئلہ زیر نظر پر پڑے گا۔

(1) اسد الغابہ جلد چہارم صفحہ 377 پر مذکور ہے کہ:۔

حضرت فاطمہؓ، حضرت عائشہؓ سے تقریباً پانچ سال بڑی تھیں۔

لہٰذا حضرت عائشہؓ کا سن پیدائش معلوم کرنے کے لئے ہمیں دیکھنا یہ ہوگا کے حضرت فاطمہؓ کا سال پیدائش کیا تھا۔

(2) اسد الغابہ ہی میں ہے کہ:۔

حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ کے ہاں گئے تو حضرت فاطمہؓ حضرت علیؓ سے کہہ رہی تھیں کہ میری عمر تم سے زیادہ ہے تو اس پر حضرت عباسؓ نے کہا کے فاطمہؓ اس زمانے میں پیدا ہوئی تھیں، جب قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور علیؓ اس سے چند سال پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ (جلد چہارم صفحہ 280)

اس کتاب میں دوسرے مقام پر ہے کہ:۔

حضرت فاطمہؓ کی پیدائش اس سال میں ہوئی تھی جبکہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی اور نبی اکرم ﷺ کی عمر 35 سال کی تھی۔ (جلد چہارم 377)

طبقات ابن سعد میں ہے:۔ حضرت فاطمہؓ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔ ان کی والدہ حضرت خدیجہؓ بنتِ خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی ہیں۔ حضرت فاطمہؓ۔ حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ان دنوں پیدا ہوئی تھیں جب قریش بیت اللہ کی تعمیر کر رہے تھے اور یہ واقعہ نبوت سے پانچ سال پہلے کا ہے۔ (جلد نمبر 8 صفحہ ۱۱)

دوسری جگہ ہے:۔

حضرت عباسؓ ایک مرتبہ حضرت علیؓ کے گھر گئے تو حضرت فاطمہؓ، حضرت علیؓ سے فرما رہی تھیں کہ میں تم سے عمر میں بڑی ہوں۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا دیکھو فاطمہؓ! تم ان دنوں پیدا ہوئی تھیں۔ جبکہ قریش خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے اور نبی اکرم ﷺ کی پینتیس سال کی عمر تھی اور دیکھو علیؓ ! تم اس سے چند سال پہلے پیدا ہوئے تھے۔ (جلد نمبر 8 صفحہ نمبر 17)

استیعاب میں حضرت فاطمہؓ کی وفات کے متعلق حسبِ ذیل بیان ملتا ہے:۔

وفات کے وقت حضرت فاطمہؓ کی عمر کیا تھی؟ اس میں اختلاف ہے، زبیر بن بکار نے عبداللہ بن الحسن سے نقل کیا ہے کہ وہ ہشام بن عبدالمالک کے پاس تھے۔ اور وہاں کلبی بھی موجود تھے۔ ہشام نے عبداللہ بن الحسن سے دریافت کیا ہے کہ اے ابومحمد ﷺ! فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ ﷺ کی عمر کل کتنی ہوئی تھی۔ تو عبداللہ بن الحسن نے کہا کہ 30 سال۔ اس کے بعد ہشام نے کلبی سے دریافت کیا کہ حضرت فاطمہؓ کی کل عمر کتنی ہوئی تو کلبی نے کہا کے 35 سال۔ اس پر ہشام نے عبداللہ بن الحسن سے کہا کہ اے ابومحمد! سنیئے کلبی کیا کہہ رہے ہیں اور ہشام نے کلبی کے بیان کو زیادہ اہمیت دی (آخر میں ایک اور روایت کو بھی ملاحظہ کیجئے۔ اس پر عبداللہ ابن الحسن نے کہا۔ اے امیر المومنین! مجھ سے میری ماں کے متعلق پوچھئے اور کلبی سے اس کی ماں کے متعلق دریافت کیجئے۔

(جلد نمبر 6 صفحہ 752)

حضرت فاطمہؓ کی وفات ۱۱ھ میں ہوئی تھی۔ اگر اس وقت ان کی عمر 30 سال کی تھی تو اس سے ان کی پیدائش نبوت سے قریب پانچ سال پہلے ٹھیک بیٹھتی ہے (مہینوں کے فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے) اس میں شبہ نہیں کے (دیگر واقعات کی طرح) حضرت فاطمہؓ کی عمر (بوقت وفات) کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں مثلاً ایک روایت کی رو سے ان کی عمر 24 سال کی ہوتی ہے۔ حتٰی کہ ایک کی رُو سے 18 سال سے کچھ زیادہ۔ لیکن صحیح یہی نظر آتا ہے کے وفات کے وقت ان کی عمر قریب 30 سال تھی اور پیدائشِ نبوت سے قریب 5 سال پہلے۔ اس سے ظاہر ہے کے حضرت عائشہؓ اس سال پیدا ہوئیں، جب نبی اکرم ﷺ اپنی عمر کے 40 سال میں تھے (حضرت فاطمہؓ کی پیدائش سے قریب 5 سال بعد) یعنی اس سال جب حضور ﷺ کو نبوت ملی۔ (آخر میں ایک اور روایت دیکھیئے۔)

(3) اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے کے حضرت عائشہؓ کی عمر نکاح (منگنی) کے وقت چھ برس کی تھی تو اس کے یہ معنی ہوں گے کے ان کی پیدائش 4 نبوی میں (یعنی حضور ﷺ کو نبوت ملنے کے چوتھے سال) یا جب حضور ﷺ

کی عمر 44 سال کی ہوئی تھی۔اس لئے کے نکاح (منگنی) کا واقعہ 10 نبوی کا بتایا جاتا ہے۔یعنی جب حضور ﷺ کی عمر 50 سال کی تھی یہ بات بوجہ غلط ہے۔مثلاً طبقات ابنِ سعد میں ہے کہ:۔

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکرؓ کو حضرت عائشہؓ کا پیغام دیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا کے کہ یارسول اللہ ﷺ! میں عائشہؓ کے متعلق مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف سے اس کے بیٹے جبیر کے لئے وعدہ یابات چیت کر چکا ہوں۔لہٰذا مجھے اتنی مہلت دیجئے کہ میں عائشہؓ کو ان سے واپس لے لوں۔چنانچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایسا ہی کیا۔

اگر حضرت عائشہؓ کی عمر اس واقعہ کے وقت 6 برس کی تسلیم کی جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کے جبیر سے انؓ کی منگنی چار پانچ سال کی عمر میں ہو چکی تھی عربوں میں اس کی مثال کہیں نہیں ملتی کے وہ چار چار پانچ پانچ سال کی عمر کی لڑکیوں کی نسبت کر دیا کرتے تھے۔علاوہ بریں بخاری میں ہے کہ

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کے جب نبی اکرم ﷺ پر مکّہ میں سورۃ القمر کی آیت نازل ہوئی تو میں ان دنوں بچی تھی اور کھیلتی پھرتی تھی۔

(بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ 54/46)۔

(بخاری جلد 2 صفحہ 204)

سورہ قمر قریب ۵ نبویؐ میں میں نازل ہوئی تھی۔اس وقت حضرت عائشہؓ کی عمر کم از کم اتنی تو ہونی چاہیے کہ انہیں معلوم ہو کے یہ قرآن کی آیات ہیں اور بعد میں یہ واقعہ یاد بھی رہے۔اگر ان کا سالِ پیدائش 4 نبوی تصور کر لیا جائے تو 5 نبوی میں وہ ایک سال کی ہوئیں۔ایک سال کی بچی کے لئے نہ کھیلنا پھرنا ممکن ہے۔نہ قرانی آیات کے متعلق یہ کچھ یاد رکھنا ممکن۔اس کے برعکس، اگر ان کا سن پیدائش نبوت کا پہلا سال تسلیم کیا جائے۔تو سورۃ قمر کے نزول کے وقت ان کی عمر پانچ چھ سال ہوگی۔اس عمر میں وہ یقیناً کھیلتی پھرتی ہوں گی اور قرآنی آیات کے متعلق یہ کچھ یاد رکھ سکنے کے قابل بھی۔(اس ضمن میں وہ روایت بھی قابلِ غور ہے جو آخر میں درج کی گئی ہے) ان شہادات سے واضح ہے کہ یہی روایت قابلِ ترجیح ہے کہ ان کی پیدائش اسی سال ہوئی جب رسول اللہ ﷺ اپنی عمر کے 40 سال میں تھے۔

جس واقع کو نکاح یا منگنی سے تعبیر کیا گیا ہے، وہ شوال 10ء نبوی میں ہوا تھا، (طبقات ابن سعد جلد نمبر 8، صفحہ 40) جب حضور ﷺ کی عمر پچاس سال کی تھی۔اس اعتبار سے حضرت عائشہؓ کی عمر اس وقت 10 سال کے

قریب تھی، اگر پہلا سال شمار نہ کیا جائے۔ اور 11 سال کی اسے شمار کر لیا جائے۔ چونکہ اصل اہمیت شادی کے واقعہ کو ہے نہ کے منگنی کے واقعہ کو، اس لئے ہم اس واقعہ کے سرسری تذکرہ کے بعد آگے بڑھتے ہیں۔

(5) شادی کے متعلق اس امر پر اتفاق ہے کہ وہ ہجرت کے بعد ہوئی تھی۔ سو ہمیں پہلے یہ دیکھ لینا چاہیے کے ہجرت کب ہوئی تھی۔

نزول وحی کے بعد نبی اکرمؐ مکہ میں کتنے سال رہے۔ اس کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کے جب آپ پر وحی نازل ہوئی تو آپ کی عمر 43 سال کی تھی اور اس کے بعد آپ 10 سال تک مکّہ میں رہے۔ ایک روایت یہ ہے کہ:۔

ایک شخص حضرت ابن عباسؓ کے پاس آیا اور کہا کے رسول اللہ ﷺ پر 10 برس مکّے میں اور 10 برس مدینے میں وحی نازل کی گئی۔ ابنِ عباسؓ نے کہا کہ یہ کون کہتا ہے۔ مکہ میں آپ پر 15 برس تک یا اس سے زیادہ وحی کی گئی۔

لیکن انہی (حضرت ابنِ عباسؓ) سے یہ روایت بھی ہے کہ آپ مکہ میں تیرہ برس رہے چنانچہ اس بات کو عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ آپ 13 برس مکّہ میں رہے۔ اس کے بعد ہجرت فرمائی (ان روایات کے لئے دیکھئے طبقات ابنِ سعد جزو اوّل صفحہ 34۔333) تاریخ طبری۔ جلد اوّل۔ حصّہ سوم صفحہ 54 نیز 32۔135) اتفاق سے اس وقت میرے سامنے ان جلدوں کا وہ اُردو ترجمہ ہے جو حیدر آباد دکن سے شائع ہوا تھا، اس لئے یہ دونوں حوالے اس کے ہیں) 13 سال اور 15 سال کے تضاد کی وجہ یہ نظر آتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی عمر کے 53 سال پورے کر چکے تھے اور 54 واں سال شروع ہوا تھا جب ہجرت شروع ہوئی اور حضورؐ 40 سال میں تھے کہ نزول وحی کی ابتداء ہوئی۔ اب اگر عمر کا چالیسواں سال شمار نہ کیا جائے تو مکّہ کا قیام 13 برس کا ہوتا ہے اور چودھویں برس کے شروع میں ہجرت ہوتی ہے۔ اور اگر چالیسویں سال کو شمار کر لیا جائے تو مکہ کا قیام 14 سال کا ہوتا ہے اور پندرہویں سال میں ہجرت ہوتی ہے ۔اسی کو غالبًا حضرت ابنِ عباسؓ کی روایت میں 15 سال کہہ دیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے حضرت عائشہؓ شروع ہجرت میں یا تو 13 سال پورے کر کے چودھویں سال میں تھیں اور یا 14 سال پورے کر کے پندرہویں سال میں۔ (نیز دیکھئے وہ روایت جو آخر میں آئی ہے۔)

(6) اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہجرت کے کتنے عرصہ بعد آپ کی شادی ہوئی۔ عام روایت کے مطابق نکاح (منگنی) کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر 6 برس کی تھی اور (رخصتی) شادی کے وقت 9 برس کی اور رخصتی مدینہ میں

شوال کے مہینے میں ہوئی تھی۔ چونکہ منگنی ہجرت سے 3 سال پہلے ہوئی تھی اس لئے اس روایت کے مطابق آپ کی شادی ہجرت کے پہلے سال ماہ شوال میں ہو جانی چاہیے تھی۔لیکن یہ بھی غلط ہے۔اس کے وجوہات حسبِ ذیل ہیں۔
طبقات ابنِ سعد میں حضرت عائشہؓ نے تفصیل سے بتایا ہے کے جب نبیؐ اکرم اور حضرت ابوبکرؓ مدینہ تشریف لے گئے تو حضورﷺ کی صاحبزادی اور حضرت ابوبکرؓ کے اہل وعیال مکّہ میں پیچھے چھوڑ دیئے گئے تھے چنانچہ اس کے بعد جب آپؐ کو اطمینان ہو گیا تو ان سب کو مدینہ بلوا لیا گیا۔ (طبقات جلد نمبر 8 صفحہ 43)
بخاری میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ:۔
جب ہم مدینہ میں آئے تو مجھے وہاں بخار آیا اور میرے سر کے تمام بال جھڑ گئے۔اُس کے بعد وہ پھر اُگ آئے اور کندھوں تک آ گئے۔تب آپ کی شادی ہوئی۔ (بخاری جزو نمبر 2،صفحہ 204)
اس سے ظاہر ہے کے:۔
(ا) حضرت عائشہؓ ہجرت کے کچھ عرصہ بعد تک مکّہ میں ہی رہیں (واضح رہے کے ہجرت ربیع الاول کے مہینے میں ہوئی تھی)
(2) مدینہ تشریف لانے کے بعد آپ بیمار ہوئیں اور آپ کے سر کے بال سارے جھڑ گئے۔
(3) اس کے بعد وہ تمام بال دوبارہ اُگے اور کندھوں تک آ گئے اس کے بعد آپ کی شادی ہوئی۔
اگر یہ مانا جائے کے آپ کی شادی ہجرت کے پہلے سال شوال میں ہوئی تھی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کے اوپر کے تمام واقعات آٹھ ماہ کے اندر اندر (ربیع الاول سے شوال تک) ہو گئے تھے اگر یہ سمجھ لیا جائے کہ آپؓ کو ہجرت کے بعد مکہ سے مدینہ آنے میں تین چار ماہ کا عرصہ لگا پھر ایک آدھ مہینہ بیماری کا بھی سمجھ لیجئے تو اس کے بعد شادی تک کے لئے تین چار ماہ کا عرصہ باقی رہ جاتا ہے۔ظاہر ہے کہ اتنے قلیل عرصے میں کسی صورت میں بھی نئے بال اُگ کر کندھوں تک نہیں آ سکتے یہ ایک ایسی بدیہی بات ہے کے بخاری کے شارح عینی نے بھی لکھا ہے کہ:۔
یہ قول بہت ہی عجیب ہے کہ اُن کی رخصتی ہجرت کے سات مہینے بعد ہوگئی۔ یہ قول بالکل کمزور ہے۔اُن کی رخصتی جنگ بدر سے واپسی کے بعد شوال 2 ہجری میں ہوئی۔ (عینی جلد 8 صفحہ 94)
اس کی تائید استیعاب نے بھی کی ہے جس میں لکھا ہے کہ:۔
رسول اللہﷺ نے حضرت عائشہؓ سے ہجرت سے تین سال پہلے شوال 10ء نبوی میں نکاح کیا تھا اور ہجرت سے

اٹھارہ ماہ بعد شوال میں مدینہ میں انہیں رخصت کرا کر لائے تھے۔

(استیعاب جلد 2 صفحہ 477)

اسد الغابہ میں ہے کہ:۔

حضرت فاطمہؓ کی شادی حضرت عائشہؓ کی شادی سے چار ماہ بعد ہوئی تھی۔

(جلد نمبر 4۔صفحہ نمبر 377)

حضرت فاطمہؓ کی شادی محرم میں ہوئی تھی۔اب سوال یہ ہے کے کس سن ہجری کا محرم تھا۔بخاری میں ایک طویل روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ:۔حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میری ایک اونٹنی تھی جو مجھے یومِ بدر میں مالِ غنیمت میں ملی تھی۔اور ایک اونٹنی مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس حصّے میں سے دی تھی جو اللہ نے آپ کو بطورِ فئے دیا تھا یعنی خمس میں سے۔میں نے ارادہ کیا کہ حضرت فاطمہؓ بنتِ رسول اللہ کو رخصت کرا کے لے آؤں اور میں نے بنو قینقاع کے ایک سنار سے بات چیت کی کہ وہ میرے ساتھ چلے اور ہم چل کر اذخر گھاس لے آئیں۔میرا ارادہ یہ تھا کہ اذخر گھاس کو سناروں کے ہاتھ فروخت کروں گا اور اس سے جو رقم مجھے حاصل ہوگی اس سے شادی کا ولیمہ کروں گا (اس کے بعد ہے کہ حضرت حمزہؓ نے کس طرح ان اونٹنیوں کی کھوکھیں پھاڑ ڈالیں۔چونکہ یہ حصّہ ہمارے موضوع سے غیر متعلق ہے اس لئے اسے نقل کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا۔ (بخاری جز وسوم صفحہ 8)

اس سے ظاہر ہے کہ جنگِ بدر تک حضرت علیؓ کی شادی نہیں ہوئی تھی۔جنگِ بدر رمضان 2 ہجری میں ہوئی۔لہٰذا آپ کی شادی جلدی سے جلدی 3 ہجری کے محرم میں ہو سکتی ہے۔

(اسد الغابہ میں اسے غلطی سے محرم 2ھ لکھ دیا گیا ہے۔)

اور چونکہ حضرت عائشہؓ کی شادی اس سے چار ماہ قبل ہوئی تھی۔اس لئے یہ شادی شوال 2ھ میں ہو سکتی ہے نہ کہ 1ھ میں۔

تصریحات بالا سے یہ حقیقت ہمارے سامنے آگئی ہے کہ شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر 15 برس کی تھی۔اگر سالِ پیدائش کو شمار نہ کیا جائے اور 16 برس کی اگر اس سال کو شمار کر لیا جائے۔یعنی ہجرت کے وقت کی عمر سے قریب 2 سال زیادہ۔

حضرت عباسؓ کی یہ روایت پہلے درج کی جا چکی ہے کہ حضور ﷺ نزولِ وحی کے بعد 15 سال تک مکہ میں رہے۔اس مقام پر ہم نے 15 اور 13 سال کی روایات میں مطابقت کی کوشش کی تھی۔لیکن اگر اس روایت کو بالفاظہٖ صحیح مان لیا

جائے (کہ حضور ﷺ نے مکہ میں کامل 15 سال رہنے کے بعد 16 برس میں ہجرت کی) تو اس صورت میں حضرت عائشہؓ کی عمر بوقت شادی 17 سال کی ہو جاتی ہے۔ حضرت ابنِ عباسؓ کی اس روایت کی تائید طبری کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے کہ:۔

ابنِ عباسؓ اور ابنِ حنظلہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے 65 سال کی عمر میں وفات پائی۔

(طبری اُردو ترجمہ حیدر آباد۔ جلد اوّل۔ حصّہ سوم صفحہ نمبر 599)

یعنی 40 سال کی عمر میں نبوت۔ 15 سال مکہ میں اور 10 سال مدینے میں، کل 65 سال۔

ان شہادات کے علاوہ ایک اور شہادت ایسی ہے جو واقعہ کے لحاظ سے ان سے بھی قوی ہے اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی عمر ہجرت کے وقت 17 سال کی۔ لہٰذا رُخصتی کے قریب 19 سال کی تھی۔ حضرت اسماءؓ بنت ابو بکرؓ، حضرت عائشہؓ کی بڑی بہن تھیں۔ ان کے متعلق صاحب مشکوۃ، شیخ ولی الدین ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب، اپنی کتاب اُکمال فی اُسماء الرجال میں لکھتے ہیں:۔

یہ اسماء ہیں ابو بکر صدیقؓ کی بیٹی۔ ان کو ذات النطاقین کہا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے جس رات میں حضورؐ نے ہجرت کی تھی اپنے پٹکے کو پھاڑ کر دو حصّے کئے تھے۔ اس کے ایک حصّے میں توشہ دان کو باندھا اور دوسرے کو مشکیزے پر باندھا یا اس کا اپنا پٹکا بنا لیا تھا۔ اور یہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی والدہ ہیں۔ مکّہ میں اسلام لائیں۔ کہا جاتا ہے کے اس وقت صرف 17 آدمیوں نے اسلام قبول کیا تھا۔ اور یہ حضرت عائشہؓ سے 10 برس بڑی تھیں۔ جب آپ کے بیٹے عبداللہ بن زبیرؓ کی نعش کو (جو بعد قتل ایک لکڑی پر لٹکا دی گئی تھی) لکڑی سے اُتا کر دفن کیا گیا، اس سے 10 دن بعد یا ب 20 دن بعد بعمر ایک 100 سال انتقال کیا۔ اس وقت 73ھ تھا۔ ان سے بہت سے لوگوں نے احادیث کی روایت کی ہے۔ (کمال مشکوٰۃ کے اُردو ترجمہ کے ساتھ شائع ہوئی، اس کا صفحہ 472 دیکھئے۔)

حضرت اسماءؓ کی عمر بوقت وفات (73ھ) میں 100 سال کی تھی۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کی عمر ہجرت کے وقت 27 سال کی تھی اور چونکہ حضرت عائشہؓ ان سے 10 سال چھوٹی تھیں۔ اس لئے حضرت عائشہؓ کی عمر سترہ سال تھی۔ اس اعتبار سے شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر قریب انیس سال کی ہوتی ہے۔

اس سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ کلبی نے جو ہشام بن عبدالما لک سے کہا تھا کہ حضرت فاطمہؓ کی عمر قریب 35 سال کی تھی تو یہ قرینِ قیاس ہے اگر حضرت عائشہؓ کی عمر ہجرت کے وقت 17 سال کی تھی تو حضرت فاطمہؓ کی عمر اس وقت قریب 22

سال کی ہوگی اور وفات کے وقت قریب 33 سال اور پیدائش اور وفات کے سال ساتھ شمار کر لینے سے 35 سال۔

حاصلِ بحث:۔

بہر حال تصریحات بالا سے یہ حقیقت ہمارے سامنے آ گئی کہ شادی کے وقت حضرت عائشہؓ کی عمر بعض روایات کے مطابق 19 برس اور بعض کے مطابق 17 برس کی تھی۔ اور 15-16 برس سے کم کسی صورت میں بھی نہ تھی۔ اس لئے وہ روایات کے شادی کے وقت آپ کی عمر 9 برس کی تھی، آپ اس وقت بچیوں کے ساتھ جھولے جھولتیں اور (نبی اکرمؐ کے ہاں آجانے کے بعد بھی) گڑیاں کھیلا کرتی تھیں۔ قابلِ قبول قرار نہیں پاسکتیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹیوں کی شادیاں کیں۔ ان میں سے کسی کی شادی بھی صغرسنی میں نہیں کی۔ سب سے آخر میں حضرت فاطمہؓ کی شادی کی۔ اس وقت ان کی عمر کم سے کم 21 یا 22 سال کی تھی۔ حالانکہ حضرت علیؓ جن سے ان کی شادی کرنی تھی خود گھر میں موجود تھے۔

آخر میں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ میں تاریخ کے اس اہم نکتہ کو ایک بار پھر دہراؤں جسے اس سے پیشتر کئی مرتبہ پیش کیا جا چکا ہے۔ یہ حقیقت ہے کے تاریخ میں ہمیں ایک ہی واقعہ کے متعلق کئی متضاد روایات ملتی ہیں۔ مثلاً طبریٰ میں خود نبی اکرمؐ کی عمر کے متعلق یہ روایات موجود ہیں کہ آپ کی عمر ساٹھ سال کی۔ 63 سال کی یا 65 سال کی ہے (طبریٰ جلد اوّل۔ حصّہ دوم) یا مثلاً حضرت فاطمہؓ کی وفات کے متعلق ہے کے وہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد صرف تین دن زندہ رہیں۔ یا ایک ماہ، دو ماہ، تین ماہ اور پانچ دن، چار ماہ اور بعض کے نزدیک چھ ماہ تک زندہ رہیں۔ (بحوالہ سیرۃ النبی شبلی جلد دوم صفحہ 427 حاشیہ) یہ فرق تو پھر بھی چند دنوں اور مہینوں کا ہے۔

حضرت سودہؓ کی وفات کے متعلق واقدی نے لکھا ہے کہ انہوں نے 54ھ میں وفات پائی اور امام بخاری تاریخ میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں انتقال فرمایا۔

یعنی 23ھ سے پہلے (بحوالہ سیرت النبیؐ شبلی جلد صفحہ نمبر 404) اس فرق کو ملاحظہ کیجئے کے کس قدر زیادہ ہے۔ یہ تضاد جہاں ان واقعات میں ہو جن کا تعلق کسی دینی معاملہ سے نہیں اور نہ ہی ان کا اثر نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس پر پڑتا ہو ان میں چنداں مضائقہ نہیں کہ ایک روایت کو قبول کر لیا جائے یا دوسری کو۔ مثلاً یہ کہ حضرت سودہؓ کی وفات 23ھ میں ہوئی تھی یا 54ھ میں۔ اس کا اثر نہ دین پر پڑتا ہے اور نہ رسول اللہ کی ذاتِ اقدس پر لیکن ایسی روایات جن کا اثر دین پر یا رسول اللہ کی ذاتِ اقدس پر پڑتا ہے ان کے متعلق بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ ان کے

بارے میں اصول یہ ہونا چاہیے کے کوئی بات جو قرآن کے خلاف ہے یا جس سے حضورﷺ کی ذات کے خلاف کسی قسم کا طعن پایا جاتا ہے وہ کسی صورت میں صحیح نہیں ہوسکتی۔خواہ تاریخی اسناد کی رُو سے وہ کتنی ہی ثقہ کیوں نہ قرار پا چکی ہو۔تاریخ بہر حال ظنّی ہے اس کے مقابلے میں قرآن ایک یقینی شہادت ہے۔اور یہ حقیقت بھی قطعاً یقینی ہے کہ نبی اکرمﷺ کا کوئی قول یا عمل نہ قرآن کے خلاف ہوسکتا ہے اور نہ ہی شرفِ انسانیت کے خلاف۔(شرفِ انسانیت کے معیار، ہمارے نصاب کی طرح، غیر مسلموں کے تیار کردہ یا اُن کی کفریہ تعلیمات سے متاثرہ نہیں بلکہ قرآنی اور مستند احادیث کے مطابق ہونے چاہییں۔راقم)

اس لئے ہمیں ظنّی چیزوں کو ہمیشہ یقینی باتوں کے تابع رکھنا چاہیے۔اگر ہم اپنی تاریخ میں اتنی احتیاط برت لیں تو ہم دین کے معاملے میں بہت سی اُلجھنوں سے بچ جائیں گے اور سیرتِ نبی اکرمﷺ کے بارے میں ان رنج و اعتراضات سے بھی جو ہماری تاریخی روایات کی بنا پر غیروں کی طرف سے آئے دن عائد ہوتے رہتے ہیں۔ضرورت تو اس امر کی ہے کہ صدرِ اوّل کی تاریخ مذکورہ بالا معیار کے مطابق از سرِ نو لکھی جائے تا کہ جن غلط واقعات کی بنا پر نبی اکرمﷺ اور صحابہ کبارؓ کی سیرت داغدار ہوجاتی ہے وہ واقعات تاریخ میں باقی نہ رہیں لیکن جب تک ایسا نہ ہوسکے اس وقت تک ہمیں ایسا تو ضرور کرنا چاہیے کہ اس قسم کی روایات کے متعلق کہہ دیا جائے کہ یہ غلط اور مزید تحقیق کی محتاج ہیں۔

C-8۔اُم المومنین حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروقؓ

(حوالہ حیات رسالتمآبﷺ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 279)

آنحضرتﷺ نے شعبان 3ھ میں حضرت حفصہؓ بنت عمر فاروق اعظمؓ سے نکاح فرمایا۔نکاح ثانی کے وقت حضرت حفصہؓ کی عمر تقریباً بیس 20 اکیس 21 سال تھی۔مورخین نے آپ کی پیدائش آنحضرتﷺ کی نبوت سے پانچ سال پہلے لکھی ہے حضرت حفصہؓ کا پہلا نکاح خنیسؓ بن حذاقہ بن قیس بن عدی سے ہوا۔حضرت حفصہؓ اپنے عین شباب میں ہی بیوہ ہوگئیں۔

سیدنا فاروق اعظمؓ اپنی اس لاڈلی بیٹی کے بارے میں بہت فکر مند رہتے تھے۔حضرت عثمانؓ کے پاس گئے اور یہ ارشاد فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہؓ کا نکاح آپ سے کردوں یہ بات سن کر سیدنا عثمانؓ کی نگاہیں جھک گئیں کچھ دیر کے بعد سر اٹھایا اور کہا:

''مجھے کچھ سوچنے کی مہلت دیجئے مایوس ہو کر حضرت ابوبکرؓ کے پاس گئے ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اپنی بیٹی حفصہؓ کو آپؐ کے حبالہ عقد میں دے دوں۔ حضرت ابوبکرؓ یہ بات سن کر قدرے مسکرائے اور خاموش ہو گئے نگاہیں جھکا لیں اور کوئی جواب نہ دیا امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح البخاری میں اس عمل کی فضیلت کو اجاگر کرنے کے لیے مستقل ایک عنوان قائم کیا ہے۔ (انسان کا اپنی بیٹی یا بہن کے رشتے کی کسی نیک آدمی کو پیشکش کرنا)۔ جب صدیق اکبرؓ نے بھی خاموشی کا انداز اختیار کیا تو یہ شکایت لے کر رسول اقدسؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے ساری صورت حال سے آپؐ کو آگاہ کیا آپؐ نے پوری داستان سننے کے بعد مسکراتے ہوئے ارشاد فرمایا'' عمر گھبراؤ نہیں حفصہؓ سے شادی کرے گا جو عثمانؓ سے بہتر ہوگا اور عثمانؓ کی شادی اس سے ہوگی جو حفصہؓ سے بہتر ہے۔ شاہ امم سلطان مدینہ کی زبان مبارک سے یہ بات سن کر فاروق اعظمؓ خوش بھی ہوئے چند روز بعد رسول اقدسؐ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان بن عفانؓ سے کر دیا کچھ عرصے بعد سید المرسلینؐ نے خود حضرت عمر بن خطابؓ سے شادی کی خواہش کا اظہار کر دیا یہ خبر سن کر حضرت عمرؓ خوشی سے جھوم اٹھے رسول اقدسؐ حضرت حفصہؓ کے ساتھ ۳ ھجری غزوۂ احد سے پہلے رشتہ ازواج میں منسلک ہو گئے اس وقت حضرت حفصہؓ کی عمر تقریباً بیس سال تھی اس سے پہلے حضرت سودہؓ بنت زمعہ اور حضرت عائشہؓ بنت ابوبکرؓ آپؐ کے حبالہ عقد میں موجود تھیں۔

حضرت عثمانؓ بھی یہاں موجود تھے انہوں نے بھی حضرت عمرؓ سے اپنے خیالات کا اظہار کیا حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ سے مل کر فرمایا تم اس بات کا میری طرف سے رنج نہ کرنا۔ رسول اللہ ﷺ حفصہؓ کا ذکر مجھ سے فرما چکے تھے۔ اور میں اس وقت نبی کریم ﷺ کا یہ راز ظاہر نہ کر سکتا تھا۔ ہاں اگر آنحضرت ﷺ نکاح نہ کرتے تو میں ضرور کر لیتا۔ اس واقعہ میں موجود ایک عالی شان عظمت کہ بیٹی کی عدت بھی پوری نہیں ہوتی اور باپ اپنے جاننے والوں سے اس کے رشتے کے لیے بات چیت کر رہا ہے اور عدت کے پورا ہوتے ہی دوسری شادی کر دی جاتی ہے۔

C-8-2-باپوں کے لیے یہ ایک قابل تقلید مثال

کہ بیوہ بیٹی کی شادی کے لیے بہت جلدی ہونا چاہئے ادھر یہ عالم ہے کہ باپ 60 سال کا بھی رنڈوا ہو جائے تو اپنی دوسری شادی کی فوری فکر کرتا ہے جبکہ بیٹی 30 سال کی بھی بیوہ ہو جائے تو کہتا ہے کہ ہم ہیں اس کا خرچہ اٹھانے والے اس کے 3 بچے ہیں وہ ان کو پال لے گی اور اسے کوئی فکر نہیں ہوگی وغیرہ وغیرہ۔۔۔ وہ بیچاری تو عورت ہے اسے شرم آتی ہے اپنی شادی کی بات کرتے ہوئے تو میں اس کے لیے بولتا ہوں !!! تو رنڈوا ہو گیا اور تجھے یہ بتاتے ہوئے بڑا فخر

محسوس ہوتا ہے کہ تو بڑا انگڑا مرد ہے تمھارے اندر 60 سال کی عمر میں بھی نوجوان مردوں والی قوت ہے تمہیں بیوی نہ ملے تو تُو بے قرار ہے اور بیٹی !!!! اور وہ بھی کوئی انسان ہے بچے پالنے کے لیے پیسے مل گئے تو اسے اور کیا چاہئے !!!! اللہ تعالیٰ حق بات کہنے سے نہیں شرماتا تو مسلمانوں کو بھی حق بات سے نہیں شرمانا چاہئے ایسی مظلوم بیٹیاں گھر والوں کے ایسے فیصلے اور اردگرد کا فرانہ ماحول دیکھتے ہوئے اپنی فطرت و جبلت کا گلا گھونٹ کر خود بھی اعلان کر دیتی ہیں کہ وہ اگلی شادی نہیں کریں گی اور صرف بچے پالیں گی۔ تو یہ باپ بیٹی کو 40 سال کیوں کڑوے صبر کی آگ میں جھلسانا چاہتا ہے؟ یہ ایک باپ ہے؟ کہلاتا یہ حاجی صاحب ہے اور اسلامی تعلیمات کے قریب سے بھی نہیں گزرا ہوا۔ اس عظیم مثال میں ایک تو یہ سبق ہے کہ بیوہ مطلقہ وغیرہ کی عدت پوری ہونے کا انتظار نہیں کرنا چاہئے اور اس کا عدت سے پہلے رشتہ طے کرنے کی کوشش کرنا چاہئے باپ کی طرح بھائی، بیٹا، چچا، ماموں، بھانجا، بھتیجا بھی محرم ہیں اِن سب کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ رشتہ ڈھونڈنے میں مدد کریں۔ یہ کتنا پیارا اور عظیم اصول ہے۔ کیا دنیا کی کسی اور قوم میں یہ اصول ہمیں نظر آتا ہے خود ہماری قوم ان خوبصورتیوں سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق دے۔ (آمین)

دوبارہ اس مثال میں بھی ہمیں اسلام کا پہلے سے بیان کیا گیا اصول نظر آتا ہے کہ عورت مرد کی شادی کرتے وقت عمر کا حساب نہ رکھا جائے ان دونوں کا محض شادی کے قابل ہونا کافی ہے لہٰذا حضرت عمرؓ سب سے پہلے حضرت ابوبکرؓ سے کہتے ہیں کہ آپ میری بیٹی سے شادی کرلیں جو عمر میں ان سے تقریباً 10 سال بڑے ہیں۔ اس کے بعد حضرت عثمانؓ سے شادی کی بات کرتے ہیں وہ بھی ان سے عمر میں بڑے ہیں۔

C-9 اُمّ المومنین حضرت زینبؓ بنت خزیمہ

(حوالہ حیات رسالتمآبؐ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 297)

آپ کا پہلا نکاح طفیل سے اور دوسرا نکاح عبیدہ سے ہوا۔ حضرت زینبؓ کا تیسرا نکاح عبداللہؓ بن جحش سے ہوا۔ جنگ احد میں شہید ہوئے۔ حضرت عبداللہؓ کی شہادت کے بعد آپ نبی کریم ﷺ کے نکاح میں آئیں اور دو تین ماہ زندہ رہیں اور جنت کو سدھاریں۔ اُمُّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بعد آپ پہلی زوجہ محترمہ ہیں جنھوں نے آنحضرتؐ کی مبارک زندگی میں انتقال فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی اور بقیع میں دفن فرمایا انتقال کے وقت آپؓ کی عمر تقریباً تیس 30 سال تھی۔

C-9-2- تجزیہ:

یہ حضرت زینبؓ کی چوتھی شادی تھی اور آپؐ سے 25 سال چھوٹی تھیں دونوں عظیم مثالیں ہیں جن کا پہلے ذکر کیا جاچکا ہے۔مسلمان عورتیں بیوہ یا مطلقہ ہوں تو اگلے نکاح سے بالکل نہ ہچکچائیں اور عمر کے فرق کو ملحوظ خاطر نہ رکھیں مرد کا صحت مند ہونا ہی کافی ہوتا ہے۔دوسرا نکاح سابق دیور سے کیا تھا۔حضورؐ سے نکاح سے پہلے 3 مرتبہ بیوہ ہوئیں۔

C-10 اُم المومنین حضرت ام سلمہؓ بنت ابی امیہ

(حوالہ حیات رسالتمآبؐ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 319)

اُمّ المومنین کا اصل نام "ہند" اور کنیت اُمّ سلمہ ہے۔آپ کا نکاح عبداللہؓ بن عبدالاسد سے ہوا۔جو تاریخ اسلام میں ابوسلمہؓ کے نام سے مشہور ہیں۔ابوسلمہؓ کو غزوہ اُحد میں ایک مہلک زخم شانہ پر آیا تھا حضرت ابوسلمہؓ کے انتقال کے وقت حضرت اُمّ سلمہؓ حمل سے تھیں۔چنانچہ وضع حمل کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپ کی غربت و کس مپرسی کے خیال سے اپنے نکاح کا پیام دیا جسے حضرت اُمّ سلمہؓ نے قبول نہ کیا۔حضرت عمرؓ نے بھی نکاح کا پیام دیا تھا مگر انکار کر دیا پھر صحیح یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت ﷺ کا نکاح کا پیام دیا تھا۔بہرحال حضرت اُمّ سلمہؓ کے لئے یہ تو ناممکن تھا کہ تعمیل ارشاد سے انکار کرتیں البتہ چند عذر ضرور پیش کئے یعنی ا۔میں سخت غیور عورت ہوں (سوکن برداشت نہیں کر سکتی) صاحبِ عیال ہوں۔ میری عمر زیادہ ہوگئی ہے آنحضرت ﷺ نے ان تمام زحمتوں کو گوارا فرمایا جس کے نتیجہ میں حضرت اُمّ سلمہؓ نکاح ثانی کیلئے رضا مند ہوگئیں۔

C-10-2- تجزیہ:

یہ شادی مسلمانوں کے لیے نئے اصولوں کی شمعیں روشن کرتی ہے۔خاوند کی لاش دیکھ کر حضور ﷺ اس کی بیوہ کو تسلی کن الفاظ میں دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہتر متبادل عطا کرے۔ یہ عظیم مثال ہمارے معاشرے میں غیر مسلموں کے زیر اثر ختم ہوچکی ہے۔بیوہ سے لوگ دوسری شادی کا ذکر کرتے ہوئے بھی ڈرتے ہیں۔دودھ پیتے بچے کی ماں کی شادی۔حاملہ کی عدت وضع حمل ہے۔

دور نبویؐ کے مسلمانوں کی عظمت دیکھیں بچے کی پیدائش کے فوراً ساتھ شادی کے پیغامات آنے شروع ہوگئے۔موجودہ معاشرے میں ان مثالوں کی تقلید کیوں نہیں ہورہی کیا ہم مسلمان نہیں؟ یا ہم کن کے پیروکار ہیں؟ ہم ہندوؤں اور عیسائیوں کی پیروی کب چھوڑیں گے؟ عورت اپنی شرائط پر شادی کرسکتی ہے۔خاوند کی موت اور بچے کی

پیدائش کے بعد حضرت ام سلمہؓ کی ذہنی حالت اگلی شادی کے لیے تیار نہ تھی مگر مسلمانوں کو ان کی ذمہ داری کی فکر دامن گیر تھی دو عظیم صحابہ کو انہوں نے انکار بھی کیا اور حضورؐ جیسی عالی شان ہستی کو بھی شرائط پیش کر دیں مگر قربان جایئے مسلمانوں کے احساس ذمہ داری پر کہ یہ کام کوئی نوخیز کنواری لڑکی کرتی تو سمجھ بھی آتی ہے۔ 4 بچوں کی ماں کی سختیاں بھی برداشت کیں اور انہی کے فائدے کے لیے (سبحان اللہ) خاوند اپنی زندگی میں بیوی کو نصیحت کر رہا ہے کہ میری ناگہانی موت کی صورت میں دوسرا نکاح ضرور کرنا۔ اس وقت کونسا خاوند ہے جس نے اپنی بیوی کو یہ نصیحت کی ہو جو ایک عظیم صحابیؓ ابو سلمہؓ اپنی بیوی کو کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی بیویوں کو نصیحت کریں کہ ہماری ناگہانی موت کی صورت میں کسی شریف آدمی سے نکاح ضرور کرے چاہے وہ 60 سال کی ہی کیوں نہ ہوگئی ہوں۔ حضرت ام سلمہؓ کے بڑے بیٹے نے یہ نکاح پڑھایا تھا لہٰذا

C-10-3- جوان بچوں کے لیے نصیحت۔

جوان بیٹا خود ماں کا نکاح پڑھاتا ہے۔ جوان بچوں کے لیے ایک مزید خوبصورتی ہے بجائے وہ ماں کی شادی میں رکاوٹ بنیں انہیں ماں کی مدد کرنا چاہئے اور ماں کو دیوی کی بجائے ایک انسان سمجھنا چاہئے یہ عظمت دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں پائی جاتی ہمیں اپنے اسلاف کی عظمتوں کا ادراک بھی کرنا چاہئے اور ان کا اعادہ بھی۔ کوئی مسلمان بیٹا یا بیٹی اگر ماں کی شادی میں رکاوٹ بنتا ہے تو اس مثال سے واضح ہوتا ہے دین اسلام میں اس کا کیا مقام ہے کیا اسے اللہ معاف کر دے گا یا کیا اسے حضورؐ کی شفاعت نصیب ہوگی؟ مسلم معاشرے کی ایک بہت بڑی خوبصورتی۔ آپ کے حلقے میں کوئی بھی بیوہ مطلقہ ہوگئی ہو۔ صاحبان نصاب پر یہ فرض نظر آتا ہے کہ وہ اسے عدت پوری ہوتے ہی پیغام نکاح ضرور بھیجیں۔ یہ خوبصورتی دنیا کے کسی دوسرے معاشرے میں یکسر ناپید ہے اور جس سے مسلمان اپنے سے چھوٹی قوموں کی تقلید کرتے ہوئے خود بھی محروم ہو رہے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ انہیں پیغام نکاح دے رہے ہیں پھر حضرت عمرؓ پیغام نکاح دے رہے ہیں مگر وہ قبول نہیں کرتیں اور حضورؐ کا پیغام نکاح بھی شرائط کے ساتھ قبول کیا اور ان کی دلجوئی کے لیے حضورؐ نے ان کی شرائط کو خود گوارا کیا۔ مگر یہ نظر آتا ہے کہ مسلم معاشرہ کسی بیوہ، مطلقہ کو تنہا برداشت نہیں کرتا اور اس کے دکھ میں ہر طرح سے شریک ہونا چاہتا ہے اور اس کو نارمل زندگی میں لانے کے لیے کوشش کرتا ہے۔ یہ بھی حضورؐ سے 31 سال چھوٹی تھیں گویا دین اسلام طویل العمر فرقی نظامِ زوجیت کی شرط عدل کے ساتھ حوصلہ افزائی کرتا ہے جبکہ دوسرے تمام مذاہب اِس نظام کے خلاف ہیں۔ حضرت امِ سلمہؓ نے کم عمر صحابہؓ کو چھوڑ کر حضورؐ سے

شادی کی۔

C-10-4- بیوہ یا مطلقہ کے بچوں پر اعتراض:

عورت بیوہ ہو تو بچے اس کے پاس ہوتے ہیں طلاق کی صورت میں بھی زیادہ تر عورتیں اپنی مادرانہ فطرت کی بدولت بچوں کو نہیں چھوڑتیں یہ عام مسئلہ دیکھا جا رہا ہے کہ اول تو یہ شادی کے لیے خود ہی رضا مند نہیں ہوتیں اگر کوئی رنڈوا، بوڑھا مل جائے تو وہ انتہائی بے حسی سے اس کے گذشتہ بچوں پر اعتراض کرتا ہے اور زیادہ تر یہی کوشش ہوتی ہے کہ بچوں کو میکے ہی کہیں چھوڑ آئے۔ یہ ایک انتہائی غلط رجحان ہے۔ اسلامی شریعت اس کو کسی طور پسند نہیں کرتی۔ حضرت ام سلمہؓ کی مثال ہمارے لیے نورانی قمقمہ ہے۔ مسلمان مردوں کو ایسا اعتراض کرتے ہوئے شرم آنا چاہئے اور یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہئے اور یہی اعتراض عورتیں رنڈوے یا مطلقہ مرد کے بچوں پر زیادہ کرتی ہیں انہیں بھی اس بات کا دھیان رکھنا چاہئے۔ حضرت سودہؓ کی مثال سے سبق لینا چاہئے کہ کتنی مادرانہ شفقت سے حضورؐ کی بچیوں کی پرورش کی۔

C-10-5- بیوہ بھابھی سے نکاح:۔

حضرت ابو سلمیٰؓ حضورﷺ کے دودھ شریک بھائی تھے۔ اس رشتے سے حضرت ام سلمہؓ آپﷺ کی بھابھی لگتی تھیں اور یہ نکاح اس اسلامی روائت کی بنیاد بنتا ہے کہ بیوہ بھابھی سے نکاح اسلام میں پسندیدہ اور براہ راست حضورﷺ کی سنت مبارکہ سے ثابت شدہ عمل ہے۔

C-11 اُم المومنین حضرت زینبؓ بنت جحش

(حوالہ حیاتِ رسالتمابؐ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 334)

آپ کی والدہ حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب کی سگی بہن تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت زینبؓ جناب رسالت مآبﷺ کی حقیقی پھوپھیری بہن ہوئیں۔ حضرت زینبؓ کا پہلا نکاح حضرت زیدؓ بن حارثہ سے ہوا۔ جو آنحضرتﷺ کے آزاد کردہ غلام اور آپؐ کے متبنیٰ تھے۔

نبوت کے بعد جن امور کی حضورؐ نے اصلاح فرمائی ان میں غلاموں کی حالت کی درستی بھی تھی۔ چنانچہ اس ضمن میں حضورؐ نے ایک بلند ترین مثال قائم کرنے کے ارادے سے حضرت زیدؓ اور حضرت زینبؓ کے نکاح کی تجویز فرمائی۔ لیکن جو لوگ خاندانی غرور تکبر پر جان دینے والے تھے۔ وہ مصلح اعظمﷺ کی اس تجویز پر آسانی سے متفق نہ ہو سکتے تھے۔ اس لئے حضرت زینبؓ کے رشتہ داروں نے انکار کر دیا مگر آپﷺ نے جس بہترین مثال کو قائم کرنے کا ارادہ

فرما لیا تھا۔اس پر برابر قائم رہے اور نکاح ہو گیا۔ یہ نکاح گویا انسانیت پر احسان عظیم تھا۔ارشاد الٰہی اور منشائے نبوتؐ کے مطابق یہ نکاح ہونے کو تو ہو گیا اور تقریباً ایک سال تک دونوں نے اس رشتہ کو نبایا بھی۔مگر اس کے بعد نا گواریاں بڑھنے لگیں۔آخر حضرت زیدؓ نے روزمرہ کی بڑھتی ہوئی نا گواریوں کے پیش نظر بالآخر طلاق دے دی۔

جب حضرت زینبؓ کی عدت پوری ہوگئی تو حضورؐ نے اس خیال سے کہ وہ آپؐ ہی کے حکم سے حضرت زیدؓ سے نکاح پر راضی ہوئی تھیں۔ان کی دلجوئی کے لئے خود نکاح کرنا چاہا۔مگر اس وقت چونکہ زمانہ جاہلیت کی رسومات کا اثر باقی تھا جن کے تحت متبنیٰ کو حقیقی بیٹے کا درجہ حاصل تھا اس لئے منافقین کے اعتراض کا خیال وجہ تامل ہوا۔

قرآن حکیم میں بہت پہلے یہ نازل ہو چکا تھا: ''محمدؐ تم مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں ہیں''۔''مومنو! لے پالکوں کو ان کے (اصل) باپوں کے نام سے پکارا کرو۔خدا کے نزدیک یہی بات درست ہے۔'' ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے دل سے خطرہ نکال دیا۔دوسری طرف چونکہ حکم الٰہی ہو چکا تھا اور اب کوئی امر مانع نہ رہا تھا۔اس لئے حضورؐ نے حضرت زیدؓ کو نکاح کا پیام دے کر حضرت زینبؓ کے پاس بھیجا۔

منہ بولے رشتہ کا اسلام میں کوئی مقام یا حرمت نہیں ہے۔ان کی شادی کا واقعہ بے شمار خوبصورتیاں لئے ہوئے ہے مسلمانوں کے لیے اس میں بہت سی قابل تقلید مثالیں موجود ہیں ہندو معاشرے کی قربت کی وجہ سے ہم برصغیر کے مسلمانوں میں بھی منہ بولے رشتہ داروں کا عین ہندوؤں کی طرح کا احترام پایا جاتا ہے جو کہ سراسر غلط ہے انہوں نے راکھی باندھ لی اور وہ سگی بہن کی طرح حرام ہوگئی ہمارے بھی جس کو بہن بیٹی کہہ دیا اس کو رشتہ سمجھتے ہوئے شرماتے ہیں دوسری طرف یہ سوچا جاتا ہے کہ وہ تو ہماری عورت کو بہن یا بیٹی کہتا ہے تو دین اسلام ایسے منہ بولے رشتوں کو کوئی اہمیت نہیں دیتا اور صرف عقل اور دلیل کی بات کو مانتا ہے۔بظاہر معمولی مگر اپنے مزاج کے لیے نا قابل برداشت بات پر طلاق لینا حضرت زینبؓ نے ایک نئی عظیم مثال قائم کی طلاق دین اسلام میں مکروہ ترین حلال عمل ہے ہماری تعلیمات کے مطابق اس عمل سے پہلے ہزاروں مرتبہ سمجھوتے کے لیے کوشش کرنی چاہئے لیکن جب مزاج نہ مل رہے ہوں تو طلاق لے لینی چاہئے گویا اس میں مسلمان عورتوں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ تمہارا خاوند بہت اچھا ہے نیک پرہیزگار، نمازی کوئی بڑا گناہ نہیں اس میں تمہیں اس کی بہت سی باتیں پسند ہیں مگر چند باتوں سے ایسی نفرت ہے کہ تم اس کے ساتھ اپنی زندگی گزارنا پسند نہیں کرتی تو تم حضرت زینبؓ بنت جحش کی سنت پر عمل کرو۔گویا برداشت کرو تو بڑی سے بڑی زیادتی بھی برداشت کر جاؤ اور چھوڑنا چاہو تو چھوٹی سے چھوٹی بات پر بھی چھوڑ دو۔جیسے ''میرا اور اسکا مزاج نہیں

ملتا۔''

C-11-2- مردوں کی دینی ذمہ داری

مردوں کے لیے پھر وہی قابل تقلید مثال کہ اگر کسی عورت کو طلاق ہوگئی اس کے حلقے کے مردوں پر اخلاقی اور اسلامی ذمہ داری ہے اسے پیغام نکاح دیں۔ذات پات اونچ نیچ اسلام میں بے معنی باتیں یاد رکھیں یہ غیر مسلموں کی ذہنیت ہے جیسے ہندوؤں کا تمام معاشرتی نظام ذات پات اونچ نیچ پر منحصر ہے یہودی احساس تفاخر سے پاگل قوم ہے۔عیسائی بھائی اونچ نیچ کا بہت دھیان رکھتے ہیں۔آزاد کردہ غلام سے سرداران قریش کی عورت کی شادی کرنا مسلمانوں کو یہ اصول دیتا ہے کہ شادی کرتے وقت خاندانی اونچ نیچ ذات پات کوئی اہمیت نہیں رکھتی اور اگر کوئی ایسا کرے تو اس کے ذہن میں ہونا چاہیے کہ روزِ حشر حضورؐ سے اپنی شفاعت سے بہرہ ور کریں گے یا محروم کریں گے۔ہمیں صرف اللہ سے ڈرنا چاہیے غیر مسلموں اور جاہل مسلمانوں کی احمقانہ باتوں سے نہیں۔

C-12 اُم المومنین حضرت جویریہؓ بنت حارث

(حوالہ حیاتِ رسالتمابؐ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 331)

حضرت جویریہؓ غزوۂ مریسیع کے قیدیوں میں تھیں۔جب مالِ غنیمت تقسیم ہُوا تو حضرت جویریہؓ حضرت ثابت بن قیسؓ کے حصّہ میں آئیں اور حضرت ثابتؓ نے انھیں مکاتبہ بنا دیا۔حضرت جویریہؓ کی پہلی شادی مسافح بن صفوان سے ہوئی۔جو غزوۂ مریسیع میں قتل ہوگیا۔اسلام میں یہ اجازت ہے۔کہ اگر آقا راضی ہو تو غلام لونڈی کچھ رقم دیکر اپنے اپ کو آزاد کرا سکتے ہیں۔اس طریقہ کو فقہاتی اصطلاح میں 'مکاتبت' کہتے ہیں۔اسی اُصول کے تحت حضرت جویریہؓ مکاتبہ بن گئیں۔حضورؐ نے ارشاد فرمایا''کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ میں تمھارا زرِ کتابت اَدا کردوں اور تم سے نکاح کر لوں''۔حضرت جویریہؓ راضی ہوگئیں۔پھر آنحضرت ﷺ نے زرِ کتابت دے کر نکاح کر لیا۔

C-12-2- تجزیہ:

بیوہ بھی تھیں اور قیدی بھی ان کو مسلمان کر کے حضورؐ نے ان سے شادی کی۔مسلمان عورتوں کے لیے اس میں عمدہ مثال یہی ہے کہ حضرت ثابتؓ سے انہوں نے مکاتبہ کر لیا مگر رسولؐ کو پسند کر لیا۔یہ رسول ﷺ سے 37 سال چھوٹی تھیں تو ہدایت یہ ملی کہ عورتیں اپنی پسند کے مرد سے شادی کر سکتی ہیں۔

C-13 اُم المومنین حضرت ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ

ؓ(حوالہ حیاتِ رسالتمابؐ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 386)

آپ بعثت نبوی ﷺ سے سترہ سال قبل پیدا ہوئیں۔ آپ کا پہلا نکاح عبیداللہ بن جحش بن رباب سے ہوا۔ آپ نے اپنے شوہر کے ساتھ اسلام قبول کیا اور اس کے ساتھ ہی ہجرت کر کے حبشہ چلی گئیں۔ حبشہ میں آپ کی ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام حبیبہ تھا۔ کچھ دنوں کے بعد عبیداللہ نے اسلام ترک کر کے عیسائی مذہب اختیار کیا۔ چونکہ رندانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ اس لئے شراب نوشی کے عالم میں ہی مرگیا۔ ام حبیبہؓ اپنے شوہر کے مرتد ہونے کے باوجود مسلمان ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ کو جب آپ کی بیوگی اور غریب الوطنی کا علم ہوا۔ تو حضور نے پیام نکاح دینے کے لئے عمرو بن امیہ ضمریؓ کو نجاشی شاہ حبش کے پاس بھیجا۔ شام کے وقت نجاشی نے وہاں کے مسلمانوں اور حضرت جعفرؓ بن ابی طالب کو بلا کر خود نکاح پڑھایا اور چار سو دینار بطور مہر آنحضرت ﷺ کی طرف سے خالد بن سعید کو ادا کیے۔

C-13-2- تجزیہ: بیوہ ہوتے ہی حضورؐ کا پیغام نکاح پہنچ گیا کیسی عظمت ہے دین اسلام بیوہ کا دکھ 1 دن بھی برداشت نہیں کرتا جبکہ غیر مسلموں نے بیوہ عورتوں کے لیے رنڈی خانے بنا رکھے ہیں اور انہیں قابل نفرت اور گھٹیا زندگی گزارنے کے لیے مجبور کیا جاتا ہے مسلمان بیوہ، مطلقہ کو سر آنکھوں پر بٹھاتا ہے دنیا کا کونسا معاشرہ اتنا اعلیٰ اور اچھا ہے کوئی ایک بھی نہیں۔ کچھ ترقی یافتہ ممالک میں ایسی عورتوں کے نان نفقے کا بندوبست حکومت کے ذمہ دیا جاتا ہے مگر افسوس وہ حکومتیں بھی عورتوں کو انسان نہیں سمجھتی، ڈربے کی مرغی سمجھتے ہیں، بس اناج اور پانی دے دیا یہ کافی ہے۔ عورتوں کی جنسی جبلت کی تسکین کے لیے سوائے دین اسلام کے دنیا کا کوئی مذہب نہیں سوچتا اور وہ مذاہب پھر بھی اپنے آپ کو اسلام سے اعلیٰ سمجھتے ہیں۔ ان کے ہاں بوائے فرینڈ کی کثرت ہے اس لیے حرام وحلال کی تمیز نہیں ہے ان میں اپنے ہی مذہب کے اللہ کا ڈر نہیں ہے اور وہ دل سے ایسی عورتوں کی عزت بھی نہیں کرتے لیڈی ڈیانا کی مثال سامنے ہے شہزادے کو اس کی سادی دوستیوں پر بھی اعتراض تھا گویا غیر مسلموں کا طبقہ اشرافیہ کسی بھی ایسی فرینڈ شپ کو دل سے غلط سمجھتا ہے بظاہر چاہے اپنے آپ کو آزاد خیال کہلوانے کے لیے اس فعل کو برداشت کرتے بھی ہیں۔

حضرت اُمِ حبیبہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت یہ الفاظ میرے کان میں پڑے، اس وقت مجھے اس قدر مسرت ہوئی کہ میرے پاس اسوقت جو کچھ بھی تھا۔ وہ میں نے اُٹھا کر کنیز کو دیدیا اور کہا کہ تو میرے لئے اتنی اچھی خبر لائی ہے اسلئے

یہ تیرا انعام ہے۔آجکل کی بیوہ مطلقہ عورتوں کے لئے حضرت اُمِ حبیبہؓ کی راہ نمائی کہ اچھے مرد کا پیغام آنے پر خوشی کا اظہار کریں۔

C-14 اُم المومنین حضرت صفیہؓ بنت حییؓ

(حوالہ حیاتِ رسالتمابؐ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 410)

ام المومنین حضرت صفیہؓ کا اصل نام زینب تھا۔حضرت صفیہؓ مال غنیمت کے اس بہترین حصہ کو کہتے ہیں۔جو امام یا بادشاہ کے لئے مخصوص ہو جاتا ہے۔چونکہ حضرت صفیہ غزوہ خیبر میں اسی طریقہ کے مطابق حضورؐ کے نکاح میں آئی تھیں۔اس لئے صفیہؓ کے نام سے مشہور ہوگئیں۔آپ کا پہلا نکاح سلام بن مشکم القرظی سے ہوا۔جو ایک مشہور شاعر اور سردار تھا۔اس سے طلاق ہو جانے کے بعد کنانہ بن ابی الحقیق سے عقد کیا۔کنانہ خیبر کے قلعہ قموص کا سردار تھا۔جب غزوہ خیبر میں کنانہ مارا گیا۔نکاح کے بعد خیبر سے روانگی ہوئی مقام صہبا میں رسم عروسی ادا ہوئی اور اسی مقام پر دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا۔

C-14-2- تجزیہ:

یہ حضورؐ کی دوسری کم عمر ترین زوجہ تھیں قریباً 41 سال چھوٹی تھیں۔حضورؐ سے نکاح کے وقت ان کی عمر 17 سال تھی۔اور حضورؐ کی عمر 58 سال تھی یہ حضرت صفیہؓ کی تیسری شادی تھی اسی سے آپ حساب لگالیں کہ عرب میں اس زمانے میں کتنی کم عمر لڑکیوں کا نکاح کیا جاتا تھا۔مسلمان عورتوں کے لیے قابل تقلید مثال یہ ہے کہ طلاق کے بعد دوسرا نکاح کیا تھا اور بیوہ ہونے کے بعد تیسرا۔اللہ تعالیٰ ھماری عورتوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے۔

C-15 اُم المومنین حضرت میمونہؓ بنت حارث

(حوالہ حیاتِ رسالتمابؐ راجہ محمد شریف صفحہ نمبر 420)

ام المومنین حضرت میمونہؓ کا اصل نام برہ تھا۔حضورؐ کے نکاح میں آنے سے پیشتر میمونہؓ نام رکھا گیا۔آپ کا پہلا نکاح مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے ہوا۔جب مسعود نے طلاق دے دی۔تو آپ نے ابورہم بن عبدالعزیٰ سے نکاح کرلیا۔انکے انتقال کے بعد آپ حضورؐ کی زوجیت میں آئیں۔آپ آنحضرت ﷺ کی آخری بیوی تھیں۔آپ کے بعد حضور ﷺ نے کسی سے نکاح نہیں فرمایا۔جب حضورؐ ادائے عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوئے تو حضرت عباسؓ نے حضور ﷺ کو ان سے نکاح پر آمادہ کیا۔حضورؐ نے احرام کی حالت میں بالعوض پانچ سو درہم ام المومنین حضرت میمونہؓ

سے نکاح کیا۔ جب آپؐ نے عمرہ سے فارغ ہوکر مقام سرف یعنی مکہ سے مدینہ کے راستے میں دس میل کے فاصلے پر قیام فرمایا تو رسم عروسی ادا ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے خادم ابورافع حضرت میمونہؓ کو یہاں ہی لے آئے تھے۔

C-15-2- تجزیہ:

اس شادی میں بھی مسلمانوں کے لیے بڑی برکت والی باتیں ہیں ان کا پہلا نکاح طلاق پر ختم ہوا دوسرے پر بیوہ ہوگئیں اور پھر آپؐ سے نکاح کیا۔ گذشتہ امہاتؓ کی حالات زندگی سے ہمیں جو اصول ملتے ہیں حضرت میمونہؓ نے ان کو دہرایا طلاق کے بعد بھی نکاح کیا اور بیوہ ہونے پر بھی، ان کی نیک سیرت مسلمان عورتوں کے لیے بقع نور ہے۔ ہماری عورتوں کو بھی چاہئے کہ طلاق یا بیوہ ہونے کی صورت میں دوسری شادی کرنے میں زیادہ وقت نہ لگائیں اور دوسری شادی سے انکار کرنے والی عورت پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ روز حشر جو عورت امہات المومنینؓ کے نقش قدم پر نہیں چلتی کیا ان جنت کی سردار عورتوں کی حمایت نصیب ہوسکے گی۔

C-16 زیادہ تر صحابیات مبشراتؓ نے ایک سے زیادہ شادیاں کیں

(مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

C-17 حضرت اُم ہانیؓ

(حوالہ انسائیکلو پیڈیا سید قاسم محمود صفحہ نمبر 228)

آپؓ ابوطالب بن عبدالمطلب بنیل ہاشم کی صاحبزادی ہیں نبی ﷺ نے زمانہ جاہلیت میں ابوطالب سے ان کی بیٹی ام ہانیؓ پر پیام ڈالا، اور ہیرہ بن ابی وہب نے بھی پیام ڈالا۔ پھر ان سے ہیرہ نے نکاح کر لیا۔ پھر ام ہانیؓ مشرف بہ اسلام ہوگئیں اور نکاح ٹوٹ گیا۔ پھر آپؐ نے ان پر اپنے لیے پیام ڈالا۔ حضرت اسمٰعیل بن خالد بن عامر سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ام ہانیؓ پر پیام ڈالا تو بولیں: ''یارسول اللہ ﷺ! آپؐ مجھے میری آنکھوں اور کانوں سے زیادہ پیارے ہیں۔ شوہر کا حق عظیم ہوتا ہے مجھے ڈر ہے کہ اگر میں نکاح کرلوں تو شوہر کی خدمت میں مصروف ہوکر اپنے بعض کاموں سے اور اپنی اولاد سے غافل ہوکر شوہر کی خدمت نہ کرسکوں گی''۔ اور پھر جب ام ہانیؓ کے بیٹے جوان ہوگئے تو انہوں نے اپنا نفس رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''اب نہیں''۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے آپؐ پر آیت اتاردی تھی۔ ہبیرہ سے ان کے چار بیٹے تھے۔ جعدہ، عمر، یوسف اور ہانی۔

C-17-2- تجزیہ:

ان عظیم صحابیہ کی زندگی سے ہمیں یہ روشنی ملتی ہے کے چار جوان بیٹوں کی ماں ہونے کے باوجود اُنھوں نے کوئی عار محسوس نہ کیا اور جب انھوں نے چھوٹے بچوں کی پرورش کا عذر پیش کیا تو ناچیز کی رائے میں اُن کا یہ کہنا اللہ تعالی کو پسند نہ آیا اس لئے جب انھوں نے حامی بھری تو اُس وقت تک اللہ تعالی نے آیت کریمہ نازل کردی تھی جس میں آپؐ کو مزید شادیاں کرنے سے منع کردیا گیا تھا۔اس لئے پیاری بہنوں اور بیٹیو! دوسری شادی کرتے وقت بچوں کی پرورش کو عذر مت بناؤ اور اگر بچے جوان بھی ہوں تو دوسری شادی کرنے سے مت شرماؤ۔ یہ دین اسلام کی عظمت ہے اِسی واقعہ میں جوان بیٹے ،بیٹیوں کے لئے بھی ہدایت موجود ہے کہ انہیں اپنے ماں باپ کی دوسری شادی میں رکاوٹ نہیں بننا چاہیے اور ماں یا باپ کو تسلی دینا چاہیے کہ ہم اس شرعی کام میں آپ کے ساتھ ہیں۔اے مسلمانو! اپنی جوان بیوہ ماں یا رنڈوے باپ کو دیوی یا دیوتا مت بناؤ۔ان کو انسان سمجھو اور ان کا خیال رکھو۔

C-18 حضرت ضباعۃؓ

(حوالہ اسلامی دلہن صفحہ نمبر)

آپ عامر کی بیٹی ہیں۔حضرت ضباعۃؓ ہوزہ بن علی حنفی کے نکاح میں تھیں۔ہوزہ فوت ہوگئے اور ان سے حضرت ضباعۃؓ کے ہاتھ بہت مال آیا۔پھر ان سے عبداللہ بن جدعان تیمی نے نکاح کیا،لیکن عبداللہ سے ان کی اولاد نہیں ہوئی تھی۔اس لیے انہوں نے طلاق لے لی،تو ان سے ہشام بن مغیرہ نے نکاح کرلیا۔ان سے حضرت سلمہؓ پیدا ہوئے،جو بہترین مسلمان ثابت ہوئے۔پھر ہشام مرگئے۔ضباعۃؓ عرب کی حسین ترین عورت تھیں اور کافی موٹی تھیں۔جب بیٹھتی تھیں تو کافی جگہ گھیر لیا کرتی تھیں اور اپنے بالوں سے اپنا جسم ڈھانپ لیا کرتی تھیں۔نبی ﷺ کے سامنے ان کے جمال کا ذکر آیا تو آپؐ نے ان کے بیٹے سلمہؓ کے پاس اپنا پیام ڈالا۔سلمہؓ نے کہا:''میں ان سے مشورہ کرکے جواب دوں گا''۔نبی ﷺ سے یہ بھی کہہ دیا گیا تھا کہ وہ سن رسیدہ ہیں۔بیٹے نے ماں سے کہا کہ میرے پاس آپ کے لیے رسول اللہ ﷺ کا پیام آیا ہے۔بولیں:''تم نے کیا جواب دیا؟''سلمہؓ نے کہا:''میں نے کہا کہ میں ان سے مشورہ کر لوں''۔بولیں:''کیا نبی ﷺ کے سلسلہ میں بھی مشورے کی ضرورت ہے جاؤ اور آپؐ سے نکاح کراؤ''۔آخر کار سلمہؓ نبی ﷺ کے پاس گئے لیکن آپؐ نے ان کو کوئی جواب نہیں دیا۔

C-18-2- تجزیہ:

یہ صحابیہ خاتون اُمتِ مسلمہ کو عظیم پیغام دیتی ہے تین شادیوں کے بعد بھی انہیں نکاح سے کوئی عار نہیں تھا جوان

بیٹے کو بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔جوان بچوں اوران کی عمر رسیدہ ماؤں کے لئے یہ ایک عمدہ مثال ہے۔

C-19 حضرت اسماءؓ بنت عمیس

(حوالہ انسائیکلو پیڈیا سید قاسم محمود صفحہ نمبر 166)

حضرت علیؓ کے بھائی جعفر طیارؓ کے نکاح میں آئیں۔ ۸ ہجری میں حضرت جعفر طیارؓ نے جنگ موتہ میں شہادت پائی تو اس کے کوئی چھ ماہ بعد آپ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نکاح میں آئیں حضرت ابوبکرؓ نے انتقال کیا تو وصیت کے مطابق ان کی میت کو آپ ہی نے غسل دیا۔اس کے بعد آپ حضرت علیؓ کے نکاح میں آئیں اوران کی شہادت کے بعد انتقال کیا۔ان کے حالات زندگی میں کتنی عظیم مثالیں ملتی ہیں بیوہ ہونے کے بعد نکاح کرتی رہیں کل تین نکاح کئے۔ مسلمان بیوہ عورتوں کو اس سے بڑی نصیحت اور کیا ہوسکتی ہے۔

C-19-2- تجزیہ:

حضرت ابوبکرؓ کے انتقال کے بعد سابقہ دیور حضرت علیؓ سے شادی کی اس سے امتِ مسلمہ کی عورتوں کو سابقہ دیور یا جیٹھ سے نکاح کرنے کا سبق ملتا ہے۔

C-20 حضرت امامہؓ بنت ابوالعاصؓ

(حوالہ انسائیکلو پیڈیا سید قاسم محمود صفحہ نمبر 224)

آنحضورﷺ کی نواسی، آپؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کی بیٹی۔ان کے متعلق روایت ہے کہ آنحضورؐ نے سنگ سلیمان کا ایک ہار یہ کہہ کر ان کے گلے میں ڈالا تھا کہ اپنے خاندان میں اس ہار والا مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔ نیز ایک بار آپؐ نے اس حالت میں نماز ادا کی تھی کہ وہ آپؐ کے دوش مبارک پر تھیں۔امامہؓ کی پرورش ان کے والد کے بعد حضرت زبیرؓ نے کی اور حضرت فاطمہؓ کے انتقال کے بعد ان کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ان کے بطن سے محمد الاوسط پیدا ہوئے حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد ان کا نکاح مغیرہ بن نوفل سے ہوا اوران سے یحیٰی بن مغیرہ کی ولادت ہوئی۔ ان کا انتقال صفراء کے مقام پر ہوا۔ان کے کل دو نکاح ہوئے بیوہ ہونے کے بعد نکاح ضرور کیا مسلمان بیوہ عورتیں ان کے نقش قدم کو چومیں اور غیر مسلموں کے نقش قدم پر چلنے سے گریز کریں۔

C-20-2- تجزیہ

(سابقہ خالو سے نکاح) حضرت علیؓ نے جب ان سے نکاح کیا تو یہ حضرت علیؓ کا پانچواں نکاح تھا اور حضرت علیؓ ان

کے سابقہ خالو بھی تھے امتِ مسلمہ کے لئے ایک اچھی مثال یہ ہے کہ سابقہ خالو، پھوپھا، بہنوئی، دیور، جیٹھ سے نکاح کرتے ہوئے عورتوں کو نہیں شرمانا چاہیے۔

C-21 حضرت اُم ایمنؓ

(حوالہ انسائیکلوپیڈیا سید قاسم محمود صفحہ نمبر 224)

آنحضورﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی کنیز، نام برکہ اور ام ایمن کنیت تھی۔ آنحضورﷺ کی پرورش بھی انہی نے کی۔ پہلا نکاح حضرت عبید بن زیدؓ سے ہوا۔ ان کے جنگ حنین میں شہید ہونے کے بعد آنحضورﷺ نے ان کا نکاح زیدؓ بن حارثہؓ سے کر دیا۔ آنحضورﷺ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے اور امی کہہ کر خطاب فرماتے۔ آپؐ فرماتے تھے کہ یہ میرے اہل خانہ میں سے ہیں۔ حضرت ام ایمنؓ کے صاحبزادے ایمن بن عبیدؓ نے جنگ خیبر میں شہادت پائی۔ آنحضورﷺ نے آپ کے جنتی ہونے کی بشارت دی ہے۔ جب آپ کے خاوند حضرت عبید بن زیدؓ نے وفات پائی تو آنحضور نے فرمایا ''جو شخص جنت کی عورت سے عقد کرنا چاہے وہ ام ایمنؓ سے نکاح کرے۔'' آپ کے بطن سے دولڑکے پیدا ہوئے پہلے شوہر سے ایمنؓ اور دوسرے شوہر سے حضرت اسامہؓ جو کم عمری میں ہی صحابہ میں نمایاں مقام حاصل کر چکے تھے۔ حضرت عثمان غنیؓ کے دور خلافت میں وفات پائی۔

C-21-2- تجزیہ:

ان کے کل دو نکاح یہ حضورﷺ کی رضاعی ماں تھیں آپؐ ان کی ماں کی طرح عزت کرتے تھے۔ دین اسلام کی عظمت دیکھیں کہ ان کے پہلے خاوند کی وفات پر حضورؐ مسلمانوں کو کیا کہہ رہے ہیں سبحان اللہ دین اسلام کتنا عظیم مذہب ہے کہ بیٹے کو ماں کی شادی کی فکر ہے اس لیے آپؐ نے فرمایا جو جنت کی عورت سے شادی کرنا چاہے وہ ام ایمنؓ سے نکاح کرے حضرت زید بن حارثہؓ نے ان سے نکاح کیا مسلمان عورتوں کے لیے اس میں امہات المومنینؓ والا سبق دوبارہ ملتا ہے کہ بیوہ ہونے کی صورت میں نکاح ضرور کریں اور جو وارثان ہیں وہ حضورؐ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی بیوہ، مطلقہ عورتوں کی شادی کے لیے فکر کریں۔ جب تک کہ وہ 60 یا 65 سال کی عمر سے تجاوز نہ کر جائیں۔

حضرت ام ایمنؓ کا حضورؐ ماں کی طرح احترام کرتے تھے یہ ان کی رضاعی ماں تھیں جب کہ حضرت زیدؓ رسول اکرمؐ کے منہ بولے بیٹے تھے اس طرح دیکھیں تو حضرت ام ایمنؓ حضرت زیدؓ سے نمایاں حد تک بڑی تھیں یہ امت مسلمہ کو ایک عظیم ہدایت ہے کہ عورتوں کے لیے جوان بیٹے کو دوسری شادی کے لیے رکاوٹ نہیں بننا چاہئے اور

اپنے سے کم عمر مرد سے شادی کی۔ مسلمان مردوں کے لیے بھی عظیم ہدایت راہنمائی ہے کہ بڑی عمر کی عورتوں سے نکاح میں بالکل نہ ہچکچائیں اور طویل العمر فرق والی شادیاں عورتوں کے حق میں بھی ہونا چاہیے۔ اپنے ان عظیم بزرگوں کے نقش قدم پر ہم نے ہی چلنا ہے۔ وہ یہ مثالیں ہمارے لیے ہی بنا کر گئے ہیں۔

C-22 حضرت اُم حرامؓ (مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

C-23 حضرت اُم حکیمؓ (مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

C- 24 حضرت اُم رومانؓ (حوالہ انسائیکلوپیڈیا سید قاسم محمود صفحہ نمبر 226)

(وفات ۹ھ ۶۳۰ء) بنت عامر بن عومیر بن عبد شمس مشہور صحابیہ حضرت ابوبکرؓ کی زوجہ اور حضرت عائشہ کی والدہ بنو کنانہ کے خاندان فراس سے تھیں۔ پہلا نکاح عبداللہ بن حارث سے ہوا اور انہیں کے ساتھ مکہ آ کر سکونت اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد عبداللہ بن حارث نے وفات پائی تو حضرت ابوبکرؓ سے نکاح کر لیا۔ پہلے شوہر سے ایک لڑکا طفیل پیدا ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ سے حضرت عائشہؓ صدیقہ اور حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر پیدا ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہی مشرف باسلام ہوئیں اور سابقون الاولون میں شمار ہوئیں۔ وفات کے بعد آنحضورﷺ نے آپ کو قبر میں اتارا اور فرمایا جو شخص عورتوں میں حورعین کو دیکھنا چاہے وہ ام رومانؓ کو دیکھے۔

C-24-2- تجزیہ:

ان کے کل دو نکاح ہوئے بیوہ ہوئیں تو دوسرا نکاح ضرور کیا۔ ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے اور دین کے رستے پر چلنے کے لیے ہمیں اور کتنی مثالیں چاہئیں کہ مطلقہ یا بیوہ عورت کا نکاح نہ کرنا دین اسلام میں کتنا برا سمجھا جاتا ہے۔

C-25 حضرت اُم سلیمؓ (مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

C-26 حضرت اُم عمارہؓ (مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

C-27 حضرت اُم کلثومؓ بنت عقبہ

(حوالہ انسائیکلوپیڈیا سید قاسم محمود صفحہ نمبر 228)

مشہور صحابیہ انتہائی نامساعد حالات میں اسلام قبول کیا۔ باپ اسلام کا سخت دشمن تھا۔ آنحضورﷺ نے ان کا نکاح اپنے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثؓ سے کر دیا اور جب انہوں نے غزوہ موتہ میں شہادت پائی تو حضرت

زبیر بن العوام سے ان کا دوسرا نکاح ہوا۔ان کی وفات کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ کے عقد میں آئیں اس وقت حضرت عمرو بن عاص مصر کے حاکم تھے۔نکاح سے ایک ماہ بعد ام کلثوم وفات پا گئیں۔حضرت زبیرؓ سے ایک لڑکی زینب اور حضرت عبدالرحمان بن عوف سے چار لڑکے ابراہیم،حمید،محمد اور اسماعیل پیدا ہوئے۔

C-27-2- تجزیہ:

ایسی عظیم صحابیہ جن کی حفاظت کے لیے قرآن پاک میں باقاعدہ آیت نازل ہوئی ان کے کل چار نکاح ہوئے ان کی دین اسلام پر قائم رہنے کے لیے انہوں نے جو سختیاں برداشت کیں ان کا ذکر آپ نے پڑھا ہے کیسی عظیم صحابیہ تھیں، ان کی ایک خاص بڑی عظمت کہ جب بھی بیوہ ہوئیں دین اسلام کے پاکیزہ اصولوں پر عمل کرتے ہوئے دوسرا نکاح ضرور کیا۔موجودہ دور کی مسلمان عورتوں کو کون سمجھائے گا۔جو بیوہ،مطلقہ ہونے کی صورت میں دوسرا نکاح کرنے سے شرماتی ہیں بلکہ نہایت غصہ،نفرت اور غرور سے دوسرے نکاح کے پیغام کو تو کیا مشورے کو بھی حقارت سے ٹھکراتی ہیں مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے مضمون میں کتنی پیاری بات کہی ہے (صفحہ نمبر 181) کہ ان کو پیار اور محبت سے سمجھانا اور منانا چاہئے مگر انہیں بھی غرور،نفرت وحقارت کے رویے کو درست کرنا چاہئے اور امہات صحابیات کی زندگی کی روشن شمعوں سے روشنی حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگی کو بیوگی یا طلاق کے اندھیروں سے بچانا چاہئے جو اللہ اور اس کا رسولؐ چاہتے ہیں اور جس کا عملی مظاہرہ امہاتؓ،صحابیاتؓ نے اپنی عملی زندگی سے کیا غیر مسلم تو جہالت کے اندھیروں میں زندہ ہیں وہ بیچارے تو خود قابل رحم ہیں۔ہم ان کی طنز و مزاح سے خائف ہو کر اپنی اعلیٰ روایات اور قرآنی اصولوں سے کیوں چشم پوشی کریں۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد بڑا ہی پیارا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کی ڈھال ہیں۔تو یہ کاہے کی ڈھال ہیں۔عورتیں اپنی ڈھال (مرد) کو چھوڑ کر دنیا کی جنگ کیوں لڑیں ہمیں تو غیر مسلموں کے لیے مشعل راہ بننا چاہئے ہم خود اندھیروں کے راہی بنے ہوئے ہیں خدارا اسلام کے اصولوں پر چلنے کی کوشش کریں۔

C-28 حضرت اُم کلثومؓ بنت فاطمہؓ

(حوالہ انسائیکلو پیڈیا سید قاسم محمود صفحہ نمبر 228)

(وفات ۴۹ھ ۶۶۹ء) حضرت علیؓ کی صاحبزادی اور آنحضورﷺ کی نواسی۔پہلا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا۔اور ایک لڑکے زید اور ایک لڑکی رقیہ کو جنم دیا۔حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد ان کا دوسرا نکاح عون بن جعفرؓ بن ابی طالب

سے ہوا۔ان کی وفات کے بعد محمد بن جعفرؓ کے نکاح میں آئیں اور جب وہ بھی شہید ہو گئے تو عبداللہ بن جعفرؓ کے عقد میں آئیں۔

C-28-2- تجزیہ:

ان کے کل چار نکاح ہوئے اہل اسلام کے لیےان کی شادی میں عظیم ترین پیغامات موجود ہیں۔حضرت عمرؓ سے نکاح بے شمار عظمتیں لیے ہوئے ہے۔جس کا ذکر حضرت عمرؓ کے بیان میں تفصیلا درج ہے(C-34-2)۔ مسلمان عورتوں کے لیے یہ کس قدر عظیم مثال ہے کہ پہلا نکاح ایک بزرگ صحابیؓ سے ہوااور بیوہ ہونے پر دوسرا نکاح کیا اور دوبارہ بیوہ ہونے پر سابقہ دیور سے نکاح کیا اور تیسری بار بیوہ ہونے پر پھر سابقہ دیور سے نکاح کیا۔اہل اسلام کو اس کے ذریعے روشنی ملتی ہے کہ اگر خدانخواستہ آپ کی بھابھی بیوہ ہو جائے اور آپ کو کوئی شکایت نہیں ہے تو یہ فرض بنتا ہے کہ آپکا پیغام نکاح سب سے پہلے اس تک پہنچنا چاہئے۔اور جو عورت کسی عذر کے بغیر جیٹھ یا دیور کا پیغام رد کرے تو وہ اس مثال میں خود دیکھ لے کہ وہ دین اسلام میں کہاں ٹھہرتی ہے۔گویا اسلامی معاشرے میں یہ طریقہ ہونا چاہئے کہ بیوہ ہونے والی عورت کے دیور جیٹھ کا سب سے پہلا فرض ہے کہ اس کو پیغام نکاح بھیجے اگر خاندانی رنجشوں کی وجہ سے وہ اسے قبول نہ کرے تو قریبی رشتہ داروں کا فرض بنتا ہے کہ اسے پیغام نکاح بھیجیں یہاں بھی کوئی مسئلہ ہو تو پھر علاقے کے دوسرے اہل نصاب کا فرض ہے کہ اسے پیغام نکاح دیں جب ایسی مسلم معاشرت قائم ہوگی تو کیا کوئی بیوہ اپنے گھر بے آسرا رہ سکتی ہے ؟

حضرت ام کلثومؓ کا واقعہ مسلمانوں کے لیے بے شمار عظمتیں لیے ہوئے ہے صرف ہمیں اپنے دل سے غیر مسلم پیرا میٹرز کو نکالنا ہوگا اور ذہن کو فطرت اسلامی کے قریب لانا ہوگا۔غیر مسلموں کا دین اسلام پر دوسری شادی کے بعد سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ مسلمان شادی کو عمر کی قید سے آزاد رکھتے ہیں اس عظیم واقعہ کو دیکھیں کہ پہلی شادی، باپ سے بھی 16 سال بڑے بزرگ سے ہوئی تو کیا نقصان ہوا؟ یہ ایک عظیم انسان سے شادی تھی زائد عمر کا کیا نقصان؟ دو بچے بھی ہو گئے ! پھر جونہی حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو عدت پوری کرتے ہی دوسری شادی ہوگئی۔ دوسرے سے بیوہ ہوئیں تو تیسری شادی ہوگئی۔تیسرے نے شہادت پائی تو چوتھی شادی بھی ہوگئی۔زیادتی کس کے ساتھ ہورہی ہے؟؟ان کی تو بڑی پرنور زندگی گزری جس سے ہم آج بھی روشنی حاصل کررہے ہیں۔

ناچیز آپ کو بتاتا ہے کہ زیادتی کس کے ساتھ ہوتی ہے ؟اگر یہی شادی ہمارے حد سے زیادہ غیر فطری پاکیزہ

معاشروں میں ہوئی ہوتی تو زیادتی وہاں پر ہوناتھی۔ ہندو بھائی اتنے پاکیزہ ہیں کہ کوئی غیر ہندوانہیں چھوبھی لے تو انہیں اشنان کرکے اپنے آپ کو پاک کرنا پڑتا ہے 2007 میں ایک امریکی عیسائی صحافی اِن کی ایک بہت بڑی مذہبی عبادت کی کوریج کرر ہاتھا غلطی سے اُس کے قدم مندر کی سیڑھیوں پر چلے گئے پاکیزہ ترین پنڈتوں نے شدید نفرت کا اظہار کیا کہ غیر ہندو کے قدموں کی بدولت عبادت نشٹ (خراب) ہوگئی ہے مندرناپاک ہوگیا ہے مندرکوئی من دودھ سے دھوکر پاک کیا گیا اورسب سے بڑی بات یہ ہے کہ ہزاروں افراد کے لئے پکائے گئے کھانے کوبھی ناپاک قرار دیتے ہوئے بڑاسا گڑھا کھودکر سارا کھانا اُس میں دفن کردیااورکسی کوایک نوالہ کھانے کو نہ دیا گیا۔کیا ہی اعلیٰ پاکیزگی ہے! ہندوؤں سے زیادہ کوئی پاکیزہ ہے تو بتائے؟ مگر یہ پیشاب پینے کے اتنے شوقین ہیں کہ **URINOTHERAPY** نامی طب بنارکھی ہے۔

دوسرے ہمارے عیسائی بھائی ہیں جو ویسے ہی عظمت و پاکیزگی کی انتہاؤں پر بستے ہیں وہ زنا تو کیا شادی سے بھی پرہیز کرتے ہیں۔ واللہ کیا پاکیزہ ترین عظمت ہے۔ان کے راہب اورنن تمام زندگی اعلیٰ ترین پاکیزگی کی آگ میں جھلستے رہتے ہیں۔ یہودی بھائیوں کا تو کہنا ہی کیا ہے وہ تو سیدھے جنتی ہیں کیونکہ پیغمبروں کی اولاد ہیں اس لیے تمام پاکیزگیاں انہیں سے شروع ہوکرانہیں پرختم ہوجاتی ہیں ان کے کسی نبیؑ نے دو سے کم شادیاں نہ کی تھیں مگر یہ خدا جانے کس کی سنت پر چلتے ہیں؟ یہ بھی ایک ہی شادی کرتے ہیں شائداس معاملے میں ہماری طرح عیسائیوں سے شرمندہ ہو چکے ہیں۔ اگران کے معاشروں میں کہیں 14 سال کی لڑکی کا 56 سال کے مرد سے بیاہ ہوجاتا اوروہ چھ سات سال بعد بیوہ ہوجاتی تو اس دوبچوں کی ماں 20 سالہ بیوہ سے واقعی زیادتی ہوجاتی۔ بھلا اب اس سے کس نے شادی کرنا تھی؟؟ کون سی ماں اپنے لعل کے لیے دوبچوں والی بیوہ کو بیاہتی؟؟ کون جواں مرد کنواری لڑکی چھوڑکراس سے شادی کرتا؟اس لیے ہمارے غیر مسلم بھائی بیچارے درست سوچتے ہیں ان کے پیرامیٹرز سے سوچا جائے تو یہ واقعی بہت بڑی زیادتی ہے مگر میرے پیارے مسلمان بھائیوخدا کے لیے اسلامی واقعات کواسلامی پیرامیٹرز سے چیک کیا کرو، آزادخیال مسلمانوں میں بہت بڑانقص ہے کہ ان کی ذہنی ساخت غیراسلامی ہے وہ غیرمسلموں کے ہی ذہن سے اسلامی باتوں پرسوچتے ہیں۔ غیرمسلم تو گمراہ ہیں ہی یہ روشن خیال بھی گمراہ ہوجاتے ہیں۔

ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا میں گمراہی دورکرنے کا فریضہ سونپا ہوا ہے۔ہمیں دنیا کی گمراہ قوموں کی راہنمائی اور امامت کرنا ہے ہم خودان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ان کو اپنی سوچ بچاراور پیرامیٹرز کا امام بنائے ہوئے ہیں۔ہمیں

اپنے فرائض اور مقام کے بارے میں سوچنا چاہئے۔ہم جن کی مادی ترقی سے متاثر ہیں 200 سال پہلے یہ اقوام اپنی بھوک ننگ مٹانے کے لیے ایشیا کی دولتمند اور خوشحال اقوام پر حملہ آور ہوئیں اور اسی لوٹ مار نے انہیں امیر اور ہمیں غریب کیا ہوا ہے اور یہ کیفیت مزید کتنا عرصہ چلے گی تمام کائنات دائرے کی شکل میں چلتی ہے عروج کو زوال اور زوال کو عروج ملنا ہی ہوتا ہے اس لئے ہمیں کسی کے عارضی عروج سے متاثر ہو کر اپنی اقدار کو نہیں بھولنا چاہئے۔

C-28-3- اِمام اور مولوی میں فرق:۔

جس طرح ہم نے مولوی کو امام بنا رکھا ہے حالانکہ مولوی کا کام امامت نہ تھا بلکہ مسجد اور اس سے متعلقہ دوسرے امور کی دیکھ بھال تھا امامت تو خلیفہ وقت، سردار قبیلہ، ہمارے دور میں کونسلر، مقامی بزرگ یا عظیم افراد کو کرنا چاہئے جو مسجد سے تنخواہ نہ لیتے ہوں لوگوں کے فیصلے کرواسکتے ہوں جن کی لوگ تہہ دل سے عزت کرتے ہوں مسجد کی دیکھ بھال جن کا پیشہ نہ ہو بلکہ زندگی کا مقصد ہو یہ ایک الگ مسئلہ ہے کہ مولوی کب اور کیسے امامت میں آگئے سادی سی بات جو سمجھ میں آتی ہے کہ مسلمانوں کا دین کی طرف جب رجحان کم ہوتا گیا تو علاقے کے معززین کی بجائے انہوں نے مسجد کی دیکھ بھال کرنے والے کو ہی امام بنا دیا مولوی بھی مسلمان ہے اگر ان کی دینی خدمات کو بھی مدنظر رکھا جائے تو وہ بے مثال ہیں۔

اس عظیم گمراہی کے دور میں دین کو قائم رکھنے والا ایک یہی کمزور سا سہارا ہیں اور غیر مسلموں کے خلاف ان کے بڑے بڑے کارنامے موجود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں آج اسلام جتنا بھی زندہ ہے ان مولوی صاحبان کی ہی بدولت ہے مگر پھر وہی بات کہ امامت ایک بہت بڑا فریضہ ہے ہمارے مولوی صاحبان کی علمی اور معاشی حالت اتنی بہتر نہیں ہے جو اس بارگراں کو اٹھا سکے مسجد کے لیے مولوی لازم وملزوم ہے کبھی امام یا نائب امام موجود نہیں ہے یہ نماز پڑھا بھی سکتا ہے مگر اہل علاقہ کی دین کے ساتھ اس سے بڑی غیر ذمہ داری کیا ہوسکتی ہے کہ انہوں نے امامت مستقلاً مولوی کو سونپ رکھی ہے 70 سال کے بوڑھے، معزز، حاجی، پرہیز گار سب صف میں کھڑے ہو کر ایک 16 سالہ امام کے پیچھے آرام سے نماز پڑھتے ہیں۔ دین کے ساتھ اس سے بڑا مذاق کیا ہوگا؟ مولوی مسجد میں ضرور ہونا چاہئے اس کی تنخواہ بھی بہت بہتر ہونا چاہئے ادارہ حکومت کو اور اہل علاقہ کو ملکران کی تنخواہ دینا چاہئے تا کہ ہر مولوی کم از کم دو بیویاں آرام سے رکھ سکے اور وہ اپنی زندگی کو اسلام کا نمونہ بنا سکے مگر افسوس کہ مولوی کی تنخواہ ایک بیوی بچوں کے لیے بھی کافی نہیں ہے۔

حضور ﷺ کے دور میں امامت ہمیشہ حضور ﷺ ہی کیا کرتے تھے جب اذان کا ارادہ کیا گیا تو حضرت

بلالؓ کی ڈیوٹی لگائی گئی امامت بھی کسی دوسرے صحابیؓ یا حضرت بلالؓ سے کرواسکتے تھے مگر امامت کی اہمیت کو اُجاگر اور واضح کرنے کے لئے یہ فریضہ خودؐ انجام دیتے رہے حتیٰ کہ جب آپؐ بخار کی شدت کی بدولت امامت کے قابل نہ رہے تو مسلمانوں میں شدید تجسّس پیدا ہوگیا تھا یہ جاننے کے لئے کہ اب امامت کس کے حصّے آئے گی پھر حضرت ابوبکرؓ کو یہ فرض سونپا گیا تو یہ عہدہ اتنا اہم ثابت ہوا کے مسلمانوں نے انھیں بلا چوں چرا خلیفہ بھی مان لیا۔امام کا عہدہ دین اسلام میں انتہائی اہم ہے جس میں موجودہ دور کے مسلمان کوئی دلچسپی نہیں لیتے کبھی آپ نے کسی سے سُنا کہ میں اپنے بچے کو پڑھا لکھا کر امام مسجد بناؤں گا یا کسی بچے نے کہا ہو کے میں بڑا ہو کر امام مسجد بنوں گا لہٰذا ایک مخصوص طبقہ اِس عہدے پر قابض ہو چکا ہے سنتِ رسول ﷺ امامت کے بارے میں کیا ہے؟ اوقات نماز کے علاوہ حضورﷺ اگر مسجد میں ہیں تو مسلسل دینی گفتگو ہو رہی ہے اگر مسجد سے باہر ہیں تو معاشرے میں عملی طور پر دینی اصولوں کی پیروی کی نگرانی کر رہے ہیں اور حق کی نصیحت پر کمر بستہ ہیں غرض کوئی غیر مسلم مل گیا تو تبلیغ اسلام ہو رہی ہے ورنہ ترویج اسلام۔

موجودہ دور میں امام کیا کر رہے ہیں نماز پڑھائی اور غائب پھر وہ نہ مسجد میں نظر آتا ہے اور نہ معاشرے میں تبلیغ یا تحریک اسلام کے لئے سرگرم نظر آتا ہیں جمعہ کے علاوہ دینی معلومات بھی فراہم نہیں کی جاتیں جب کے سنت ﷺ کے مطابق یہ معلومات ،تعلیمات ،تربیت فجر تا عشاء مسجد کے اندر اور باہر جاری رہنا چاہییں ایسا کیوں نہیں ہے ؟ کیونکہ امام وہ نہیں ہے جسے ہونا چاہیے یہ عہدہ کسی مولوی ابنِ مولوی کی وراثت نہیں ہونا چاہیے اور نہ ہی کسی بیروزگار کو معمولی روزگار کی فراہمی کا ذریعہ۔ اِس وقت کسی امام مسجد کی ماہانہ تنخواہ اوسطاً 2-3 ہزار تک ہے۔جو کے سرکاری طور پر مزدور کی کم از کم تنخواہ کے برابر ہے ابھی تھرڈ ورلڈ میں جو بھی ادارہ حکومت ہے اُسکی اتنی بری حالت ہے کے اُس کی کسی بھی مثال کو معیار نہیں بنایا جاسکتا۔ہمارے ملک میں فقیر بھی روزانہ تین چار سو کی دیاڑی (روزانہ) لگا تے ہیں۔اِسطرح اوسطاً فقیر کی ماہانہ آمدن 10,000 روپیہ ہے گویا مولوی یا مزدور فقیر سے بھی غریب ہے۔

4-28-C-امام کی تنخواہ:۔

چھوٹی سی مثال سے حکومتی معیار کی حقیقیت واضح ہوگئی ہے۔مولوی کی تنخواہ اور مراعات کم از کم کالج کے پروفیسر کے برابر جبکہ امام مسجد اس حیثیت کا حامل ہونا چاہیے جو خود تنخواہ دینے والا ہوا گر کوئی تحقیقی عالم فاضل قسم کے امام صاحب ہیں تو تنخواہ اور مراعات گریڈ 17 کے آفیسر سے کم نہیں ہونا چاہیے کئی افراد کو یہ بڑی غیر حقیقی تنخواہ لگے گی

اس کو حقیقت بنانے کے لئے دو اقدامات کرنے ہوں گے (۱) لوگوں میں احیائے دین (۲) مسلمانوں کو تعلیم دیں کے ہر فرد کو دین کی خدمت کے لئے کچھ نہ کچھ دینا چاہیے اب اگر حساب لگائیں تو 2-3 سو گھروں کے حصّے میں ایک مسجد آتی ہے۔ غریب، درمیانہ اور امیر اپنی حیثیت کے مطابق خدمت کریں تو کم از کم 300 روپیہ فی گھر اوسطاً آجاتا ہے۔ جو 60,000 سے 90,000 تک بنتا ہے۔ اب اس جمع شدہ رقم سے مولوی کو تنخواہ دیں باقی مسجد اور عبادات یا غربا کی مدد کے لئے جمع کریں۔ یا بجلی کے بل میں 7,5 یا 10 فیصد تک Religious Tax عائد کیا جائے اور جمع شدہ رقم سے تنخواہیں دی جائیں یہ Tax صرف مسلمان Consumers کو ہی لگایا جائے۔ دین اسلام کی ترقی اور ترویج کے لئے بہت ضروری ہے کہ دین سے وابستہ افراد کی مالی حالت بہت بہتر ہونا چاہیے۔ مگر مالی حالت کو بہتر کرنے کے لئے بجائے چندے کی مقدار بڑھانے کے انھیں اسوہ حسنہ پر عمل درآمد کرنا چاہیے۔ حضور ﷺ امامت کے علاوہ تجارت کیا کرتے تھے، ہمارے دینی مدارس کو چاہیے کہ وہ دینی تعلیمات کے ساتھ ان طلبا کو دنیا میں ہونے والی تجارت اور فنونِ معاش کے بارے میں بھی تعلیم وتربیت دیں کیونکہ دین کا مستقبل ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ معاشی آسودگی ہوگی تو یہ بھی دین پر تحقیق وتدقیق کرسکیں گے۔ مولوی یا امام مسجد کے فرائض حضور ﷺ کی پیروی میں ہونے چاہیے۔

اس کے لئے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ مسجد میں حضور ﷺ کیا کام سرانجام دیتے تھے اور کیسے کرتے تھے۔ آج کل مسجدوں میں لوگ نماز پڑھنے آتے ہیں اور نماز پڑھنے کے فوراً بعد چلے جاتے ہیں سالہا سال ساتھ ساتھ نماز پڑھنے کے باوجود انجان۔ نمازیوں کو ایک دوسرے کے نام کا بھی پتہ نہیں ہوتا کسی کے گھریلو، مالی حالات یا دوسرے امور تو دور کی بات ہیں نماز پڑھنے والے افراد کے گروپ کو جماعت کہتے ہیں ہم لفظ جماعت پر غور کریں تو ہمیں نظر آئے گا کہ ہماری مساجد میں اس لفظ جماعت کے بنیادی عناصر شامل نہیں ہیں۔ جماعت کی روح کو سمجھنے کے لئے مختلف کھیلوں کی ٹیموں پر غور کرنا ہوگا جس ٹیم میں جتنی زیادہ (Co-ordination) باہمی رابطہ ہوگا وہ ٹیم اتنی ہی مضبوط تصور کی جاتی ہے باہمی رابطے کی کمی والی ٹیم کو ہم ٹیم ہی نہیں کہتے اور نہ ہی یہ کسی بہتر ٹیم کے خلاف کامیابی حاصل کرسکتی ہے

ہم نماز باجماعت تو پڑھتے ہیں مگر جماعت کے مفہوم سے ناواقف ہیں۔ جیسے تسبیح کے دانوں میں رابطہ دھاگہ کرتا ہے اُسی طرح تمام جماعت میں رابطے کا کام امام مسجد نے کرنا ہوتا ہے اس جماعت بندی کا تمام معاشرے کو بہت فائدہ حاصل ہوسکتا ہے خود امام یا مولوی بھی اس جماعت سے ہر طرح کے فوائد حاصل کرسکتے ہیں مگر درست

دینی تعلیمات کی شدید کمی کی بدولت نہ جماعت کو ایک دوسرے کے ساتھ نماز پڑھنے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی مولوی کو اور مجموعی طور پر تمام معاشرہ جماعت کے فائدے سے محروم ہو جاتا ہے۔ جماعت کا جس قدر زیادہ فائدہ حاصل ہوسکتا ہے جان لیں کہ ہم اس کا 5 فیصد بھی حاصل نہیں کر پا رہے مثلاً اگر امام مسجد یا مولوی کوئی کاروبار کر رہے ہیں تو جماعت کے تمام افراد اس کو فائدہ پہنچا کر خوشی محسوس کریں گے اسی طرح سے جماعت کے تمام افراد ایک دوسرے سے خرید و فروخت کر کے ایک دوسرے کو فائدہ دے سکتے ہیں۔

مثلاً جماعت کا ایک فرد فرنیچر کا کام کرتا ہے اور دوسرا فرد فرنیچر کے کام کے لئے دوسرے محلے یا شہر جاتا ہے تو ایسی جماعت کا کیا فائدہ کہ اُسے اپنے ہم جماعت نمازی کو پہلے چیک کرنا چاہیے اگر یہ بھی اسکے معیار اور ضرورت کے مطابق بنا سکتا ہے اسکا پہلے حق بنتا ہے۔ ہمسائے یا ہم جماعت کو فائدہ پہنچانے کا احساس ہونا چاہیے۔ کیا کوئی ایسی مثال ہے کہ مدینے کے مسلمان نے سونے کا زیور بنوانا ہو اور وہ کسی مکے کے کافر سے جا کر زیور بنوا کر لائے۔ مثال کا مقصد صرف یہ ہے کہ جماعت کے افراد کو ایک دوسرے سے قریبی رابطے میں ہونا چاہیے ان کو ایک دوسرے کے دُکھ درد میں مکمل شرکت کرنا چاہیے انہوں نے کوئی فائدہ پہنچانا ہو تو سب سے پہلا حق ان پر ایک دوسرے کا بنتا ہے مگر ان کا باہمی رابطہ صرف امام مسجد ہی کروا سکتا ہے جیسے یہ کام حضور ﷺ کیا کرتے تھے اور تمام مسلمانوں کا ایک دوسرے سے تعارف بھی کرواتے تھے۔ اسی رابطے میں وہ کاروبار بھی کرتے تھے۔

مذہبی افراد کا حصول دولت، کاروبارِ زندگی سے شرمانا کترانا ہندو، عیسائی، بدھ مت وغیرہ کی تعلیمات کا حصّہ ہے۔ وہ مادی دنیا سے مکمل کنارہ کشی کو اعلیٰ ترین سمجھتے ہیں۔ ہمیں اسلامی عظمت اور غیر مسلم عظمت کے مناروں کو الگ الگ کر کے دیکھنا ہوگا ہماری کم علمی ہے کہ ہم نے اپنی عظمتوں کے مینار وہی بنا رکھے ہیں جو غیر مسلموں کی عظمتوں کے ہیں ہمارے علما یہ فرق مسلمانوں پر واضح کریں اور نماز کے علاوہ وقت میں کاروبار کریں۔

C-28-5۔ حضرت عائشہؓ کی شادی کا بہترین جواب:۔

کہنے کا مقصد صرف اتنا تھا کہ کہ مسلمان نے دین پر تحقیق کا کام چھوڑ رکھا ہے جس طرح دینی عبادات کی امامت مولوی کے حوالے کر رکھی ہے اسی طرح دنیاوی امور کی امامت مادی ترقی یافتہ قوموں کے حوالے کر دی ہوئی ہے اور وہ امام ہمیں ذلیل کروا رہے ہیں اور ہماری تباہی میں خوش ہیں دین اسلام نے کفار کے ساتھ دوستی میں بھی احتیاط برتنے کو کہا ہوا ہے الٹا ہم ان کی تقلید کر رہے ہیں جن اسلامی امور کے غیر مسلم خلاف ہیں ہم ان کی تابعداری میں ان سے بھی

زیادہ خلاف ہیں۔مسلمان پوری دنیا میں ذلیل ورسوا بھی اسی لیے ہو رہا ہے کہ اسکے دینی اور دنیاوی دونوں امام غلط ہیں اسے ان لوگوں سے چھٹکارا پانا ہوگا۔

دینی امام دین پر کوئی تحقیق نہیں کرتا وہ امام والی عظمتوں سے عاری ہے غیر مسلموں کا سامنا کرنے کی بجائے اوران کے سوالوں کے جوابات ڈھونڈنے کی بجائے بس اپنے حلقے کے جاہلوں کی تعریفوں اور نعروں سے خوش ہو رہا ہے اگر باہر سے کوئی بڑی قابل اعتراض بات سامنے آئے تو محض قتل کا فتویٰ دے کر فرض پورا ہو جاتا ہے اور جواباً کوئی تحقیقی ردعمل سامنے نہیں آتا جیسے حضرت عائشہؓ کی شادی پر کئے جانے والے اعتراضات کا جواب حضرت ام کلثومؓ بنت علیؓ ابن ابی طالب کے واقعہ میں موجود ہے مگر کوئی تحقیق کرے گا تو جواب ملے گا۔

C-29 حضرت فاطمہؓ بنت قیس

(حوالہ۔اسلامی انسائیکلو پیڈیا سید قاسم محمود۔Page 1140)

پہلا نکاح ابوعمر حفص بن مغیرہ سے ہوا۔۱۰ھ میں ابوعمرو نے طلاق دے دی۔عدت کی معیاد پوری ہونے کے بعد امیر معاویہؓ، ابوجہمؓ اور اسامہؓ بن زید سے نکاح کا پیغام بھیجا گیا جبکہ یہ خود حضور ﷺ سے نکاح کرنا چاہتی تھی حکمِ خداوندی نہیں تھا چنانچہ آنحضورؐ کے ایما پر اسامہؓ سے نکاح کر لیا۔۵۴ھ میں اسامہؓ کے انتقال کے بعد بوجہ ضعیفی اِس وقت تقریباً ۸۴ سال کی تھی پھر شادی نہیں کی اور اپنے بھائی ضحاک کے ساتھ رہیں۔

C-29-2- تجزیہ:

کتنی عظمت ہے اِن کی زندگی میں بیوہ ہونے پر نکاح ثانی کے لئے کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ حضورؐ کی طرف سے رشتہ کا انتظار کر رہی ہیں اور قربان جایئے مسلم معاشرت پر کہ اکٹھا تین صحابیوںؓ کے رشتے موجود ہیں اور حضورِ پاکؐ کے مشورے سے حضرت زیدؓ سے نکاح قبول کر لیا۔کتنا خوبصورت اور آرام دہ دین حضورؐ ہمیں دے کر گئے ہیں اور اپنی کم عقلی کی وجہ سے ہم اسے کتنا بگاڑ چکے ہیں۔اللہ رحمٰن ہمیں دین کی بصیرت عطا کرے (آمین)۔

C-30 حضرت عاتکہؓ

(حوالہ اسلامی دلہن محمد الیاس عادل page 199)

حضرت عاتکہؓ کی شادی حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ سے ہوئی تھی یہ اپنے خاوند سے بڑی محبت کرتی تھیں چنانچہ جب وہ طائف میں شہید ہوئے تو حضرت عاتکہؓ نے حضرت عبداللہ کی شہادت پر ایک پُر درد مرثیہ لکھا اس کے بعد ان

کا نکاح حضرت زین بن خطابؓ سے ہوا جو کہ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے پھر ان کی شادی حضرت عمرؓ سے ہوگئی۔ حضرت عاتکہؓ کو اپنے عظیم المرتبت خاوند حضرت عمرؓ سے بہت محبت تھی روزے کی حالت میں بھی فرط محبت سے ان کے سر کا بوسا لے لیتی تھیں۔ جب حضرت عمرؓ کی شہادت ہوئی تو آپ نے ان کا بھی نہایت پر زور مرثیہ کہا۔ اس کے بعد حضرت عاتکہؓ کی شادی حضرت زبیر بن العوامؓ سے ہوئی اور وہ بھی شہید ہوئے تو حضرت عاتکہؓ نے ان کا بھی مرثیہ کہا۔

C-30-2- تجزیہ:

سابقہ دیور سے نکاح

حضرت عاتکہؓ بہت محبت کرنے والی اور شعری مزاج کی حامل خاتون تھیں تمام خاوندوں کے مرثیے لکھے ان کی زندگی بھی مسلمان عورتوں کو عظیم نعمتیں عطا کرتی ہے۔ کل چار نکاح کیے ہر خاوند سے صدق دل سے محبت کی۔ حضرت عمرؓ ان کے سابقہ دیور بھی لگتے تھے اس لیے سابقہ دیور اور جیٹھ سے نکاح کرنے کی نصیحت بھی ملتی ہے۔ ہمارے یک زوجہ نظام کی ماری ہوئی کوئی عورت ہوتی تو ایک ہی خاوند کے مرثیے لکھتی رہتی۔ ایک ہی تصویر پر پھول چڑھاتی رہتی اور اسی کی یاد کو سینے سے لگائے ہوئے بوڑھی ہو جاتی اور اپنے اس ردعمل پر غرور بھی کرتی کہ میں نے ایک خاوند کے بعد دوسری شادی نہیں کی میں بے وفا نہیں ہوں میرا خاوند کے ساتھ عشق سچا اور پکا تھا دین اسلام مجازی عشق کے سخت خلاف ہے۔ عشق کی قوت کا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف ہونا چاہئے اور حضرت عاتکہؓ کی زندگی سے اس کا بھرپور اظہار ہوتا ہے دین اسلام نے مسلمانوں کی کتنی فطری اور عظیم تربیت کی ہے۔ مگر ہم ہندوؤں اور عیسائیوں کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں مسلمانوں جاگو!

C-31 حضرت حمنہؓ 2 نکاح (مضمون انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

C-32 زیادہ تر صحابہ کبارؓ نے ایک سے زائد شادیاں کیں

اگر کسی محقق کے پاس کوئی ایسی مثال ہو کہ کسی صحابیؓ نے ایک سے زائد شادی نہ کی ہو تو ہمیں بتانے کی نیکی کریں۔ تا کہ اگلے ایڈیشن میں شامل کیا جا سکے۔

C-33 حضرت ابوبکر صدیقؓ

(تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ نمبر ۲۷۵)

حضرت ابوبکرؓ نے کل چار نکاح کیئے۔ دو اسلام سے پہلے اور دو اسلام لانے کے بعد۔ ازواج کے نام یہ تھے۔ قتیلہ بنت عبدالعزیٰ، ام رومانؓ بنت عامر بن عمیرہ، اسماءؓ بنت عمیس اور حبیبہؓ بنت خارجہ، بخاری شریف میں حضرت عائشہؓ سے پانچویں بیوی کی روایت بھی ہے کہ آپ نے بنو کلب کی ایک عورت ام بکر سے شادی کی تھی اور ہجرت کے وقت طلاق دے دی تھی۔

حضرت ابوبکر کی اولاد کی تعداد چھ تھی۔ تین لڑکے عبدالرحمانؓ، عبداللہؓ اور محمدؓ اور تین لڑکیاں اسماءؓ، عائشہؓ اور ام کلثوم تھیں۔ عبدالرحمانؓ نے صلح حدیبیہ کے وقت اسلام قبول کیا اور مدینہ آ کر رہنے لگے۔ عبداللہؓ نے حضرت ابوبکر کے ساتھ ہی اسلام قبول کیا۔ جب غار ثور میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت رسول اکرم ﷺ مقیم تھے تو عبداللہؓ حضرت ام رومانؓ، حضرت عائشہؓ اور حضرت اسماءؓ کو لے کر مدینہ آ گئی تیسرے صاحبزادے محمد حجتہ الوداع کے سال پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ اسماءؓ بنت عمیس نے جب حضرت علیؓ سے نکاح کر لیا تو انہیں آغوش مرتضوی میں تعلیم و تربیت حاصل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسماءؓ بنت ابوبکرؓ اسلام لانے والوں میں اٹھارویں نمبر پر تھیں اور حضرت زبیرؓ بن عوام کے نکاح میں تھیں۔ ان کے بطن سے عبداللہؓ زبیر پیدا ہوئے۔ حضرت عائشہؓ آنحضورؐ کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی تھیں۔ علوم میں کمال رکھتی تھیں۔ خصوصاً طب اور شعر کا ستھرا ذوق رکھتی تھیں۔ حضرت ام کلثومؓ حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد پیدا ہوئیں۔

C-34 حضرت عمرؓ بن خطاب۔

ازواج (تاریخ ابن خلدون صفحہ نمبر ۳۹۸)

ان کا پہلا نکاح جاہلیت میں زینب بنت فطعون سے ہوا جس کے بطن سے عبداللہؓ، عبدالرحمٰنؓ اکبرؓ اور حضرت حفصہ پیدا ہوئیں۔ زینبؓ مکہ میں ایمان لائیں اور وہیں انتقال کیا۔ دوسرا نکاح زمانہ جاہلیت ہی میں ملیکہ بنت جدول خزاعی سے کیا جس سے عبیداللہؓ پیدا ہوئے چونکہ یہ اسلام نہیں لائیں اس وجہ سے ٦ ھ میں ان کو طلاق دے دی۔ تیسری بیوی قرینہ بنت ابی امیہ مخزومی تھیں جن سے جاہلیت میں نکاح کیا اور ٦ ھ میں بعد صلح حدیبیہ اسلام نہ لانے کی وجہ سے طلاق دی پھر چوتھا نکاح اسلام میں ام حکیمؓ بنت الحرث بن ہشام مخزومی سے کیا جس سے فاطمہ پیدا ہوئیں ان کی

بابت اختلاف کیا گیا ہے۔

مدینہ میں آنے کے بعد ۷ھ میں جمیلہؓ بنت عاصم سے نکاح کیا جن سے عاصم پیدا ہوئے۔ان کا نام پہلے عاصیہ تھا جب ایمان لائیں تو رسول اللہ ﷺ نے جمیلہؓ نام رکھا پھر ان نکاحوں کے بعد اخیر عمر میں خاندان نبوت سے تعلق پیدا کرنے کے لئے ام کلثومؓ بنت علیؓ ابن ابی طالب سے چالیس ہزار مہر پر نکاح کیا ان کے بطن سے رقیہ و زید پیدا ہوئے فکہیہ یمینہ اور عاتکہؓ بنت زید بن عمرو بن نفیل بھی فاروق اعظمؓ کی بیویوں میں تھیں فکہتہ یمینہ کی نسبت بعض کہتے ہیں کہ یہ ام الولد تھیں۔لیکن یہ امر پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا ان کے بطن سے عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوئے اور عاتکہ بنت زید ابن عمرہ بن نفیل چچیری بہن تھیں۔حضرت زیدؓ بن خطاب کی شہادت کے بعد آپؓ نے اِن سے نکاح کر کے مسلمانوں کو بیوہ بھابھی کے دکھ میں عملی شرکت کا سبق دیا تھا۔

C-34-2- سابقہ بیوہ بھابھی سے نکاح:

مسلمان مردوں کو ایک عظیم سبق یہ بھی ملتا ہے کہ بیوہ بھابی سے نکاح کرنے کو عین نیکی سمجھنا چاہئے اور بھتیجے بھتیجیوں کو سہارا دینا چاہئے۔مشہور واقعہ ہے کہ امور خلافت کی انجام دہی کے دوران ان کی چھوٹی بھتیجی ان کی گود میں کھیل رہی ہوتی تھی۔

C-34-3- حضرت عمرؓ کا حضرت ام کلثومؓ بنت حضرت علیؓ سے نکاح

(تاریخ ابن خلدون صفحہ نمبر ۳۹۹)

حضرت عمرؓ نے حضور ﷺ سے یہ حدیث مبارکہ سنی تھی کہ ''جس کا حسب اور نسب مجھ پر ہوا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔'' حضرت عمرؓ کی عظمت اس قدر فقید المثال ہے کہ غیر مسلم بھی معترف ہیں۔عشرہ مبشرہ صحابیؓ ہیں۔گویا جنت کی بشارت ان کی زندگی میں ہی انھیں سنائی جا چکی تھی مگر پھر بھی تقوی کا یہ عالم تھا کہ اللہ تعالی کسی لغزش کی بنا پر دوزخ میں نہ ڈال دیں شوق شہادت میں غزوات میں صف اول میں لڑتے تھے۔جب حضرت فاطمہؓ بالغ ہوئیں تو حضرت ابوبکرؓ کے بعد آپؓ نے اپنے لئے پیام بھیجا مگر کامیابی نہ ہوئی ان کی عظمت پر قربان جایئے کہ پھر انھیں کی بیٹی حضرت اُم کلثومؓ بنت فاطمہؓ کے لئے جب وہ بالغ ہوئیں پیام بھیجا یہ ۱۷ ہجری کی بات ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کہ میرا ارادہ اپنے بھائی جعفرؓ کے گھر بیاہنے کا ہے۔مگر کیا آپ کا اس شادی سے کیا کوئی خاص مقصد ہے تو حضرت عمرؓ نے مذکورہ بالا حدیث سنائی۔

حضرت علیؓ کوان کی بات بہت پسند آئی اوران کے زہد وتقویٰ کی قدر کرتے ہوئے ان کا پیام قبول کرلیا۔حضرت عمرؓ نے ۴۰ ہزار درہم حق مہر پر نکاح کیا۔ جوموجودہ دور کے ڈیڑھ کروڑ سے زیادہ بنتے ہیں۔ان کی یہ شادی سات سال تک رہی جب ۲۴ ہجری کو حضرت عمرؓ شہادت سے سرفراز ہوئے حضرت اُم کلثومؓ سے ان کے دو بچے زید اور رقیہ نامی پیدا ہو چکے تھے۔اس نکاح کی جتنی بھی عظمتیں بیان کی جائیں کم ہیں حضرت عمرؓ کی عمر مبارک 56 سال سے بھی زیادہ تھی جب کہ ام کلثومؓ کی عمر تقریباً 13 یا 14 سال تھی حضرت عمرؓ کا اس نکاح کے پیچھے اصل مقصد کس قدر عظیم تھا کہ عشرہ مبشرہ انتہائی دیندار خلیفہ دوم،حضورؐ کے پسندیدہ انسان،حضورؐ کے سسر،انتہائی نیک اور پرہیز گار مگر اللہ کا،دوزخ کا اتنا ڈر''اللہ اکبر''''سبحان اللہ''ایسی مثال کہیں مل نہیں سکتی۔حضرت علیؓ کو کیا پیغام دے رہے ہیں اور حضرت علیؓ کی اعلیٰ بصیرت اور وسعت قلب سبحان اللہ۔اور پھر اس نکاح کی برکت۔۔ان کے ہاں پیدا ہونے والے دو بچے غیر مسلموں کا منہ بند کرنے کے لیے کافی ہیں۔(مزید C-28)

مسلم معاشرے میں عورت ایسے گوشۂ عافیت میں رہتی ہے جس کی مثال کسی غیر مسلم معاشرے میں ممکن نہیں۔ بالغ ہونے سے پہلے ہی پیغامات موجود ہوتے ہیں مہر کی رقم سے ہی جہیز اور شادی کے اخراجات پورے کر لیے جاتے ہیں اور اگر غریب عورت کی امیر گھرانے میں شادی ہوتی ہے تو مہر کی رقم اتنی ہوتی ہے کہ غریب والدین کے کام آتی ہے اور اس میں سے ایک بڑا حصہ عورت کے لئے بھی محفوظ رہتا ہے۔حضرت عائشہؓ کے احوال کا جواب حضرت ام کلثومؓ ہیں۔

C-34-4-اولاد

(تاریخ ابن خلدون صفحہ نمبر ۴۰۰)

فاروق اعظمؓ کثیر الاولاد تھے۔ام المومنین حفصہؓ انہیں کی صاحبزادی تھیں جو ازواج مطہرات میں داخل ہیں اور اسی وجہ سے بہ نسبت اوروں کے یہ زیادہ مشہور ہیں اولاد مذکور میں سے زیادہ نامور ہیں کیونکہ یہ سابق الایمان اور فقہ وحدیث کے بڑے رکن تسلیم کیے جاتے ہیں، کتب احادیث میں ان کے مسائل اور روایتیں بکثرت پائی جاتی ہیں تقریباً کل غزوات میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے۔علاوہ ان کے عبید اللہ، عاصم، ابوشحمہ، عبدالرحمٰن، زید، مجیر بھی فاروق اعظمؓ کی اولاد سے ہیں۔

C-34-5-شوہر دیدہ عورت کو چار ماہ سے زائد بے شوہر رکھنا شرعاً غلط ہے

حضرت عمرؓ اور حضرت حفصہؓ کا مشترکہ فیصلہ

حضرت عمرؓ عوام کی حالت کا جائزہ لینے کے لیے اکثر رات کو گلیوں میں گشت کرتے تھے ایک رات انہوں ایک مجاہد کی بیوی کو عشقیہ شعر بلند آواز میں گنگناتے ہوئے سنا انہوں نے فوراً اسے سختی سے ڈانٹا تو اس نے جواب دیا کہ ہمارے خاوند اتنی مدتوں سے جہاد پر گئے ہوئے ہیں تو ہم ان کی جدائی میں گنگنا بھی نہیں سکتیں حضرت عمرؓ کو ان کی بات کی سمجھ آ گئی فوراً اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کے پاس گئے اور یہ واقعہ بتا کر پوچھا کہ آپ حضورؐ کی صحبت میں رہی ہو مجھے بتاؤ کہ کوئی عورت خاوند کے بغیر کتنے مہینے رہ سکتی ہے ام المومنینؓ نے دیوار کی طرف منہ کر لیا اور ایک انگلی اٹھائی یعنی کوئی عورت خاوند کے بغیر ایک مہینے تک رہ سکتی ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ محاذ بڑی دور ہیں صرف جانے میں ہی ایک مہینہ لگ جاتا ہے تو حضرت حفصہؓ نے دو انگلیاں اٹھائیں حضرت عمرؓ نے فرمایا ایک ماہ جانے میں ایک ماہ آنے میں تو لڑیں گے کیا؟ حضرت حفصہؓ نے تین انگلیاں اٹھائیں حضرت عمرؓ نے کہا یہ بہت کم ہیں تو انہوں نے چار انگلیاں اٹھائیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کچھ مزید گنجائش ہوسکتی ہو تو حضرت حفصہؓ نے نفی میں ہاتھ ہلایا گویا چار ماہ سے زیادہ کسی بیوی کو خاوند سے دور رکھنا عورت پر ظلم عظیم کے برابر ہے اس نورانی فیصلے کی روشنی میں حضرت عمرؓ نے تمام محاذوں پر پیغامات بھیج دیئے کہ جن مجاہدین کو 4 ماہ تک کا عرصہ گزر چکا ہے وہ فوراً گھروں کو واپس لوٹیں اور ان کی جگہ پر تازہ دم مجاہدین کو بھجوا دیا۔

C-34-6- تجزیہ و تبصرہ :

عدت

بیوہ ہونے کی صورت میں عدت 4 ماہ دس دن (130 دن)، مطلقہ ہو تو 3 ماہ، ظہار ہو تو 4 ماہ، ایلاء بھی 4 ماہ، حاملہ کے لئے عورت وضع حمل گویا بیوہ ہونے کے ایک گھنٹہ بعد بچہ جن لے تو عدت گھنٹے میں ختم، دین اسلام عدت کو کم سے کم رکھنے کے لئے کس قدر بے چین ہے وہ چاہتا کہ عورت کی جنسی زندگی صحت مند، مطمئن اور پر سکون ہو۔ ادھر ہمارے مسلمان کس قدر بے حس ہیں بیوہ، مطلقہ، زائد عمر لڑکیوں کے سالہا سال گزرتے جا رہے ہیں ان کو کوئی پرواہ ہی نہیں۔ مگر دین اسلام کا حساب لگایئے عدت ایک بھی رکھی جاسکتی تھی کہ سب کے لیے 4 یا 5 ماہ بات ختم۔ مگر نہیں اللہ تو دنوں کا حساب رکھ رہا ہے تاکہ مظلوم اور شرم و حیا کی پیکر اِن حوا کی بیٹیوں کو انکے حقوق بن مانگے دے دیئے جائیں۔ دین اسلام مردوں کی تعلیم و تربیت کر رہا ہے کہ بیوہ 4 ماہ دس دن تو مطلقہ 3 ماہ یا 3 حیض اگر کسی عورت کا دورانیہ 28 دن کا ہے تو پھر 84 دن بعد عدت ختم۔

C-34-7- بیوی بچوں کا بھی ویزہ:

جیسا کہ خلیفہ دوم حضرت عمرؓ کے واقعہ سے ایک اور نور کی روشنی ملتی ہے کہ عورتوں، مردوں کے علاوہ حکومتوں کا بھی اس میں فریضہ ہے کہ وہ ایسے اقدامات کریں کہ میاں بیوی میں 4 ماہ سے زیادہ کی جدائی نہ پڑے اسلئے مرد کو ویزہ دیتے وقت اس کی بیوی بچوں کا بھی ویزہ ساتھ دیں اور ان کی ساتھ آمد کو بھی یقینی بنائیں مڈل ایسٹ یا اسلامی ممالک اس بات کا خصوصی انتظام کریں۔

C-35 حضرت عثمانؓ بن عفان

ازواج واولاد (تاریخ ابن خلدون جلد اوّل صفحہ نمبر ۴۷۳)

ذوالنورینؓ نے زمانہ جاہلیت اور اسلام میں آٹھ بیویاں کیں ان میں سے دو رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں تھیں ایک رقیہؓ دوسری ام کلثومؓ تیسری بیوی کا نام فاختہؓ بنت غزوان (ان کے بطن سے عبداللہ اصغر پیدا ہوئے لیکن عالم طفل میں ہی وفات پائی) چوتھی بی بی ام عمرو بنت جندب بن عمرو بن حمتہ الروسیہ تھیں (ان کے بطن سے چار اولادیں خالد، ابان، عمرو، مریم پیدا ہوئیں) فاطمہ بنت ولید بن مغیرہ مخزومی پانچویں بی بی کا نام تھا (جس سے ولید ام سعید اور سعید پیدا ہوئے) ساتواں عقد رملہ بنت شیبہ بن ربیعہ سے کیا (ان سے تین لڑکیاں عائشہ، ام ابان ام عمرو پیدا ہوئیں) نائلہ بنت الفرافصہ کلبیہ آٹھویں بیوی تھیں۔ بعض کا خیال ہے کہ مریم بنت عثمان انہیں کے بطن سے پیدا ہوئی تھی۔ وقت محاصرہ ان میں سے چار بیویاں رملہ، نائلہ ام البنین اور فاختہ موجود تھیں۔

C-35-2- سابقہ سالی سے نکاح:

حضور ﷺ کی دو بیٹیوں سے یکے بعد دیگرے نکاح کرنے پر حضرت عثمانؓ ذوالنورین کہلاتے ہیں بیوی فوت ہونے پر سابقہ سالی سے شادی ہوئی۔ اس سے مسلمانوں کو راہنمائی ملتی ہے کہ سابقہ سالی سے نکاح میں نہیں جھجکنا چاہیے۔ خصوصاً اگر آپ کے بچے ہوں تو ادھر ضرور کرنا چاہیے۔ سابقہ سالی سے نکاح کرتے وقت اس کی عمر اور اس کے سابقہ بچوں کو عذر مت بنائیں اگر وہ بیوہ ہے اور بچوں والی ہے تب بھی آپ کے لیے زیادہ بہتر ہے۔ یہ دونوں نکاح طویل العمری فرق تھے ان سے یہ قریباً 30,25 سال چھوٹی تھیں۔

C-36 حضرت علیؓ بن ابی طالب

(اسلامی انسائیکلو پیڈیا صفحہ نمبر ۱۰۹۴)

سیدہ زہرہ فاطمہؓ بتول کے بطن سے دوفرزند (حسنؓ، حسینؓ) اور دو دختران (ام کلثومؓ و زینبؓ) اور دیگر آٹھ ازواج سے اٹھارہ بیٹے اور سولہ بیٹیاں آپ کی اولاد ہیں۔

C-36-2-ازواج واولاد

(تاریخ ابن خلدون جلد اول صفحہ ۱۵۵)

سب سے پہلے جس سے آپؓ نے نکاح کیا وہ حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں ان کے بطن سے چار اولادیں ہوئیں دولڑکے حسنؓ وحسینؓ اور دولڑکیاں زینب الکبریٰؓ اور ام کلثومؓ، فاطمہ زہرہؓ کی وفات کے بعد ام البنین بنت حرام کلابیہ سے عقد کیا جس سے چارلڑکے عباس، جعفر، عبداللہ اور عثمان پیدا ہوئے جو معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے تیسری بیوی آپ کی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد تمیمہ تھیں دولڑکے عبیداللہ اور ابوبکر ان کے بطن سے پیدا ہوئے تھے انہوں نے بھی معرکہ کربلا میں اپنے بھائی حسینؓ کے ساتھ شربت شہادت نوش کیا چوتھی شادی آپؓ نے اسماءؓ بنت عمیس سے کی جس سے محمد ن الاصغر اور یحیٰ وجود میں آئے اور معرکہ کربلا میں شہید ہوئے بعض نے کہا ہے کہ انہیں کے بطن سے آپ کے لڑکے عون بھی پیدا ہوئے واللہ اعلم۔ پانچواں عقد امامہؓ بنت ابی العاصؓ بن الربیع بن اعبد العزیٰ بن عبد شمس سے کیا۔ ان کی ماں زینبؓ رسول اللہ ﷺ کی دختر تھیں ان سے محمد ن الاوسط پیدا ہوئے اور محمد الاکبر بن علی جن کو ابن الحنیفہ کہتے ہیں ان کی ماں کا نام خولہ بنت جعفر یہ قبیلہ حنیفہ سے تھیں اور صہبا بنت ربیعہ تغلبیہ سے حضرت علیؓ کے فرزند عمر اور دختر رقیہ پیدا ہوئیں آپ کی آٹھویں بیوی کا نام سعد بنت عروہ بن مسعود ثقفیہ ہے جس سے ام الحسن، رملۃ الکبریٰ اور ام کلثوم صغرا پیدا ہوئیں۔

نواں عقد آپ کا مخبتہ بنت امراء القیس بن عدی کلبیہ سے ہوا ان کے بطن سے صرف ایک لڑکی پیدا ہوئی جس کا لڑکپن میں انتقال ہو گیا تھا۔ علاوہ ان لڑکیوں کے اور بھی لڑکیاں تھیں جن کا نام نہیں بیان کیا گیا، غرض آپ کے کل چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں پیدا ہوئیں لیکن نسلی سلسلہ میں صرف حسنؓ، حسینؓ محمد بن الحنیفہ، عباس بن کلابیہ اور عمر بن التفلبیہ سے چلا۔ باقی کے اعقاب باقی نہ رہے یعنی ان سے سلسلہ نسل نہیں چلا۔

3-36-C- سیدہ فاطمۃ الزہرہؓ بنت رسول ﷺ

(حوالہ رسالتمآبؐ صفحہ نمبر ۱۰۰)

جس وقت آنحضرت ﷺ مکہ معظّمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ اس وقت نا کتخدا تھیں۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت ﷺ سے سیدہ فاطمہؓ سے عقد کے لئے استدعا کی مگر آپؐ نے فرمایا کہ حکم الٰہی کا انتظار ہے اس کے بعد حضرت عمرؓ نے پیام دیا ان کو بھی وہی جواب ملا جو حضرت ابوبکرؓ کو مل چکا تھا پھر لوگوں نے حضرت علیؓ کو آمادہ کیا مگر حضرت علیؓ کو اپنی بے سروسامانی کی وجہ سے تامل ہوا دوسرے یہ خیال بھی دامن گیر ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بعد میری کیا گنجائش ہوسکتی ہے۔لیکن لوگوں کے مجبور کرنے پر آپؓ نے پیام کے طور پر اپنی استدعا دربار رسالتؐ میں پہنچائی۔

جسے آنحضرت ﷺ نے قبول فرمالیا پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے ذکر کیا کہ حضرت علیؓ کا رجحان خاطر آپ کی طرف ہے۔سیدہؓ اپنے پیغمبر والد کی زبان مبارک سے یہ بات سن کر خاموش رہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ نے سیدہؓ کی اس خاموشی کو رضامندی سمجھا۔پھر آپؐ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تیرے پاس کچھ ہے انہوں نے عرض کی کہ ہاں گھوڑا اور زرہ ہے یہ زرہ آنحضرتؐ نے غزوۂ بدر کے بعد ان کو مرحمت فرمائی تھی وہ زرہ حضرت علیؓ نے بطور مہر سیدہ فاطمہؓ کی نذر کی۔حضورؐ نے کہا کہ زرہ کو بیچ دو حضرت عثمانؓ نے اسے چار سو اسی درھم کے عوض خرید کر زرہ حضرت علیؓ کو واپس تحفہ کردی آنحضرت ﷺ نے درھم لے کر جہیز کا سامان تیار فرمایا جو ایک تکیہ ایک پیالہ، ایک مشکیزہ، دو چکیاں اور دو گھڑوں پر مشتمل تھا۔غزوۂ بدر کے بعد ذوالحجہ 2ھ میں سیدہ فاطمہؓ کا عقد حضرت علیؓ سے کر دیا نکاح کے وقت سیدہؓ کی عمر 15 برس 5 ماہ تھی۔سیدہؓ کے بطن مبارک سے حضرت امام حسنؓ، سید الشہداء حضرت امام حسینؓ، سیدہ ام کلثومؓ، سیدہ زینبؓ اور حضرت محسنؓ (جو بچپن میں ہی انتقال کر گئے تھے) پیدا ہوئے۔

اس وضاحت کے بعد اس عظیم الشان شادی میں جو بڑا سبق موجود ہے وہ اصلی اسلامی معاشرے کی عکاسی کرتا ہے حضرت فاطمہؓ کے لیے سب سے پہلا رشتہ حضرت ابوبکرؓ کا آیا تھا، غور کریں کہ یہ حضورؐ کے سسر بھی تھے اور حضرت علیؓ سے عمر میں تقریباً 16 سال بڑے بھی تھے۔ان باتوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ دین اسلام شادی کرتے وقت طویل العمری فرق کو ناپسند نہیں کرتا۔ دین اسلام کی عظمتوں کو چومنے کو دل کرتا ہے کہ حضرت عمرؓ کا رشتہ حضرت فاطمہؓ سے تو نہ ہوسکا مگر ان کی بیٹی حضرت ام کلثومؓ سے ہوگیا یہ اتنی عظیم مثالیں ہیں کہ اگر ہمارا دل و دماغ کفر کی

غلاظتوں سے لتھڑا ہوا ہے تو ان واقعات کی عظمتوں کو بآسانی محسوس نہیں کر سکتا۔ ''اللہ اکبر'' دین اسلام نے شادی کے بندھن کو عمر کی قید سے آزاد کر کے کس قدر عظمت اور خوبصورتی دے دی ہوئی ہے۔ اس کی مثال پوری دنیا کے کسی معاشرے میں کہیں بھی نہیں ملتی ہم کفار کے ذہن سے سوچیں تو یہ کتنی معیوب بات ہے مگر اس بات کی عظمت کو محسوس کرنے کے لیے ہمیں اپنا دل دین کی سچائیوں سے بھرنا ہوگا اور ذہن اسلامی سانچوں میں ڈھالنا ہوگا۔

اس شادی کا جتنا تجزیہ کریں نئے سے نئے اور عظمتوں سے بھرے سبق ملتے جاتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے مہر زرہ بیچ کر دیا تھا اسلئے وہ ولیمہ نہیں کر سکتے تھے موجودہ دور کا کوئی نوجوان ہوتا تو قرضہ لے کر ولیمہ کرتا مگر شانِ مرتضیٰؓ اور دین اسلام کی روشنی تھی کہ ولیمے کا کوئی تردد نہیں کیا مگر حضرت حمزہؓ نے اپنے بھتیجے کا ولیمہ کیا تو یہ ایک نہایت اعلیٰ مثال ہے کہ دلہے کا ولیمہ کرنا کوئی ضروری نہیں ہے اور اہل نصاب عزیز واقارب یا احباب اس خوشی کو منائیں۔ اس تحقیق کے سامنے آنے کے بعد آپ ایسے واقعات اکثر سنیں گے (انشااللہ تعالیٰ)

C-36-5- سابقہ بھابھی سے نکاح:

حضرت اسمٰؓ بنت عمیس حضرت ابوبکرؓ کی وفات پر بیوہ ہوگئیں ان سے قبل یہ حضرت جعفرؓ کی بیوہ تھیں جو حضرت علیؓ کے بڑے بھائی تھے دوبارہ بیوہ ہونے پر حضرت علیؓ نے اپنی سابقہ بیوہ بھابھی سے نکاح کر کے مسلمانوں کے لیے ہدایت کی نئی شمع روشن کی۔

C-37 حضرت امام حسنؓ بن علیؓ

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا صفحہ 788)

آپ تمام مکارم اخلاق کا پیکر تھے آپؓ نے مختلف اوقات میں مختلف شادیاں کیں۔

آپؓ کی اولاد میں آٹھ لڑکے اور دو لڑکیاں تھیں۔ ( )

C-38 حضرت امام حسینؓ

(اسلامی انسائیکلوپیڈیا صفحہ نمبر 799)

آپؓ نے مختلف اوقات میں مختلف شادیاں کیں۔ آپؓ کی ازدواج میں لیلیٰ، شہر بانو، حباب، حرار، سکینہ اور غزالہ تھیں۔ آپؓ کی اولاد میں صرف امام زین العابدینؓ زندہ بچے تھے، باقی سب لڑکے میدانِ کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔ صاحبزادیوں میں سکینہ، فاطمہ اور زینبؓ تھیں۔

C-39 حضرت زیدؓ بن حارث

(اسلامی انسائیکلو پیڈیا صفحہ نمبر 918)

۴ ھ میں نبی کریم ﷺ نے حضرت زیدؓ کے لیے اپنی پھوپھی زاد بہن حضرت زینبؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت زینبؓ اور ان کے رشتہ داروں نے اسے نامنظور کر دیا۔ اس پر قرآن مجید کی سورۂ احزاب کی آیت ۳۶ نازل ہوئی: ''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے میں فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا''۔ اس آیت کے سنتے ہی حضرت زینبؓ اور ان کے خاندان والے راضی ہو گئے۔ نبیؐ نے ان کا نکاح پڑھایا، زیدؓ کی طرف سے دس دینار اور ۶۰ درہم مہر ادا کیا۔ حضرت زینبؓ نے اگرچہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مان کر حضرت زیدؓ کے نکاح میں جانا قبول کر لیا تھا لیکن اپنے دل سے وہ اس احساس کو نہ مٹا سکیں کہ حضرت زیدؓ ایک آزاد کردہ غلام ہیں اور ان کے اپنے ہی خاندان کے پروردہ ہیں۔ یہی بات تلخیوں کو بڑھانے کا سبب بنی۔ ایک سال سے کچھ ہی مدت زیادہ گزری تھی کہ نوبت طلاق تک پہنچ گئی۔ حضرت زینبؓ کے بعد حضرت زیدؓ نے ام کلثومؓ بنت عقبہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے زید اور رقیہ پیدا ہوئے۔ اس کے بعد ان کی شادی ذرہ بنت ابی لہب سے ہوئی۔ لیکن ان کو بھی حضرت زیدؓ نے طلاق دے دی۔ انہوں نے ہند بنت عوام اور آنحضرت کی آزاد کردہ کنیز ام ایمنؓ سے بھی شادی کی تھی۔ ان کے ہاں حضرت اسامہؓ پیدا ہوئے۔

چوتھا باب

(بغیر زوج والی/والا)

D-1 بیوہ اور رنڈوا (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

D-1-2- بیوہ کے نکاح کا بیان

(حوالہ بہشتی زیور مولانا اشرف علی تھانوی حصہ ششم صفحہ 46)

انہی بیہودہ رسموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو برا اور عار سمجھتے ہیں۔ خاص کر شریف لوگ اس میں زیادہ مبتلا ہیں شرعاً اور عقلاً جیسا پہلا نکاح ویسا دوسرا دونوں میں فرق سمجھنا محض بے وجہ اور بے وقوفی ہے۔ صرف بندوں کے میل جول اور کچھ جائیداد کی محبت سے یہ خیال جم گیا ہے۔ ایمان اور عقل کی بات یہی ہے کہ جس طرح پہلے نکاح کو بے روک ٹوک کر دیتے ہیں۔ اسی طرح دوسرا نکاح بھی کر دیا کریں۔ اگر دوسرے نکاح سے دل تنگ ہوتا ہے تو پہلے نکاح سے کیوں نہیں ہوتا۔ عورتوں کو ایسی بری عادت ہے کہ خود کرنا اور رغبت دلانا تو درکنار، اگر کوئی خدا کی بندی خدا اور رسول ؐ کا حکم سر آنکھوں پر رکھ کر (نکاح) کر بھی لے تو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں۔ بات بات میں طعنہ دیتی ہیں، ہنستی ہیں، ذلیل کرتی ہیں۔ غرضیکہ کسی بات میں بے چوٹ کیے نہیں رہتیں یہ بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے کیونکہ شریعت کے حکم کو عیب سمجھنا، اس کے کرنے والے کو حقیر و ذلیل جاننا کفر ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ ہمارے پیغمبر رسول اللہ ﷺ کی جتنی بیبیاں تھیں۔ حضرت عائشہ ؓ کے علاوہ کوئی بھی کنواری نہ تھی۔ ایک ایک، دو دو نکاح پہلے ہو چکے تھے تو کیا نعوذ باللہ نعوذ باللہ تم ان کو بھی برا کہو گی کیا توبہ توبہ تمہاری شرافت ان سے بڑھ گئی ہے کہ جو کام انہوں نے کیا خدا اور رسول ؐ نے جس کا حکم کیا اس کے کرنے سے تمہاری عزت گھٹ جائیگی، آبرو میں بٹہ لگ جائیگا ناک کٹ جائے گی تو یوں کہو کہ مسلمان ہونا ہی تمہارے نزدیک بے عزتی کی بات ہے خوب یاد رکھو کہ جب تک اس خیال کو اپنے دل سے دور نہ کرو گی اور پہلے اور دوسرے نکاح کو یکساں نہ سمجھو گی تب تک ہر گز تمہارا ایمان درست اور ٹھیک نہ ہوگا اس لیے اس خیال کے مٹانے میں بڑی کوشش کرنی چاہئے اور سوائے اس کے اور کوئی کوشش کارگزار نہیں ہو سکتی کہ ننگ و ناموس کو دل سے نکال کر رسم و رواج کو طاق پر رکھ کر اللہ و رسول ﷺ کو راضی اور خوش کرنے کے لیے فوراً بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو انکار کرے تو اس کو رغبت دلاؤ کوشش کرو، دباؤ ڈالو۔ غرض جس

طرح بن پڑے نکاح کر دو اور خوب سمجھ لو کہ یہ انکار سب کا ظاہری انکار ہے جو فقط رواج کی وجہ سے ہوتا ہے رواج نہ ہو تو کوئی انکار نہ کرے جب تک ایسا نہ کرے گی اور عام طور پر اسکا رواج نہ پھیلے گا ہر گز دل کا چور نہ نکلے گا۔

حدیث میں ہے جو کوئی میرے چھوٹے ہوئے طریقے کو پھر پھیلائے اور جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا اس لیے بیوہ عورتوں کے نکاح میں جو کوئی کوشش کرے گا اور اس کا رواج پھیلائے گا اور جو بیوہ رسولؐ کی خشنودی کے لیے اور رواج پڑنے کے لیے اپنا نکاح کرے گی وہ سو شہیدوں کا ثواب پائے گی کیا تم کو ان پر ترس نہیں آتا ان کا حال دیکھ کر تمہارا دل نہیں کڑھتا کہ ان کی عمر برباد اور وہ مٹی میں ملی جاتی ہیں۔

D-1-3- بیوہ عورت کے لیے نکاح کرنا ضروری ہے

(اسلامی دلہن مولانا محمد الیاس عادل صفحہ 201)

نکاح کے بے شمار فوائد ہیں اسلام نے بیوہ عورت کو شادی کرنے کی اجازت دی ہے حضور سرکار دو عالم ﷺ کی حیات طیبہ اس کا عملی نمونہ ہے کہ آپؐ نے ایک کے سوا بقیہ تمام شادیاں بیوہ خواتین سے کیں۔ اصحابیاتؓ کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے بخوبی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے خاوند کی وفات کے بعد دوسری، تیسری شادیاں کیں اور ایک مثالی اور کامیاب زندگی گزاری۔

ایک بیوہ عورت کی شادی کو احسن اقدام سمجھنا چاہیئے کیونکہ وہ عورت جو جوانی میں ہی بیوہ ہوگئی ہو اس کے سامنے بظاہر ایک طویل زندگی ہوتی ہے اور جیون ساتھی یعنی شوہر کے بغیر زندگی گزارنا اسے بہت کٹھن دکھائی دیتا ہے اس لیے عورت کے رشتہ داروں کو خصوصی طور پر اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ اگر مناسب اور موزوں رشتہ دیکھیں تو عورت کی رضامندی سے اس کی شادی کر دیں اس ضمن میں عورت سے اجازت حاصل کرنا ضروری ہے۔ عورت کو بھی چاہیئے کہ وہ خاوند کے انتخاب میں احتیاط سے کام لے تا کہ اس کی زندگی خوشگوار اور مطمئن گزرے فقہا کرام فرماتے ہیں: ''عورت ایسے مرد کو اپنا شوہر بنائے جو دیندار، بااخلاق اور وسیع الظرف ہو، عورت اس مرد کو شوہر نہ بنائے جو دین سے بیگانہ ہو''۔ (ردالمختار جلد دوم ص ۲۸۴) حدوداللہ کے اندر رہتے ہوئے اسلام نے مرد و عورت جس کی شادی ہو رہی ہے اس کی رائے کو ترجیح دی ہے اور ان کی رائے قبول کرنے کو بہر حال ضروری بتایا ہے اسلام سے پہلے اس ضمن میں عورتوں سے ظلم ہوتا تھا۔ عورتوں پر ان کے ولی ناجائز دباؤ ڈالتے تھے اور ایسے مردوں سے ان کی شادی کر دیتے تھے جن کو لڑکیاں پسند نہ کرتی تھیں۔

جاہلیت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دور جاہلیت میں عورتوں کی حیثیت کس قدر پست تھی۔ بیچاری مال منقولہ سمجھی جاتی تھی شادی کے بعد شوہر یہ سمجھتا تھا کہ میں نے مہر کے بدلے بیوی کو خرید لیا ہے چنانچہ شوہر کے مرنے کے بعد شوہر کے وارث عورت کو اپنی ملکیت میں شمار کرتے۔ اسلام نے آ کر اس ظلم وستم کی بیخ کنی کو ضروری سمجھا اور عورتوں کے حقوق کا تعین کیا۔ نکاح کے ضمن میں بالغ لڑکیوں کی رضا اوران کی اجازت ہر حالت میں ضروری قرار دی گئی ہے۔

چنانچہ حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''شوہر دیدہ کی شادی اس وقت تک نہ کی جائے جب تک اس کا حکم نہ لے لیا جائے اور کنواری عورت کا نکاح بھی اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت حاصل نہ کر لی جائے۔ (بخاری شریف) ایک اور حدیث میں آتا ہے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''وہ عورت جو شوہر دیکھ چکی ہے بذات خود ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری سے اس کا باپ اجازت حاصل کرے اور اس کی اجازت اس کا خاموش رہنا ہے''۔ (مسلم شریف)

دین اسلام کا قاعدہ ہے کہ بغیر عورت کی رضا مندی حاصل کیے ہوئے اس کی شادی کسی مرد سے نہیں کی جا سکتی نوجوان بیوہ یا مطلقہ عورت کو اس شرم وحیا میں اپنے اوپر جبر نہیں کرنا چاہئے کہ اگر وہ اپنی دوسری شادی کے لیے کوشش کرے گی تو لوگ کیا کہیں گے معاشرہ اسے کیسی نظروں سے دیکھے گا بلکہ اگر مناسب اور موزوں رشتہ مل جائے تو اپنا گھر بسانے میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔

D-1-4- ایک بہترین واقعہ: اس ضمن میں ایک ایسا واقعہ تحریر کیا جاتا ہے کہ جو ہر ایک کے لیے سوچنے اور سمجھنے کے لیے کافی ہے۔ مولانا رحمت اللہ سبحانی لدھیانیؒ تحریر کرتے ہیں کہ عظیم آباد میں ایک عورت جو کہ بہت چھوٹی عمر میں بیوہ ہوگئی اس نے ہمیشہ روزہ رکھنا اور ہر وقت عبادت کرنا اپنا معمول قرار دے لیا۔ گویا حقیقی معنوں میں صائم النہار اور قائم اللیل بن گئی۔ روزہ افطار کرتے وقت شام کو سوکھی روٹی یا گیہوں کا چوکر کھانا اختیار کیا اور شب و روز تلاوت قرآن حکیم میں مشغول رہتی۔ اسی حالت میں وہ بوڑھی ہوگئی سینکڑوں عورتیں اس کی نفس کشی اور سچی پارسائی دیکھ کر اس کی گرویدہ ہوگئیں۔ مرتے وقت اس نے تمام عورتوں کو بلا کر پوچھا کہ میں نے کیسی پاکدامنی پارسائی اور عزت وحرمت سے اپنی زندگی گزاری۔ سب نے کہا کہ ایسا ہونا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ کبھی کسی مرد کا منہ تک نہ دیکھا۔

ساری عمر روزہ رکھا سوکھی روٹی کھائی یا ستو پی کر گزارہ کیا اور رات دن تلاوت وعبادت میں مشغول و مصروف رہیں ۔اس عورت نے کہا، اب میرے دل کا حال سنو کہ جوانی سے بڑھاپے تک رات کو قرآن حکیم کی تلاوت کرتے وقت کبھی میرے کان میں چوکیدار کی آواز آتی تو دل چاہتا اس کے پاس چلی جاؤں لیکن خدا کے خوف اور دنیا کی شرم سے بچتی رہی ۔اب میرا آخری وقت ہے میں تم سب کو نصیحت کرتی ہوں کہ کبھی جوان عورت بیوہ بے نکاح نہ رکھنا! اس سے معلوم ہوا کہ عورت کیسی ہی نیک بخت ، پرہیز گار ہو اور کیسا ہی روکھا سوکھا کھانا کھائے لیکن بتقا ضائے فطرت مرد کی خواہش اس کے دل میں ضرور ہوتی ہے اسی طرح مرد کو بھی عورت کی حاجت ہے حتیٰ کہ حیوانات، پرند و چرند بھی اس سے محفوظ نہیں ۔(مخزن اخلاق ص ۴۴۳))

D-1-5- ہندوؤں میں بیوہ کا حشر :۔

رنڈوہ ، رنڈا= مرد جسکی بیوی مرجائے اور رنڈی ، وِدھوا= عورت جسکا خاوند مرجائے

آپ نے پڑھا رنڈی لفظ ہندی میں بیوہ عورت کے لئے استعمال ہوتا ہے۔اب اس کے کچھ مرکبات بھی ملاحظہ کریں ۔ رنڈی خانہ= طوائف کا اڈہ رنڈی = طوائف کا پیشہ کرنے والی

رنڈی باز= طوائف کے پاس جانے والا مرد رنڈی کی اولاد= طوائف کی اولاد رنڈی کا بچہ

= طوائف کا بیٹا، اب زیادہ تر لفظ ودھوا (بمعنی بیوہ) سے پکارتے ہیں اور رنڈی لفظ مہذب حلقوں میں زیرِ استعمال نہیں ہے رنڈی بطورِ گالی استعمال ہوتا ہے اور اس کا مفہوم طوائف لیا جاتا ہے۔ہندوؤں میں ذات پات اونچ نیچ کا نظام پایا جاتا ہے مگر مذہبی طور پر بیوہ عورت کا دوسری شادی کرنا گویا بدکاری کرنے کے مترادف سمجھا جاتا ہے اس لئے عورتیں اپنے پیارے مذہبی اصولوں کی لاج رکھنے کے لئے دوسری شادی سے گریز کرتی ہیں مگر ہندو معاشرہ پھر بھی ان کو بدکاری کے شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے .اوران کی کوئی عزت نہیں کرتا۔بیوہ صرف ایک صورت میں عزت کرواسکتی ہے اگر وہ زندہ ہی مردہ خاوند کی چتا پر بیٹھ کر جل جائے اگر نہیں جلتی تو ہندو معاشرہ اُسے طعنوں گالیوں اور شک کی نگاہوں سے تمام زندگی جلاتا رہتا ہے ۔یہ وقعت ہے بیوہ عورت کی، ہندو پاکیزہ ترین معاشرے میں !۔

D-1-6- موجودہ دور کی مسلمان بیوہ کا واقعہ :۔

ایک 38 سالہ خوبصورت بیوہ کو محلے کے 50 سالہ تازے رنڈوے نے پیغام نکاح بھیجا پہلے تو بیوہ نے پیغام لانے والی کو خوب کھری سنائیں کہ ہائے کیا غضب ہوگیا اُس نے میری بے عزتی کردی اُس نے مجھے ایسی ویسی عورت سمجھا ہے

کیا؟اِس کُتے کمینے کا حشر کروا دوں گی پھر اپنے 22 سالہ بیٹے کو دبئی خط لکھ کر بھی آگاہ کیا۔ بیٹا بھی کیا دینی تعلیمات سے آراستہ تھا کافروں سے بھی بدتر جواب بھیجا کہ اُس کی ایسی جرات اُسے میرا پیغام دے دو دوبارہ ایسی حرکت کی تو آکر اُسکی اَنتڑیاں نکال دوں گا۔

افسوس ہم بوٹا رام سے محمد بوٹا تو بن گئے مگر آج تک نہ تو مکمل طور پر پرانا دھرم چھوڑ پائے ہیں اور نہ اپنے پیارے دین کی رُوح سے آگاہ ہو سکے۔۔۔ ہوں بھی تو کیسے؟؟ ہمارا نظامِ تعلیم جاہلوں کے ہاتھ کھلونا بنا ہوا ہے۔ سکولوں میں اسلامیات کو دیکھیں تو ایک Neglected Subject لگتا ہے ہر دفعہ وہی پرانی دو چار جنگیں اور بنیادی ارکان ڈال کر خانہ پُری کر دی جاتی ہے۔ دینی تعلیم و تربیت کو دانستاً نظر انداز کیا جاتا ہے۔ مگر کیا کیا جائے ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے انجامِ گلستان کیا ہو گا۔ معذرت چاہتا ہوں میرا موضوع فی الحال اپنا ملک نہیں بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ ہے۔ ایسے واقعات پر سوچنے کا مقام ہے کہ ڈیڑھ ہزار سال سے ہم مسلمان کہلاتے ہیں مگر ہمیں اسلام کی اصل تعلیمات پر عمل کرنے کے لئے ابھی مزید کتنے ہزار سال چاہیں؟؟؟

D-2 مطلقہ اور طلاق والے (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

D-2-2 طلاق

(اسلامی انسائیکلو پیڈیا صفحہ نمبر 1010)

عربی لفظ خاوند کا اپنی بیوی کو پابندی نکاح سے آزاد کر دینا۔ یہ اسلام کے عائلی قوانین کا ایک اہم حصہ ہے۔ اسلام میں اپنی منکوحہ سے علیحدگی اختیار کرنے کا ایک شرعی طریقہ ہے۔

قرآن مجید میں آیا ہے کہ جن عورتوں کو طلاق دی وہ اپنے آپ کو تین قرو تک روک رکھیں۔ (قرو امور حیض سے متعلق ہے) انہیں اس بات کی اجازت نہیں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کے رحم میں پیدا کر دیا ہے اسے چھپائیں اگر انہیں اللہ اور روز محشر پر اختیار ہے ان کے خاوند زیادہ حقدار ہیں اس بات کے کہ وہ انہیں ایام عدت میں واپس لے لیں۔ اگر وہ اصلاح حال کرنا چاہیں اور عورتوں کا بھی مردوں پر حق ہے جیسا مردوں کا ان پر حق ہے لیکن مردوں کو عورتوں پر ایک گنا فضیلت ہے۔ اس بات میں مرد کو اس بات کا حق دیا گیا ہے کہ وہ ایام عدت میں اپنی بیوی کو واپس لے لے۔ زمانہ جاہلیت میں عدد طلاق معین نہ تھا۔ اس لیے ہر وقت رجعت ممکن تھی خواہ دس بار طلاق ہو چکی ہو۔ اس لیے آئندہ آیت میں طلاق کا عدد جس کے بعد رجعت (واپسی) ہو سکتی ہے مقرر کر دیا گیا۔ اور طلاق کے بدلے مال لینے کا طریقہ بھی

معین کر دیا۔قرآن میں ہے

''طلاق (رجعی) ہے دو بار اس کے بعد رکھ لینا یا چھوڑ دینا اچھی طرح سے اور تم کو روا نہیں کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں سے''۔

پہلی دو طلاقوں میں رجعت (واپسی) بغیر نکاح ہوگی اس کے بعد تیسری طلاق کا حکم دونوں صورتوں کے لیے عام ہے یعنی تیسری طلاق کے بعد اسی عورت سے دوبارہ نکاح کرنے سے پہلے دونوں صورتوں میں حلالہ کی ضرورت ہوگی۔ اس کے بعد اس سے متصل جملہ استثنائیہ میں خلع کی اجازت دی گئی ہے جس کی رو سے عورت اپنی رضامندی سے کچھ مال اپنی طرف سے دے کر طلاق حاصل کر سکتی ہے گو زبردستی لینا بدستور منع ہے۔اس کے بعد سورۃ البقرہ میں دو بار سے زائد طلاق دینے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔'' پھر اگر اس عورت کو طلاق (تیسری بار) دی تو اب حلال نہیں اس کو وہ عورت اس کے بعد جب تک کہ نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا۔ پھر اگر طلاق دے دے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر کہ باہم مل جائیں۔ اگر خیال کریں کہ قائم رکھیں گے اللہ کا حکم اور یہ حدیں بندھی ہوئی اللہ کی''۔سورۃ الطلاق میں ہے۔

''اے نبی! جب تم طلاق دو عورتوں کو تو ان کو طلاق دو ان کی عدت تک اور گنتے رہو عدت کو اور ڈرو اللہ سے جو رب ہے تمہارا۔اور مت نکالو ان کو ان کے گھروں سے اور وہ بھی نہ نکلیں مگر (جب وہ) کریں صریح بے حیائی اور یہ حدیں ہیں بندھی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بڑھے اللہ کی حدوں سے تو اس نے برا کیا اپنا اس کو خبر نہیں شاید اللہ پیدا کر دے اس طلاق کے بعد نئی صورت (یعنی مرد کا خیال عورت کے بارے میں بدل جائے اور وہ اسے واپس لے لے)''۔قرآن نے یہ بھی کہا ہے کہ طلاق ایک ناپسندیدہ بات ہے۔ ایام حیض میں عورتوں کو طلاق دینے سے منع کیا گیا ہے پھر اگر یہ امر مجبوری عام حالات میں نوبت طلاق تک پہنچ ہی جائے تو اس کی اجازت دیتے ہوئے بھی اس کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا گیا ہے۔

D-3- ظہار (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

D-4 قضائے شرعی

(حوالہ اسلام اور شادی، مولانا محمد وارث جمال صفحہ نمبر 274)

طلاق وخلع کے تعلق سے جو کچھ کہا گیا ہے اس سے مقصود یہ ہے کہ میاں بیوی حدود الٰہیہ کے دائرے میں خوش

اسلوبی اور محبت کے ساتھ رہیں اور اگر ازدواجی مسرتوں اور رفاقتوں میں دراڑ پڑ جائے ایک ساتھ رہنے میں زندگی کے تلخ ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو تو تسریح احسان کی روشنی میں الگ ہو جائیں۔ جیسے قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے: ''لیکن کچھ طبیعتیں سخت جھگڑالو، کینہ پرور ہوتی ہیں اور کچھ صورت حال کی پیچیدگیوں کی وجہ سے ضد کے مظاہرے پر آجاتی ہیں۔ اور کبھی میاں بیوی اور ان دونوں کے خاندانوں میں حالات کی برہمی اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ اچھائی کے ساتھ روکنے یا اچھائی کے ساتھ چھوڑ دینے کا تصور گویا ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے شریعت نے طلاق و خلع کے علاوہ ایک تیسرا طریقہ بھی حقوق زوجین کے تصفیے کے لئے رکھا۔ جسے تفریق بہ قضائے قاضی یا قضائے شرعی کہا گیا۔ مثلاً مرد اگر شادی کے بعد نامرد ثابت ہو۔ یعنی مرد جب ہم بستری میں عورت کا حق ادا کرنے کے قابل نہ ہو اور ایسا ہونے کے باوجود عورت کو طلاق نہ دے تو عورت کیا کرے؟ یا شوہر پاگل ہو جائے اور پاگل پن کا عرصہ دراز ہو جائے یا شوہر جزام جیسے مرض میں مبتلا ہو اور وہ خود سے طلاق دینا نہیں چاہتا اور عورت جانے پر راضی نہیں تو ایسی صورت میں عورت کیا کرے؟ یا شوہر مفقود الخبر یعنی گم ہو جائے کافی تلاش و جستجو اور طویل انتظار کے بعد اس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا ہے تو ایسی صورت میں بیوی کیا کرے؟ اپنی ضروریات زندگی اور جنسی و جسمانی تسکین کے لئے کب تک انتظار کی سولی پر لٹکتی رہے؟ اس طرح کی دشواریوں کے لئے ضرورت پڑی قضائے شرعی کی۔ شریعت اسلامی کی طرف سے دیئے ہوئے اختیار کے تحت قاضی دلائل شرعیہ کی روشنی میں فسخ نکاح کے ذریعے میاں بیوی کو الگ کر دیگا۔

آج مسلم معاشرہ ان مسائل کے تعلق سے بڑی الجھنوں میں گرفتار ہے۔ وسیع ملک گیر پیمانے پر آج شرعی عدالتوں کا قیام وقت کی اہم ترین ضرورت بن چکا ہے۔ دارالافتاء احکام تو بتا سکتے ہیں۔ مگر احکام نافذ کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ہمہ گیر لائحہ عمل مرتب کریں۔ اجتماعی طور پر شرعی عدالت قائم کر کے اسے اس طرح کا قانونی تحفظ فراہم کریں کہ اس کے کیئے ہوئے فیصلوں کو دنیا کی کسی کورٹ کچہری میں چیلنج نہ کیا جا سکے۔ زبان و بیان کی پوری توانائی استعمال کر کے مسلمانوں کے ذہن و فکر کو شرعی عدالتوں کی طرف موڑ دیں۔

D-5- خلع (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

معلقہ عورت اور معلق مرد

D-6- معلقہ عورت (Separated):۔

(حوالہ قرآنی فیصلے چوہدری غلام احمد پرویز صفحہ نمبر)

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے سورۃ النساء آیت 129-128

''بیویوں کے درمیان پورا پورا عدل کرنا تمہارے بس میں نہیں ہے۔تم چاہو بھی تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔لہٰذا (قانون الٰہی کا منشا پورا کرنے کے لیے یہ کافی ہے کہ) ایک بیوی کی طرف اس طرح نہ جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتا چھوڑ دو۔ اگر تم اپنا طرز عمل درست رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو اللہ چشم پوشی کرنیوالا اور رحم فرمانے والا ہے۔'' مطلب یہ ہے کہ آدمی تمام حالات میں تمام حیثیتوں سے دو یا زائد بیویوں کے درمیان مساوات نہیں برت سکتا۔ایک خوبصورت ہے اور دوسری بدصورت، ایک جوان ہے اور دوسری سن رسیدہ، ایک دائم المرض ہے اور دوسری تندرست، ایک بدمزاج ہے اور دوسری خوش مزاج، اور اسی طرح کے دوسرے تفاوت بھی ممکن ہیں جن کی وجہ سے ایک بیوی کی طرف طبعاً آدمی کی رغبت کم اور دوسری کی طرف زیادہ ہوسکتی ہے۔ایسی حالتوں میں قانون یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ محبت و رغبت اور جسمانی تعلق میں ضرور ہی دونوں کے درمیان مساوات رکھی جائے۔ بلکہ صرف یہ مطالبہ کرتا ہے کہ جب تم بے رغبتی کے باوجود ایک عورت کو طلاق نہیں دیتے اور اس کو اپنی خواہش یا خود اس کی خواہش کی بنا پر بیوی بنائے رکھتے ہو تو اس سے کم از کم اس حد تک تعلق ضرور رکھو کہ وہ عملاً بے شوہر ہو کر نہ رہ جائے۔ایسے حالات میں ایک بیوی کی بہ نسبت دوسری کی طرف میلان زیادہ ہونا تو فطری امر ہے، لیکن ایسا بھی نہ ہونا چاہئے کہ دوسری یوں معلق ہو جائے گویا کہ اس کا کوئی شوہر ہی نہیں ہے۔

اس آیت سے بعض لوگوں نے نتیجہ نکالا ہے کہ قرآن ایک طرف عدل کی شرط کے ساتھ تعدد ازواج کی اجازت دیتا ہے اور دوسری طرف عدل کو ناممکن قرار دے کر اس اجازت کو عملاً منسوخ کر دیتا ہے لیکن درحقیقت ایسا نتیجہ نکالنے کے لیے اس آیت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔اگر صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کیا گیا ہوتا کہ ''تم عورتوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے'' تو یہ نتیجہ نکالا جا سکتا تھا، مگر اس کے بعد ہی جو یہ فرمایا گیا کہ ''لہٰذا ایک بیوی کی طرف بالکل نہ جھک پڑو۔'' اس فقرے نے کوئی موقع اس مطلب کے لیے باقی نہ چھوڑا جو مسیحی یورپ کی تقلید کرنے والے حضرات اس سے نکالنا چاہتے ہیں۔یعنی اگر حتی الامکان تم قصداً ظلم نہ کرو اور انصاف ہی سے کام لینے کی کوشش کرتے رہو تو فطری مجبوریوں

کی بنا پر تھوڑی بہت کوتاہیاں تم سے انصاف کے معاملہ میں صادر ہوں گی انہیں اللہ معاف فرما دے گا۔مغرب میں یہ براعمل بہت عام ہے ۔طلاق کی بجائے Separation کر کے دونوں اپنے اپنے دوستوں کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں۔

D-6-2- تجزیہ :۔

اسلام میں مردوں کی دوسری شادی کو انصاف کی سخت ترین پابندی کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔قرآن پاک میں ہے کہ ''اور تم خواہ کتنا ہی چاہو عورتوں میں ہرگز برابری نہیں کر سکو گے تو ایسا بھی نہ کرنا کہ ایک ہی طرف ڈھل جاؤ اور دوسری کو (ایسی حالت میں) چھوڑ دو کہ گویا ادھر میں لٹک رہی ہے اور اگر آپس میں موافقت کر لو اور پرہیز گاری کرو تو خدا بخشنے والا مہربان ہے''۔آج کل معلقہ تین بڑی شکلوں میں پائی جاتی ہیں:۱۔ دوسری شادی کرنے کے بعد پہلی بیوی کو رجوع نہ کیا جائے تو ایسی عورت معلقہ کہلاتی ہے۔۲۔ جھگڑے کی صورت میں بیوی میکے بیٹھ گئی اور خاوند اسے جنسی طور پر رجوع نہ کرے تو یہ معلقہ کی دوسری قسم ہوگی تیسری قسم رزق کی تلاش میں دیار غیر چلے جانا۔

جب شریعت نے یہ فیصلہ دے دیا کہ چار ماہ سے زیادہ عرصے تک عورت کی جنسی جبلت کی تسکین نہ کرنا ظلم اور زیادتی کے درجے میں آتا ہے تو پھر بیویوں کو چھوڑ کہ ایک دو سال کے لیے یورپ، امریکہ یا مڈل ایسٹ Middle East جانے والے افراد اپنی بیویوں کے ساتھ کیسا انصاف کر رہے ہیں۔ان کے پاس اپنی اس زیادتی کا کیا جواب ہے چلیں مجبوراً مالی حالات کی خرابی کی وجہ سے چند سال گزار لیے مگر حالات سنبھلتے ہی یا تو بیوی کو اپنے پاس بلائیں یا خود ان کے پاس رہیں۔شریعت تو یہ چاہتی ہے مگر یہ حضرات دین اسلام سے بے بہرہ ہونے کا کھلم کھلا اظہار کرتے ہیں یہ اپنی جنسی جبلت کی تسکین کے لیے باہر کیا کرتے ہیں کیا نہیں کرتے یہ اللہ کا اور ان کا معاملہ ہے اللہ تعالیٰ نے ہر بندے کو کھلی چھٹی دے رکھی ہے کہ وہ اپنی قبر میں جتنا چاہے اندھیرا بھر لے اور چاہے تو نیکیوں کا نور بھرے مگر ان کی عورتیں جو ان کے فیصلوں کے ماتحت ہیں وہ کس جرم کی سزا بھگت رہی ہیں۔ان کو ان کے صبر کے امتحان کا کیا انعام دیا جاتا ہے شک بھرے فون کر کے ان کو مزید جلایا جاتا ہے۔قرآن پاک میں مردوں کو آیت کے ذریعے اپنی عورتوں کو معلقہ بنانے سے منع کیا گیا ہے۔دنیا کی اسلامی ریاستیں ایسی قانون سازی ضرور کریں کہ معلقہ بنانے والے مردوں کے خلاف قانونی کاروائی کی جا سکے تا کہ ان مظلوم، مجبور، مقہور، عورتوں پر ہونے والے جنسی ظلم کی دادرسی ہو سکے اور مرد کو مجبور کریں کہ وہ انصاف کرے ورنہ اسے سزا دی جائے گی دین اسلام میاں بیوی کے جھگڑے اور ان پر آنے والی

آئتوں کے ذریعے اس کا حل نکالیں۔ اگر مرد رجوع کرنے سے مکمل معذوری کا اظہار کر دے تو ایسی معلقہ عورتوں کو طلاق دلوا کر آزاد کر دیا جائے تا کہ وہ کسی دوسرے کے نکاح میں جا کر معاشرے کا ایک صحت مند فرد بنیں اس کی معلقہ بن کر معاشرے کے لیے ناسور بننے کی بجائے۔

D-6-3- معلق مرد:۔

معلقہ عورت کے لیے تو آیات موجود ہیں مگر معلق مرد کے لیے بظاہر کوئی آیت نہیں مگر گہرائی سے تحقیق کریں تو بہت کچھ موجود ہے پہلے تو یہ تعین کرنا ضروری ہے کہ معلق مرد ہوتا کیا ہے اس کے لیے ہمیں پہلے معلقہ کی تعریف کو دوبارہ دیکھنا پڑے گا۔ معلقہ عورت وہ ہوتی ہے جسے اس کا خاوند جنسی طور سے رجوع نہ کرے تو اس کے برعکس معلق مرد کی تعریف بھی بن جاتی ہے کہ ایسا مرد جسے اس کی بیوی جنسی طور پر رجوع نہ کرے یا رجوع کرنے پر مثبت جواب نہ دیتی ہو یا نہ دے سکتی ہو۔ معلق مرد کی بیوی کی مثالیں جیسے ایسی بیمار عورت جو جنسی طور پر تعاون نہ کر سکتی ہو، بیوی ناراض ہو کے میکے میں بیٹھی ہو، بیوی کمرے میں موجود ہو مگر مرد کی خواہش کے مطابق جماع کے لیے نہ مانے، بیوی گھر میں تو موجود مگر ناراض، خلع مانگنے والی بیوی، متفرق وجوہات کی بنا پر ایسی بیوی جو مرد کو ناراض کیے رکھے یا مرد اسے جنسی طور پر رجوع نہ کرنا چاہے مگر خود معلق ہونے کی سزا بھگتتا رہے جیسے بدصورت بیوی یا انتہائی خوبصورت بیوی جس کے رعب حسن سے مرد دب جائے، بدسیرت بیوی، بدمزاج بیوی، لڑائی جھگڑا کرنے والی، جبراً بیاہی ہوئی۔ مگر معلق مرد دراصل غیر مسلم معاشرے اور غیر مسلم ذہنیت کی پیداوار ہیں۔ مسلمان مرد کو جونہی کوئی ایسی بیوی ملے جو اسے معلق بنا سکتی ہو تو وہ فوراً دوسری شادی کر سکتا ہے مگر بے چارے غیر مسلم کہاں جائیں کون سی دیوار کے ساتھ سر ٹکرائیں ان غریبوں کے پاس تو کوئی حل ہی نہیں ہے سوائے بدکاری کے یا طلاق کے یا وہ بس ہر وقت مناتے ہی رہیں اور صبرِ ذلیل کے کڑوے کسیلے گھونٹ پیتے رہیں، مگر مسلمانوں نے بھی اپنی دینی تعلیمات کو چھوڑ کر غیر مسلموں کی پیروی شروع کر رکھی ہے۔ انہیں کی طرح ذلیل اور معلق ہو رہے ہیں۔ معاشرے میں پھیلی ہوئی بدکاری میں ان معلق مردوں کا سب سے بڑا ہاتھ ہے۔

سورۃ النساء آیت نمبر 34 میں سرکش عورتوں کو سزا دینے کے لیے ایک فقرہ قابل غور ہے کہ اگر وہ سمجھانے پر نہ مانیں تو پھر ان کے ساتھ سونا ترک کر دو اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی بنائی ہوئی مخلوق عورت کی نفسیات کے بارے میں معلومات فراہم کر رہا ہے کہ اگر وہ بدتمیزی کریں۔ فرمانبرداری نہ کریں، بدمزاجی کا مظاہرہ کریں، دینی احکامات کی

پاسداری نہ کریں مثلاً آپ نے کہا کہ بھئی پردہ کیا کرو تو وہ الٹا آپ کو سناتی ہے کہ اپنی ماں کو کراؤ، باجی کو کراؤ، مجھ سے ایسی دقیانوسی باتیں نہ کرنا تو اسے سزا دینے کے لیے ساتھ سونا ترک کر دیتے ہیں یا زیادہ واضح الفاظ میں کہ' اس کی جنسی تشفی ترک کر دیتے ہیں تو'' گویا عورت کی جنسی تشفی نہ کرنا اسے اذیت دینے کے مترادف ہے یا اسے سزا بلکہ عذاب النار دینے کے برابر ہے تو ہم اپنی مطلقہ، معلقہ اور بیوہ عورتوں کے ساتھ کیا کر رہے ہیں ان بے چاریوں کو دیویاں بنا کر رکھا ہوا ہے۔ یہ انسان ہیں یار! خدا کے لیے انہیں انسان سمجھو ہماری طرح گوشت اور ہڈی سے بنی ہوئی ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت ''حیا'' ان کے لیے مخصوص کی، ان کو اعلیٰ درجہ دیا مگر وہ جو اللہ کی اس صفت کو اختیار کرتے ہوئے بیزاری محسوس کرتی ہیں تو وہ دراصل اپنا درجہ کم کرتی ہیں یہ بظاہر اس کو پردہ کی صورت میں اختیار نہ بھی کریں تو جو صفت حیاء ان سرشت میں شامل ہے وہ اس کا کیا کریں اب اسی فطری حیا کی بدولت یہ اپنی جنسی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے شرماتی ہیں اور اس کو دبانے میں فطرتاً ماہر ہوتی ہیں ایسا لگتا ہے کہ ان کو اس کی ضرورت ہی نہیں ہے ''اللہ اکبر'' مگر عورتوں کو ان کی اس خوبصورتی کی اتنی گھناؤنی سزا مت دو کہ وہ بیچاری اگر منہ سے نہیں بول رہی یا یہ بھی کہ نہیں مجھے شادی نہیں کرنا تو تم کیا عقل کے اندھے ہو، قرآن پاک کے ذریعے اللہ تعالیٰ تمہیں عقل دے رہا ہے کہ ان کی جنسی تشفی نہ کرنا اذیت دینے کے برابر ہے اور تم سب کو سنا رہے ہو کہ وہ نہیں مان رہی وہ کہتی ہے مجھے ایک وقت کی روٹی دے دینا میں اپنے دو بچے پالوں گی ان کے لیے اپنی زندگی، جان، جوانی قربان کر دوں گی تم سناتے ہوئے اندر سے بڑا فخر محسوس کرتے ہو، مغرور ہو کہ میرے خاندان کی عورتیں کتنی فرشتہ صفت، دیویاں ہیں جو جنسی تشفی کو گھاس بھی نہیں ڈالتیں تمہاری اپنی عقل گھاس چرنے چلی گئی ہوئی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھلے الفاظ سے یہ علم دے دیا کہ وہ ایسی باتیں بوجہ فطری حیا کے کرتی ہیں ورنہ وہ اذیت میں مبتلا ہیں اور پھر جب اللہ تعالیٰ ان عورتوں کی عدت کے دن گنتا ہے تم کیوں انہیں سالہا سال سے اذیت دے رہے ہو یاد رکھو تمہارا بطور ان کے وارث جتنا فرض بنتا ہے اگر تم ادا نہیں کر رہے تو دنیا میں تو سزا بھگتو گے ہی آخرت میں بھی بچ نہ پاؤ گے جب اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ بیوہ کی عدت 130 دن ہے تو جتنے دن اوپر گئے وہ تم پر بھاری ہیں، تم جوابدہ ہو، مطلقہ کی عدت 90 دن ہے 91 دن کے بعد سے تم سزاوار ہو۔ معلقہ کو 4 ماہ سے زیادہ نہیں لٹکایا جا سکتا۔

ابھی معلقہ کی بہت سی قسمیں ہیں ان سب کے مطابق جوابدہی ہے اس آیت میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ اگر مرد کی ایک ہی شادی ہو تو ساتھ سونا ترک کرے اس کی بدولت عورت سے زیادہ سزا تو مرد کو مل جائے گی اور یک زوجہ ایسے مرد

کی بچارگی پر ہنسے گی کہ سزا مجھے دے رہا ہے اور مرخود رہا ہے۔ سزا کو متعین کرتے وقت اللہ تعالیٰ نے اس اصول پر بات کی ہے کہ مرد کی دو یا چار بیویاں ہیں وہ باری پر آئے گا ضرور مگر ساتھ نہیں سوئے گا مطلب عمل جماع نہیں کرے گا۔ کیونکہ وہ دوسری سے اپنی جنسی تشفی حاصل کر رہا ہے۔

D-6-4- تبصرہ سورۃ النساء آیت 35 ''اور اگر تم کو معلوم ہو کہ میاں بیوی میں ان بن ہے تو ایک منصف مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو وہ اگر صلح کرا دینی چاہیں گے تو خدا ان میں موافقت پیدا کر دے گا کچھ شک نہیں کہ خدا سب کچھ جانتا اور سب باتوں سے خبردار ہے۔'' سورۃ النساء آیت 128 ''اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی قرارداد پر صلح کر لیں صلح خوب (چیز) ہے اور طبیعتیں تو بخل کی طرف مائل ہوتی ہیں اور اگر تم نیکوکاری اور پرہیزگاری کرو گے تو خدا تمہارے سب کاموں سے واقف ہے۔'' سورۃ النساء آیت 130 ''اور اگر میاں بیوی (میں موافقت نہ ہو سکے) اور ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو خدا ہر ایک کو اپنی دولت سے غنی کر دیگا اور خدا بڑی کشائش والا (اور) حکمت والا ہے۔'' مندرجہ بالا تین آیات میں معلقہ مرد اور عورت دونوں کی جنسی لاتعلقی کو حل کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں براہ راست طریقہ کار بتایا آیت 35 کا طریقہ کار دیکھیں تو میاں بیوی لڑ کر کسی مسئلے پر الگ الگ بیٹھے ہیں ان کی آپس میں گفتگو بھی چل رہی ہے لڑائی بھی چل رہی ہے مگر یہ دونوں کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پا رہے تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک طریقہ کار دیا ہے کہ دونوں اپنے خاندان سے ایک ایک مرد کو ذمہ داری دیں کہ وہ ان دونوں کو کسی نتیجے کے لیے مدد کریں پھر جب یہ دونوں منصف کسی ایک نتیجہ پر پہنچ جائیں تو میاں بیوی دونوں کا فرض بنتا ہے کہ وہ اس عمل پر یہ منصف بہت جلد مقرر کر لینے چاہئیں کیونکہ ان کا فیصلہ ماننا کوئی لازمی تو نہیں مگر دونوں میں سے یہ جس کی بھی حمایت میں جائے گا دوسرے فریق کو یہ ضرور احساس ہو گا کہ وہ کہاں پر غلط ہے۔

زیادہ تر یہی امکان ہوتا ہے کہ منصفین دونوں کو ہی ان کے نقائص سے آگاہ کریں گے اور جس نتیجے پر پہنچیں گے وہ مکمل طور پر کسی ایک فرد کی حمایت میں نہیں ہو سکتا مگر ان دونوں میں سے جو درست ہے وہ فیصلہ اسی کی حمایت میں ضرور ہو گا ایسا کر لینا دونوں خاندانوں اور میاں بیوی کے لیے فائدہ مند ہے۔ مگر منصفین میاں بیوی کو موافقت کے لیے بھی سمجھا سکیں گے اور طلاق لینے کے لیے بتا سکیں گے مگر یہ دونوں معلقہ اور معلق کی حالت سے باہر آئیں چاہے تو میاں بیوی بن جائیں یا مطلقہ مگر معلقہ کی حالت کو اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ہے ان معلق مرد عورتوں کو ایک

بات کا شدت سے دھیان رکھنا چاہئے کہ یہ لاتعلقی عورت کے لیے 4 ماہ سے زیادہ نہ ہونے پائے کیونکہ بقول امیر المومنین حضرت عمرؓ اور حضرت حفصہؓ 4 ماہ سے زیادہ عورت سے جنسی لاتعلقی اس پر ظلم کے مترادف ہے مگر منصفین کو اس بات کا بھی دھیان ہونا چاہئے کہ ایک صحت مند مرد کے لیے ایک دن کی جنسی لاتعلقی بھی اس کے ساتھ ظلم کے مترادف ہے لیکن اگر کوئی عورت جنسی طور پر ناکارہ مرد سے منسلک ہے تو ظلم صرف عورت سے ہی ہو رہا ہے مرد تو اپنے گھر ٹھنڈا سو رہا ہے سورۃ النساء آیت 128 میں آزادانہ خاص اختیارات میاں بیوی کو تفویض کیے گئے ہیں اور ان کا استعمال نہایت احتیاط اور نیکی کے ساتھ ہونا چاہئے ان اختیارات کے مطابق میاں بیوی عام روٹین سے ہٹ کر کسی قسم کا سمجھوتہ آپس میں کر سکتے ہیں مگر اس سمجھوتے کے ذمہ دار گواہان کو اس بات کا دھیان ہونا چاہئے کہ یہ سمجھوتہ دین اسلام سے باہر عام عقل سے ماورا عجیب وغریب اور ایسا نہ ہو جو معاشرے میں اور بالآخران دونوں میاں بیوی یا کسی کے لیے بھی بالآخر دکھ اور تکلیف کا باعث ہو اس سمجھوتے میں جذباتیت کی بجائے عقل کی حکمرانی ہو جیسے حضرت سودہؓ کا اپنے فربہ اندام وجع المفاصل، ھائی بلڈ پریشر اور دوسری تکالیف کی بدولت اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے دی تو یہ حضورؐ اور حضرت سودہؓ میں ایک آزادانہ سمجھوتہ تھا جس کی میڈیکل علوم بھی حمایت کرتے ہیں۔ آیت 130 میں اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے آئے دن کے جھگڑوں اور صلح ناموں کو حل کرتے ہوئے انہیں طلاق کے نتیجے پر پہنچنے کے لیے آمادہ کیا ہے ہر طرح کی کوششوں کے باوجود اگر ان میں موافقت نہیں ہو پا رہی تو یہ آپس میں کوئی معاہدہ کر کے جیسے بچوں کا، حق مہر کا یا دیگر اشیاء کے بارے میں اور طلاق لے لیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسی طلاق پر اپنی رحمت کا وعدہ بھی کیا ہے آخری تین فقروں پر غور کریں تو جب میاں بیوی سمجھ لیں ہماری موافقت باہمی ہونا مشکل ہے

میاں بیوی 4 ماہ میں کسی نتیجے پر نہ پہنچ پائیں تو یہ میاں بیوی کے لیے زیادہ سے زیادہ دورانیہ ہو گا 4 ماہ کے فوراً بعد انہیں مل جانے یا طلاق لینے کے فیصلے پر جلدی پہنچنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے اسلامی معاشرے میں معلقین مرد یا عورت کو پسند نہیں کرتا نہایت افسوس کے ساتھ اپنے معاشرے پر نظر دوڑائیں تو ہمیں معلق مرد اور عورتوں کی لمبی قطاریں نظر آتی ہیں جو اسلام سے بے بہرہ ہونے کا نتیجہ ہے ہندو یا عیسائی معاشروں، کہانیوں یا فلموں کو دیکھیں ان میں ہیرو ہیروئن بعض اوقات ساری زندگی معلقین کے طور پر گزار دیتے ہیں اور اگر وہ معلق حالت میں شرافت قائم رکھیں تو ان کا معاشرہ ایسے معلقین کی بڑی عزت بھی کرتا ہے کیونکہ وہ تو پہلے ہی راہب نن۔ پنڈت دیوداسی کی عزت کرتے ہیں مگر دین اسلام معلقین کی کسی صورت بھی عزت نہیں کرتا اور انہیں جلد کسی حتمی فیصلے پر پہنچنے کی تلقین کرتا ہے یہ تینوں

آیات ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں پھر بھی ہم اپنی ہٹ دھرمیوں پر قائم رہیں تو ہمارا معلق بیٹھنا ہماری درست سزا ہے ایسے معلق میاں بیوی کو مزید سزا بھی ملنی چاہیئے اللہ تعالیٰ ان دونوں کو درست فیصلے پر پہنچنے کی بصیرت عطا فرمائے۔(آمین)

D-6-5- یک زوجگی،معلقہ اور مطلقہ

Monogamy,Separated & Divorced

یک زوجگی (Monogamy) ایک بہت بڑی شیطانیت کو دعوت دیتی ہے۔دونوں صورتوں میں پہلی اگر مرد کی ایک بیوی ہے۔جبکہ وہ ایک سے زیادہ کی طبعی طور پر ضرورت رکھتا ہو دوسری جب عورت اپنی دوسری شادی کو بہت گندا ،برا تصور کرتی ہو اب وہ شادی شدہ ہے یا بیوہ ہے۔یک زوجگی کی شکار عورت مرد کے شیطانی راج کو بڑھاوا دیتی ہے ۔خاوند کی زیادتیاں صرف یہی عورتیں برداشت کرتی ہیں اور مرد کو مزید فرعون بنانے کا موقع دیتی ہیں۔یک زوجگی (Monogamy) کا واضح مفہوم ہے کہ مرد کی ایک وقت پر ایک شادی جبکہ عورت کی طرف اس ذہنیت کا موجود ہو نا کہ میں معلقہ بیوہ ہونے پر دوسری شادی نہیں کروں گی۔عورتوں کی یہ ذہنیت گھٹیا مردوں کو مزید ظالم بنانے کا باعث بنتی ہے۔

یہ عورتیں ایسے مردوں کو ظالم بنانے میں اور معاشرے میں ظلم کی برائی پھیلانے کا بالواسطہ زریعہ ہیں انہیں اپنے حصّے کی سزا بھی ملے گی کیونکہ ایسی عورت کی اپنی دوسری شادی کے مخالف سوچ کو جب کوئی بے غیرت مرد واضح طور پر نوٹ کر لیتا ہے تو مزید ظلم کرتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ تڑپے گی،روئے گی،چلائے گی مگر مجھے چھوڑ نہیں سکتی کیونکہ میں اس کے لئے اچھا ہوں یا بُرا میرے بعد اِسکی زندگی میں کسی خاوند کا تصور بھی حرام ہے(جو اسلام میں حلال ہے)اس لئے ایسی بے وقوف اور جاہل عورت کو جتنے مرضی چاہے کچو کے لگاؤ جیسے مرضی ذلیل کروں یہ بے بس پرندہ ہے۔

جس کے پر میں شادی کر کے یا بچے جنم دے کر مکمل طور پر کاٹ چکا ہوں۔اب میں اس کے منہ پر ٹُھڈے ماروں یا جوتیاں اور جتنا مرضی ذلیل و رسوا کروں یہ میرے آگے مجبور و مقہور ہے۔ایک بے بس کھلونا ہے جیسے چاہوں کھیلوں ۔ایسے برے مرد کے ظلم کو بڑھاوا عورت کی یک زوجہ ذہنیت دیتی ہے۔عام واقعات میں جو مردوں کے ظلم سے بھرے ہوئے ہیں۔جیسے تین عورتیں تین کہانیاں،مظلوم عورتیں،بے چاری عورتیں وغیرہ ایسی عورتیں عقل سے عاری ہیں جرات کا فقدان ہے اور اسلامی تعلیمات کی کمی ہے۔جو انکی تباہی کا باعث ہے۔

اسلام ظلم سہنے اور ظالم کے ظلم کو مضبوط کرنے کو پسند نہیں کرتا ہے۔ بلکہ ظلم کے خلاف جہاد کا حکم دیتا ہے ۔ برے ظالم مرد کے خلاف اُٹھ کھڑا ہونے کو کہتا ہے۔ اگر مرد طلاق کی دھمکی دے تو اللہ کی رضا سمجھتے ہوئے قبول کرے اور اپنا دل ودماغ دوسری شادی کے لئے تیار کر رکھے مگر یک زوجگی کی شکار بے بس عورت دوسری شادی کے خلاف ہے اس لئے اللہ کی رضا کو قبول نہیں کرتی اور اپنی ذہنی کجروی کا شکار ہو کر مرد کے آگے بے بس ہو جاتی ہے۔ جس سے ظالم مرد خوش ہو جاتا ہے۔ اور معاشرے میں ظلم کا عنصر بڑھتا ہے۔ طلاق کے بعد دوسری دھمکی بچے چھیننے کی ہوتی ہے۔ برا مرد عورت کو اپنے سامنے یا گھر کے پسندیدہ افراد کے سامنے مجبور و بے بس دیکھنا چاہتا ہے۔

برے مرد کی تیسری دھمکی معلقہ بنانے کی ہوتی ہے۔ عرب میں ایلا وغیرہ یہی تھا مگر دین اسلام نے اس کو حل کیا اور 4 ماہ سے زیادہ پر پابندی لگا دی یک زوجگی کی ذہنیت والی عورت تمام اقسام کے ظلم سہتی ہے۔ اور معاشرے میں ظلم کے عنصر کو بڑھانے میں مدد دیتی ہے۔

میں ایسا نہیں کہہ رہا کہ عورتیں معمولی معمولی باتوں پر موجودہ یورپئین عورتوں کی طرح طلاق لینا شروع کر دیں بلکہ یہ سمجھا رہا ہوں کہ اسلامی دینی تعلیمات ظلم سہنے کے خلاف ہیں۔ ظلم کے خلاف بولو مگر حکمت کے ساتھ بولو مسئلے کو حل کرو ہندو عورتوں کی طرح ظلم کی چکی میں مت پسو اور یورپی عورتوں کی طرح بے دھڑک طلاق بھی نہ لو بلکہ درمیانہ راستہ اختیار کرو۔

D-7-ایلا (مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

D-8 زائد عمر کی کنواریاں اور کنوارے (مضمون زیر تحریر انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

D-8-2- زائد عمر کی کنواری لڑکیاں:

دین اسلام میں بلوغت کی اصل عمر کیا ہے؟ علماء اس موضوع پر ابھی تک جھگڑ رہے ہیں اگر اس آیت مبارکہ پر اگر غور کریں ''حتیٰ بلوغ النکاح'' تو اللہ جل شانہ ہمیں واضح ہدایت دے رہا ہے کہ نکاح کو بلوغت میں کیا جائے۔ بعض علماء حضرت عائشہؓ کی مثال دے کر بلوغت کی عمر پر بحث کرتے ہیں حالانکہ ان کی شادی استثنا میں آتی ہے۔ اور بہت سے علماء کے مطابق ان کا نکاح بے شک بلوغت کے قبل مگر رخصتی بلوغت کے بعد ہی ہوئی تھی زیادہ تر علماء کے مطابق ان کی رخصتی نو سال کی عمر میں ہوئی تھی جبکہ بعض علماء کی تحقیق کے مطابق ان کی رخصتی 14 یا 15 اور امام بن کثیرؒ کے مطابق 19 سال کی عمر میں ہوئی تھی دیکھیے c-7 صفحہ نمبر 18 حضرت فاطمہؓ کی مثال

ہمارے لیے زیادہ واضح مثال ہے۔ ان کی عمر مبارکہ شادی کے وقت قریباً 15 سال تھی تو دین اسلام لڑکی کی شادی کے لیے بلوغت کی عمر 15 سال متعین کرتا ہے۔ موجودہ بین الاقوامی قوانین بلوغت کی عمر 18 سال متعین کرتے ہیں۔ بیچارے اسلامی ممالک چند دہائیوں کی غلامی سے حواس باختہ ہونے کے بعد اپنی اقدار کو بھول چکے ہیں اسلیئے تمام دنیا میں اس وقت بلوغت کی عمر 18 سال ہی مانی جاتی ہے۔ بلوغت کے بعد جتنے سال بھی اوپر جائیں گے وہ کنواری لڑکیاں زائد عمر کی ہوں گی مگر ہم کم از کم تیس سال سے زائد عمر کی لڑکیوں کو ضرور زائد عمر کی لڑکیوں میں گنتے ہیں مشرقی ممالک میں حیض آنے کی اوسط عمر 12,13 سال ہے جبکہ مغربی ممالک میں اس عمل کی اوسط عمر 16 سے 18 سال کے درمیان میں ہے۔ Menses آنے کے بعد عورت کا جسم بچے اور عمل مباشرت کا بوجھ اٹھانے کے قابل ہو جاتا ہے بلکہ ہر ماہ آنے والا انڈہ اور اس سے پیدا ہونے والی مدن ترنگ لڑکیوں کو تنگ کرنا شروع کر دیتی ہے۔ شریعت بالغ لڑکوں لڑکیوں کی شادی جلدی کرنے پر اصرار کرتی ہے۔ آج کل مغربی دنیا نے عقل سے بے بہرے نظام تعلیم دنیا میں رائج کر رکھے ہیں لہٰذا والدین کی کوشش ہوتی ہے کہ لڑکی کم از کم میٹرک ایف۔اے یا بی۔اے کر لے تو شادی کریں گے۔ بی۔اے میں جانے کا مطلب ہے کہ لڑکی پانچ سال پہلے ہی لیٹ ہے۔ اس کے بعد جتنا بھی وقت گزرے گا اس کی زندگی کا وقت ضائع ہوگا۔ جس طرح ہر فعل کو کرنے کا ایک مخصوص وقت ہوتا ہے اسی طرح سے نوجوان لڑکوں بالخصوص لڑکیوں کی بھی بلوغت کے بعد جلد ہی شادی ہو جانا چاہئے۔ 25 ویں سال کے بعد لڑکی میں ایک ہسٹریکل حالت پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جس کے تحت وہ شادی کی طلب میں شادی سے ہی انکاری ہو جاتی ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ بجائے وہ اپنے معیار انتخاب کو کم کرے وہ جان بوجھ کہ اس کو بڑھاتی جاتی ہے۔ یہ عمل بھی دراصل ان کی شادی کے لیٹ ہونے کا ردعمل ہوتا ہے۔ مولانا اشرف تھانوی صاحب کی بات بہت خوبصورت ہے کہ وہ تو صرف یہ چاہ رہی ہوتی ہیں کہ ہمیں منائیں اور شادی کر دیں۔ مگر ہماری بے وقوفی ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ اسے یہ رشتہ پسند نہیں وہ نہیں مان رہی۔ اس حالت میں دین اسلام ہماری یہ رہنمائی کرتا ہے کہ جو لڑکیاں کسی بھی وجہ سے زائد عمر کی ہوگئی ہیں تو اب معیار دیکھنے کی بجائے انہیں اپنی فطری زندگی گزارنے کا موقع دیں۔ رنڈوا، طلاق یافتہ یا دوسری شادی کا خواہش مند جو بھی ملے مناسب شرائط کے ساتھ رخصت کر دینا چاہیے بجائے ان کو دیوداسیوں اور ننوں کی طرح بے چارگی والی مجرد زندگی گزارنے پر مجبور کیا جائے ادھر اچھے خاصے سمجھدار والدین کا یہ عالم ہے کہ ہمیں

اپنی مرضی کا رشتہ نہ ملا تو ہم نے شادی نہیں کرنا ہے چاہے لڑکی ساری زندگی کنواری بیٹھی رہے ان کا بھی زیادہ قصور نہیں ہے اردگرد سارا ماحول غیر مسلم اثرات سے بھرا ہوا ہے دوسری شادی کو برا سمجھا جاتا ہے۔ برا بلکہ ظالم تصور کیا جاتا ہے ان اصولوں Parameters کا درست کیا جانا اور تمام معاشرتی اقدار کی Islamization بہت ضروری ہے۔ان لڑکیوں کی شادی میں ان کے اپنے والدین کا دین اسلام سے بے بہرہ پن اور اسلامی اقدار سے پرے ہونا بہت بڑی رکاوٹ ہے۔بعض اوقات سب سے بڑی بیٹی کو کوئی مسئلہ ہے تو اس کی وجہ سے چھوٹی بیٹیوں کو بھی Over Age کر دیا جاتا ہے۔ B-1 میں پسندیدگی کو بھی دیکھئے۔

D-8-3-جوان لڑکی کی ذمہ داری ماں باپ پر (حوالہ)

فرمایا حضور ﷺ نے توراۃ میں لکھا ہوا ہے جس لڑکی کی عمر بارہ سال کی ہو جائے اور اس کے ماں باپ اس کی شادی نہ کریں تو اب اگر اس لڑکی سے کوئی گناہ ہوگا تو اس کے ذمہ دار اس کے ماں باپ ہوں گے۔ جب لڑکی بالغ ہوگئی اس کو اپنے گھر بٹھانے کی کوئی ضرورت نہیں اگر جہیز دینے کو نہیں تو نہ دیجئے جہیز کوئی ضروری نہیں حضرت فاطمۃ الزہرہؓ جو دونوں جہان کی شہزادی ہیں ان کو دونوں جہان کے بادشاہ نے کیا دیا؟ کیا ہماری لڑکیاں مرتبہ میں حضرت خاتون جنتؓ سے بھی بڑھ گئیں؟ بس دیندار با اخلاق لڑکا تلاش کر کے فوراً اس فریضہ سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔

D-8-4-لڑکے کی ذمہ داری ماں باپ پر (حوالہ)

فرمایا حضورؐ نے جس شخص کے لڑکا پیدا ہوا سکے تین فرض ہیں ایک اچھا نام رکھے دوسرا تعلیم دے جو دین و دنیا میں مفید ہو تیسرا جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے اور اگر لڑکا بالغ ہو گیا اور اس کا نکاح نہیں کیا اور اس لڑکے سے کسی قسم کی بدکاری ہوگئی تو لڑکے کی اس بدکاری کا گناہ اس کے باپ پر ہوگا۔(رواہ بیہقی) کیونکہ باپ تیسرے فریضہ کا تارک اور قصوروار ہے اس لئے ماں باپ کو لڑکے کے بالغ ہوتے ہی اس کا نکاح کر دینا چاہئے۔فضول انتظار میں شریعت کا بھی بار ہے اور دنیاوی حیثیت سے بھی نقصان ہے، کیونکہ اکثر لڑکوں کی صحت آوارگی اور بدچلنی کے باعث اسی زمانہ میں خراب ہو جاتی ہے۔روپیہ الگ خراب، صحت علیحدہ خراب اور ماں باپ کی عزت و آبرو الگ برباد ہوتی ہے۔

D-9 معذور لڑکیاں اور لڑکے (مضمون زیرتحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

D-10 حلالہ (حوالہ)

کسی چیز کو شرعاً جائز بنالینا۔عرب میں اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد اسکے ساتھ دوبارہ شادی اس وقت تک نہیں کرسکتا جب تک کہ وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرکے طلاق حاصل نہ کر لے۔اسلام میں بھی اس طریقے کو کچھ ردوبدل کے ساتھ برقرار رکھا گیا ہے۔حلالہ طلاق کی ایک قسم ہے جو تین طلاقوں کے بعد واقع ہوجاتی ہے۔اس طلاق کے بعد عورت کے ساتھ پہلے شوہر کا نکاح کرنا صرف اسی صورت میں ممکن ہوسکتا ہے جب کہ وہ کسی دوسرے مرد کے ساتھ نکاح کرنے کے بعد اسے ہم بستری کرلے اور پھر اگر اس سے طلاق حاصل کرلے یارانڈ ہوجائے۔احادیث کی اکثر کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی شخص نے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہیں اس عورت نے دوسرے شخص سے نکاح کرلیا اور دوسرے شوہر کے ساتھ اس کی خلوت بھی ہوئی۔مگر مباشرت نہ ہوئی۔پھر اس نے اسے طلاق دے دی۔اب کیا اس عورت کا سابقہ شوہر اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے؟حضورؐ نے جواب دیا نہیں۔''جب تک دوسرا شوہر اس سے اسی طرح لطف اندوز نہ ہوچکا ہو جس طرح کہ پہلا شوہر ہوا تھا۔''

بعض لوگ اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کے بعد پچھتاتے ہیں اور دوبارہ اس سے نکاح کرنے کا جتن کرتے ہیں۔اس سلسلے میں وہ عورت کو حلالہ بنانے کے لیے دوسرے مرد کے ساتھ اس کا نکاح اس شرط پر کردیتے ہیں کہ وہ کچھ عرصہ کے بعد اسے طلاق دے دے گا۔ایسا کرنا خلاف شریعت ہے۔حضورؐ نے کہا کہ ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے لوگوں پر لعنت ہے حضورؐ کی حدیث مبارکہ ہے کہ:''اللہ نے تحلیل کرنے والے اور تحلیل کرانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے''۔حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے صحابہ سے فرمایا کہ''کیا میں تمہیں یہ نہ بتاؤں کہ کرائے کا سانڈ کیا ہوتا ہے''۔صحابہ نے عرض کیا کہ ارشاد فرمائیں۔اس پر آپ نے کہا کہ''وہ تحلیل کرنے والا ہے۔خدا کی لعنت ہے تحلیل کرنے والے پر بھی اور اس شخص پر بھی جس کے لئے تحلیل کی جائے۔''

نارمل عورت یک زوجہ (Homogamous) ذہنیت کی مالک ہوتی ہے۔وہ ایک وقت پر دو مردوں کو پسند نہیں کرتی۔جو کرتی ہیں وہ نارمل سے منحرف ذہن رکھتی ہیں۔بیوگی، طلاق کے بعد دوسرے مرد کو پسند کرنے کیلئے اُسکی فطرتِ صالحہ کو تھوڑا وقت درکار ہوتا ہے۔مدت عدت مسلمان عورت کی اسی حیا دار فطرت کو مدنظر رکھ کر بنائی گئی ہے۔ناچیز کے مطابق حلالہ ایک ایسی دو دھاری تلوار ہے جو بیک وقت مرد، عورت دونوں کو طلاق کے قریب جانے سے روکتی ہے۔مرد کی غیرت اور عورت کی یک زوجہ ذہنیت اُسے حلالہ اور بالواسطہ طلاق سے ڈراتی ہے۔

D-11 عدت (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

D-11-2- عدت مطلقہ:۔

’’جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو، وہ تین مرتبہ ایام ماہواری آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں اور ان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ نے ان کے رحم میں جو کچھ خلق فرمایا ہو، اسے چھپائیں۔انہیں ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے، اگر وہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتی ہیں۔ان کے شوہر تعلقات درست کر لینے پر آمادہ ہوں، تو وہ اس عدت کے دوران میں انہیں پھر اپنی زوجیت میں واپس لے لینے کے حق دار ہیں۔‘‘ اس آیت کے حکم میں فقہا کے درمیان اختلاف ہے۔ایک جماعت کے نزدیک جب تک عورت تیسرے حیض سے فارغ ہو کر نہا نہ لے، اس وقت تک طلاق بائن نہ ہوگی اور شوہر کو رجوع کا حق باقی رہے گا۔حضرات ابوبکرؓ، علیؓ، عمرؓ، ابن عباسؓ، ابوموسیؓ، شعری، ابن مسعودؓ اور بڑے بڑے صحابہؓ کی یہی رائے ہے اور فقہائے حنفیہ نے اسی کو قبول کر لیا ہے۔بخلاف اس کے دوسری جماعت کہتی ہے کہ عورت کو تیسری بار حیض آتے ہی شوہر کا حق رجوع ساقط ہو جاتا ہے۔یہ رائے حضرت عائشہؓ، ابن عمرؓ اور زید بن ثابت کی ہے اور فقہائے شافعیہ و مالکیہ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔مگر واضح رہے کہ یہ حکم صرف اس صورت سے متعلق ہے، جس میں شوہر نے عورت کو ایک یا دو طلاقیں دی ہوں یہ تین طلاقیں دینے کی صورت میں شوہر کو رجوع نہیں ہے۔

’’تم میں سے جو لوگ مر جائیں، ان کے پیچھے اگر ان کی بیویاں زندہ ہوں، تو وہ اپنے آپ کو چار مہینے، دس دن روکے رکھیں۔پھر جب ان کی عدت پوری ہو جائے تو انہیں اختیار ہے، اپنی ذات کے معاملے میں معروف طریقے سے جو چاہیں، کریں تم پر اس کی کوئی ذمے داری نہیں۔اللہ تم سب کے اعمال سے باخبر ہے۔زمانہ عدت میں خواہ تم ان بیوہ عورتوں کے ساتھ منگنی کا ارادہ اشارے کنائے میں ظاہر کر دو، خواہ دل میں چھپائے رکھو، دونوں صورتوں میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اللہ جانتا ہے کہ ان کا خیال تو تمہارے دل میں آئے گا ہی۔مگر دیکھو! خفیہ عہد و پیمان نہ کرنا۔اگر کوئی بات کرنی ہے تو معروف طریقے سے کرو اور عقد نکاح باندھنے کا فیصلہ اس وقت تک نہ کرو، جب تک کہ عدت پوری نہ ہو جائے۔خوب سمجھ لو کہ اللہ تمہارے دلوں کا حال تک جانتا ہے۔‘‘ یہ عدت وفات ان عورتوں کے لیے بھی ہے جن سے شوہروں کی خلوت صحیحہ نہ ہوئی ہو۔البتہ حاملہ عورت اس سے مستثنیٰ ہے۔اس کی عدت وضع حمل تک ہے، خواہ وضع

حمل شوہر کی وفات کے ایک دن بعد ہی ہو جائے یا اس میں کئی مہینے صرف ہوں۔ ''اپنے آپ کو روکے رکھیں'' سے مراد صرف یہی نہیں کہ وہ اس مدت میں نکاح نہ کریں، بلکہ اس سے مراد اپنے آپ کو زینت سے بھی روکے رکھنا ہے۔ چنانچہ احادیث میں واضح طور پر یہ احکام ملتے ہیں کہ زمانہء عدت میں عورت کو رنگین کپڑے اور زیور پہننے سے، مہندی اور سرمہ اور خوشبو اور خضاب لگانے سے، اور بالوں کی آرائش سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

البتہ اس امر میں اختلاف ہے کہ آیا اس زمانے میں عورت گھر سے نکل سکتی ہے یا نہیں۔ حضرت عمرؓ، عثمانؓ، ابن عمرؓ، زید بن ثابتؓ، ابن مسعودؓ، ام سلمہؓ، سعید بن میسّبؓ، ابراہیم نخعی، محمد بن سیر بن اور ائمہ اس بات کے قائل ہیں کہ زمانہء عدت میں عورت کو اسی گھر میں رہنا چاہیئے جہاں اس کے شوہر نے وفات پائی ہو۔ دن کے وقت کسی ضرورت سے وہ باہر جا سکتی ہے، مگر قیام اس کا اسی گھر میں ہونا چاہیئے۔ اس کے برعکس حضرت عائشہؓ، ابن عباسؓ، حضرت علیؓ، جابر بن عبداللہؓ، عطاء، طاؤس، حسن بصری، عمر بن عبدالعزیز اور تمام اہل الظاہر اس بات کے قائل ہیں کہ عورت اپنی عدت کا زمانہ جہاں چاہے گزار سکتی ہے اور اس زمانے میں سفر بھی کر سکتی ہے۔

D-12 رہبانیت (اسلامی انسائیکلو پیڈیا صفحہ نمبر ۹۰۹)

خانقاہی زندگی۔ ترک و تجرید کو اخلاقی آئیڈیل قرار دینا اور درویشانہ زندگی کو شادی بیاہ اور دینوی کاروبار کی زندگی کے مقابلے میں افضل و اعلیٰ سمجھنا رہبانیت کی بنیاد ہے۔ رہبانیت کا مطلب ہے مسلک خوف زدگی، اصطلاحاً اس سے مراد کسی شخص کا خوف کی بنا پر تارک الدنیا ہو جانا اور دینوی زندگی سے بھاگ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں پناہ لینا یا گوشہ ہائے عزلت میں جا بیٹھنا (سید ابوالاعلیٰ مودودی: تفہیم قرآن) مذہبی ذہنیت کے نیک مزاج لوگوں میں ہمیشہ سے یہ میلان پایا جاتا رہا ہے کہ نفس رحم کے حقوق ادا کرنے کو وہ روحانی ترقی میں مانع سمجھتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالنا اور اپنے نفس کو بنیاوی لذتوں سے محروم کرنا بجائے خود ایک نیکی ہے اور خدا کا تقرب اس کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ ارشادِ ربانی ہے "اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد کر لی ہم نے اسے ان پر فرض نہیں کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی طلب میں انہوں نے آپ ہی یہ بدعت نکالی اور پھر اس کی پابندی کرنے کا جو حق تھا اسے ادا نہ کیا (الحدیث ۲۷) نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ''اسلام میں رہبانیت نہیں'' (مسند احمد) ''اس امت کی رہبانیت جہاد فی سبیل اللہ ہے'' (مسند احمد۔ مسند ابی یعلیٰ)۔

بخاری و مسلم کی متفق علیہ روایت ہے کہ صحابہؓ میں سے ایک نے کہا! میں ہمیشہ ساری رات نماز پڑھوں گا دوسرے نے

کہا میں روزہ رکھوں گا اور کبھی ناغہ نہ کروں گا تیسرے نے کہا میں کبھی شادی نہ کروں گا اور عورت سے کوئی واسطہ نہ رکھوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ ساری باتیں سنیں اور فرمایا خدا کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ سے ڈرتا اور اس سے تقویٰ کرتا ہوں مگر میرا طریقہ یہ ہے کہ روزہ بھی رکھتا ہوں اور نہیں بھی رکھتا۔ راتوں کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس کو میرا طریقہ پسند نہیں اس کا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں''۔ ایک صحابیؓ کے متعلق نبی کریم ﷺ سے سنا کہ وہ ایک مدت سے اپنی بیوی کے پاس نہیں گئے اور شب و روز عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ آپؐ نے بلا کر ان کو حکم دیا کہ ابھی اپنی بیوی کے پاس جاؤ۔ انہوں کے کہا میں روزے سے ہوں۔ آپؐ نے فرمایا روزہ توڑ دو اور جاؤ۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ایک خاتون نے شکایت پیش کی کہ میرے شوہر دن بھر روزہ رکھتے ہیں اور رات بھر عبادت کرتے ہیں اور مجھ سے کوئی تعلق نہیں رکھتے۔ حضرت عمرؓ نے مشہور تابعی بزرگ کعبؓ بن سور الازوی کو ان کے مقدمہ کی سماعت کے لیے مقرر فرمایا۔ انہوں نے فیصلہ دیا کہ اس خاتون کے شوہر کو تین راتوں کے لیے اختیار ہے کہ جتنی عبادت چاہیں کریں مگر چوتھی رات لازماً ان کی بیوی کا حق ہے۔

D-13۔ ہیجڑے انٹرنیٹ سے مواد تاریخ اسلام سے واقعات علما کی رائے

ڈاکٹروں کے تبصرے تجزیہ وتبصرہ (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

D-14 حرام کاری کیسے رک سکتی ہے

فرمایا حضور ﷺ نے جن عورتوں کے خاوند باہر گئے ہوئے ہوں ان عورتوں کے پاس علیحدگی میں نہ جاؤ کیونکہ شیطان ان کی رگ رگ میں اپنا اثر کئے بغیر نہیں رہتا صحابہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کیا آپ پر بھی شیطانی اثر ہوتا ہے آپؐ نے فرمایا ہاں۔ داؤ تو مجھ پر بھی چلاتا ہے لیکن اللہ نے مجھے اس پر غلبہ دے دیا میں اس کے اثر سے محفوظ رہتا ہوں۔ وہ میرا کچھ بگاڑ نہیں سکتا۔ اب سوچنا چاہئے کہ جب شیطان لعین حضورؐ جیسی ہستی پر بغیر اثر کئے نہیں چوکتا تو آج کے جاہل یا ہمارے نوجوان اس کے اثر سے کیسے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے۔ عورتیں شیاطین کے پھندے اور جال ہیں وہ ان کے ذریعے مردوں کو پھانستے ہیں۔

پانچواں باب

دوسری شادی کے فائدے (مردوں کے لیے)

E-1 مرد کی حکمرانی منشائے قرآنی کی تکمیل

دنیا اس وقت زنانہ راج، زنانہ ذہنیت، زنانہ معیار زندگی (Parameters of life) کا شکار ہے۔ یہی اس کی تباہی کا باعث ہیں۔ پنجابی محاورہ ہے کہ ''جہاں مرغی کی بانگ ہو وہاں محض بربادی ہوتی ہے''۔ یہ محاورہ یقیناً اس حدیث شریف پر بنایا گیا ہے "حضرت ابو بکرؓ (ایک صحابی) سے روایت ہے کے جب نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچی کے ایران والوں نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا بادشاہ بنالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ''وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے اپنے معاملات ایک عورت کے سپرد کئے ہوں'' (بخاری۔احمد نسائی۔ترمذی) شہوت کے لیے عورت کا معیار میڈیکل سائنس سے ثابت کیا گیا ہے کہ ماہانہ ایک رات بس!!! کچھ دوسری وجوہات کے تحت زیادہ سے زیادہ 4 مرتبہ ماہانہ صرف!!! جو مرد اس معیار کے مطابق رہے یا جو اپنے بڑھے ہوئے جذبہ شہوت کو کم کرکے عورت کی خواہش کے مطابق کرے یا جب بھی عورت کی خواہش ہو صرف تب ہی کرے تو وہ بہترین مرد کہلائے گا۔

جو اس سے بڑھ کر خواہش رکھے وہ زنانہ معیار کے مطابق کمتر درجے پر آجائے گا۔حتیٰ کہ روزانہ عمل چاہنے والا صحت مند مرد جنسی جنونی اور شہوت پرست کہلائے گا!۔۔۔تو ثابت ہوا کہ مغرب اس وقت زنانہ راج، زنانہ ذہنیت اور زنانہ معیار زندگی کے ماتحت زندگی گزار رہا ہے اور مغرب پوری دنیا پر راج کر رہا ہے لہٰذا پوری دنیا پر زنانہ راج ثابت ہوا اور موجودہ دور کی افراتفری اور شیطانیت کے راج کے پیچھے زنانہ ذہنیت ہی کار فرما ہے عورت شیطان کا آسان شکار ہے مگر بدقسمتی سے مرد عورت کا آسان شکار ہے اور شیطان زیادہ تر ہمیں عورتوں کے ذریعے ہی شکار کرتا ہے یہ زنانہ معیار کی ایک مثال بیان کی گئی ہے دوسری مثال عورت یک زوجگی ذہنیت Monogamous کی حامل ہے۔

مذاہب کی بحث میں ثابت کیا گیا تھا کہ تمام مذاہب کثرت زوجیت کے حامل تھے اور کثرت زوجیت پر قائم بھی رہے مگر آج کل تمام یک زوجگی کو شرافت کا معیار بنا بیٹھے ہیں تمام دنیا میں یک زوجگی کا نظام چل رہا ہے ۔عیسائیوں میں بیچارے مارمن فرقہ نے کثرت زوجگی اختیار کی مگر دوسرے عیسائیوں کی بکثرت تنقید، زنانہ ذہنیت اور

زنانہ راج سے پسپا ہو کر وہ بیچارے دم دبا کر بیٹھ گئے اور یک زوجگی اختیار کر لی۔ یہ زنانہ ذہنیت کی دوسری مثال ہے ابھی دنیا ان مختلف مثالوں سے بھری پڑی ہے۔ جہاں ہم اللہ کی تعلیمات کو چھوڑ کر عورت کے پیچھے لگے ہوئے ہیں یہ بابا آدمؑ کی غلطی تھی عورت شیطان کا آسان شکار ہے تو شیطان عورت کے ذریعے پوری دنیا پر حکومت کر رہا ہے۔ دنیا میں اس وقت وہ درست ہے جو کسی عورت کے نزدیک درست ہے اور وہ غلط ہے جو زنانہ ذہنیت کے مطابق غلط ہے۔ مجھے ایک واقعہ یاد ہے نام نہیں لوں گا اسی سے حساب لگا لیں حق بات کہنا کتنا مشکل ہے۔ قلم کتنی گھٹن میں جی رہا ہے کہ حق لکھتے ہوئے اس کی سیاہی سوکھتی ہے۔

پاکستان کے ایک عالم ٹی وی پر دینی پروگرام کرتے تھے جب انہوں نے پردے کے موضوع پر لیکچر دیا تو کراچی، اسلام آباد میں مسلمان عورتوں نے جلوس نکالا ان کی مخالفت کی اور فوراً پروگرام بند کروا دیا گیا۔ یہ نام نہاد مسلمان عورتیں کچھ غیر ملکی N.G.O کے تحت کام کرتی تھیں مگر ملکی ایلیٹ کلاس کی عورتیں بھی ان کی ہم خیال تھیں اور انہیں کے اشارے اور حمایت پر یہ مظاہرے ہوئے تھے، میں کہتا ہوں کہ Uterus بڑی چالاک اور مکار ہے، شادی کے شروع میں وہ مرد سے پورا تعاون کرتی ہے اسے صرف اپنی تکمیل سے غرض ہوتی ہے وہ اس وقت ایک خودغرض وجود ہوتی ہے۔ Pregnant ہوتے ہی اس کے تیور بدل جاتے ہیں مرد بھی کوئی جانور نہیں ایک اعلیٰ تخلیق ہے وہ اس سے نئے حالات میں تعاون کرتا ہے اور اپنی جنسی ضرورت کو محدود کر لیتا ہے۔ مگر اسے تنگ نہیں کرتا لیکن اس کے بعد عورت مسلسل یہ چاہتی ہے کہ عمل جماع عورت کی مرضی، منشاء اور خواہش کے مطابق کیا جائے بس یہیں پر عورت غلط ہے کیونکہ عورت کی خواہش اس کے طبعی حالات کے مطابق بدلتی رہتی ہے جبکہ مرد میں یہ ایک یکساں شدت وقوت سے عمل پذیر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نظام یہ دیا تھا کہ عورت مرد کے حکم یا خواہش کے مطابق عمل جماع کرے بہت سی آیات واقعات، احادیث سے سمجھایا گیا تھا۔ مگر زنانہ راج آ چکا ہے سب کچھ الٹ چکا ہے اب جو مرد عورت کی خواہش کے مطابق اپنی جنسی ضرورت کو محدود نہیں کرتا اسے ذلیل ورسوا کیا جاتا ہے اور مجبور کیا جاتا ہے کہ اپنی خواہش کو کم کرتے ہوئے عورت کی خواہش کے مطابق ایڈجسٹ کرو چاہے جیسے مرضی کرو۔ اب صحت مند مرد یا تو باہر منہ ماری کرے گا یا پھر صبر کے کڑوے گھونٹ پی کر اپنی مردانگی کو نامردی میں منتقل کرتا رہے گا۔

اس لیے اس بحث وتمحیص سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں Sex زیادہ تر مردوں کا مسئلہ ہے مگر موجودہ دور میں عورت کو اس کے لیے بااختیار کر دیا گیا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو بااختیار بنایا تھا قرآن پاک کی آیات اس کا ثبوت

ہیں انبیاء اکرامؑ نے کثرت زوجیت اختیار کر کے ہمیں اس کی عملی تربیت بھی دی مگر ہم اس پاکیزہ عمل میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور اپنی اسی اندھی جہالت کو عقلمندی سمجھتے ہیں اور اس پر بڑا فخر بھی کرتے ہیں عورت کو جنسی طور پر قدرت نے مفعول (Passive) بنایا تھا جبکہ مرد کو فاعل (Active) یعنی الرجال۔ مگر یک زوجگی (Monogamy) کے طوفان بدتمیزی میں یہ تمام عقل کی باتیں بہہ کر گم ہو چکی ہیں ان کو دریافت کر کے لاگو کرنے کے لیے ہمیں محنت کرنا ہوگی۔ اللہ کے دین کو غالب کرنا ہوگا۔ منشائے قرآنی کی تکمیل کرنا ہوگی مرد کی حکمرانی کو واپس لانا ہوگا موجودہ دور کی زنانہ ٹائپ ہیجڑا ذہنیت سے چھٹکارا پانا ہوگا ورنہ انسانیت ہماری بیوقوفیوں کے بوجھ تلے سسکتی رہے گی۔

E-2۔عورتیں مرد کی بات مان کر خوش (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

E-3 بے راہ روی میں نمایاں کمی

معاشرتی بے راہ روی میں کمی کی بجائے لفظ خاتمہ اس لیے استعمال نہیں کیا کیونکہ بے راہ روی کے خاتمے کے لیے شادی کے علاوہ بھی کچھ دوسرے مضبوط عناصر Factors کا درست ہونا ضروری ہے جیسے غربت، دینی تعلیم، عزت نفس کی تربیت، خودی کی تعلیم و تربیت، فحاشی کا خاتمہ، پردے کا احیاء، بے راہ روی کے مواقع کی روک تھام وغیرہ مگر کثرت زوجیت اس معاشرتی بے راہ روی، زنا کاری کو نمایاں حد تک کم کر دے گی۔ زنا کاری بے شمار معاشرتی معاشی خرابیوں کا باعث ہے وہ تمام نقصانات معاشرے میں ناپید ہوں گے یا برائے نام رہ جائے گے۔

E-4 مردوں کی قوت باہ میں اضافہ:

میڈیکل سائنس بتاتی ہے کہ یہ عمل روزانہ بلا ناغہ ایک مرتبہ کرنے سے مردوں کی قوتِ باہ 100 سال کی عمر تک قائم رہتی ہے مگر یہ روزانہ عمل ایک بیوی سے یکسانیت و بوریت کی بدولت نہیں ہوسکتا اس طرح قوت باہ کم ہو جاتی ہے۔ عورتوں میں یہ خواہش روزانہ بیدار کرنا مشکل کام ہے اور یہ ایک میڈیکل حقیقت ہے جب مرد دوسرے یا چوتھے دن آئے گا تو بآسانی وہ جنسی عمل کے لیے تیار ہو سکے گی۔ زائد بیویوں کی صورت میں مسلمان مرد جنسی طور پر غیر مسلموں سے بہت زیادہ مضبوط ہوگا اور روزانہ جنسی عمل کرنے سے بے شمار فوائد مسلم مرد کے جسم کو حاصل ہوں گے۔

E-4-1-بوریت:

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 126)

بعض اوقات نامردی کی وجہ بڑی دلچسپ ہوتی ہے۔بعض لوگ ایک لمبا عرصہ ایک ہی طریقے سے ازدواجی فرائض ادا کرتے ہیں۔ وہی کمرہ، وہی ساتھی اور وہی طریقہ وغیرہ جس کی وجہ سے فرد بوریت محسوس کرتا ہے اور اس کی سیکس (Sex) میں دلچسپی کم ہو جاتی ہے۔دلچسپی کم ہونے سے تناؤ (Erection) بھی متاثر ہوتا ہے۔

مردانہ قوت میں اضافہ۔۔کیسے۔۔؟؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 118)

بادشاہ سے لے کر ایک عام مزدور تک ہر فرد اپنی مردانہ قوت میں اضافہ چاہتا ہے۔اس کے لیے لاکھوں خرچ کرنے اور ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہے۔دوکانیں مردانہ قوت کی ادویات سے بھری پڑی ہیں۔مردانہ قوت کا تعلق مردانہ جنسی ہارمون Testosterone کے ساتھ ہے۔عمر کے بڑھنے اور ذہنی دباؤ کی وجہ سے اس ہارمون کی پیداوار میں کمی واقع ہو جاتی ہے جس سے فرد کی جنسی خواہش اور تناؤ (Erection) میں کمی واقع ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جو کہ سب کا رب ہے، ہر اہم چیز مثلاً ہوا، پانی مفت مہیا کی ہے۔اسی طرح مردانہ قوت کو بڑھانے کا سب سے موثر طریقہ بھی بالکل فری (Free) ہے۔ ریسرچ سے بار بار ثابت ہو چکا ہے کہ اچھل کود والی Aerobic ورزش مثلاً جاگنگ، دوڑنا، رسی کودنا، فٹ بال، ہاکی، باسکٹ بال، بیڈمنٹن، کرکٹ، ٹیبل ٹینس، اور ٹینس وغیرہ سے Testosterone میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے۔ چنانچہ مردانہ قوت میں اضافہ کے لیے روزانہ 30 منٹ یا پھر 3 بار ایک گھنٹہ کے لیے اچھل کود والی ورزش کی جائے۔ یاد رہے کہ واک اور باڈی بلڈنگ وغیرہ جیسی ورزش جنسی ہارمون Testosterone میں اضافہ نہیں کرتیں۔ (Bechtel) (تفصیلی سائنٹفک 70% کامیاب ہدایت نامہ ہماری کتاب "قوت باہ۔فوری اضافہ" میں ہے۔

E-4-2 کثرت مباشرت نقصان دہ ہے۔۔؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر)

عوام کی اکثریت کا خیال ہے کہ مباشرت کی زیادتی نقصان دہ ہے۔ پرانے حکماء کا خیال تھا کہ مرد کو ساری زندگی میں ایک ہی بار مباشرت کرنی چاہیئے یا پھر سال میں ایک بار (ایک صاحب لکھتے ہیں کہ سال میں ایک بار سے زیادہ مباشرت کرنا اپنی قبر کھودنے کے مترادف ہے) یا پھر ایک ماہ میں ایک بار اور اگر مرد بالکل ہی کنٹرول نہیں کر سکتا تو ہفتہ

میں ایک بار سے زیادہ مباشرت کسی بھی صورت میں نہیں ہونی چاہئے چونکہ منی طاقت ہے،خون سے بھی زیادہ قیمتی۔ لہٰذا اس کے زیادہ اخراج سے مرد کمزور ہو جاتا ہے۔نیم حکیموں کے خیال کے مطابق کثرت مباشرت سے جسم کو طرح طرح کی بیماریاں لگ جاتی ہیں، بدن ڈھل جاتا ہے۔قوت کمزور ہو جاتی ہے۔اعصاب ڈھیلے پڑ جاتا ہیں۔اس سے پورا جسم متاثر ہوتا ہے۔خصوصاً دماغ سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔(امریکی کثرت مباشرت کے باوجود علم میں ساری دنیا سے آگے ہیں) اس کے علاوہ رعشہ، فالج،تشنج،ضعف بصر، چکر، درد کمر، درد گردہ، کثرت پیشاب،ضعف معدہ،ضعف قلب،ضعف سینہ وغیرہ کے امراض پیدا ہو سکتے ہیں۔

یہ سب کچھ غلط ہے۔اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ریسرچ سے کچھ بھی ثابت نہیں ہوا۔(مبین:Hyde) کیا زیادہ بولنے سے زبان کمزور ہو جاتی ہے یا زیادہ تھوکنے سے فرد کمزور ہو جاتا ہے۔حافظ ابن قیمؒ نے فرمایا تھا کہ اگر پانی نہ نکالا جائے تو کنواں خشک ہو جاتا ہے۔مباشرت چاہے کتنی ہی کیوں نہ ہو نقصان دہ نہیں۔ایک دن میں 10 بار کی جاسکتی ہے۔میرا ایک کلائنٹ ایک دن میں آٹھ بار کر لیتا ہے۔ایک اور کلائنٹ نے شادی کے پہلے دو سال روزانہ چار پانچ بار مباشرت کی اور اگلے دس سال میں اس نے کوئی ناغہ نہیں کیا۔صرف حیض کے دوران پرہیز کیا۔میرے ایک اور نوجوان کلائنٹ نے آدھ گھنٹہ میں 3 بار مباشرت کی۔

اس حوالے سے ایک اہم بات یہ ہے کہ جو لوگ جوانی میں زیادہ مباشرت کرتے ہیں وہی بڑھاپے میں جنسی طور پر متحرک ہوتے ہیں۔اگر ایک فرد جوانی میں ایک ماہ میں ایک آدھ بار مباشرت کرے گا۔ایسا فرد بڑھاپے میں سال میں ایک آدھ بار ہی کر سکے گا۔اس حوالے سے سادہ اصول یہ ہے کہ آپ جتنی زیادہ مباشرت کرتے ہیں اتنی ہی زیادہ کر سکیں گے ہفت روزہ ٹائم جنوری 2004ء میں ایک تحقیقی مضمون شائع ہوا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فرد جو ہفتہ میں دو بار یا زیادہ بار مباشرت کرتے ہیں۔ہارٹ اٹیک کی شرح میں 50 فیصد کمی آجاتی ہے۔ان کی قوت مدافعت بڑھ جاتی ہے۔درد کو برداشت کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔متحرک جنسی زندگی نہ صرف ڈپریشن کو کم کرتی ہے بلکہ فرد کئی قسم کے کینسر (عورتوں میں چھاتی کا کینسر،مردوں میں پروسٹیٹ کا کینسر) سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے۔ویسے معروف کنسے Kinsey کے مطابق امریکہ میں مباشرت کی اوسط 3.35 ہفتہ وار ہے۔اس کے باوجود لوگوں کی عمومی صحت بہت اچھی اور عمریں طویل ہیں۔

E-4-5- مباشرت جتنی کم، عمر اتنی زیادہ۔۔۔؟؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 112)

ہمارے ہاں ایک دلچسپ مغالطہ یہ ہے کہ میاں بیوی جتنی مباشرت کم کریں گے ان کی عمریں اتنی ہی لمبی ہوں گی۔ دوسرے الفاظ میں مباشرت جتنی زیادہ ہوگی عمریں اتنی کم ہوں گی۔ ہمارے ہاں زیادہ تر اسی اصول پر عمل کیا جاتا ہے اور مباشرت سے پرہیز کر کے عمر کو بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پھر بھی ہمارے ہاں اوسط عمر 56 سال سے آگے نہیں بڑھتی۔ دوسری طرف ترقی یافتہ ممالک میں ہمارے مقابلہ میں بہت زیادہ مباشرت ہوتی ہے مگر وہاں اوسط عمر 60 سال سے زیادہ ہے۔ مغرب میں اس موضوع پر بہت ریسرچ ہو چکی ہے۔ جس سے یہ دلچسپ حقیقت سامنے آئی کہ وہ لوگ جو کم مباشرت کرتے ہیں ان کی عمریں ان لوگوں سے کم ہیں جو زیادہ مباشرت کرتے ہیں۔ (ٹائم)

E-4-6- جنسی عمل سے پرہیز

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 126)

اگر عرصہ دراز تک جنسی عمل سے پرہیز کیا جائے یا فرد کو جنسی عمل کا موقع نہ ملے تو بھی مرد کی جنسی کارکردگی میں کمی آجاتی ہے کیونکہ انسان اپنے جن اعضاء کو استعمال نہیں کرتا ان کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔

E-5 جنسی عمل سے مردوں کی جسمانی اور ذہنی صحت میں اضافہ ہوتا ہے؟ یا طاقت و توانائی میں کمی آتی ہے؟

(حوالہ سیکس ایجوکیشن پروفیسر ارشد جاوید صفحہ نمبر 108)

یہ خیال بھی ہمارے ہاں بہت عام ہے کہ مباشرت سے مرد میں کمزوری پیدا ہوتی ہے کیونکہ اکثر لوگ مباشرت کے بعد تھکاوٹ اور توانائی میں کمی محسوس کرتے ہیں۔ دراصل جنسی عمل میں بھرپور جنسی جذبات کی وجہ سے پورا جسم کھچاؤ کا شکار (Tense) ہو جاتا ہے اور انزال کے بعد جسم ایک دم ریلیکس ہو جاتا ہے۔ اس Relaxation کو کمزوری اور توانائی کی کمی سمجھ لیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جنسی عمل سے کسی بھی قسم کی کمزوری واقع نہیں ہوتی۔ (دستور: مبین Hyde: Time) مباشرت کے بعد فرد جو کمزوری محسوس کرتا ہے اس کی وجہ توقع (Expectation) ہے کہ اسے کمزوری ہوگی چنانچہ وہ کمزوری محسوس کرتا ہے۔ دراصل ہمارے ہاں قدیم حکماء کی

وجہ سے یہ بات عام مشہور ہے کہ مباشرت سے فرد کمزور ہو جاتا ہے۔ ایک تجربہ میں ایک فرد سے کہا گیا کہ اس کے جسم سے کچھ خون نکالنا ہے جس سے اسے کچھ کمزوری محسوس ہوگی۔ اب بستر پر لٹا کر ڈرپ لگادی گئی۔ کچھ دیر بعد اس بتایا گیا کہ خون نکالا جا چکا ہے تو وہ متوقع کمزوری کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا حالانکہ اس کے جسم سے ایک قطرہ خون بھی نہ نکالا گیا تھا۔ دوسری طرف مختلف تجربات سے ثابت ہو چکا ہے کہ مباشرت سے انسان کو کمزوری کی بجائے تازگی اور سکون ملتا ہے۔ (ذاکر: مبین)

E-6 مردوں کی معاشی سرگرمیوں میں اضافہ

مردوں کی معاشی سرگرمی (Activity) میں زیادہ ذمہ داریوں کی وجہ سے اضافہ ہوگا جس سے معاشرے کی معاشی حالت زیادہ بہتر ہوگی۔ مسلمان مرد اگر کم از کم دو شادیاں نہ کرے تو ازدواجی معاملے میں غیر مسلموں کے برابر ہی ہوا مسلمان مرد کی زیادہ شادیاں اِس پر زیادہ معاشی بوجھ ڈالتی ہیں اس طرح وہ معاشی طور پر زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اس میں معاشیات کو بہتر بنانے کے لیے زیادہ Potential آجاتا ہے۔ کوشش زیادہ کرے گا تو زیادہ ہی کمائے گا نا۔

E-7 اسلامی معاشرے میں چھوٹی ترین سطح پر عدل کی اجارہ داری

(گھریلو، امام مسجد، کونسلر)

ہمارے غیر مسلم بھائی اس بات پر بہت سیخ پا ہوتے ہیں کہ جوان عورت سے ادھیڑ عمر مرد کی شادی سخت ناانصافی اور ظلم ہے وہ سمجھتے ہیں کہ ادھیڑ عمر یا بوڑھا مرد جواں عورت کے جنسی جذبات کی بھرپور تشفی نہیں کرسکتا لٰہذا یہ امر بہت بڑا ظلم ہے ناانصافی ہے۔ دینِ اسلام میں دوسری شادی کرتے وقت صرف ایک شرط عائد کی گئی اور وہ ہے ''انصاف''۔ یہاں انصاف کا کیا مطلب ہے؟ کیا دین اسلام دوسری شادی کرنے کے بعد مرد کو جج کا عہدہ عطا کر دیتا ہے اور اس نے محلّہ داروں کے متنازعہ امور کے فیصلے کرنا ہوتے ہیں۔ یقیناً نہیں۔ کیا اتنا انصاف کافی ہوگا کہ وہ دونوں بیویوں کو انکے بچوں کے حساب سے ہر ماہ راشن ڈال دے اور ان کی ضرورت کے مطابق رقم فراہم کر دے؟

یہ Domestic Justice کی ایک شکل ضرور ہے مگر مکمل انصاف نہیں ہے اسلام ہمیں کسی معاملے پر بنیادی اصول (Basic Parameters) فراہم کرتا ہے جزئیات میں جانا ہمارا کام ہے۔ اسلام نے دوسری شادی کی صورت میں انصاف کی شرط جب عائد کر دی تو اب یہ اس مرد کا کام ہے کہ اپنے آپ کو چیک کرے کہ وہ دسری شادی کی صورت میں اپنی بیویوں کے ساتھ اور ان کے درمیان انصاف کرسکتا ہے یا نہیں جب اسلام نے انصاف کی شرط

عائد کی تو دین اسلام کے اصول وقواعد کی پاسداری کیا صرف مسلمان پر ہی عائد ہوتی ہے۔

روزانہ مختلف بیویوں میں انصاف کی فراہمی

انصاف دو طرح سے میسر آتا ہے کبھی مساوات سے کبھی تناسب کا علم، عقل اور عمل سے۔ یہ سب بہت مغز ماری والا کام ہے مگر اس عمل مسلسل کی بدولت مسلمان گھرانوں میں انصاف کا بول بالا ہوگا۔ مسلم معاشرے میں انصاف بڑھے گا جس کے اثرات تمام معاشرے کو اعلیٰ مقام پر لے جائیں گے۔ افلاطون نے معاشرے میں انصاف کی بالا دستی کے بے شمار فوائد گنوائے ہوئے ہیں وہ بھی میسر ہوں گے۔

E-8 اسلامی تعلیمات کی ترویج مسلمانوں میں

مسلمان مرد۔۔۔کھانا بھوک رکھ کر کھانا۔۔۔کھانے سے آدھ گھنٹے پہلے پانی پینا درمیان میں اور آخر پر نہ پینا۔۔۔جسمانی صحت کو بہتر بنانے والے موٹاپے سے نجات Gas سے چھٹکارا۔۔۔یہ اصول کسی دوسرے مذہب کے پاس نہیں ہیں لہٰذا مسلمان مرد جسمانی طور پر غیر مسلموں سے زیادہ صحت منداور طاقتور ہے۔ مسلمان روزانہ پانچ وقت نماز پڑھے۔۔۔سالانہ روزے رکھے۔۔۔ذکوۃ باقاعدہ ماہانہ یا سالانہ یا روزانہ۔۔۔روحانی طور پر مضبوط ترین کوئی دوسرا مذہب پانچ وقت Daily روزانہ دینی عبادت نہیں کرواتا۔۔۔لہٰذا کوئی غیر مسلم "مسلمان" جتنا روحانی طور پر مضبوط ہو ہی نہیں سکتا دین سے دوری مسلمان کو روحانی طور پر کمزور کرتی ہے اور پھر یہ کمزوری تمام کمزوریاں پیدا کر دیتی ہے۔(دیکھئے B-22-5)

E-8-2- مسلمان سب سے کم بیمار ہوتے ہیں:۔

(ڈاکٹر جاوید اقبال ہومیو۔کارڈیالوجی صفحہ 310)

"جدید تحقیقات کے مطابق دنیا بھر میں مسلمان سب سے کم خطرناک بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سب سے زیادہ یہودی دوسرے نمبر پر عیسائی تیسرے نمبر پر سکھ اور چوتھے نمبر پر مختلف قومیں جب کہ مسلمان صرف 5 فیصد یا اس سے بھی کم۔

جی این این کے سروے کے مطابق اگر دنیا میں کل 100 کینسر کے مریض ہوں تو مذہبی اعتبار %40 یہودی %30 ،عیسائی %15 ، ہندواور دوسری قومیں %10 جب کے مسلمان صرف %5 اس کا شکار ملیں گے۔

اگر دنیا میں آنکھوں اور دماغی امراض کے 100 مریض ہوں تو %20 یہودی %35 عیسائی %25 ہندو اور سکھ

17% دوسری قومیں جبکہ صرف 3% مسلمان ہوں گے۔''

وجہ اسلام میں روزانہ 5 وقت وضو اور نماز ادا کرنے کے علاوہ دوسری Hygienic ہدایات ہیں جو دوسرے مذاہب میں ناپید ہیں یہی بات اسلام کو عین دین فطرت بھی ثابت کرتی ہے۔

E-9 مردوں کے سیاسی شعور میں زبردست اضافہ

پہلا فائدہ: مرد معاشی طور پر زیادہ مضبوط اور خوشحال ہوگا زائد بیویوں کی موجودگی میں روزانہ گھر میں نئی سیاستوں Politics کا سامنا ہوگا پھر مختلف بیویاں اُس کو دوسری کی سیاستوں سے آگاہ بھی کریں گی اور وہ تمام بیویوں کی سیاست کا مرکز ہوگا اس طرح اس کا دماغ سیاسی طور پر زیادہ مضبوط باعلم اور باعمل ہوگا ایسا مسلمان سیاسی طور پر زیادہ مضبوط انسان ہوگا۔ اور اگر یہ ایک ضربی مسلمان ہے (تفصیل دیکھئے G-11-6) تو دنیا کا کوئی غیر مسلم سیاستدان ایسے مسلمان سیاستدان کے مقابلے میں زیرو ہوگا مسلم ریاستوں کے تمام سیاستدانوں کی ایک سے زائد شادیاں ہونا انکی سیاسی زندگی کے لئے فائدہ مند ہے بلکہ مسلمانوں کو ایسے سیاستدان رد کر دینا چاہیے جن کی ایک وقت میں دو کامیاب شادیاں نہ ہوں۔ اُن کی دونوں بیویاں اکٹھی اُن کی سیاسی مہم میں بھی شریک ہوں۔

E-10۔ امیر مردوں کی غریبوں میں شادیاں

امیر مردوں کی زائد شادیوں کی صورت میں ان کا رجحان غیریب خاندانوں کی طرف زیادہ ہوگا کیونکہ غیریب خاندان سے ان کو نسبتاً زیادہ جوان عورت میسر ہوگی۔

اس عمل سے معاشرے میں غریب خاندانوں کو ابھرنے کا موقع ملے گا غریب امیر میں فاصلے کم ہوں گے اور معاشی غیر ہمواری کم ہوگی۔ فرض کریں کہ ایک 70 سالہ مرد ایک 18 سالہ لڑکی سے شادی کرنے کا خواہاں ہے تو اسلامی معاشرہ، اسلامی خلافت اور دیگر اسلامی اداروں کا فرض بنتا ہے کہ وہ مکمل طور پر تسلی کریں کہ کیا یہ مرد اتنی کم عمر عورت کے ساتھ ہر طرح کا انصاف کر سکتا ہے یا کم از کم بنیادی انصاف تو کر سکتا ہے یا نہیں۔ اب بنیادی انصاف کی بات کرتے ہیں اس میں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ 70 سالہ مرد 25 سالہ مرد والی خصوصیات تو نہیں رکھتا مگر عورت کی بنیادی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے یا نہیں۔ بنیادی ضروریات دو قسم کی ہیں۔

1۔ مادی ضروریات 2۔ جسمانی ضروریات ۔

مادی ضروریات کی بات کریں گے تو ان میں روٹی، کپڑا، مکان اور تحفظ کم عمر بیوی کی جسمانی ضروریات میں اول درجہ

جنسی تشفی کا ہے ایسے مرد کا ماہر جنسیات سے چیک اپ کروانا یا میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش کرنا یعنی زیادہ ڈاکٹرز اس مرد کو Ok Clear کریں کہ یہ 70 سالہ مرد زیادہ سے زیادہ 4 دن بعد ایک نارمل جنسی عمل کے قابل ہے دوسرا یہ کے اُسکا ذہنی توازن اتنا قائم ہے کہ انصاف قائم کر سکے۔ اگر ایسا ہے تو شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اب غیر مسلم بھائی دوسرا نقطہ اٹھائیں گے کہ غریب نوجوان کنواری لڑکی کے ساتھ ظلم ہے کہ 70 سالہ بابے کے ساتھ بیاہ دیا جائے اگر وہ اس وقت جنسی عمل کے قابل تھا بھی تو چند سال بعد فرض کریں 75 سال کی عمر میں بیکار ہو گیا۔ اس دوران وہ لڑکی دو بچوں کو بھی جنم دے چکی ہے اب کس قدر بڑا ظلم ہو گیا ہے۔ غیر مسلم معاشرے میں اس لڑکی کے ساتھ ہونے والے ظلم کا کوئی تدارک نہیں ہے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اس مسئلے کا حل:

جب 18 سالہ لڑکی کی شادی 70 سالہ مرد کے ساتھ کی گئی تو اس وقت کیا صورت حال تھی لڑکی غریب مرد امیر۔ کیونکہ عمروں کا زیادہ فرق تھا تو اس کو Balance کرنے کے لیے دوسرے امور پر غور کیا جائے گا مثلاً ادائیگی حق مہر معجّل کیا اب یہ مرد 32 روپے حق مہر لکھے گا؟

نہیں طویل العمری فرق میں تو ایسا نہیں ہو سکتا یہاں تو معاملہ اسلامی شریعت کی رو سے حق مہر 3,2 کروڑ میں طے پائے گا وہ بھی اس طرح نہیں کہ مرنے کی صورت میں ملے گا بلکہ حق مہر معجّل جو رخصتی سے پہلے ادا کیا جاتا ہے یا پہلی رات کو اور وہ بھی کہ جس کی قانونی کاروائی بروقت مکمل کی جائے گی۔ اسلامی خلافت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ یہ مہر کی رقم ، جائیداد اس لڑکی کو کیسے باسہولت دلانا ہے۔ بچوں کو اپنے باپ کی جائیداد میں حصہ اپنی جگہ ہے یہ 3،2 کروڑ تو نکاح کرنے کے تھے اور اب خاوند کے ناکارہ ہونے کی صورت میں لڑکی پہلے تو شرافت سے طلاق کا مطالبہ کرے گی جسے انصاف پسند شوہر فوراً قبول کرے گا اگر وہ نہیں کرتا تو اسلامی ریاست اس کا فوری بندوبست کرے گی (اس مرد کا چند ڈاکٹروں سے چیک اپ کروا کر یہ فیصلہ کرے گی) کہ یہ مرد اب جسمانی انصاف نہیں کر سکتا اس لیے فوراً تمام رقم ادا کر کے طلاق دے دے اور اگر وہ نہیں دیتا تو عدالت قضائے شرعی کا حق استعمال کرتے ہوئے خود طلاق دے دے۔

اب 18 سالہ غریب لڑکی 23 سالہ امیر عورت (2،3 کروڑ کیش یا جائیداد کی مالکن ہے ,2008 میں) کی صورت میں باہر معاشرے میں آئے گی تو بچوں سمیت یا بغیر بچوں کے کتنے جواں سال مرد موجود نہ ہوں گے جو اس سے شادی

نہ کرنا چاہتے ہوں۔اے میرے پیارے غیر مسلم بھائیو دیکھو اسلام کی روشنی میں اس 23 سالہ عورت کی پرانی فیملی میں بہت سے غریب ،نو جوان ،خوبرو مرد موجود ہیں اب وہ آرام سے کسی بھی 26-27 سالہ نوجوان کنوارے مرد کا رشتہ قبول کر کے زندگی کو ہر طرح سے Enjoy کرسکتی ہے۔ (دیکھئے B-21)

E-10-2-70 سالہ مرد سے 18 سالہ لڑکی کو فائدے:۔

مالی اور دیگر فوائد سے بھری ہوئی شادی

غریب خاندان اور امیر خاندان کی رشتہ داری سے غریب خاندان کے 20-30 گھروں کو امیر خاندان کے کارخانوں میں نوکریاں ملیں گی۔امیر گھروں کو گھریلو کام کے لیے غریب گھروں سے قابل اعتماد خادمائیں مل سکیں گی۔اس قسم کی شادی امیر خاندان کے کئی اور مردوں کو بھی متحرک کرے گی۔اس طرح ایک شادی کئی اور شادیوں کو بھی جنم دے گی امیر خاندان کی بیوہ یا مطلقہ عورتیں غریب خاندان کے جوان مردوں سے شادی کر سکیں گے۔غرض اس طویل العمر فرق والی شادی سے غریب خاندان کے تمام گھر Middleclass یا امیر گھروں میں تبدیل ہوسکیں گے یعنی ایسی شادیوں کے نتائج بہت دوررس ہوں گے۔زائد عمر کے مرد کی طویل زندگی کا علم و تجربہ براہِ راست لڑکی کو میسر ہوگا جسے بعد میں وہ جوان مرد کو منتقل کر سکے گی۔ایسے مرد کی وہ بڑی چہیتی اور لاڈلی بیوی ہوگی جتنے نخرے یہ مرد دیکھے گا اتنے جوان مرد نہیں دیکھتا اس کے علاوہ بھی بے شمار فائدے ہیں۔

E-10-3- نقصانات:۔

جیسے طویل العمر فرق والی شادی کی بدولت جذباتی وابستگی میں کمی جوان عورت جوان مضبوط اور طاقتور مرد سے محبت کرتی ہے لیکن یہ بوڑھا مرد اگر ایک طاقتور مرد ہے جیسے لیڈر، امیر آدمی یا دیگر خوبیوں کا حامل مرد ہو تو نوجوان لڑکی بھی محبت کر سکتی ہے

مگر ہم جانتے ہیں کہ زیادہ تر Cases میں ایسا نہیں ہوگا اب میرے غیر مسلم بھائی تالیاں بجائیں گے کہ جذباتی وابستگی ، پیار، محبت عشق کی کمی کو تسلیم کر لیا گیا ہے جو کہ بہت بڑا ظلم ہے اور یہ ظلم انہوں نے بھی اپنے معاشروں میں بھی دیکھا ہے۔دین اسلام انسانوں کے آپس میں عشق دیوانگی کو تسلیم نہیں کرتا بلکہ اس سے روکتا ہے غیر مسلم بھائی پوچھیں گے کہ پھر عشق کس سے کریں؟ بھائی اللہ سے، اللہ کے رسول ﷺ سے، دین اسلام سے عشق کریں۔

ہندو بھائیوں میں یہ مانا جاتا ہے کہ پوترا گنی کے سات پھیرے لینے کے بعد میاں بیوی میں ہمیشہ کا پاکیزہ شادی کا رشتہ

جڑ جاتا ہے اب موت بھی اسے نہیں توڑ سکتی۔ میاں بیوی کو ایک دوسرے سے پیار محبت بلکہ عشق بھی کرنا ہے خاوند عورت کا دیوتا ہے عورت کے اپنے خاوند سے عشق و محبت اور پاکیزگی کی انتہا یہ ہے کہ وہ اس کی چتا پر زندہ جل مرے اور ستی ساوتری ہو جائے اور خاوند چاہے نرکھ میں گیا ہو یہ سیدھی سورگ میں پہنچ جائے گی۔ اگر وہ سورگ میں جانے کے لیے یہ Hot Shortcut نہیں اختیار کرنا چاہتی تو تمام عمر اس خاوند کی فوٹو پر ہار چڑھائے گی، سفید کپڑے پہنے فطری جنسی جبلت کا گلا گھونٹے کمتر خوراک کھائے، مردہ خاوند کے گن گائے، خوشیوں میں شریک نہ ہو تمام زندگی افسردگی میں گزارتی ہوئی بوڑھی ہو کر رنڈی کہلاتے ہوئے مر جائے تو یہ سورگ کے لیے

ایک Cold Longway کہلائے گا۔ جبکہ پہلے کہا گیا ہے کہ دین اسلام انسانوں کے باہمی عشق و محبت کو پسند نہیں کرتا بلکہ وہ عشق کے مراکز اللہ تعالیٰ حضرت محمد ﷺ کی شخصیت اور دین کے اصول و قواعد کو قرار دیتا ہے۔ انسان ایک دوسرے کو پسند کر سکتے ہیں مگر عشق سے بہت کم حد تک ایک دوسرے کا احترام کر سکتے ہیں ایک دوسرے کے لیے ایثار کر سکتے ہیں مگر یہ ایثار دوسرے کو خوش کرنے کے لیے نہیں بلکہ اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہو یہ ایک بہت بڑا فرق ہے مسلم اور غیر مسلم عشق میں۔ غیر مسلم دنیاوی محبوب کو خوش کرنے کے لیے (جانوروں کی طرح) ایثار و قربانی اور عظیم کارنامے انجام دیتے ہیں۔ جبکہ مسلمان اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کو خوش کرنے کے لیے دین پر چلنے کے لیے ایثار و قربانی کرتے ہیں جیسے بقر عید پر قربانی حضرت امام حسینؓ کا کربلا میں ایثار و قربانی اور جنگ وغیرہ۔

اسلام ہماری راہنمائی کرتا ہے کہ خاوند مر گیا گویا محض ایک نان نفقہ کا ذمہ دار، دکھ سکھ کا ساتھی اور جنسی عمل انجام دینے والا مر گیا کوئی دیوتا یا محبوب ترین ہستی نہیں مری کہ جس کے بغیر دنیا سنسان، ویران، بنجر، بیکار ہو گئی ہے خوشیاں روٹھ گئی ہیں زندگی میں اُداسی، مایوسی چھا گئی ہے اور جنسی عمل اب صرف زنا کاری کے ذریعے ہی ممکن ہے شریفانہ طریقے سے یہ فطری عمل بھی بند ہو گیا ہے اسلام ہمیں سہارا دیتا ہے کہ خاوند مر گیا ٹھیک ہے 4 ماہ 10 دن انتظار کرو؛ وہ اسلیئے نہیں کہ تمہیں عورت ہونے کی سزا دی جا رہی ہے۔ بلکہ محض حمل کو معاشرتی سطح پر واضح کرنے کے لیے حمل ٹسٹ تو جعلی بھی بن جاتے ہیں اور پھر چونکہ عورت ذِکی الحس ہے لہٰذا اس کو یہ صدمہ سہارنے کے لیے چند ماہ تو درکار ہو سکتے ہیں تا کہ وہ دوبارہ کھل کر نئے خاوند کے لیے ذہنی و جسمانی طور پر تیار ہو سکے۔ عدت کی مدت کے دوران خود یا لواحقین اگلی شادی تیار رکھیں اور عدت کے بعد پہلے دن شادی کر کے اگلے گھر روانہ کر دیں اس طرح عورت معاشرے میں عضو معطل اور گھٹیا زندگی گزارنے کی بجائے نارمل فرد کی طرح زندگی گزارے گذشتہ خاوند والے تمام

فرائض انجام دینے والا نیا خاوند موجود ہے۔

E-11 یک زوج مایوسی (خاص ذہنی دباؤ)

(S.M.D.)Single Marriage Depression

ایک شادی عورت مرد کے لیے ایک عجیب قسم کے Depression کو بھی جنم دیتی ہے اس کو میں نے Single Marrige Depression کا نام دیا ہے۔ یہ مردوں میں زیادہ شدید ہے۔اس Depression کی نکاسی بکثرت ہو رہی ہے تمام دنیا میں اس Depression کی نکاسی بکثرت موجود ہے اور یہ آئندہ بھی نسل انسانی کو تنگ کرتی رہے گی زیادہ مردوں کو اور کم تعداد میں عورتوں کو بھی۔ اس کی قوت کا انحصار انسان کی جنسی بھوک پر ہے۔مثلاً مرد کی شادی ہوئی پہلا ماہ تو لاعلمی میں گزر گیا دوسرے ماہ سے اسکا آغاز ہو جاتا ہے یا مختلف مردوں میں اس کا آغاز مختلف اوقات یا زمانوں میں ہوسکتا ہے مثلاً جب بیوی کو Menses شروع ہوتے ہیں اور وہ قریباً ایک ہفتے کے لیے دستیاب نہیں ہوتی۔ شادی کے فوراً بعد خاندان کی بے شمار لفٹ کرانے والی لڑکیاں توجہ کرنا چھوڑ دیتی ہیں تو اس Depression کا باضابطہ آغاز ہوتا ہے۔ایک بیوی جنسی طور پر بھی بھرپور ساتھ نہ دے تو بھی اس سے افسردگی Depression کا بوجھ بڑھتا ہے مثلاً مرد روزانہ 2 یا 3 مرتبہ عمل جماع کرنا چاہ رہا ہے مگر بیوی ایک مرتبہ کرنے کے بعد دوسری بار کے لیے مزاحمت کے طور پر لڑائی شروع کر دیتی ہے۔اس SMD کا اظہار ان الفاظ میں بنتا ہے کہ ''بس میری زندگی میں صرف یہ ایک عورت ہی تھی'' اس تمام زندگی میں کسی دوسری دلکش دوشیزہ سے رابطہ یا جنسی تعلق پیدا نہ ہو سکے گا۔

''اوہ ہو! تمام زندگی''۔۔۔''Very Sad'' یہ Sadness مایوسی افسردگی Depression بہت جلدی بغاوت کرواتا ہے نکاسی کے راستے ڈھونڈتا ہے غیر مسلم معاشروں میں اس کا نکاس بکثرت طلاق کی صوررت میں سامنے آرہا ہے زنا کاری مختلف عورتوں کے ساتھ Dates، تعلقات، بے راہ روی اس Depression کا نتیجہ ہے۔ چونکہ مسلم معاشرے غیر مسلم معاشروں کو بہتر ترقی یافتہ، بلندتر سمجھتے ہوئے ان کی نقالی کر رہے ہیں اس لئے ان میں بھی یہ Depression موجود ہے اور بے راہ روی سب کے سامنے ہے۔ اسلام میں یہ ڈپریشن نہیں پایا جاتا عورتوں مردوں دونوں کو خاص شرائط کے ساتھ اور مخصوص حالات میں دیگر شادیوں کی مکمل اجازت ہے بلکہ اس اجازت کی نوعیت و ماہیت پر غور کیا جائے تو یہ اجازت نہیں بلکہ حکم ہے۔

Depression کاایک نفسیاتی چکر:۔

(ا)Depression کی نکاسی (2)بسیار خوری اور نتیجہ(3) موٹاپا پھر موٹاپے کو دیکھ کر یا محسوس کر کے مزید (4)Depressionاور پھر1-2-3-4. کا دائرہ چلتا ہے۔ SMD بھی اسی چکر کو چلاتا ہے امریکہ یورپ اور دیگر غیر مسلم دنیا کے امیر ممالک میں بڑھتا ہوا موٹاپا اس ڈپریشن کو ظاہر کرتا ہے کہ شادی شدہ مرد اور عورت اپنی جسمانی خوبصورتی کی طرف سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں ان کے ڈپریشن کے الفاظ یہ ہیں کہ اب ہماری کونسی کوئی دوسری شادی ہونا ہے جو ہم اتنی ڈائٹ محنت ورزش اور توجہ سے اپنے آپ کو سمارٹ رکھیں اس لئے جسم جہاں سے بڑھتا ہے بڑھے ہمیں کیا اور جب بڑھ جاتا ہے تو SMD کے ساتھ موٹاپے کا ڈپریشن بھی شامل ہو جاتا ہے۔

SMD is also an Obesity Linked Depression مسلمانوں میں SMD نہیں ہوسکتا کیونکہ مسلمان مرد ایک شادی کے بعد مزید 3 شادیوں کی آس میں اپنے آپ کا خیال رکھتا ہے اپنے آپ کو سمارٹ خوبصورت اور طاقتور رکھتا ہے اپنی صلاحتیں مزید بڑھانے پر توجہ کرتا ہے تاکہ مزید بیویاں حاصل کر سکے۔عورتوں پر غور کریں تو مسلمان معاشرے کی خواتین بھی SMD کا شکار نہیں ہوسکتیں وہ بھی اپنے آپ کو شادی کے بعد سمارٹ، خوبصورت،Active اور اپنی تعلیم و تربیت مزید بڑھانے والی ہوسکتی ہیں مندرجہ ذیل وجوہات ان کا دوسرا بیاہ بھی کروا سکتی ہیں۔

ا۔ بیوہ ہو جانا

۲۔ طلاق ہو جانا

۳۔ خاوند کا بانجھ نکل آنا اور پھر خلع لے لینا

۴۔ شادی کے بعد خاوند کی عادات اگر اچھی نہ لگیں تو حضرت زینبؓ کی پیروی کرتے ہوئے وہ طلاق لے سکتی ہے اور دوسری شادی کر سکتی ہے۔یعنی بیوہ یا طلاق کی صورت میں اگلی شادی کے لیے اپنے آپ کو سمارٹ رکھنا ضروری ہوگا اگلی شادی کیلئے Tune up رکھنے کیلئے بچے کم رکھنا بھی ضروری ہوگا۔گویا SMD نہ ہونے کی بدولت مسلمان مرد وعورت دونوں موٹاپے سے بچیں گے خوبصورت رہیں گے اور بچے بھی محدود ہوں گے۔

دوسری شادی کے فائدے (عورتوں کے لیے)

E-12 بیوہ، مطلقہ، زائد عمر کنواریاں حتیٰ کہ معذور

(غرض 18 سے 68 سال کی تمام عورتیں) سب شادی شدہ

بیوہ، مطلقہ زائد عمر کی عورتیں حتیٰ کہ معذور عورتیں بھی اس عمل کی وجہ سے ازدواجی خوشیاں حاصل کر سکیں گی۔ اندھی لنگڑی، گونگی، بہری بیمار گویا ہر عورت کو مرد میسر ہوگا اور ہفتے میں کم از کم دو بار جبکہ عام شادی شدہ موجودہ عورتوں کو ہفتے میں ایک بار مرد میسر آتا ہے۔ صرف ہفتے کی رات Saturday Nitght Only وجہ یہ ہے کہ ایک عورت کی موجودگی سے مرد میں جنسی رغبت و شوق اور رجحان کم ہوتا جاتا ہے جس سے Ultimately اس کی قوت باہ Potency بھی کم ہوجاتی ہے اور وہ ہفتہ میں ایک بار ہی بھرپور عمل کے قابل رہتا ہے۔ جبکہ 2 یا 4 بیویوں کی موجودگی اس کا رجحان اور رغبت بڑھائے گی جس سے اس کی جنسی قابلیت Efficiency بھی بڑھ جائے گی۔ یہ ایک نفسیاتی جسمانی (Psychosomatic) حقیقت ہے۔

ناچیز اس جگہ ایک نیک، تعلیم یافتہ، ساٹھ سالہ خاتون جو گزشتہ 35 سال سے بیوہ ہیں، کا شکوہ شامل کرنا چاہتا ہے فون پہ ہی بات ہوئی آپ بھی سنیں۔

''ڈاکٹر صاحب! کتاب آپ نے بہت اچھی لکھی، میرا بیٹا لایا تھا، مگر مجھے آپ سے شدید شکوہ ہے۔ آپ نے عورتوں کی شادی کی عمر 68 پر ختم کیوں کر دی؟''

''وہ جی 35 سال کی بیوہ کو دوسری شادی کیلئے منانا ہی بڑا مشکل کام ہے۔ میں نے تو اپنی طرف سے بہت بڑھا کر عمر لکھی تھی۔''

''آپ مردوں کو بھی تو تمیز نہیں ہے۔ 35 سالہ بیوہ کو نامناسب سا ایک آدھ رشتہ، وہ بھی اس انداز سے پوچھتے ہیں کہ انکار کر کے ہماری عزت رکھ لینا، تو وہ بیچاری کیا کرے؟

ویسے آپ مرد کونسی عمر تک شادی کر لیتے ہیں؟''

''ہم تو 80,70 سال کے بھی کر لیتے ہیں۔''

''تو آپ ڈاکٹر ہیں۔ 80,70 سال کے بابے کو شادی پر کسی حکیم کی ضرورت ہوتی ہے مگر 80,70 سال کی عورت

کونہیں۔‘‘

’’ہیں!؟ ‘‘

فون بند ہو چکا تھا۔

E-13 عورتوں میں جنسی شوق کی بیداری

کثرت زوجیت کا فائدہ عورتوں کو زیادہ ہے روزانہ خاوند کے پاس سونے سے وہ یکسانیت اور بوریت کا شکار ہو جاتی ہیں نفسیاتی نقطہء نظر سے غور کریں تو شادی کے ابتدائی چند سال مرد جنسی عمل کے لیے ہر وقت اور ہر رات تیار نظر آتے ہیں مردوں کا ضرورت سے زیادہ مجبور کرنا عورتوں میں جنسی عمل کے لیے انکار کی عادت ڈال دیتا ہے جو بعد ازاں ان کی فطرت ثانیہ بن جاتی ہے۔ انکار کا تسلسل (Continuity of Refusal) ان میں پرائمری سرد مہری (Primary Fridgedity) کا باعث بنتی ہے اور یہ سرد مہری وقت کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے مرد کی دوسری شادی یا 4 شادیوں کی صورت میں وہ ہر ہفتے چند دنوں کے لیے Bed Room میں نظر نہ آئے گا تو جنسی شوق بیدار ہو گا۔ پھر خاوند جب چند دنوں بعد آئے گا اور رجوع کرے گا تو (Continuity of Refusal) کو بھی دھچکا لگے گا اور جنسی عمل کے فوائد اور لذتیں میسر آئیں گی۔ اب خاوند کی موجودگی یکسانیت اور بوریت نہیں ہو گی۔ بلکہ خاوند کے بغیر یکسانیت اور بوریت ہو گی اور باری پر آنا خوشی اور شادمانی کا باعث ہو گا۔

خاوند کی مسلسل موجودگی اصرار و تکرار عورت میں بوریت، یکسانیت اور سرد مہری بڑھاتی ہے انسان یکسانیت سے کیسے اُکتا جاتا ہے تاریخ میں بہترین مثال من وسلویٰ کی ہے کہ ایک بہشتی خوراک بھی اگر ٹھکرائی جا سکتی ہے تو مرد کی لذت من وسلویٰ سے تو کم ہی ہے۔ یہی مثال ایک ہی بیوی کے لیے بھی ہے۔

E-14 تمام عورتیں سمارٹ اور خوبصورت اور صحت مند (مضمون آئندہ ایڈیشن میں)

E-15 خاندانی منصوبہ بندی بچے کم (مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

E-16 امیر عورتوں کی جوان غریب مردوں سے شادیاں

امیر بیوہ، مطلقہ، زائد عمر کی عورت یا امیر معذور عورت کے لیے بھی غریب خاندان میں زیادہ جوان مرد میسر ہو گا اور اس عمل کا فائدہ بھی بالکل اسی طرح ہو گا جو امیر مرد کی شادی غریب خاندان کی صورت میں ہے یعنی معاشی غیر ہمواری کم ہو گی۔ (دیکھیئے B-21-9)

E-17- غیر مسلموں کے لیے ایک مثالی (Utopian) اسلامی معاشرہ کا قیام، ایک عظیم تبلیغ

اسلامی معاشرے اور اسلامی خلافت کا فرض ہے کہ وہ انصاف کے پہلو کا جائزہ لے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ''وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ'' اور دوسروں کو حق (انصاف) کی نصیحت کرتے رہو۔ اسلام حق وانصاف کی نصیحت کرنے کے لیے دوسروں کے معاملات پر بولنے اور دوسرے کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کی ہی نہیں بلکہ دوسروں کے معاملات میں ببانگ دہل دخل اندازی کی اجازت جیسا حکم دیتا اسلام کسی معاملے کو کسی کا داخلی معاملہ یا گھریلو مسئلہ قرار نہیں دیتا جس معاملے کی خبر معاشرے کو مل گئی وہ اب سب پر فرض ہو گیا کہ سورۂ عصر کے مطابق دخل اندازی کی جائے اور حق وانصاف کی سربلندی کے لیے تمام تر کوششیں کی جائیں۔ اگر ہم ایسا حق وانصاف میں سربلند اسلامی معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ایسا اسلامی معاشرہ خود ایک عظیم تبلیغ ثابت ہو سکتا ہے۔

1516ء میں ایک ادیب سر ٹی۔ مور نے Utopia کے نام سے ایک ناممکن الحصول خیالی معاشرے کا تصور دیا تھا جس میں معاشرتی، معاشی اور سیاسی بہترین استحکام اور خوشحالی ہو۔ غیر مسلموں کی یہ ناممکن الحصول خیالی معاشرت دین اسلام میں ممکن ہے اگر اس کے اصولوں پر سختی سے عمل کیا جائے۔ غیر مسلم پوچھ سکتے ہیں کہ کیا اسلامی تاریخ میں کبھی کوئی ایسا دور گزرا ہے؟ اس کے جواب میں بہت سے ادوار بتائے جا سکتے ہیں۔ ایک دور جو بہترین کے علاوہ طویل بھی تھا حضرت عمرؓ کا تھا۔ کیا غیر مسلموں کے کسی معاشرے میں کبھی ایسا دور گزرا جب لوگ گلیوں میں آوازیں لگاتے ہوں اور کوئی دولت لینے نہ آتا ہو۔ حضرت عمرؓ کے دور میں ایسا تھا۔ زکوٰۃ لینے کوئی نہ آتا تھا۔

E-18 معاشی غیر ہمواری میں کمی (یہ تمام مضامین زیر تحریر ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

E19 دوسری شادی نہ کرنے کے نفسیاتی، جسمانی اور روحانی نقصانات

ایک شادی کے نقصانات

E-20 تمام فائدے الٹ ہو گئے

E-21 عورت کی حکمرانی

E-22 مرد عورت کی بات مانے تو خوش ورنہ۔۔

E-23 مرد کا جنسی استحصال

E-24 اور پھر تمام معاشرتی برائیوں کا جنم

E-25 ایک بیوی امتحان الٰہی

E-26 میاں بیوی کا باہمی عشق کرنا

E-27-ایک شادی کے فائدے

چھٹا باب

غیر مسلموں کے کثرت زوجیت پر اعتراضات اور ہمارے جوابات

F-1 ہمزاد شرما کے اعتراضات (حوالہ کتاب لڑکا یا لڑکی مصنف ہمزاد شرما صفحہ نمبر 35)

"پھر وہ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ مرد کو ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کرنا چاہئے۔قوی الحبثہ مرد جیسا کہ ایشائی ملکوں میں دیکھنے میں آتا ہے۔اس عورت سے جس پر وہ لٹو ہوا ہے ملا رہے مگر عمدہ اولاد پیدا کرنے کے مقصد سے اسے دوسری عورت سے شادی کر لینا چاہئے تاکہ دنیا کی آئندہ نسل کی بہتری قائم رہے اس قسم کے خیالات حال ہی میں کئی اہل قلم نے پیش کئے ہیں جس میں یوجنکس کے ماہرین کثرت سے شامل ہیں۔ان سوالات پر فرانس کے ماہر ماں تسکو نے اپنی زبردست تصنیف میں نہایت خوبی سے کئی برس پہلے بحث کی تھی جس کے دوران میں اس نے مذکورہ بالا خیالات کی بڑی قابلیت سے تردید کی ہے۔اس نے یہ امر بخوبی واضح کر دیا ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنے سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا۔ بلکہ جس قوم میں ایک سے زیادہ شادیاں کرنے کا دستور ہے اس کے افراد کو طبعی اور اخلاقی زوال لاحق ہو جاتا ہے۔زمانہ قدیم کی مہذب قوموں نے ایک سے زیادہ عورتیں کرنے کا دستور رائج کیا تھا۔ خاص کر جنگ آرائیوں ، وباؤں اور قحطوں کے بعد جس سے ہزار ہا آدمی ہلاک ہو گئے۔اس کا باقاعدہ رواج ہوا مگر قومی بہتری کے اعتبار سے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے سے عمدہ اور تنومند مرد برآمد نہیں ہو سکتے ۔عام طور پر لڑکے اور لڑکیوں کا اخلاقی اور جسمانی رکھ رکھاؤ گھر کے اندر ماں باپ کے زیر نگرانی ہوتا ہے۔مرد و عورت کے درمیان پریم اور بچوں کی نگہداشت صرف اسی صورت میں بخوبی انجام پا سکتی ہے کہ مرد کی صرف ایک ہی عورت ہو۔ جب ایک مرد اور ایک عورت کے دل میں بچوں کی پرورش اور تربیت کی مشترکہ تمنا جوش زن ہو تو سچ مچ اعلیٰ درجے کی تنومند اور ذہین اولاد پیدا ہوتی ہے۔

جہاں مرد ایک سے زیادہ شادیاں کرتا ہے وہاں بیوی اپنے اصل رتبے سے مرد کے دل بہلاؤ کا محض کھلونا بن جاتی ہے اور ماں کا درجہ گائے ، گھوڑی سے کچھ ہی بہتر ہوتا ہے۔ایسے مرد و عورت صرف ایک ہی مرتبہ اولاد پیدا کرنے کا کوشش کرتے ہیں۔ بعد ازاں سکتہ پڑ جاتا ہے اور عورت نفس پرستی اور عیاشی کا آلہ بن جاتی ہے۔

ماں کی ماممتا اور باپ کی محبت پدری مردہ ہو جاتی ہے۔ جہاں مرد مرغ کی طرح کئی عورتوں کا شوہر بن جاتا

ہے۔ وہاں مرد وعورت اور ماں بچے کا رشتہ صرف حیوانی ہوتا ہے۔ جانوروں کی نسل بہتر اور اعلیٰ بنانے کی کوشش میں تو بے شک حیرت انگیز کامیابی حاصل ہوئی ہے۔ اعلیٰ درجے کے نر کا بہتر قسم کی مادہ سے میل کرانے سے بہت اچھی قسم کے بچے پیدا کئے جاتے ہیں لیکن نوع انسان کے درمیان ایسا قاعدہ رائج نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ایک سے زیادہ شادیاں کرنے سے قومی بہتری کی بجائے زوال لاحق ہوجاتا ہے۔ ترکی کی حالت پر غور کرو۔ تو ظاہر ہوتا ہے کہ ایک شائستہ ملک میں ایک سے زیادہ عورتیں کرنے سے کیسے برے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ لیڈی کک نے اپنے ایک مضمون میں حرم پر بحث کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ترک عورتیں دنیا کی سب سے بڑھ کر گری ہوئی ہیں۔''

F-1-2 تبصرہ: زائد شادیاں کرنے کا شوقین یا کرنے والا دراصل شریف ترین انسان ہوتا ہے پہلی بات تو یہ کہ نہایت صحت مند جنسی قوت کا مالک ہے دوسرے یہ زنا کو پسند نہیں کرتا، اللہ سے ڈرتا ہے اسی لیے شادی کر رہا ہے او رروزانہ ذمہ داریاں بھی سنبھال رہا ہے۔ زائد شادیوں کو ناپسند کرنے والا بڑا ہی بے غیرت یا قوت باہ کی کمی والا یا نامرد یا زانی انسان ہے کیونکہ شریف انسان ساری زندگی میں شادیاں 2 نہیں تو 4 کرلے گا۔ زانی انسان تو ایک دن میں 4 عورتوں سے تعلق قائم کرسکتا ہے تو کیا زانی پاگل ہے جو دوسری شادی کرے ایسے انسان تو پہلی شادی سے بھی بھاگتے ہیں۔ دیکھ لیں یورپ، امریکہ میں پہلی شادی بھی کتنی لیٹ ہورہی ہے انہیں زنا کاری سے فرصت ملے تو شادی کا سوچیں اور یہی زناکار انسان ہیں جو دوسری شادی کو عیاشی کا نام دیتے ہیں۔ دوسری شادی کا مخالف زانی نہیں تو ذہنیت ضرور زناکار والی ہے۔ ان کی عقل بس اتنا سوچتی ہے کہ ہم زناکار ہیں اس لیے ہم دوسری عورت کے پاس جاتے ہیں اور جو لوگ شریف ہیں وہ ایک عورت کے پاس رہتے ہیں اور دوسری عورت کے بارے میں سوچتے بھی نہیں اگر وہ دوسری شادی کریں تو پھر ہمارے جیسے ہو گئے اس لیے ایسے لوگوں کو شریف نہ کہو یہ تو ہماری طرح زناکار اور بدمعاش افراد ہیں یہ اصل نفسیات ہے ان غیر مسلم نقادکی کہ وہ افراد شریف ہیں جو ایک بیوی رکھتے ہیں بیوی کے علاوہ دوسری عورت والے بدکار اور جو لوگ ایک ساتھی بھی نہیں رکھتے وہ عظیم ترین لوگ ہیں جیسے راہب، نن، پنڈت، دیوداسی وغیرہ۔ اب ان بے چاروں کا مسئلہ یہ ہے کے یہ دوسری بیوی کو بھی دوسری عورت سمجھ رہے ہیں اور حالانکہ وہ مسلمان جنہوں نے زائد شادیاں کیں جانتے ہیں کہ دوسری عورت (بغیر نکاح) اور دوسری بیوی میں زمین وآسمان کا فرق ہوتا ہے غیر مسلم نقاد بے چارے ذہنی معذور ہیں اس معاملے میں ان نالائقوں کی ہزاروں پشتوں میں سے کسی نے دوسری شادی نہیں کی (یعنی ایک کی موجودگی میں دوسری) لہٰذا ان کو اس پہ تبصرہ بھی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ان کے پاس

اس کا درست علم اور تجربہ نہیں ہے اسی لیے میں نے ان کو نالائق کہا ہے کہ اس موضوع پر ان کے تبصرے کی اتنی ہی اہمیت ہے جتنی کسی جاہل فقیر کی مائیکرو بائیولوجی کے بارے میں۔

F-2 غازی علم الدین شہیدؒ کے مقتول راج پال کی آپ ؐ کے متعلق ہرزہ سرائی اور اس کا جواب

جوابات: راج پال نے اپنی کتاب میں آ پکی کثرت زوجیت کونشانہ بنایا تھا اور خاکم بدھن اسے عیاشی کے مترادف قرار دیا تھا۔اس کے جوابات اس کتاب کے مختلف آرٹیکلز میں موجود ہیں جیسے E-17,D-17,D-15,D-14,D-12,B-20,B-15,A-22,A-5,A-1 وغیرہ۔

مختصراً اس کا جواب صرف اتنا ہے کہ راج پال کو ایسی بات نہیں کرنا چاہیے تھی۔کیونکہ کثرت زوجیت ہندوؤں کے تمام مذہبی اور تاریخی شخصیات نے اختیار کی اسے B15 میں پڑھا جا سکتا ہے اس لئے راج پال کو ایسی بات کرتے وقت دیکھنا چاہیے تھا کہ خود اس کے اپنے مذہب کے اکابرین یہ عمل کرتے رہے ہیں۔اس لئے کثرت زوجیت کو عیاشی کہنا ہندو دھرم کو زیب (شوبھا) نہیں دیتا اس کے علاوہ راج پال نے کچھ ایسی احادیث کو بھی اپنی کتاب میں بیان کیا ہے جنہیں مسلمان ضعیف احادیث کے زمرے میں رکھتے ہیں راج پال کو اگر نکتہ چینی کرنا ہی تھی تو ہمارے قران پاک اور مستند ان احادیث پر توجہ کرتا جنہیں تمام مسلمان مانتے ہیں۔مگر اس سے بھی اہم یہ بات ہے کہ ہندومت اور دین اسلام میں شرافت اور بدمعاشی کے معیار یکساں نہیں ہیں۔ہندو رہبانیت کو شرافت کا اعلیٰ ترین درجہ سمجھتے ہیں دین اسلام میں رہبانیت اختیار کرنے والوں کو غیر فطری جبر کرنے والا سمجھا جاتا ہے۔اور حضور ﷺ نے رہبانیت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور بھی بہت سی تعلیمات میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

راج پال نے غلطی یہ کی کہ اپنے مذہب کے اصولوں کے مطابق دین اسلام پر نکتہ چینی کی اور یہ کوئی چھوٹی غلطی نہیں ہے بالکل ایسے ہے جیسے ہم دین اسلام کے مطابق ہندو مذہبی شخصیات اور پنڈتوں کا مذاق اڑانا شروع کر دیں۔مگر مسلمانوں کا اعلیٰ ظرف ملاحظہ کریں کہ غیر مسلموں کی اتنی بدتمیزی، بدتہذیبی اپنے مذہبی معاملات میں مداخلت بے جا اور بے وقوفانہ اپروچ کے باوجود کبھی کسی نے ان کی تعلیمات کا مذاق نہیں اڑایا ورنہ ہم بھی اگر اپنی اسلامی تعلیمات کے زیرِ اثر ہندو تعلیمات کو طنز ومزاح کا نشانہ بنائیں تو بات بہت بڑھ جاتی، یہاں میں ذکر ضرور کروں گا۔کہ یہ بات لکھتے ہوئے میں نے مثال کے طور پر کئی ہندو تعلیمات اور دیوتاؤں کا ذکر کیا لیکن بعد میں صرف اس لئے کاٹ دیا کہ ہمارے دین نے دوسرے مذاہب کا مذاق اڑانا تو دور ایسا انداز اختیار کرنے کی بھی اجازت نہیں

دی۔ ہماری دینی تربیت اور فطرت ایسی نہیں ہے۔ ہندوؤں کے علاوہ دیگر مذاہب کے افراد بھی دین اسلام پر متعصّبانہ حملے کرتے رہتے ہیں۔ جن میں ان کی وقتی طاقت کا غرور جھلکتا ہے مگر ہم واپسی ان کے مذاہب پر حملے نہیں کرتے بلکہ صرف دفاعی رویہ اختیار کرتے ہیں اور ان کو ان گھٹیا حرکات سے منع کرتے ہیں۔ اگر ہم بھی واپس یہی حرکات کریں تو پھر ہم بھی گھٹیا ہو گئے۔ اسلئے یہ خود غور کریں کہ دو ارب مسلمانوں میں لاکھوں دانشور ہیں مگر کبھی کسی نے غیر مسلم مذاہب کے لئے مذاحیہ کتاب یا کارٹون شائع نہیں کئے۔ اتنی اعلیٰ فطرت اور تربیت کا مظاہرہ کرنے کے باوجود تم لوگ باز نہیں آتے تو پھر تمہارے مذاہب کتنے اعلیٰ ہیں؟ اور انہوں نے تمہاری تربیت کیسی کی ہے تمہیں کیوں نظر نہیں آتا؟؟؟

F-2-2- عاشقانِ رسول ﷺ بمقابلہ گستاخانِ رسول ﷺ

عاشقانِ رسول ﷺ تو تبلیغ اسلام کے ساتھ ہی شروع ہو گئے تھے اور گستاخانِ رسول ﷺ بھی مارے حسد و رشک کے ساتھ ساتھ پروان چڑھتے رہے۔ مگر اللہ کا فضل ہے کہ عاشقانِ رسول ﷺ کی تعداد اور قوت ہمیشہ زیادہ ہی رہی اور تا قیامت انشاء اللہ تعالیٰ یہ زیادہ ہی رہے گی ان کا تفصیلی ذکر جامع /اِی بک میں آئے گا یہاں ہم اس کی بہت مختصر سی تفصیل دیتے ہیں۔

ابتدائی ترین گستاخان ابو جہل، ابولہب، ابو عامر عبداللہ بن اُبی، کعب بن اشرف، امِ جمیل زوجہ ابولہب، ولید بن مغیرہ عامر بن طفیل، اُمیہ بن خلف اور کافی مشرکین جو حضور ﷺ کے زمانے میں موجود تھے یہ سب کتے کی موت مرے، خلفائے راشدین، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، موسیٰ بن مہدی اور ہارون رشید نے بھی گستاخانِ رسول ﷺ کے سر قلم کروائے۔

850ء میں سپین کے عیسائی پادریوں نے حضور ﷺ کی گستاخی کرنے کے لئے باقاعدہ تحریک شروع کر دی اس تحریک شاتمتِ رسول کا بانی پادری یولوجئیس تھا اس کی تحریک سے برانگیختہ ہو کر بہت سے پادری اور عورتوں نے توہینِ رسول ﷺ کا ارتکاب کیا اور واصلِ جہنم ہوئے جن کے نام یہ تھے یوحنا، اسحاق، میری، فلورا، سانکو، پولوس، پروفیکٹیس،، جرمیاس، جانبتوس، سیسی نند، تھیودومیر، آئیزک وغیرہ۔

F-2-3- کلیسائی کونسل کا دانشمندانہ اقدام:

بالآخر اس وقت کے امیر عبدالرحمٰن نے معتدل مزاج عیسائیوں پر مشتمل ایک کلیسائی کونسل بٹھائی جس نے انتہا پرست

عیسائیوں کواس بے ادبی سے منع کیا اور سمجھایا کہ اس گستاخی کا خدا سے کوئی ثواب نہ ملے گا پھر مسلمان اور عیسائیوں کی مشترکہ کوششوں سے یہ تحریک ختم ہوگئی۔

برصغیر میں مسلمان، ہندو اور سکھ بڑے پیار و محبت سے رہتے تھے۔ 1857ء میں انگریزوں کی حکمرانی جب قائم ہوئی تو اپنے اصول لڑاؤ اور حکمرانی کرو کے تحت اُنہوں نے ہندوؤں مسلمانوں میں فساد کا آغاز کیا۔اور 1875 میں پہلی گستاخی رسول ﷺ والی کتاب ستیارتھ پرکاش منظرِ عام پر آئی مسلمان کی ہندوستان میں ایک ہزار سالہ تاریخ میں کوئی گستاخ رسول ﷺ پیدا نہ ہوا۔مگر انگریزوں کے آتے ہی یہ بکثرت پیدا ہونا شروع ہوگئے اور عاشقانِ رسول ﷺ کو اپنے دل سے فتویٰ لے کران کی سرکوبی کرنا پڑی چونکہ انگریزی حکومت تھی اس لئے زیادہ تر عاشقان کو بذریعہ پھانسی شہادت نصیب ہوئی۔

دہلی کے کاتب غازی عبدالرشید نے 23 دسمبر 1925ء کو شردھا نند کو گستاخانہ اخبارات رسائل نکالنے پر قتل کیا ۔جولائی 1927ء کو پھانسی کے تختے پر جامِ شہادت نوش کیا۔اس طرح یہ غازی علم الدین شہیدؒ کے امام اور راہ نما عشقِ رسول ﷺ ہیں۔

1927ء میں لاہور کے ہندوراج پال نے "ستیارتھ پرکاش" کے کافی ایڈیشن شائع کئے۔اُس نے ایک اور زہریلی کتاب (نعوذ باللہ) رنگیلا رسول کے نام سے شائع کردی اس میں حضور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر کھلم کھلا حملے کئے گئے تھے لاہور یکی دروازے کے دودھ فروش کشمیری نوجوان خدابخش اکو جھا نے اس پرحملہ کیا زخمی راج پال بچ گیا مگر خدا بخش کو سات سال قید کی سزا دی گئی راج پال پر دوسرا حملہ افغانستان غزنی کے تاجر عبدالعزیز نے کیا اور غلطی سے اس کے دوست سوامی ستیانند کو قتل کردیا اسے 14 سال کی سزا ہوئی۔

کوچہ چابک سواراں لاہور کے دو دوست علم الدین اور شیدا، راج پال کی گستاخی کی بدولت اسے قتل کرنا چاہتے تھے اس قتل کے بعد چونکہ انہیں اپنی پھانسی کا پورا یقین تھا اور شوق شہادت دونوں کو بے چین کررہا تھا مگر ایک مردود کے بدلے دو مسلمانوں کا ضیاع انہیں گوارا نہ تھا اسلئے دونوں نے قرعہ اندازی کی اور تینوں بار علم الدین کا نام نکلا اس طرح یہ اعزاز غازی علم الدین شہیدؒ کو حاصل ہوا انہوں نے راج پال کو جہنم واصل کیا جنہیں 31 اکتوبر 1929ء کو میاں والی میں پھانسی کے ذریعے شہادت عظمیٰ سے نوازا گیا۔

گذشتہ گستاخانِ رسول ﷺ کو زیادہ تر سزا سلاطین نے دی تھی مگر برصغیر میں یہ فریضہ عوام الناس نے انجام دیا۔غازی

علم الدین شہیدؒ اسلام کا عظیم بیٹا ہے جو تا قیامت اپنے بعد آنے والے عاشقانِ رسول ﷺ کو آداب محبت سے آشنا کر گیا۔ یہ گستاخانِ رسول ﷺ کو جہنم واصل کرنے والے عظیم لوگوں کا امام بن چکا ہے۔

1۔اس کے طریقے کے مطابق قتل کرتے وقت صرف گستاخ کو ہی قتل کیا جاتا ہے اور اس کے ارد گرد موجود دوسرے غیر مسلموں کو ہلکی سی کھروچ بھی نہیں لگائی جاتی۔

2۔گستاخ رسولؐ کو جہنم واصل کرنے کا عظیم مقصد حاصل کرنے کے بعد اپنی جان بچانے کی کوشش نہیں کی جاتی حتیٰ کے وکلاء کے سمجھانے کے باوجود اپنی جان بچانے کے لئے کوئی جھوٹ نہیں بولا جاتا۔

3۔گستاخ رسول ﷺ کو جہنم واصل کرنے کے بعد خود کو قانون کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔

4۔جس پاکیزہ جذبے کے ساتھ وہ گستاخ رسول ﷺ کی جان لیتے تھے اس سے کہیں زیادہ خوشی اور عقیدت کے ساتھ اپنی جان اللہ کے حوالے کی جاتی ہے۔

5۔غازی علم الدینؒ نے گستاخ رسول ﷺ کو خنجر سے جہنم واصل کرنے کی روایت ڈالی تھی جو غازی عامر چیمہ شہیدؒ تک جاری ہے۔

غازی عبدالقیوم خان شہیدؒ ہزارہ کے رہائشی کراچی میں ٹانگہ بان تھے۔نتھو رام نے گستاخی پر مبنی کتاب History of islam لکھی۔1934 میں اسے قتل کیا اور خود ہنستے ہوئے سولی پر چڑھ گئے۔

غازی مرید حسین شہیدؒ چکوال کے رہائشی قریشی گھرانے سے تعلق تھا والدین کی اکلوتی اولاد اور شاعر تھے 1935 میں شادی ہوئی۔1936 میں ڈاکٹر رام گوپال (ڈنگر ڈاکٹر) نے اپنے گدھے کا نام حضور ﷺ کے نام پر رکھا۔ 1937 میں آپ نے اسے جہنم واصل کیا اور درود شریف پڑھتے ہوئے سولی پر چڑھ گئے اسوقت عمر صرف 22 سال تھی۔

1938 میں چکوال کے ایک اور فرزند غازی میاں محمد شہید نے چرن داس نامی گستاخ رسول ﷺ کو جہنم واصل کیا۔اس نے ایک محفل میں مسلمان فوجیوں کے سامنے حضور ﷺ کی شان میں بدزبانی کی اور غازی میاں محمد کے سمجھانے پر اور بھی زیادہ گالیاں بکنا شروع کر دیں۔غازی میاں محمد نے بھی گزشتہ غازیان کی طرح اپنی جان خود قانون کے حوالے کی اور صرف 23 سال کی عمر میں تختہ دار پر جامِ شہادت نوش کیا۔

اس عظیم انسان نے جاتے وقت حضرت ابوسلمہؓ اور حضرت سکرانؓ کی پیروی کرتے ہوئے ایک عظیم مثال قائم کی اپنی

وصیت میں بیوی کو ہدایت کی کہ وہ ان کے چھوٹے بھائی سے عدت پوری ہونے کے بعد نکاح ثانی کرلے۔

اسی سال شیخوپورہ کے ایک گاؤں سے ایک مردود نور محمد نامی عیاش آدمی کے شادی شدہ مسلمان عورت سے ناجائز تعلقات ہوگئے۔ یہ دونوں گھر سے بھاگ گئے اور نکاح کرنے کے لئے عیسائیت اختیار کی مگر مسئلہ حل نہ ہونے پر امر تسر چلے گئے اور سکھ مذہب اختیار کرکے شادی کرلی مگر سکھ انہیں صحیح سکھ تسلیم نہیں کرتے تھے اور ثبوت کے لئے جھٹکے اور سور کا گوشت کھلانے کے باوجود ان کی تسلی نہ ہوسکی۔ اور مطالبہ کیا کہ سرِ عام حضورﷺ کے متعلق بدزبانی کریں سکھوں پر اپنا ارتداد ثابت کرنے کے لئے مختلف جگہوں پر انہوں نے جابجا یہ بدزبانیاں کیں۔ سکھ مذہب اختیار کرنے کے بعد اس نے اپنا نام چنچل سنگھ بیوی کا دلجیت کور رکھا۔ غازی عبداللہ شہید قوم جولاہا ضلع قصور انتہائی غریب انسان تھے۔ معمولی چھری حاصل کی اور اُسے رگڑ کر محفوظ کرلیا شام کے بادشاہ سلطان نورالدین زنگی کے بعد غازی عبداللہ شہید دوسرے انسان تھے جسے حضورﷺ نے خواب میں آکر گستاخ رسولﷺ کو جہنم واصل کرنے کا فریضہ سونپا۔ لہٰذا 1942 میں غازی صاحبؒ نے چنچل سنگھ اور اس کی بیوی کو قتل کیا۔ قتل کے بعد گذشتہ عاشقانِ رسولﷺ کی طرح اپنے آپ کو قانون کے حوالے کیا اور 30 سال کی عمر میں بذریعہ پھانسی شہادت عظمیٰ حاصل کی۔

1934ء میں قصور کے ایک ساہوکار پالامَل سنار جو غریب مسلمانوں کو قرضے دیتا تھا اور واپسی میں دیر ہونے پر حضورﷺ کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا غازی محمد صدیق شہیدؒ جن کا تعلق شیخ برادری سے تھا صرف 20 سال کی عمر میں گستاخ رسولﷺ کو جہنم واصل کیا اور 1935 میں بذریعہ پھانسی جامِ شہادت نوش کیا۔

ان عاشقانِ رسولﷺ اور گستاخان وشاتمان رسولﷺ کی فہرست کافی لمبی ہے جسے تفصیل کے ساتھ جامع / اِی بک میں ڈسکس کیا گیا ہے۔ یہاں ہم ان کی مختصر تفصیل درج کرتے ہیں۔

غازی بابو معراج الدین شہیدؒ گستاخ رسولﷺ مجرم میجر ہردیال سنگھ لکھنو چھاؤنی 1942 میں اُسے گستاخی پر جہنم واصل کیا۔

غازی امیر احمد شہید اور غازی عبداللہ شہید دو نوجوان دوست۔ کلکتہ ایک پبلشر نے حضورﷺ کی تصویر اور گستاخانہ الفاظ اخبار میں شائع کیے یہ دونوں دوست پشاور سے چلے انہوں نے غازی علم الدین شہیدؒ اور شیدا کی طرح قرعہ اندازی نہیں کی اور کلکتہ میں جا کر جہنم واصل کیا اور خود پھانسی پا کر شمع نبوت پر پروانہ وار قربان ہوگئے۔

1966ء غازی حاجی محمد مانک نے عبدالحق نامی قادیانی کو گستاخی رسولﷺ پر جہنم واصل کیا۔ غازی عبدالمنان

کیمبل پور ء 1937 بھوشن نامی ہندو کو گستاخی رسول ﷺ پر جہنم واصل کیا۔

غازی منظور حسین 1941ء ضلع چکوال مقتول چوہدری کھیم چند، رشتے دار راج پال کو گستاخی رسول پر جہنم واصل کیا۔

غازی محمد اسحاق 1936ء لاہور سلامت پورہ مسجد شہید گنج کا ہنگامہ سکھ افسر کو جہنم واصل کیا۔

غازی فاروق احمد فیصل آباد، قوم قصائی، عیسائی استاد نعمت احمر گستاخ رسول ﷺ کو قتل کیا 14 سال قید کی سزا بھگت رہے ہیں۔

غازی عبدالرحمان شہید، مانسہرہ، سکھ دکان دار 1923 گستاخی رسول ﷺ پر جہنم واصل کیا اور پھانسی سے سرفراز ہوئے۔

غازی احمد دین شاہدرہ لاہور نے 1938ء میں مجرم ویدا سنگھ کو اپنے علاقے میں اذان بند کرانے پر جہنم واصل کیا۔ 14 سال قید ہوئی۔

غازی زاہد حسین لاہور، مغل پورہ 1964ء عیسائی پادری سموئیل گستاخ رسول ﷺ کو جہنم واصل کیا۔

غازی چوہدری محمد امین اور غازی چوہدری محمد اعظم نے رام داس نامی ہندو کو جس نے اپنے کتوں کتیوں کے نام اہلِ بیت پر رکھے ہوئے تھے ان دونوں چچازاد بھائیوں نے اسے جہنم واصل کیا۔ 18 اگست 1947ء سزائے موت کا دن تھا۔ 14 اگست پاکستان بننے کی وجہ سے بچ گئے۔ ان کا علاقہ چوآ سیدن شاہ ہے۔ ان دونوں چچازاد بھائیوں نے علاقہ چکوال کے ایک بزرگ آدمی چوہدری لال خان کو رام داس کے قتل سے روکا بھی تھا۔ چونکہ قتل اور شہادت کی سعادت یہ دونوں حاصل کرنا چاہتے تھے۔

F-3۔ برطانیہ کے مادہ پرست، رسوائے زمانہ، بے غیرت سر شیطان رشدی (Sir Satan Rushdi) کا موقف اور اس کا جواب

عیسائی ماحول میں پڑھا، ہندو معاشرے میں پرورش پائی۔ عیسائی معاشرے میں مستقل رہائش۔ عیسائیوں کی طرح Serial Monogamy کے ذریعے چار شادیاں تین طلاقیں اور تمام ہندو یا عیسائی عورتیں تھیں۔ غرض اس کے اردگرد کا ماحول غالب ہندووانہ اور عیسائیت جو اس کی ذہنی ساخت کو ظاہر کرتا ہے۔ غرض اسلامی تعلیمات کی انتہائی کمی مگر فلسفیانہ ذہن ہندوں اور عیسائیوں سے بار بار بحث مباحثے میں شکست اور بالآخر اس کا خود بھی دین اسلام کے خلاف ہو جانا، اس کی موجودہ ذہنی ساخت ماڈرن عیسائیوں والی ہے جو کسی مذہب کو نہیں مانتے اور ہر

مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں مادہ پرستوں کی ذہنیت تمام مذاہب کا مذاق اڑانے والی اس لئے یہ صرف نام کا مسلمان اور اندر سے مادہ پرست ہے۔(اندرونی بیرونی مذہب کی وضاحت دیکھئے صفحہ نمبر(119, B-22) اسلام اس کا بیرونی مذہب ہے اندرونی مذہب مادہ پرستی ہے، چونکہ اسلام کے دفاع میں اس نے شروع میں اسلام کو Study کیا مگر غیر مسلموں سے شکست کھانے کے بعد خود اسلام کے خلاف ہو گیا اور خود اپنے مذہب کا مذاق اڑانا شروع کر دیا۔لہٰذا اس نے جو کتاب مرتب کی اس میں اُمہات المومنینؓ اور حضرت جبرائیلؑ سب کو اپنے طنز و مزاح کا نشانہ بنایا۔سر شیطان رشدی کو اصل جواب کہ یہ دراصل مادہ پرست ہے کسی مذہب کو نہیں مانتا سب مذاہب کو محض اچھی باتوں کا مجموعہ یا دیو مالائی قصے کہانیاں سمجھتا ہے اس کے لگائے گئے تمام الزامات مادہ پرست اور تمام مذاہب سے متنفر ذہن کی پیداوار ہیں۔اس نے دین اسلام پر بزدلانہ اور چھپ کر وار کیئے ہیں۔اپنی کتاب میں اس نے تمام کرداروں کے نام تبدیل کر دیئے تھے اور اصل واقعات کو بھی بہت توڑ موڑ کر پیش کیا مگر مسلم علما نے اس کی اصل کمینگی کا بہت جلد پتہ لگا لیا تھا۔باقی باتوں کا سب لوگوں کو پتا ہی ہے۔یہ حقیقتاً ایک گمراہ اور ناقص تعلیم و تربیت کا حامل بے غیرت مادہ پرست ہے۔

-F-3-2

(حوالہ تحفظ عقائد اہلِ سنت، مولانا علامہ محمد ظہیر الدین قادری صفحہ نمبر 66)

ملعون رشدی نے اپنی کتاب ''شیطانی آیات'' میں جو غلیظ زبان استعمال کی ہے اور ملائیکہ مقربین، انبیائے کرامؑ اور امہات المومنینؓ کی بارگاہ میں جس طرح کی بے ہودہ گوئیاں کی ہیں۔ہم ان کو بعینہ نقل کرنے کی جسارت اپنے اندر نہیں پاتے اور چونکہ اس کتاب پر قانوناً پابندی عائد کی ہے اس لئے بھی اس کتاب کا کوئی جملہ یا اقتباس نقل کرنا جرم ہے۔اس لئے کتاب کے مرکزی خیال کو سامنے رکھ کر سلمان رشدی کے ارتداد اور کفر پر بحث کرتے ہیں۔

پہلا سبب:۔ یہ کتاب جس نے پوری دنیا میں شیطان کی طرح شہرت پا لی ہے، دراصل ایک ناول کی صورت میں رقم کی گئی ہے۔جس کے دو مرکزی کردار ہیں۔اس شیطان صفت مصنف نے ایک کردار کا نام جبرئیل فرشتہ اور دوسرے کردار کا نام صلاح الدین چیمہ'' رکھا ہے۔اس طرح اس نے شروع سے ہی سید الملائیکہ حضرت جبرائیلؑ اور معرکہ صلیب و ہلال کے ہیرو عظیم مرد مجاہد حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی کا مذاق اڑایا ہے۔یہیں پر بس نہیں'' بلکہ اس مردود مصنف نے یہ بھی دکھایا ہے کہ ''جبرائیل فرشتہ'' کی والدہ محبت میں اس کو فرشتہ اور (شیطان) دونوں ناموں

سے (نعوذ باللہ) پکارتی ہے۔اس طرح ملعون سلمان رشدی نے دنیا کو یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ حضرت جبرائیلؑ کے ذریعے لائی گئی وحی یا آیات قرانیہ اور شیطانی بکواس میں (نعوذ باللہ) کوئی فرق نہیں ۔

دوسرا سبب:۔ کتاب کے یہ دونوں کردار خواب پر خواب دیکھتے ہیں اور ان خوابوں ہی کی آڑ میں درحقیقت اس بدنام زمانہ ملعون ومردود مصنف، مرتد اعظم سلمان رشدی نے مذہب مہذب اسلام سید العرب والعجم رحمت عالم نور مجسم حضرت محمدﷺ، سیدنا حضرت ابراہیمؑ خلیل اللہ، ملائیکہ خصوصاً حضرت جبرئیلؑ، صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ خصوصاً حضرت عائشہؓ کی شان میں دریدہ دہنی ویاوہ گوئی کی ہے اور انتہائی بھونڈے انداز میں گالیاں بکی ہیں۔

تیسرا سبب:۔ قرون وسطی کے عیسائی مصنفین ومستشرقین خصوصاً عیسائیوں کے مذہبی رہنما یعنی راہب اور پادری جب کبھی آقائے نامدار، سید اخیار وابرار جناب محمدﷺ کا نام نامی اسم گرامی لیتے ہیں تو آپ کے نام پاک کی اہانیت کی نیت سے آپ کا صحیح نام نہیں لیتے تھے۔ بلکہ آپ کو''مہونڈ (Mohd.)'' کہہ کر اپنی ازلی بدبختی اور بدباطنی کا ثبوت دیا کرتے تھے۔ مرتد وملعون رشدی نے اپنی اس کتاب میں ایک خواب کا نام''مہونڈ'' رکھا ہے۔جس میں رسول مقبول حضرت محمدﷺ کی مبارک مکی زندگی کو نہایت ہی غلط اور مضحکہ خیز انداز میں پیش کیا گیا ہے۔اس طرح اس بدبخت اور خبیث مصنف نے کھل کر اپنی اسلام دشمنی، رسول دشمنی اور اہلِ مغرب کی چمچہ گیری کا ثبوت دے کر اپنے او پر نار جہنم کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے واجب کر لیا ہے۔

چوتھا سبب:۔ مردود رشدی نے ایک اور خواب کا نام ام المومنین حضرت عائشہؓ کے نام مبارک پر''عائشہ'' رکھا۔جس میں اس بدنصیب اور کور بخت مصنف نے رسول اقدسﷺ کی مدنی زندگی کو غلط طریقے پر پیش کر کے دنیا کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز ازواجِ مطہراتؓ خصوصاً حضرت عائشہؓ کی پاکیزہ اور مقدس حیات پر رکیک حملے کئے گئے اور ان محترم ومکرم ہستیوں کے لئے گالیوں بھرے جملے استعمال کئے گئے ہیں۔

پانچواں سبب:۔اس بدنام زمانہ مصنف نے ایک اور خواب کا نام''جہالت کی طرف واپسی'' رکھا ہے۔اس میں اس نے فتح مکہ اور رسول مکرمﷺ کی فتح مکہ کے بعد کی حیات مقدسہ کو انتہائی گندے اور بے ہودہ ڈھنگ سے پیش کیا ہے جس کے کسی حصّے کو نقل کرنا نہ ہی ایمان اجازت دیتا ہے اور نہ ہی قانون۔الغرض پوری کتاب ایسے ہی سب وشتم اور رسول پاکﷺ کی بارگاہ میں گستاخیوں اور دریدہ دہنیوں سے پر ہے۔اور اس بات پر جملہ فقہائے کرام، اور علمائے ربانین کا اتفاق ہے کہ انبیاءؑ یا فرشتوں کی شان اقدس واطہر میں سب وشتم کرنے والا مسلمان خارج از اسلام یعنی مرتد

ہو جاتا ہے جس کی سزا موت ہے۔(اس سلسلے میں ایک علمی بحث آگے آرہی ہے)اس کتاب کے مذکورہ مشمولات ومندرجات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ سلمان رشدی یقیناً خارج از اسلام مرتد وبد وین اور واجب القتل ہے۔

برطانیہ کے ملحد شیطان رشدی نے اکتوبر 1988 میں شیطانی آیات نامی کتاب لکھی جس کے خلاف 12 فروری 1989 کو جلوس نکلا جس پر پولیس کی فائرنگ سے سات نوجوان شہید ہو گئے۔ان کی تفصیل جامع/ای بک میں دیں گے تفصیلی ذکر کے لئے یہ کتاب بھی پڑھیں مصنف جناب محمد متین خالد صاحب "شہیدانِ ناموسِ رسالت ﷺ" یہ علم وعرفان پبلشرز اردو بازار لاہور کی یہ شائع کردہ ہے۔

F-4 ڈنمارک کے یہودی کارٹونسٹ کی گھٹیا حرکت اور اس کا جواب

ڈنمارک کے یہودی کارٹونسٹ اور اس کی تمام عیسائی ٹیم نے جس گھٹیا حرکت کا مظاہرہ کیا ہے اس میں انہوں نے دین اسلام کے تین پہلوؤں پر حملہ کیا ہے

1۔کثرت زوجیت کیونکہ اسلام ایک شہوت پرست مذہب ہے

2۔طویل العمر فرقی نظامِ زوجیت اور حضرت عائشہؓ سے نکاح

3 ۔اسلام ایک دھشت گرد مذہب ہے اور غیر مسلموں کی قتل وغارت کا حکم دیتا ہے۔جہاد غیر انسانی اور انسانیت سوز عمل ہے۔

جوابات: (1) پہلے سوال کے جوابات کے لئے مندرجہ ذیل آرٹیکلز کو پڑھیئے :

,B-20,B-17,B-16,A-22,A-14,A-12,A-5,A-1

(2)دوسرے سوال کے جوابات کے لئے مندرجہ ذیل آرٹیکلز کو پڑھیں C-28,C-17,B-21 تحقیقی رپورٹ برائے عمر مبارک حضرت عائشہؓ۔

(3)کارٹونسٹ نے اپنے کارٹونوں میں اسلام کو ایک دھشت گرد مذہب گردانا ہے۔قران پاک میں ہے کہ کافر اور یہود ونصاری مسلمانوں سے دہشت زدہ رہیں گے لہٰذا ہم دہشت نہیں پھیلا رہے یہ بزدل اقوام اللہ کے حکم کے مطابق خود ہی ہم سے دہشت زدہ ہیں۔گزشتہ ڈیڑھ سو سال سے عیسائی تمام دنیا پر چھا رہے ہیں اور اپنی تعلیمات وتربیت اور اس سے بننے والی فطرت کے مطابق دنیا میں عمل کر رہے ہیں۔کائناتی پہیہ زوال کو عروج اور عروج کو زوال دیتا رہتا ہے۔عیسائی دانشور اگر غور کریں تو اس امر کو پائیں گے کہ عیسائی دنیا اپنے زوال سے پہلے آنے والے انتہائی

عروج کے آخری نقاط تک پہنچ رہی ہے اور جلد ہی اپنے زوال کی طرف سفر شروع کرنے والی ہے۔عیسائی دانشور تو سمجھیں گے مگر تھڑوں پر بیٹھے ہوئے عیسائی شائد اپنی ہنسی اور قہقہے کنٹرول نہ کر پائیں کہ چیونٹیاں ہاتھیوں کے زوال کی باتیں کررہی ہیں۔انہیں اپنے قہقہے کنٹرول نہیں کرنے چاہییں کیونکہ یہ ان کی موت کا آخری رقص ہے۔جس طرح مسلمان اپنے زوال کے بعد گزشتہ دو تین سوسال سے رو رہے ہیں اب ان کے برے دن ختم ہونے والے ہیں۔عیسائی بھائی بڑی محنت سے ہمیں جگا رہے ہیں۔میں ان کا مشکور ہوں۔صرف اتنا ہی کہوں گا کہ انہیں وہ اور اتنا کچھ ہی کرنا چاہیے جو کل کلاں ان کی نسلوں کو بھی برداشت کرتے ہوئے برا نہ لگے اور وہ ہماری آئندہ نسلوں کو کہہ سکیں کہ دیکھو ہمارے بزرگوں نے اپنے دورِعروج میں تمہارے ساتھ ایسا برا سلوک نہیں کیا تھا۔

اسلام کا مطلب سلامتی ہے دنیا کا واحد مذہب ہے جس کے نام کا اتنا اعلیٰ مفہوم ہے۔ورنہ دیگر مذاہب کے ناموں کا کوئی خاص معنی نہیں ہے۔سوائے ان کے پیغمبروں کے ناموں سے مذاہب کے نام بنائے جاتے ہیں جیسے عیسائیت (عیسیٰؑ) زرتشتی (زرتشت) بدھ مت (مہاتما بدھ) وغیرہ۔

اسلام کے نام میں پایا جانے والا سلامتی کا مفہوم ایسا نہیں ہے کہ مسلمانوں کی سلامتی اور غیر مسلموں کی بربادی ہے۔جیسا کہ مسلمانوں کے کم عقل اور گھٹیا ذہنیت والے دشمن ان کے خلاف پراپیگنڈا کے دوران اس مفہوم کو عام کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کے لئے قران پاک کی آیت (اقتلوالمشرکین) سے مدد لیتے ہیں۔مگر جان بوجھ کر اس آیت کے گرد پائی جانے والی آیات کا ذکر نہیں کرتے تاکہ مسلمانوں کا برا تصور قائم کرسکیں۔اس آیت کہ اردگرد والی آیات کو اکٹھا کریں تو سادہ سا مفہوم ملتا ہے جس کے مطابق مسلمانوں سے کہا گیا ہے کہ جب کبھی غیر مسلموں سے جنگ ہو تو انہیں قتل کرو اور بہادری سے لڑو۔اور اپنی موت کا ڈر ذہن سے نکال دو۔اس میں کونسی بری بات ہے دورانِ جنگ غیر مسلم بھی تو قتل وغارت ہی کرنے آتے ہیں۔صرف متعصب افراد جان بوجھ کر اس کا غلط مفہوم بڑھانے کی کوشش کرتے ہیں۔یاد رکھیں کہ اسلام سلامتی چاہنے والا مذہب ہے سلامتی مسلمانوں کی اور سلامتی غیر مسلموں کی بھی۔کچھ لوگ اس پر اعتراض کریں گے کہ نہیں اسلام مسلمانوں کی سلامتی چاہتا ہے غیر مسلموں کی نہیں ایسے کم عقلوں کو اتنا جواب کافی ہے کہ مسلمانوں کے ہاتھوں اگر غیر مسلموں کی سلامتی کو خطرہ ہوگا تو غیر مسلم کوئی بھیڑ بکریاں نہیں ہیں اس لئے غیر مسلموں کی سلامتی کو خطرے میں ڈال کر دین اسلام مسلمانوں کی سلامتی کو خطرے میں نہیں ڈال سکتا مزید دو مثالوں سے میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں قران پاک میں اللہ تعالیٰ کو رب العالمین کہا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ کو رحمتہ

العالمین کہا جاتا ہے۔غور کریں ان کو رب المسلمین اور رحمتہ المسلمین نہیں کہا گیا ہے اور لفظ عالم میں تمام غیر مسلم آ جاتے ہیں تو گویا رحمت غیر مسلموں پر بھی ہے۔تنگ نظر غیر مسلم اپنا دماغ درست کریں۔نہ خود گمراہ ہوں نہ اپنی قوموں کو گمراہ کریں۔

2-4-F-غازی عامر عبدالرّحمٰن چیمہ شہیدؒ

غازی عامر عبدلرحمٰن چیمہ شہیدؒ کے ذکر کے بغیر یہ مضمون نامکمل تھا۔توہین آمیز خاکے یورپ کے 22 ممالک میں جنوری 2006 میں شائع ہوئے۔3 بہنوں کا اکلوتا بھائی پرویز نذیر احمد چیمہ صاحب کی نیک کمائی سے پروان چڑھا ہوا وجیح نوجوان 4 دسمبر 1977 کو حافظ آباد گوجرانوالہ میں پیدا ہوا تھا۔2000 میں ٹیکسٹائل انجنیر نگ کی تعلیم مکمل کی۔لاہور میں پی۔ایچ۔ڈی کرنے کے دوران مزید اعلیٰ تعلیم کے لئے 2004 میں جرمنی چلا گیا 20 مارچ 2006 کو جرمن اخبار Die Welt کے چیف ایڈیٹر Henry k Broder کو گذشتہ غازیانِ رسول ﷺ کی طرح خنجر سے جہنم واصل کیا اور گذشتہ عاشقانِ رسول کی پیروی کرتے ہوئے ارد گرد موجود کسی دوسرے فرد کو خراش تک نہیں لگائی اور شوقِ شہادت میں اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر کے صرف اپنے خاندان، چیمہ برادری یا پاکستان کا نام روشن نہیں کیا بلکہ پوری دنیا کے پونے دو ارب مسلمانوں کے سر فخر سے بلند کر دیئے ہیں۔یہ تمام امت مسلمہ کا بیٹا ہے۔اللہ تعالیٰ اسکے عظیم خاندان کو صبر و استقامت عطا فرمائے (آمین)

عامر چیمہ شہیدؒ کا شوقِ شہادت ملاحظہ کریں۔28 سالہ صحت مند بھر پور جوان مرد 21 مارچ 2006 کو جرمنی کی عدالت میں نا صرف قتل قبول کیا بلکہ ببر شیر کی طرح دھاڑ کر یہ اعلان بھی کیا وہ آئندہ بھی نبی کریمؐ کے گستاخان کو جہنم واصل کرنے سے باز نہیں آئے گا۔"اللہ اکبر" گویا اس نے جرمن عدالت کو بالواسطہ اپنے شوقِ شہادت کا سمجھا دیا کہ اگر مجھے اس عظیم عمل کے بدلے عظیم شہادت سے سرفراز نہ کیا گیا تو میں قہر بن کر دوسرے چیف ایڈیٹرز کی بھی گردنیں اڑاتا رہوں گا۔"سبحان اللہ" جرمن پولیس گہرائی تک پہنچ چکی تھی اسلئے 3 مئی 2006 کو اس عظیم مرد مومن کو اذیتیں دے دے کر ماورائے عدالت شہید کر دیا۔

یہ بازی عشق کی بازی ہے تم کتنی بازی ہارو گے
ہر گھر سے عامر نکلے گا تم کتنے عامر مارو گے

توھین آمیز خاکے ڈنمارک کے اخبار Jyllands posten نے 30 دسمبر 2005 کو پہلی مرتبہ شائع کئے تھے اس

اخبار کا مالک اور ویسٹر گارڈ نامی کارٹونسٹ بھی یہودی ہے۔

ان تمام معلومات کا تجزیہ کر کے میں اپنے غیر مسلم بھائیوں سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ گستاخِ رسول ﷺ کا عمل کیوں کرتے ہیں؟ اگر حضرت عیسیٰؑ کی توہین (Blasphemy) کی سزا موت ہے (جواب عمر قید میں بدل چکی ہے) تو آپ کو اتنا سلیقہ بھی ہونا چاہیے کہ دوسرے مذاہب کے پیغمبروں کا اگر احترام نہیں کرنا تو کم از کم تضحیک اور گستاخی تو مت کریں۔ آپ سب اعلیٰ تعلیم یافتہ افراد ہیں اپنے آپ کو دنیا کی مہذب ترین قوم سمجھتے ہیں تو بھائی ثابت بھی کرو مسلمان جن کو تم دنیا کی بدترین قوم سمجھتے ہو ہمیں اُجڈ اور گنوار کہتے ہو چلو تمہارے پیغمبروں کو چونکہ ہم بھی اپنا پیغمبر مانتے ہیں اور ان کی عزت بھی کرتے ہیں مگر کیا آپ لوگوں نے کبھی دیکھا کہ کسی مسلم اخبار نے یا دانشور نے ہندوؤں کے دیوتاوں یا ان کے عظیم مذہبی افراد یا بدھ مت والے یا سکھوں یا پارسیوں کے مذہبی اکابرین کی کبھی توہین کی ہو؟؟ ان کے بارے میں کبھی کوئی طنزیہ کتاب لکھی ہو یا کبھی کسی کا کارٹون بنایا ہو؟ ؟ راج پال کے جواب میں ان کے عظیم افراد جیسے رام، کرشن وغیرہ کے متعلق کوئی بری کتاب لکھی ہو؟ ؟ سچا مسلمان دنیا کا مہذب ترین فرد ہوتا ہے۔ آپ کسی قسم کی بدتمیزی، بدتہذیبی یا برائی کا اس کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے اُس وقت ہمارے بے شمار عظیم شعرا موجود تھے کسی ایک نے ہندوؤں اور سکھوں کہ مذہبی اکابرین کے متعلق ایک بھی تضحیق آمیز شعر نہیں لکھا۔ دنیا کو یہ کیوں نظر نہیں آتا؟ کیا میرے ان سوالوں کا میرے ہندو عیسائی، یہودی، سکھ بھائیوں کے پاس کوئی جواب ہے؟؟

اگر آپ کو دین اسلام کے بارے میں یا حضور ﷺ کی ذات گرامی کے بارے میں کچھ شبہات یا اعتراضات ہیں تو آپ مہذب زبان میں اور تہذیب کے اندر رہتے ہوئے بھی پوچھ سکتے ہیں ایسی گستاخی کے پیچھے نفسیاتی تجزیہ کریں تو گستاخ فرد یا قوم میں احساس برتری کی بیماری سامنے آتی ہے۔ مثلاً 1926ء میں برصغیر کے مسلمان کمزوری کی کم ترین سطح پر پہنچ چکے تھے اس لئے ہندوؤں اور سکھوں کے حوصلے اتنے بڑھ گئے کہ انھوں نے آپؐ کی ذات گرامی پر گستاخانہ حملے شروع کر دیے اس وقت توہین آمیز خاکے عیسائی قوم کے احساس برتری سے پاگل ہو جانے کا ثبوت ہیں وہ چونکہ اب مسلمانوں کو حشرات الارض سے زیادہ اہمیت نہیں دیتے اس لئے وہ اس حد تک گستاخ ہو چکے ہیں کہ ہالینڈ کے ایک اخبار نے یہاں تک کہا کہ میں ہر ہفتے یہ کارٹون شائع کیا کروں گا۔ یہ احساسِ برتری کا پاگل پن نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ کیا یورپ کے دانشور احساس برتری اور شراب کے نشے میں دُھت ہو چکے ہیں؟ میں نے ابھی تک کسی یورپین دانشور کا ایسا بیان نہیں پڑھا

جس میں اُس نے اپنی قوم کو ان حرکات سے منع کیا ہو۔ کسی ہندو یا سکھ دانشور کا بھی ایسا کوئی بیان میری نظروں سے نہیں گزرا۔ میں یورپ کے مست دانشوروں کو جگاتے ہوئے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جیسے 851 عیسوی میں انہوں نے اپنے عیسائی بھائیوں کو گستاخی رسول ﷺ سے روکنے کے لئے کلیسائی کونسل بنائی تھی ویسی ہی کونسل کی اب دوبارہ ضرورت ہے آپ کی اس کلیسائی کونسل نے (جس کا ذکر لین پول نے بھی اپنی کتابوں میں کیا ہے) اپنے عیسائی بھائیوں کو خود سمجھایا کہ حضور ﷺ کی گستاخی کا انھیں کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اس عمل سے بدامنی اور جنگ وجدل کے حالات پیدا ہونگے۔ جسے کوئی بھی مذہب اچھا نہیں سمجھتا اس طرح تب گستاخی کا عمل رک گیا میں عیسائیوں کے سب سے بڑے پوپ Benedict صاحب (جنہیں ہم بھی نیک اور شریف انسان سمجھتے ہیں) سے بھی کہوں گا کہ وہ اپنے پیروکاروں کو سمجھائیں ان کا دین اتنا برا نہیں اور یہ حرکتیں عیسائیوں کو زیب نہیں دیتیں اور میں سمجھتا ہوں کہ عیسائیوں کی بھی اپنے دین سے دوری اِن بری حرکتوں کی وجہ ہے۔

F-4-3- تیسری عالمی جنگ: برائی اور شیطانیت اسوقت زیادہ طاقت میں ہیں دنیا میں ہر جگہ برا ہی زیادہ طاقتور نظر آ رہا ہے برائی جب بھی طاقت میں آئے گی دنیا کو بربادی سے کوئی نہیں روک سکتا اس لئے موجودہ بری طاقتیں انسانیت کو تیسری عالمی جنگ کی طرف تیزی سے دھکیل رہی ہیں یہ جنگ سادے گندھک کے بموں والی نہیں ہوگی تو ایٹمی جنگ کروڑوں میں نہیں کم از کم آدھی (تین ارب) آبادی کو ضرور ختم کر دے گی نئی سپر طاقتیں سامنے آئیں گی اس لئے موجودہ سپر طاقتوں کو اپنی بقا کے لئے تیسری عالمی جنگ کے تدارک کے بارے میں سوچنا چاہیے میں سمجھتا ہوں کہ اس عظیم بربادی سے بچنے کے لئے تمام اہلِ دانش کو مل کر کوششیں کرنا چاہیے۔ ایٹمی حملوں کے بعد کیا دنیا انسانوں کے رہنے کے قابل رہ جائے گی بچ جانے والے انسانوں کی زندگیاں وسیع ریڈی ایشن کی بدولت موت سے بھی بدتر ہوں گی۔ ایشیا، یورپ، امریکہ، افریقہ، آسٹریلیا کوئی براعظم بچتا ہوا نظر نہیں آتا انٹارکٹیکا اگر بچ بھی جائے تو کیا فائدہ؟ مسلمانوں اور عیسائیوں کی یہ کھینچا تانی تیسری عالمی جنگ کو Crusade بنا سکتی ہے اور Crusade عیسائی، یہودی مل کر بھی نہیں کبھی جیت سکے۔ مگر یہ ہار جیت بچوں والی باتیں ہیں۔ اسلحہ، شیطانیت اور جہالت ترقی کر چکے ہیں۔ ہمیں ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

3 ارب انسانوں کا قتل کئی ممالک کا صفحہ ہستی سے مٹ جانا، ایٹمی حملوں سے زمین انسانوں کے رہنے کے قابل نہ

رہنا، کیا یہ بڑی مزے کی باتیں ہیں؟ کیا یہ بہت اچھی باتیں ہیں؟ میں یہ باتیں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ دنیا کے تمام اہلِ دانش ان پر غور کریں اور انسانیت کو اس تباھی سے روکنے کے لئے عملی اقدامات تجویز کریں۔

UNO ایک بڑے ہی عظیم تصور کے ساتھ بننے والا ایک بڑا ہی گھٹیا ادارہ ہے۔ یہ پہلی جنگِ عظیم کے بعد دوسری جنگِ عظیم کو روکنے کے لئے یونین آف نیشنز (غالبًا) کے نام بنا تھا مگر اجارہ داریوں کی بدولت نہ روک سکا۔ اب UNO بنا کہ تیسری عالمی جنگ روک سکے گا اور گلوبل کام کرے گا مگر صرف بڑی قوتوں کے مفادات کا تحفظ کر رہا ہے اور دنیا کے تیسری عالمی جنگ کی طرف جانے کا تماشا دیکھ رہا ہے اس کی بناوٹ میں بے تحاشہ خرابیاں اور غلطیاں ہیں جو ہر بار اس کی تباہی کا باعث بنتی ہیں۔ میں نے اپنے غیر مسلم بھائیوں کو سمجھا کر اپنا دینی فرض پورا کر دیا ہے امید ہے وہ غور کریں گے۔

F-5 بنگلہ دیش کی مرتدہ تسلیمہ نسرین کے اعتراضات اور ان کے جواب

(حوالہ تحفظ عقائد اہلِ سنت، مولانا علامہ محمد ظہیر الدین قادری صفحہ نمبر)

تسلیمہ سے متعلق ایک اردو ہفت روزہ نے یوں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے:

"31 سالہ تسلیمہ نسرین ایک عام ڈاکٹر ہے۔ اگرچہ اس نے اس مشغلے کو ترک کر کے عورتوں کی نام نہاد آزادی اور ان کے حقوق کے سلسلے میں لکھنا شروع کر دیا، کالج میں پڑھنے کے زمانے سے ہی وہ اسلام دشمن طبیعت کی مالک ہے۔ اکثر اپنے والدین سے نماز، روزہ اور تلاوت قرآن کریم کے بارے میں مباحثہ بھی کرتی رہتی اور ان سے یہاں تک کہہ دیتی "آخر امی جان ان عبادات سے فائدہ کیا ہے؟ میں تو نہ اللہ کو مانتی ہوں نہ اس جنت پر ایمان رکھتی ہوں جس کی تم تمنا کرتی ہو" اس کی ماں جواب میں کہتی "بیٹی! یہ تمہارا موقف اسلام کے خلاف معاندانہ ہے۔۔۔" اس کے اس معاندانہ نظریہ کا اصل سبب اس کی آزادانہ تفریح اور اجنبی مردوں کے ساتھ مجلسوں اور محفلوں میں اسلام کے مطالعہ کے بغیر اس پر بحث وتنقید ہے۔ انہی نظریات کی مظہر اس کی تحریریں ہیں"۔

(ہفت روزہ "راشٹریہ سہارا" دہلی ۲۵ ستمبر ۱۹۹۴ء)

F-5-2- قرآن پر تفصیلی نظر ثانی کی ضرورت ہے (نعوذ باللہ)

قرآن کریم اللہ عزوجل کا وہ مقدس کلام ہے جس کا ایک ایک حرف لا ریب حق وصداقت کا مظہر ہے۔ جو تمام عالم کے لئے بلا کسی زبان ومقام کی قید کے نور ہدایت ہے جس کا ہر قانون دنیا کے تمام قوانین سے ارفع واعلیٰ

ہے۔جس میں صبح قیامت تک کوئی تغیر اور تبدیلی غیر ممکن ہے۔ایک شخص اگر کلمہ گو اور مسلمان ہے۔تو اس کے لئے قران مقدس کو کلام الٰہی ماننا اس کے احکامات وکلمات کو غیر متغیر ومتبدل ماننا لازمی وضروری ہے۔اس پر نظر ثانی کی بات کرنا یا اس کے کسی حکم کو لائق ترمیم تسلیم کرنا ہرگز ایک مسلمان کا شیوہ نہیں۔ایسا باغی شخص باغی اسلام ودائرہ سے خارج سمجھا جائے گا۔۔۔۔تسلیمہ نسرین کی اشتعال انگیزیوں‘ ہرزہ سرائیوں اور کفر وارتداد کی باتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے مئی 1994ء میں اپنے کلکتہ کے دورے میں ایک اخبار کو انٹرویو دیتے ہوئے یہ بکواس کی کہ ’’قران پر تفصیلی نظر ثانی کی ضرورت ہے‘‘ تسلیمہ نسرین کا یہ خبیث ومردود خیال اور باطل وفاسد نظریہ اخبارات کے ذریعہ لوگوں کو معلوم ہوا تو تو کلکتہ کے مسلمانوں نے اس پر شدید ردِعمل کا اظہار کیا۔جس اخبار کو اس نے انٹرویو دیا تھا اس نے اپنا یہ وضاحتی خط شائع کروایا کہ ’’میں قران پر نظر ثانی نہیں چاہتی بلکہ یہ کہتی ہوں کے اب قران کی ضرورت نہیں ہے۔کیونکہ اب یہ بے عمل اور بے موقع ہو چکا ہے۔ظاہر ہے اس کا یہ بیان اور زیادہ اشتعال انگیز ہے۔کیونکہ مسلمانوں کے لئے قران ہر دور میں رہنمائی کرنے والی اللہ کی کتاب ہے۔کیا تسلیمہ کا نظریہ اس کی فکری آوارگی ،اسلام دشمنی اور سستی شہرت حاصل کرنے کے جذبہ پر ڈھال نہیں

بابری مسجد کے انہدام نے بنگلہ دیش میں ایک چمکدار دانتوں والی بوائے کٹ ادیبہ کو جنم دیا جس نے ’’لجا‘‘ نامی بنگلہ ناول تحریر کیا۔ادیبہ ہونے کا دعوٰی کرنے والی تسلیمہ نسرین کے چہرے اور بدن پر جو سمندری نمک اور ہلسا مچھلی کا سا روغن چمکتا ہے۔وہ ہمارے بنگال کے مچھلی خور غیر اردو صحافیوں کو خاص طور پر للچاتا ہے اور بعض لوگوں میں انوکھی اشتہا پیدا کر دیتا ہے۔

یکے بعد دیگرے تین مردوں کے نکاح سے یہ مچھلی تڑپ کر باہر نکل آئی ہے۔اب چوتھی شادی کے پیغامات سن کر محظوظ ہوتی ہے۔چھاتی میں وہ دم ہے کہ برسر عام سگریٹ کے لمبے لمبے کش لگاتی ہے۔پہلے تو آزادی انسان کی علم برادری کرتی تھی۔اب آزادی نسواں کا دم بھرتی ہے۔جو آج کہے کل اس سے مکر جاتی ہے’’اسٹیٹ مین‘‘ اخبار کو انٹرویو میں کہا کہ قران بے وقت ہو چکا ہے۔اسے تبدیلی کرنا ضروری ہے۔قران کے ماننے والے برہم ہو گئے تو جھٹ اپنے بیان سے مکر گئی اور بیان دیا کہ میں نے تو قران کو بدلنے کی بات نہیں کہی‘ صرف شریعت کو تبدیل کرنے کی بات کہی تھی‘ اگلی بار پھر اس نے کہا کہ قران کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دینا چاہیے۔اس پر مسلمانوں نے احتجاج کیا۔۔۔۔ایک مفتی نذر الاسلام نے اس کے سر پر ایک لاکھ ٹکے انعام کا اعلان کر دیا

ہے۔'' (ماہنامہ ''انشاء، کلکتہ جولائی۔اگست 1994ء)

3-5-F-اسلام اور تعداد ازدواج:۔

یوں تو اسلام پر اہلِ مغرب کی جانب سے حقوق نسواں کے تحفظ کے نام پر منظّم ہو کر اپنے خودساختہ قوانین مسلم ممالک پر تھوپنا چاہتی ہیں۔سال گذشتہ چین کی راجدھانی بیجنگ میں منعقدہ زنان عالم کا اجتماع اسی منصوبہ بند سازش کا ایک حصّہ تھا۔اس کانفرس میں بہت سی مسلمان خواتین بھی شامل ہوئیں۔اورانہوں نے مدلل طور پر حقوق نسواں سے متعلق اسلامی نظریہ کو رکھا لیکن جہاں اسلام دشمنی کا جذبہ کارفرما ہو۔جس کانفرس پر یہودی لابی کا تسلط ہو اور جس اجتماع پر مغربی قوتیں اثر انداز ہوں،اس اجتماع میں اسلامی اصول ونظریات پر مبنی کوئی قراداد پاس ہو جائے بعید از قیاس ہے ،چنانچہ اس جتماع میں بھی جو قرارداد پاس کی گئی۔وہ سب کی سب اسلامی روح سے خالی تھیں۔۔۔۔اس اجتماع میں شامل ہونے والی خواتین عالم میں سے بیشتر نے عورتوں کو مردوں کے مساوی درجہ دئے جانے کی وکالت کی ہے۔یہی وہ نظریہ ہے جس کی وکالت اور تشہر کا کام بنگلہ دیشی ادیبہ تسلیمہ نسرین نے بھی شروع کر رکھا ہے۔اس نام نہاد ادیبہ و مرتدہ نے مغرب کی تقلید میں اسلام کے تعداد ازدواج کے حکم پر اعتراض کر کے اور اسے عورتوں کی حق تلفی قرار دے کر درحقیقت اپنے ذہنی دیوالیہ پن کا ثبوت ہی دیا ہے۔۔۔اسلام نے ایک سے زائد چار تک عورتوں سے شادی کی جو اجازت دی ہے۔اس میں بے شمار حکمتیں پوشیدہ ہیں۔۔۔۔کیا یہ اجازت عورت کی حق تلفی ہے؟ کیا اس سے حقوق غضب ہوتے ہیں؟اس اجازت کے پس پردہ حتیم مطلق کی کیا کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں۔

ان سب سوالوں کا جواب آیئے محقق عصر،حضرت مولانا محمد احمد مصباحی کے قلم سے ملاحظہ کریں:

اسلام مرد کے لئے حسب حال ایک سے چار عورتوں تک سے نکاح کی اجازت دیتا ہے۔۔۔اور ایک سے نکاح کو بلحاظ حال واجب یا سنت موکدہ وغیرہ قرار دیتا ہے اور وقت ضرورت ایک سے زائد کی بھی اجازت دیتا ہے لیکن اسے عدل اور سخت قیدوں کے ساتھ مشروط بھی کرتا ہے۔تعداد ازدواج پر اعتراض کرنے والے یہ فراموش کر جاتے ہیں کہ یہ اجازت ہے جبر نہیں۔عدل سے مقید ہے،آزاد نہیں۔یہ بھی نہیں سوچتے کہ دنیا کے بہت سے علاقے جب جنگوں میں بربادی کے باعث مردوں کی کمی اور عورتوں سے زیادتی کے حامل ہوں اور ہوئے تو ان بیواؤں کا علاج کیا ہے؟ آج جب کے عورتوں کا فیصد ہر سمت بڑھتا ہی جا رہا ہے،ان کی ضرورت کا انتظام اور ان کے دکھ درد کی دوا کیا ہے ؟۔۔۔افسوس کہ اسلام کے حاسدین نسوانی شرافتوں کو ہزاروں ہوس ناک نگاہوں اور سینکڑوں آوارہ انسانوں کے

جذبات کا کھلونا بنانا تو پسند کرتے ہیں، لیکن ایک مرد کے احاطہ عفت میں چار عورتوں کا تحفظ گوارا نہیں کر سکتے ۔۔۔وہ بھی جب کہ مرد قوت قو رعدل وانصاف اور حسن نظم کا حامل ہواور عورت اپنی عصمت کا نیلام کرنے کے بجائے حریم عفت میں ثابت قدم رہنا ہی پسند کرتی ہو۔۔۔

(ماہنامہ ''انشاء'' کلکتہ' جولائی۔اگست 1994ء)

تسلیمہ جیسی بعض فاحشہ اور آوارہ مزاج عورتیں اسلام پر یہ کہہ کر بھی عورتوں کا بھی حق غصب کرنے کا الزام لگاتی ہیں کہ وہ مرد کو تو چار بیویوں تک رکھنے کی اجازت دیتا ہے مگر عورت کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دیتا' یہ سراسر نہ انصافی ہے عورت کی حق تلفی ہے، ظلم وزیادتی ہے۔کیا عورت کو چار مردوں سے نکاح کی اجازت نہ دینا واقعی نا انصافی ہے؟ یا یہ کہ اس میں بھی قدرت کا کوئی راز مضمر ہے؟

F-5-4- شوہر کو صدارت کیوں تفویض کی گئی،

تسلیمہ کا شکوہ :

اللہ عزوجل نے مردوں کو عورتوں پر افسر مقرر کیا ہے۔اس قانونِ خداوندی پر بھی تسلیمہ اور اس جیسی دیگر زنان عالم معترض ہیں۔انہیں اس حکم میں عورت کی تذلیل وتحقیر نظر آتی ہے مرد وزن مساوات کے نعرے کی ظاہر چمک نے ان کی آنکھوں کو خیرہ کر رکھا ہے اور اس طرح کی بے تکی باتیں کر کے اپنی ناقص العقلی اور کج فہمی کا ثبوت فراہم کر رہی ہیں ۔اس طرح کی بکواسوں، دریدہ دہنیوں اور ہرزہ سرائیوں کی طرف متوجہ ہونا ہر چند کہ تضیع اوقات کے سوا کچھ نہیں۔لیکن محض یہ سوچ کر اگر اس طرح کے بے بنیاد جاہلانہ اور احمقانہ اعتراضات کا نوٹس نہ لیا گیا اور ان کا کوئی معقول، مدلل اور عالمانہ جواب نہ دیا گیا تو اس ست نام نہاد، روشن خیال اور آوارہ مزاج طبقے کو یہ غلط اشارہ مل سکتا ہے کہ اسلام پسندوں کے پاس ہمارے اعتراضات کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔اس طبقے کو کوئی ایسا اشارہ نہ ملے اور ان کی جاہلانہ سوچ کو استحکام نصیب نہ ہو۔اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا اعتراض کا جواب بھی دے دیا جائے۔

F-5-5- اسلام، پردہ اور ترقی تسلیمہ کا وسوسہ:

جب اسلام کا سورج طلوع ہوا تو اس نے عورت کو وہ بلند مقام عطا کیا کہ جو آج بھی عورت کو کسی اور مذہب میں حاصل نہیں ۔۔۔علم کا دروازہ اس کے لئے کھولا گیا۔بیوہ ہونے کے بعد بھی انہیں باوقار زندگی عطا کی گئی ۔۔۔پردہ کے ذریعے ان کی عصمت وعفت کو تحفظ وتقدس فراہم کیا گیا۔خاوند کو بیوی کا لباس اور بیوی کو خاوند کا لباس قرار دیا گیا

۔دونوں کوایک دوسرے کے لئے باعث تسکین وراحت فرمایا گیا۔گروہ نسواں پران کے احسانات کے باوجود اہلِ مغرب تسلیمہ اوراس جیسی دیگرآوارہ فکراورنام نہادعورتیں بس یہی راگ الاپ رہی ہیں کہ اسلام نے پردہ میں رکھ کر عورتوں کہ ساتھ ظلم کیا ہے۔پردہ سے عورت کا بنیادی حق سلب ہوتا ہے۔پردہ ترقی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔وغیرہ وغیرہ۔

F-6 جوابات حضرت مولانا ابواعلیٰ مودودیؒ (مضامین زیرتحریرانشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

F-7 جوابات چوہدری غلام احمد پرویزؒ

F-8 جوابات ڈاکٹرحقانی میاں قادری

F-9 جوابات شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز دامت برکاتہ

(حوالہ آل مصطفیٰ صفحہ 270 تا 289،مولانا محمد علی جانباز صاحب،سیالکوٹ)

خاتم الانبیا ﷺ کی شادیوں پرشبہات کی وضاحت

سوال:۔ ہمارے ایک دوست جو بڑے فن کار ہیں وہ اکثر دین کی باتوں پرتبصرہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں اکثر وبیشتر وہ نبی اکرمؐ کی شادی کے مسئلے پرتبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں اس بات سے حیران ہوں کہ اتنی شدید مصروفیات جہاداورتبلیغ دین کے باوجودان کے پاس اتناوقت کیسے تھا کہ وہ اتنی شادیاں کرتے اوران عورتوں کےحقوق ادا کرسکتے تھےان کے تبصرہ کا میں کیا جواب دوں۔وضاحت فرمائیں۔مجھےشدیدافسوس ہوتا ہے۔ عبدالماجد کراچی

جواب:۔ یورپ کے مستشرقین نے اپنے تعصب ونادانی اورجہل مرکب کی وجہ سے اسلام کے جن مسائل کوتنقید کا نشانہ بنایاہےان میں ایک آنحضرتؐ کےتعدداز واج کا مسئلہ بھی ہےجس پرانہوں نے خاصی زہر چکانی کی ہے۔ہمارا جدید طبقہ مستشرقین سے مرعوب اوراحساس کمتری کا شکار ہے وہ ایسے تمام مسائل جن پر مستشرقین کا اعتراض ہے۔ ندامت ومعذرت کا انداز ہ کرتا ہے۔اس کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ مغرب کے سامنے سرخروہونے کے لئے ان حقائق کا ہی انکارکردیا جائے۔چنانچہ وہ نقلی شبہات کے ذریعہ ان حقائق کوغلط ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔آپ کے دوست کی گفتگوبھی اسی ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے۔وہ بظاہر بڑے معصومانہ انداز میں یہ پوچھتے ہیں کہ آنحضرتﷺ اتنی بیویوں کےحقوق کیسےادا کرتے تھے؟لیکن سوال کا منشااصل واقعہ پراعتراض ہے۔

بہرحال آپ کے دوست اگر چند اصولی باتیں ذہن میں رکھیں تو مجھے توقع ہے کہ ان کے خدشات زائل ہو جائیں گے۔

(1) سب سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ دین کے مسائل کو خوش طبعی اور ہنسی مذاق کا موضوع بنانا ہی خطرناک مرض ہے۔ آدمی کو شدت کے ساتھ ان سے پرہیز کرنا چاہئے۔ خصوصاً آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی (جو اہل ایمان کا مرجع عقیدت ہی نہیں مدار ایمان بھی ہے) آپؐ کے بارے میں لب کشائی تو کسی مسلمان کے لئے کسی طرح بھی روا نہیں۔ قرآن مجید میں ان منافقوں کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے جو اپنی نجی محفلوں میں رسول اقدسؐ کو اور قرآن کریم کی آیات شریفہ کو طنز و مذاق کا نشانہ بناتے تھے۔ جب ان سے باز پرس کی جاتی تو کہہ دیتے ''جی! ہم تو بس یوں ہی دل لگی اور خوش طبعی کی باتیں کر رہے تھے'' ان کے اس ''عذر گناہ، بدتر از گناہ'' کے جواب میں ارشاد ہے۔ ''کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس کی آیات سے، اس کے رسولؐ کے ساتھ دل لگی کرتے تھے؟ بہانے نہ بناؤ تم نے دعویٰ ایمان کے بعد کفر کیا ہے؟ (التوبہ ۶۵،۶۶) اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ آیات الٰہیہ کو اور آنحضرت ﷺ کی ذات گرامی کو دل لگی اور خوش طبعی کا موضوع بنانا کتنا خطرناک ہے۔ جسے قرآن کریم کفر قرار دیتا ہے اس لئے ہر مسلمان سے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو میری ملتجیانہ درخواست ہے کہ رسول اللہؐ کے کسی قول و فعل کو اپنے ظریفانہ تبصروں کا موضوع بنانے سے مکمل پرہیز کریں ایسا نہ ہو کہ غفلت میں کوئی غیر محتاط لفظ زبان سے نکل جائے اور متاع ایمان برباد ہو کر رہ جائے (نعوذ باللہ من ذلک)

(2) ایک بنیادی غلطی یہ ہے کہ بہت سے لوگ آنحضرت ﷺ کی بلند و بالا ہستی کو اپنی سطح پر غور و فکر کرتے ہیں اور جب آنحضرت ﷺ کی کوئی بات اپنی ذہنی سطح سے اونچی دیکھتے ہیں تو ان کا ذہن اسے قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اور جن کمالات و خصوصیات سے آپؐ کو نوازا ہے وہ ہمارے فہم و ادراک کی حد سے ماورا ہے۔ وہاں تک کسی جن و ملک کی رسائی ہے نہ کسی نبی مرسلؑ کی۔ جہاں جبریل امینؑ کے پر جلتے ہوں وہاں ماوشما کی عقلی تک و دو کی کیا مجال ہے۔ آپ کے دوست بھی اسی بنیادی غلطی میں مبتلا نظر آتے ہیں۔ اگر وہ آپؐ کے معاملات سے ناپتے تو انہیں اس بات میں کوئی حیرت نہ ہوتی کہ آنحضرت ﷺ اپنی بے پناہ مصروفیات کے باوجود اتنی بیویوں کے حقوق کیسے ادا فرماتے تھے۔ اہل نظر جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ہر ادا اپنے اندر اعجاز کا پہلو رکھتی ہے آنحضرت ﷺ نے ایک مختصر سے قلیل عرصہ میں بتوفیق خداوندی انسانی زندگیوں میں جو انقلاب برپا کیا اور امت کو روحانی و مادی کمالات کی جس اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ کیا ساری امت مل کر بھی اس کارنامے کو

انجام دے سکتی ہے؟ آنحضرت ﷺ کی کون سی ایسی بات ہے جو اپنے حیرت انگیز اعجاز نہیں رکھتی۔ام المومنین حضرت عائشہؓ کے الفاظ میں ''آپ ؐ کا کون سا معاملہ عجیب نہیں تھا''۔

(3) آپ کے دوست کو یہ نقطہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ محض عقلی احتمالات یا حیرت وتعجب کے اظہار سے کسی حقیقت، واقعہ کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً ایک شخص سر کی آنکھوں سے سورج نکلا ہوا دیکھ رہا ہے اس کے برعکس ایک ''حافظ جی'' محض عقلی احتمالات کے ذریعہ اس کھلی حقیقت کا انکار اور اس پر حیرت وتعجب کا اظہار کر رہا ہے اہل عقل اس ''حافظ جی'' کی عقل وفہم کی داد نہیں دیں گے بلکہ اسے اندھا ہونے کے ساتھ ساتھ ضدی اور ہٹ دھرم بھی قرار دیں گے۔

ٹھیک اسی طرح سمجھئے کہ آنحضرت ﷺ کا ازواج مطہراتؓ کے حقوق نہایت عدل وانصاف کے ساتھ ادا کرنا ایک حقیقت واقعیہ ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ جب دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت آپ ؐ کے یہاں نو بیویاں تھیں۔ان میں آٹھ کے ہاں باری باری شب باشی فرماتے تھے۔(حضرت سودہؓ نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دے رکھی تھی اس لئے ان کے یہاں شب باشی نہیں فرماتے تھے) صحیح بخاری ومسلم مشکوٰۃ ص ۲۷۹

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نہایت عدل وانصاف کے ساتھ ازواج کے حقوق ادا فرماتے تھے۔اور پھر یہ دعا کرتے تھے''یا اللہ! جو بات میرے اختیار میں ہے اس میں تو پورے عدل وانصاف سے برتاؤ کرتا ہوں اور جو چیز آپ کے اختیار میں ہے میرے اختیار میں نہیں (یعنی کسی بی بی کی طرف دل کا زیادہ میلان) اس میں مجھے ملامت نہ کیجئے۔

(ترمذی،ابوداؤد،نسائی،ابن ماجہ،دارمی،مشکوٰۃ ص۲۷۹)

اس قسم کی بہت سی احادیث صحابہ کرامؓ اور خود امہات المومنینؓ سے مروی ہیں۔ گویا ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ صرف ازواج مطہرات کے حقوق ادا فرماتے تھے بلکہ اس میں آپ ؐ نے عدل وانصاف کا اعلیٰ ترین معیار قائم کر کے دکھایا۔خود ارشاد فرماتے تھے''تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کے لئے تم سب سے بہتر ہوں'' (ترمذی، دارمی،ابن ماجہ،مشکوٰۃ ص۲۸۱)

اب اس ثابت شدہ حقیقت پر حیرت وتعجب کا اظہار کرنا اور اس سے انکار کی کوشش کرنا اس پر وہی ''حافظ جی'' کی مثال

صادق آتی ہے جو آنکھیں بند کر کے محض عقلی احتمالات کے ذریعہ طلوع آفتاب کی نفی کی کوشش کر رہا ہے۔ اور اگر آپ کے دوست کو اس بات کا شبہ ہے کہ امت کے لئے چار تک شادیوں کی اجازت ہے تو آنحضرت ﷺ کے لئے چار سے زائد شادیاں کیسے جائز تھیں؟ تو ان کو معلوم ہونا چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سے خصوصی احکام دیئے تھے جن کو اہل علم کی اصطلاح میں خصائص نبوی کہا جاتا ہے۔ حافظ سیوطیؒ نے ''الخصائص الکبریٰ'' میں حافظ ابونعیم نے ''دلائل نبوت'' میں اور علامہ قسطلانی نے ''مواہب لدنیہ'' میں ان خصائص کا اچھا خاصا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔ نکاح کے معاملات میں بھی آنحضرتؐ کی متعدد خصوصیات تھیں۔

جن کو سورۃ احزاب کے چھٹے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک خصوصیت یہ تھی کہ آپؐ کے لئے چار سے زائد شادیوں کی اجازت تھی۔ ایک یہ کہ آپؐ کے لئے پدری و مادری خاندان کی خواتین سے صرف اس سے نکاح جائز تھا جنہوں نے مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ ہجرت کی ہو آپؐ کے خاندان کی جن عورتوں نے ہجرت نہیں کی تھی ان سے آپؐ کا نکاح جائز نہیں تھا۔ ایک خصوصیت یہ تھی کہ اگر کوئی خاتون مہر کے بغیر آپؐ کے عقد میں آنے کی پیشکش کرے اور آپؐ اس کو قبول فرمالیں تو بغیر مہر کے آپؐ کا عقد صحیح تھا۔ جب کہ امت کے لئے نکاح میں مہر کا ہونا ضروری ہے۔ اگر زوجین نے یہ شرط کر لی ہو کہ مہر نہیں ہوگا تب بھی ''مہر مثل'' لازم آئے گا۔ آپؐ کی خصوصیت یہ تھی کہ بیویوں کے درمیان برابری کرنا آپؐ کے ذمہ ضروری نہیں تھا اس کے باوجود آپؐ ازواج مطہراتؓ کے درمیان برابری اور عدل وانصاف کی پوری رعایت فرماتے تھے جیسا کہ اوپر عرض کر چکا ہوں۔ جبکہ امت کے وہ افراد جن کے عقد میں دو یا دو سے زیادہ بیویاں ہوں ان کے ذمہ بیویوں کے درمیان برابری رکھنا فرض ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

''جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان عدل اور برابری نہ کرے وہ قیامت کے دن ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مفلوج ہوگا''۔ (دارمی، مشکوٰۃ ص ۲۷۹ ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ)

الغرض نکاح کے معاملہ میں بھی آپؐ کی بہت ساری خصوصیات تھیں اور بیک وقت چار سے زائد بیویوں کا جمع کرنا آپؐ کی انہی خصوصیات میں شامل ہے اس کی تصریح کے حقوق نہایت عدل وانصاف کے ساتھ ادا کرنا ایک حقیقت واقعیہ ہے۔

حافظ سیوطیؒ خصائص کبریٰ میں لکھتے ہیں کہ ''غلام کو صرف دو شادیوں کی اجازت ہے شریعت میں اور اس کے مقابلہ میں آزاد آدمی کو چار شادیوں کی اجازت ہے۔ جبکہ آزاد کو بمقابلہ غلام کے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے تو پھر آنحضرت کو

عام افرادامت سے زیادہ شادیوں کی کیوں اجازت نہیں ہوتی۔ متعدد انبیاء کرامؑ ایسے ہوئے ہیں جن کی چار سے زیادہ شادیاں تھیں۔ چنانچہ حضرت داؤدؑ کے بارے میں منقول ہے کہ ان کی سو بیویاں تھیں اور صحیح بخاری صفحہ ۳۹۵ جلد ا میں ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی سو یا ننانوے بیویاں تھیں۔ بعض روایات میں کم و بیش تعداد بھی آتی ہے۔ فتح الباری میں حافظ ابن حجرؒ نے ان روایات میں تطبیق کی ہے اور وہب بن منبہ کا قول نقل کیا ہے کہ سلیمانؑ کے یہاں تین سو بیویاں اور سات سو کنیزیں تھیں۔ (فتح الباری ص ج ۲۶۰ ج ٦)

بائبل میں اس کے برعکس یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت سلیمانؑ کی سات سو بیویاں اور تین سو کنیزیں تھی۔ (ا۔سلاطین، اا۔۳) ظاہر ہے کہ یہ تمام حضرات ان تمام بیویوں کے حقوق ادا کرتے ہوں گے اس لئے آنحضرتؐ کا نو ازواج مطہراتؓ کے حقوق ادا کرنا ذرا بھی محل تعجب نہیں۔

(5) آنحضرت کی خصیوصیات کے بارے میں یہ نکتہ بھی فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضرتؐ کو چالیس جنتی مردوں کی طاقت عطا کی گئی تھی اور ہر جنتی کو سو آدمیوں کی طاقت عطا کی جائے گی اس حساب سے آنحضرتؐ میں چار ہزار مردوں کی طاقت تھی۔

(فتح الباری ص ۳۷۸ ج ا) جب امت کے ہر مریل سے مریل آدمی کو چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے تو آنحضرت کے لئے جن میں چار ہزار پہلوانوں کی طاقت ودیعت کی گئی تھی کم از کم سولہ ہزار 16000 شادیوں کی اجازت ہونی چاہئے تھی۔

(6) اس مسئلہ پر ایک دوسرے پہلو سے بھی غور کرنا چاہئے۔ ایک داعی اپنی دعوت مردوں کے حلقہ میں بلا تکلیف پھیلا سکتا ہے لیکن خواتین کے حلقہ میں براہ راست دعوت نہیں پھیلا سکتا۔ حق تعالیٰ نے اس کا یہ انتظام فرمایا ہے کہ ہر شخص کو چار بیویاں رکھنے کی اجازت ہے جو جدید اصطلاح میں اس کی پرائیوٹ سیکرٹری کا کام دے سکے اور خواتین کے حلقہ میں اس کی دعوت کو پھیلا سکیں۔

جب ایک امتی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے یہ انتظام فرمایا ہے تو آنحضرتؐ جو قیامت تک تمام انسانیت کے نبی اور ہادی و مرشد ہیں۔ قیامت تک پوری انسانیت کی سعادت جن کے قدموں سے وابسطہ کر دی گئی تھی اگر اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت اور رحمت سے امت کی خواتین کی اصلاح و تربیت کے لئے خصوصی انتظام فرمایا ہو تو اس پر ذرا بھی تعجب نہیں ہونا چاہئے کیونکہ حکمت و ہدایت کا یہی تقاضا تھا۔

(7) اس کے ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیئے کہ آنحضرت ﷺ کی خلوت وجلوت کی پوری زندگی کتاب وہدایت تھی۔ آپؐ کی جلوت کے افعال واقوال کونقل کرنے والے ہزاروں صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ لیکن آنحضرت ﷺ کی خلوت وتنہائی کے حالات امہات المومنین کے سوااور کون نقل کرسکتا ہے۔ حق تعالیٰ شانہ نے آنحضرت ﷺ کی زندگی کے ان خفی و پوشیدہ گوشوں کونقل کرنے کے لئے متعدد ازواج مطہراتؓ کا انتظام فرما دیا۔ جن کی بدولت سیرت طیبہ کے خفی سے خفی گوشے بھی امت کے سامنے آ گئے اور آپؐ کی خلوت وجلوت کی پوری زندگی ایک کھلی کتاب بن گئی جس کو ہر شخص ہر وقت ملاخطہ کرسکتا ہے۔

(8) اگر غور کرلیا جائے کہ کثرت ازواج اس لحاظ سے بھی معجزہ نبوت ہے کہ مختلف مزاج اور مختلف قبائل کی متعدد خواتین آپؐ کی نجی سے نجی زندگی کا شب وروز مشاہدہ کرتی ہیں اور وہ بیک زبان آپؐ کی تقدیس وطہارت آپؐ کی خشیت و تقویٰ، آپؐ کے خلوص وللّٰہیت، اور آپؐ کے پیغمبرانہ اخلاق واعمال کی شہادت دیتی ہیں۔ اگر خدانخواستہ آپؐ کی نجی زندگی میں کوئی معمولی سا جھول اور کوئی ذراسی بھی کمی ہوتی تو اتنی کثیر تعداد ازواج مطہراتؓ کی موجودگی میں وہ کبھی بھی مخفی نہیں رہ سکتی تھی۔

آپؐ کی نجی زندگی کی پاکیزگی کی یہ ایسی شہادت ہے کہ جو بجائے خود دلیل، صداقت اور معجزہ نبوت ہے۔ یہاں بطور نمونہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں جس سے نجی زندگی میں آنحضرت ﷺ کے تقدس وطہارت اور پاکیزگی کا کچھ اندازہ ہو سکے گا۔ وہ فرماتی ہیں میں نے کبھی آنحضرت ﷺ کا ستر نہیں دیکھا اور نہ آنحضرتؐ نے میرا دیکھا۔ کیا دنیا میں کوئی بیوی اپنے شوہر کے بارے میں یہ شہادت دے سکتی ہے کہ عدۃ العمر انہوں نے ایک دوسرے کا ستر نہیں دیکھا اور کیا اس اعلیٰ ترین اخلاق کا نبی کی ذات کے سوا کوئی نمونہ مل سکتا ہے؟ غور کیجئے کہ آنحضرت ﷺ کی نجی زندگی نے ان ''خفی محاسن'' کو ازواج مطہراتؓ کے سوا کون نقلکر سکتا تھا۔ (از مدیر، ماہنامہ بینات شمارہ نمبر۲ جلد نمبر۵۱)

مولانا مفتی محمد شفیعؒ لکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات والا صفات سراپا رحمت و برکت ہے تبلیغ احکام اور تزکیہ نفوس اور ابلاغ قرآن آپؐ کا سب سے بڑا مقصد بعثت تھا، آپؐ نے اسلام کی تعلیمات کو قولاً وعملاً دنیا میں پھیلا دیا۔ یعنی آپؐ بتاتے بھی تھے اور کرتے بھی تھے، پھر چونکہ انسانی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جس میں نبی کی رہبری کی ضرورت نہ ہو۔ نماز باجماعت سے لیکر بیویوں کے تعلقات، آل واولاد کی پرورش اور پاخانہ، پیشاب اور طہارت تک کے بارے میں آپؐ کی قولی اور فعلی ہدایات سے کتب احادیث بھر پور ہیں۔ اندرون خانہ کیا کیا کام کیا، بیویوں سے کیسے میل

جول رکھا اور گھر میں آ کر مسائل پوچھنے والی خواتین کو کیا کیا جواب دیا۔ اس طرح کے سینکڑوں مسائل جن سے ازواج مطہراتؓ کے ذریعہ ہی امت کو رہنمائی ملی ہے۔ تعلیم و تبلیغ کی دینی ضرورت کے پیش نظر حضور ﷺ کے لئے کثرت ازواج ایک ضروری امر تھا۔ صرف حضرت عائشہؓ سے احکام و مسائل، اخلاق و آداب اور سیرت نبویؐ سے متعلق دو ہزار دو سو دس روایات مروی ہیں جو کتب احادیث میں پائی جاتی ہیں۔

حضرت ام سلمہؓ کی مرویات کی تعداد تین سو اٹھارہ تک پہنچی ہوتی ہے۔ حافظ ابن قیمؒ نے اعلام الموقعین صفحہ ۹ جلد ا میں لکھا ہے کہ اگر حضرت ام سلمہؓ کے فتاویٰ جمع کئے جائیں جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد دیئے ہیں تو ایک رسالہ مرتب ہو سکتا ہے۔ حضرت عائشہؓ کا روایت در روایت اور فقہ و فتاویٰ میں جو مرتبہ ہے وہ محتاج بیان نہیں ان کے شاگردوں کی تعداد دو سو کے لگ بھگ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد مسلسل ۴۸ برس تک علم دین پھیلا یا۔ بطور مثال دو مقدس بیویوں کا مجمل حال لکھ دیا ہے، دیگر ازواج مطہراتؓ کی روایات بھی مجموعی حیثیت سے کافی تعداد میں موجود ہیں، ظاہر ہے کہ اس تعلیم و تبلیغ کا نفع صرف ازواج مطہراتؓ سے پہنچا۔

انبیاء اسلام کے مقاصد بلند اور پورے عالم کی انفرادی و اجتماعی، خانگی اور ملکی اصلاحات کی فکروں کو دنیا کے شہوت پرست انسان کیا جانیں وہ تو سب کو اپنے اوپر قیاس کر سکتے ہیں۔ اسی کے نتیجے میں کئی صدی سے یورپ کے ملحدین اور مستشرقین نے اپنی ہٹ دھرمی سے فخر عالم ﷺ کے تعدد ازواج کو ایک خالص جنسی اور نفسانی خواہش کی پیداوار قرار دیا ہے اگر حضور ﷺ کی سیرت پر ایک سرسری نظر بھی ڈالی جائے تو ایک ہوشمند منصف مزاج کبھی بھی آپؐ کی کثرت ازواج کو اس پر محمول نہیں کر سکتا۔

آپؐ کی معصوم زندگی قریش مکہ کے سامنے اس طرح گذری کہ پچیس سال کی عمر میں ایک سن رسیدہ صاحب اولاد بیوہ (جس کے دو شوہر فوت ہو چکے تھے) سے عقد کر کے عمر کے پچیس سال تک انہی کے ساتھ گذارا کیا۔ وہ بھی اس طرح کہ مہینہ مہینہ گھر چھوڑ کر غار حرا میں مشغول عبادت رہتے تھے، دوسرے نکاح جتنے ہوئے پچاس سالہ عمر شریف کے بعد ہوئے۔ یہ پچاس سالہ زندگی اور عنفوان شباب کا سارا وقت اہل مکہ کی نظروں کے سامنے تھا۔ کبھی کسی دشمن کو بھی آنحضرت ﷺ کی طرف کوئی ایسی چیز منسوب کرنے کا موقع نہیں ملا جو تقویٰ و طہارت کو مشکوک کر سکے۔ آپؐ کے دشمنوں نے آپؐ پر ساحر، شاعر، مجنوں، کذاب، مفتری جیسے الزامات میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی لیکن آپؐ کی معصوم زندگی پر کوئی ایسا حرف کہنے کی جرأت نہیں ہوئی جس کا تعلق جنسی اور نفسانی جذبات کے بے راہ روی سے ہو۔ ان

حالات میں کیا یہ بات غور طلب نہیں ہے کہ جوانی کے پچاس سال اس زہد وتقویٰ اور لذائذ دنیا سے یک سوئی میں گذارنے کے بعد وہ کیا واعیہ تھا جس نے آخر عمر میں آپ ؐ کو متعدد نکاحوں پر مجبور کیا، اگر دل میں ذرا سا بھی انصاف ہو تو ان متعدد نکاحوں کی وجہ اس کے سوا نہیں بتلائی جا سکتی جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس بکثرت ازواج کی حقیقت کو بھی سن لیجئے کہ کس طرح وجود میں آئی۔

پچیس سال کی عمر سے لے کر پچاس سال کی عمر شریف ہونے تک تنہا حضرت خدیجہؓ آپ ؐ کی زوجہ رہیں، ان کی وفات کے بعد حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ سے نکاح ہوا، مگر حضرت سودہؓ تو آپ ؐ کے گھر تشریف لے آئیں اور حضرت عائشہؓ صغر سنی کی وجہ سے اپنے والد کے گھر ہی رہیں، پھر چند سال کے بعد ۲ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی عمل میں آئی، اس وقت آپ ؐ کی عمر مبارک 54 سال ہو چکی تھی۔ اور دو بیویاں اس عمر میں آ کر جمع ہوئی ہیں۔ یہاں سے تعدد ازواج کا معاملہ شروع ہوا۔ اس کے ایک سال بعد حضرت حفصہؓ سے نکاح ہوا۔ پھر کچھ ماہ بعد حضرت زینبؓ بنت خزیمہ سے نکاح ہوا۔ اور صرف اٹھارہ ماہ آپ ؐ کے نکاح میں رہ کر وفات پائی، ایک قول کے مطابق تین ماہ آپ ؐ کے نکاح میں زندہ رہیں پھر ۴ھ میں حضرت ام سلمہؓ سے نکاح ہوا۔ اس وقت آپ ؐ کی عمر مبارک 58 سال ہو چکی تھی اور اتنی بڑی عمر میں آ کر چار بیویاں جمع ہوئی حالانکہ امت کو جس وقت چار بیویوں کی اجازت ملی تھیں اس وقت ہی آپ ؐ کم از کم چار نکاح کر سکتے تھے لیکن آپ ؐ نے ایسا نہیں کیا۔

ان کے بعد ۶ھ میں حضرت جویریہؓ سے اور ۷ھ میں حضرت ام حبیبہؓ سے اور پھر ۸ھ میں حضرت صفیہؓ سے اور پھر اسی سال حضرت میمونہؓ سے نکاح ہوا۔ خلاصہ یہ کہ 54 سال کی عمر تک آپ ؐ نے صرف ایک بیوی کے ساتھ گذارہ کیا، یعنی پچیس سال حضرت خدیجہؓ کے ساتھ اور چار پانچ سال حضرت سودہؓ کے ساتھ گذارے۔ پھر اٹھاون سال کی عمر میں چار بیویاں جمع ہوئیں اور باقی ازواج مطہراتؓ دو تین سال کے اندر حرم نبوت میں آئیں۔

اور یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ ان سب بیویوں میں سے صرف ایک ہی عورت ایسی تھیں جن سے کنوارے پن میں نکاح ہوا، یعنی ام المومنین حضرت عائشہؓ ان کے علاوہ باقی سب ازواج مطہراتؓ بیوہ تھیں، جن میں بعض کے دو دو شوہر پہلے گذر چکے تھے اور یہ تعداد بھی آخر عمر میں آ کر جمع ہوئی۔ حضرات صحابہ مرد اور عورت سب آپ ؐ پر جانثار تھے اگر آپ ؐ چاہتے تو سب بیویاں کنواری جمع کر لیتے بلکہ ہر ایک ایک دو دو مہینہ کے بعد بدلنے کا بھی موقع تھا۔ لیکن آپ ؐ نے ایسا نہیں کیا۔ نیز یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی تھے

نبی صاحب ہوس نہیں ہوتا جو کچھ کرتا ہے اذن الٰہی سے کرتا ہے، نبی ماننے کے بعد ہر اعتراض ختم ہو جاتا ہے اور اگر کوئی شخص آپ ؐ کو نبی نہ مانے اور یہ الزام لگائے کہ آپ محض شہوت پرستی (نعوذ باللہ) کی وجہ سے اپنے لئے کثرت ازواج کو جائز رکھا تھا تو اس شخص سے کہا جائے گا کہ اگر ایسا ہوتا تو آپ ؐ اپنے حق میں کثرت ازواج کے معاملہ میں اس پابندی کا اعلان کیوں فرماتے جس کا ذکر قرآن کریم کی آیت میں موجود ہے اپنے حق میں اس پابندی کا اعلان اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ آپ ؐ نے جو کچھ کیا اپنے رب کے اذن سے کیا۔

تعدد ازواج کی وجہ سے تعلیمی فوائد جو امت کو حاصل ہوئے اور جو احکام امت تک پہنچے اس کے جزئیات اس قدر کثیر تعداد میں ہیں کہ ان کا احصاء دشوار ہے کتب احادیث اس پر شاہد ہیں البتہ بعض دیگر فوائد کی طرف یہاں ہم اشارہ کرتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ ؓ کے شوہر حضرت ابو سلمہ ؓ کی وفات کے بعد آپ ؐ نے ان سے نکاح کر لیا تھا، وہ اپنے سابق شوہر کے بچوں کے ساتھ آپ ؐ کے گھر تشریف لائیں۔ ان کے بچوں کی آپ ؐ نے پرورش کی اور اپنے عمل سے بتا دیا کہ کس پیار و محبت سے سوتیلی اولاد کی پرورش کرنی چاہئے۔ آپ ؐ کی بیویوں میں صرف یہی ایک بیوی ہیں جو بچوں کے ساتھ آئیں اگر کوئی بھی بیوی اس طرح کی نہ ہوتی تو عملی طور پر سوتیلی اولاد کی پرورش کا خانہ خالی رہ جاتا اور امت کو اس سلسلے میں کوئی ہدایت نہ ملتی۔ ان کے بیٹے حضرت عمرو بن ابی سلمہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی گود میں پرورش پاتا تھا۔ ایک بار آپ ؐ کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے پیالے میں ہر جگہ ہاتھ ڈالتا تھا۔ اپ ؐ نے فرمایا ''اللہ کا نام لے کر داہنے ہاتھ سے کھا اور سامنے سے کھا''۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۶۳)

حضرت جویریہ ؓ ایک جہاد میں قید ہو کر آئی تھیں، دوسرے قیدیوں کی طرح یہ بھی تقسیم میں آ گئیں اور ثابت بن قیس یا ان کے چچا زاد بھائی کے حصہ میں ان کو لگا دیا گیا۔ لیکن انہوں نے اپنے آقا سے اس طرح معاملہ کر لیا کہ اتنا اتنا مال تم کو دے دوں گی مجھے آزاد کر دو، یہ معاملہ کر کے حضور ؐ کے پاس آئیں اور مالی امداد چاہی۔ آپ ؐ نے فرمایا اس سے بہتر بات نہ بتا دوں؟ وہ یہ کہ میں تمہاری طرف سے مال ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں، انہوں بخوشی منظور کر لیا۔ تب آپ ؐ نے ان کی طرف سے مال ادا کر کے نکاح فرما لیا۔ ان کی قوم کے سینکڑوں افراد صحابہ ؓ کی ملکیت میں آ چکے تھے، کیونکہ وہ سب لوگ قیدی ہو کر آئے تھے۔ جب صحابہ ؓ کو پتہ چلا کہ جویریہ ؓ آپ ؐ کے نکاح میں آ گئیں ہیں تو آنحضرت ﷺ کے احترام کے پیش نظر سب نے اپنے اپنے غلام باندی آزاد کر دیئے۔ سبحان اللہ! حضرات صحابہ کرام ؓ کے ادب کی کیا شان تھی اس جذبے کے پیش نظر کہ یہ لوگ سرکار دو عالم ﷺ کے سسرال والے ہو گئے ان کو غلام بنا کر

کیسے رکھیں ۔سب کو آزاد کر دیا، حضرت عائشہؓ اس واقعہ کے متعلق فرماتی ہیں ''آنحضرت ﷺ کے جویریہؓ سے نکاح کر لینے سے بنوالمصطلق کے سوگھرانے آزاد ہوئے میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو۔''

حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے شوہر کے ساتھ ابتداء اسلام ہی میں مکہ میں اسلام قبول کیا تھا پھر دونوں میاں بیوی ہجرت کر کے قافلہ کے دوسرے افراد کے ساتھ حبشہ چلے گئے تھے، وہاں ان کا شوہر نصرانی ہو گیا اور چند دن کے بعد مر گیا۔آنحضرت ﷺ نے نجاشی کے واسطہ سے ان کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا جسے انہوں نے قبول کر لیا اور وہیں حبشہ میں نجاشی ہی نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ ان کا نکاح کر دیا دلچسپ بات یہ ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ ابوسفیانؓ کی صاحبزادی تھیں ۔اور حضرت ابوسفیان اس وقت اس گروہ کے سرخیل تھے جس نے اسلام دشمنی کو اپنا سب سے بڑا مقصد قرار دیا تھا اور وہ مسلمانوں کو اور پیغمبر خدا ﷺ کو اذیت دینے اور انہیں فنا کے گھاٹ اتار دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ جب ان کو اس نکاح کی اطلاع ہوئی تو بلا اختیار ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔''یعنی محمد ﷺ جواں مرد ہیں ان کی ناک نہیں کاٹی جاسکتی''۔مطلب یہ کہ وہ بلند ناک والے معزز ہیں ان کو ذلیل کرنا آسان نہیں ۔ادھر تو ہم ان کو ذلیل کرنے کی تیاریوں میں لگے ہوئے ہیں اور ادھر ہماری لڑکی ان کے نکاح میں چلی گئی۔غرض اس نکاح نے ایک نفسیاتی جنگ کا اثر کیا اور اسلام کے مقابلہ میں کفر کے قائد کے حوصلے پست ہو گئے۔

اس نکاح کی وجہ سے جو سیاسی فائدہ اسلام اور مسلمانوں کو پہنچا اس کی اہمیت اور ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا اور یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ خدا کے مدبر اور حکیم رسول اللہ ﷺ نے اس فائدہ کو ضرور پیش نظر رکھا ہوگا۔ یہ چند باتیں لکھی گئی ہیں ان کے علاوہ سیرت پر عبور رکھنے والے حضرات کو بہت کچھ حکمتیں آپؐ کے تعدد ازواج میں مل سکتی ہیں اس سلسلے میں حکیم الامت کے رسالے ''کثرت ازواج لصاحب الافضل'' کا دیکھنا بھی مفید ہوگا۔ یہ تفصیل ہم نے ملحدین و مستشرقین کے پھیلائے ہوئے پرفریب جال کو کاٹنے کے لئے لکھی ہے کیونکہ ان کے اس وام تزویر میں بہت سے وہ تعلیم یافتہ اور ناواقف مسلمان بھی پھنس جاتے ہیں جو سیرت نبویؐ اور تاریخ اسلام سے بے خبر ہیں اور اسلامیات کا علم مستشرقین ہی کی کتابوں سے حاصل کرتے ہیں۔(تفسیر معارف القرآن ص ۲۸۹ ج ۲)

F-10 جوابات ڈاکٹر ذاکر نائیک:۔ ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت کس لئے؟

اسلام میں ایک آدمی کو ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت کیوں دی گئی ہے؟ یا اسلام میں مرد کو متعدد شادیوں کی کیوں اجازت ہے؟

کثیر ازواجی یا تعددِ ازواج سے مراد شادی کا ایک ایسا نظام ہے جس میں ایک شخص ایک سے زیادہ شریکِ زندگی رکھ سکتا ہے۔ کثیر ازواجی دو قسم کی ہے۔:

1۔ کثیر ازواجی زنانہ: جس میں ایک مرد ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کر سکتا ہے۔

2۔ کثیر ازواجی مردانہ: جس میں ایک عورت ایک سے زیادہ شوہر رکھ سکتی ہے۔ اسلام میں محدود حد تک زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ جبکہ ایک عورت کو ایک سے زیادہ شوہر رکھنے کی اجازت نہیں ہے۔

F-10-2 کثیر ازواجی مختلف مذاہب میں:۔

اب اصل سوال کی طرف آتے ہیں۔ کہ اسلام ایک آدمی کو ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت کیوں دیتا ہے؟ قرآن دنیا میں واحد مذہبی کتاب ہے جس میں تحریر ہے: ''صرف ایک سے شادی کرو'' کسی دوسری مذہبی کتاب میں یہ ہدایت نہیں کی گئی کہ صرف ایک بیوی رکھو۔ چاہے ہندوؤں کے وید، رامائن، مہابھارت یا گیتا ہوں، یا یہودیوں کی تالمود یا عیسائیوں کی بائبل ہو۔ ان کتابوں کے مطابق ایک آدمی جتنی شادیاں چاہے کر سکتا ہے۔ یہ تو بہت بعد کی بات ہے ہندو پنڈتوں اور عیسائی کلیسا نے بیویوں کی تعداد ایک تک محدود کر دی۔

بہت سی ہندو مذہبی شخصیات جن کا ان کتابوں میں ذکر ہے۔ ایک سے زیاہ بیویاں رکھتے تھے۔ رام کے باپ راجہ دسرتھ کی ایک سے زیادہ بیویاں تھیں۔ اسی طرح کرشن کی بہت سی بیویاں تھیں۔ شروع میں عیسائی مردوں کو بھی اجازت تھی کہ وہ جتنی چاہے بیویاں رکھ سکتے ہیں کیونکہ بائبل میں بیویوں کی تعداد کے بارے میں کوئی پابندی نہیں۔ یہ تو محض چند صدیوں پہلے ہوا کہ چرچ نے بیویوں کی تعداد محدود کر کے ایک کر دی۔

یہودیت میں بھی ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت ہے۔ یہودی کے تالمودی قانون کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کی تین بیویاں تھیں۔ اور حضرت سلیمانؑ کی سینکڑوں کثیر ازدواجی اس وقت تک جاری رہی جب ربی گر شوم بن یہودا (960ء تا 1030ء) نے ایک فرمان کے ذریعے سے زیادہ شادیوں پر پابندی لگا دی مگر مسلم ممالک میں رہنے والے سیفارڈی۔ یہودیوں نے 1950ء تک اس پر عمل درآمد جاری رکھا حتی کہ اسرائیل کے

دفتر پیشوائے اعلیٰ نے ایک سے زیادہ شادیوں پر پابندی کا دائرہ بڑھا دیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ 1975ء کی بھارتی مردم شماری میں یہ بات سامنے آئی کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کے نسبت زیادہ شادیاں کیں ہیں۔ ''کمیٹی برائے اسلام میں عورت کا مقام'' کی رپورٹ جو 1975ء میں شائع ہوئی اس کے صفحات 66-67 میں بتایا گیا کہ 1961ء سے 1991 تک کے دوران میں ایک سے یا دوشادیوں کے لئے ہندوؤں کا تناسب 5.06% جبکہ مسلمانوں کا 4.31% تھا۔ بھارت کے قانون کے مطابق صرف مسلمانوں کو ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت ہے۔ وہاں کی غیر مسلم کے لئے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا غیر قانونی ہے۔ اس کے باوجود کے یہ غیر قانونی ہے، مسلمانوں کی نسبت ہندو زیادہ بیویاں رکھتے ہیں۔ پہلے بھارت میں بیویوں کی زیادہ تعداد کے بارے میں پابندی نہ تھی۔ 1954ء میں جب بھارت میں شادی کا قانون (میرج ایکٹ) پاس کیا گیا تو ہندوؤں کے لئے ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا غیر قانونی قرار پایا (یہ بات قانون میں ہے لیکن ہندو مذہب کی کسی کتاب میں نہیں ہے) اب ہم جائزہ لیتے ہیں اسلام ایک سے زیادہ بیویوں کی اجازت کیوں دیتا ہے؟

F-10-3 قران محدود تعداد میں عورتوں سے شادی کی اجازت دیتا ہے

جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ قران کرۂ عرض پر واحد کتاب ہے جو یہ کہتی ہے کہ ''صرف ایک سے شادی کرو'' قران عظیم کی سورۃ النساء میں اس بات کو اس پیرائے میں بیان کیا گیا ہے:

''چنانچہ تم ان عورتوں سے شادی کرو جو تمہیں اچھی لگیں دو دو، تین تین یا چار چار عورتوں سے، لیکن اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ تم (ان کیساتھ) انصاف نہ کرسکو گے تو صرف ایک سے (نکاح کرو)

نزولِ قران سے پہلے شادیوں کی تعداد محدود نہ تھی اور کئی مرد بیسیوں بیویاں رکھتے تھے۔ اور بعض کی تو سینکڑوں بیویاں تھیں۔ لیکن اسلام نے بیویوں کی تعداد چار تک محدود رکھی ہے۔ اسلام مرد کو دو تین یا چار عورتوں سے نکاح کی اجازت دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ ان میں انصاف کر سکے۔

اس سورت یعنی سورۂ نساء کی 129 ویں آیت کہتی ہے:

''تم عورتوں کے درمیان انصاف نہ کرسکو گے''

اس لئے زیادہ شادیاں کرنا کوئی قانون نہیں بلکہ استثنا ہے بہت سے لوگ یہ غلط نظریہ رکھتے ہیں کہ یہ ضروری ہے کہ مسلمان ایک سے زیادہ بیویاں رکھے۔

حلت وحرمت کے اعتبار سے اسلامی احکام کی پانچ اقسام ہیں:

1۔فرض: یہ لازمی ہے اوراس کا نہ کرنا باعث سزاوعذاب ہے۔

2۔مستحب: اس کا حکم دیا گیا ہے اوراس پر عمل کی ترغیب دی گئی ہے۔

3۔مباح: یہ جائز ہے یعنی اس کی اجازت دی گئی ہے اس کا کرنا یا نہ کرنا برابر ہے۔

4۔مکروہ: یہ اچھا کام نہیں، اس پر عمل کرنے کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

5۔حرام اس سے منع کیا گیا ہے، یعنی اس پر عمل کرنا حرام ہے اوراس کا چھوڑنا باعثِ ثواب ہے۔

ایک سے زیادہ شادیاں کرنا مذکورہ احکام کے درمیانے درجے میں ہے۔اس کی اجازت ہے۔(ڈاکٹر صاحب نے اسے مباح قرار دیا ہے۔بنظر غائر دیکھیں تو یہ مستحب ہے اس نقطہ سے کہ اسکی ترغیب سنتِ رسول ﷺ اور صحابہؓ اجمعین نے دی ہے۔البتہ یہ اجازت ہے تو یہ دراصل 2 اور 3 کے درمیان ہے۔(راقم) لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ایک مسلمان جس کی دو تین یا چار بیویاں ہیں۔اُس سے بہتر ہے جس کی صرف ایک بیوی ہے۔

F-10-4 عالمی سطح پر عورتوں کی آبادی مردوں کی نسبت زیادہ ہے:۔

امریکہ میں عورتوں کی تعداد مردوں کی نسبت تقریباً 78 لاکھ زیادہ ہے۔صرف نیویارک میں عورتیں مردوں سے 10 لاکھ زیادہ ہیں، نیز مردوں کی ایک تہائی تعداد ہم جنس پرست ہے۔مجموعی طور پر امریکہ میں ہم جنس پرستوں کی تعداد اڑھائی کروڑ ہے۔اس کا واضح مطلب یہ کہ ان لوگوں کو عورتوں سے شادی کی خواہش نہیں ہے، اس طرح برطانیہ میں عورتوں کی تعداد مردوں سے چالیس لاکھ زیادہ ہے۔جرمنی میں مردوں کی نسبت عورتیں 50 لاکھ زیادہ ہیں، اسی طرح روس میں بھی مردوں کے مقابلے میں عورتیں 90 لاکھ زیادہ ہیں۔فی الجملہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ دنیا میں مجموعی طور پر خواتین کی تعداد مردوں کی نسبت کتنی زیادہ ہے۔

F-10-5 ہر مرد کو صرف ایک شادی تک محدود رکھنا ناقابلِ عمل ہے۔

اگر ہر مرد صرف ایک عورت سے شادی کرے تب بھی امریکہ میں تین کروڑ عورتیں بے شوہر رہیں گی۔(یہ بات پیشِ نظر رہے کہ اڑھائی کروڑ امریکی مرد ہم جنس پرست ہیں) اسی طرح 40 لاکھ برطانیہ میں، 50 لاکھ جرمنی میں اور 90 لاکھ روس میں ایسی عورتیں ہوں گی جنھیں خاوند نہیں مل سکے گا۔

فرض کریں کہ میری بہن امریکہ میں رہنے والی غیر شادی شدہ خواتین میں سے ہے۔یا فرض کریں آپ کی بہن

وہاں اس حالت میں رہ رہی ہے۔اس مسئلے کے صرف دوحل ہیں یا تو وہ کسی شادی شدہ مرد سے شادی کرے یا پھر ''پبلک پراپرٹی'' (اجتمائی ملکیت) بنے۔اس کے علاوہ اورکوئی راستہ نہیں۔جوعورتیں نیک ہیں وہ یقیناً پہلی صورت کوترجیح دیں گی۔بہت سی عورتیں دوسری خواتین کے ساتھ اپنے شوہر کی شراکت پسند نہیں کرتیں۔لیکن اسلامی معاشرے میں جب صورتحال گمبھیراور پیچدہ ہوتو ایک صاحبِ ایمان عورت اپنا معمولی ذاتی نقصان برداشت کرسکتی ہے۔مگراس بڑے نقصان کو برداشت نہیں کرسکتی کہ اُس کی دوسری مسلمان بہنیں ''پبلک پراپرٹی''یعنی اجتمائی ملکیت بن کرر ہیں۔شادی شدہ مرد سے شادی اجتمائی ملکیت بننے سے بہتر ہے۔مغربی معاشرے میں عام طور پرایک شادی شدہ مرد اپنی بیوی کے علاوہ باقی عورتوں سے بھی جنسی تعلقات رکھتا ہے ۔ایسی صورت میں عورت ہتک امیز زندگی بسرکرتی اورعدم تحفظ کا شکار رہتی ہے دوسری طرف یہی معاشرہ جس کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوتیں ہیں قبول نہیں کرتا،حالانکہ اس تعدد ازواج کی صورت میں عورت پوری عزت اورحفاظت کے ساتھ نہایت باوقار زندگی بسر کر سکتی ہے۔اس طرح عورت کے سامنے دوراستے رہ جاتے ہیں یا تو وہ شادی شدہ مرد سے شادی کرے''یا اجتمائی ملکیت' بن جائے۔اسلام پہلی صورت کوترجیح دیتے ہوئے اسے باعزت مقام دلاتا ہے۔اوردوسری صورت کی قطعاً اجازت نہیں دیتا۔اس کے علاوہ اوربھی کئی اسباب ہیں جن کے پیشِ نظر اسلام مرد کوایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت دیتا ہے۔ان اسباب میں اصل اہمیت کی چیزعورت کی عزت وناموس ہے جس کی حفاظت اسلام کے نزدیک فرض اورلازم ہے۔

ساتواں باب

خلاصہء بحث اور انٹرنیٹ سے مواد

G-1 - شرعی دوسری شادی کرنے والے مرد و زن افضل المومنین ہیں۔

جو مرد آیات قرانی اور شریعت محمدیؐ کے مطابق دوسری شادی کرے معاشرے میں دو عورتوں کا سہارا بنے اپنے گھر میں دینی انصاف پر مبنی عظیم اصول اور طریقوں پر عمل پیرا ہواُ سکے افضل المومنین ہونے میں کس کو شک ہے؟ وہ یقیناً یک زوجی مسلمان سے بہت برتر ہے اس طرح جو عورت امہات المومنین کی پیروی کرتے ہوئے بیوہ، مطلقہ ، زائد العمر ہونے کے باوجود دوسری شادی کرے اور اسلامی تعلیمات کے مطابق رہے وہ ہندوؤں کے نقش قدم پر چلنے والی اُن عورتوں سے بہت اعلیٰ افضل اور برتر ہے جو بیوہ، مطلقہ ہونے پر دوسری شادی سے انکار کرتی ہیں۔اس طرح وہ عورتیں بھی یک زوجی کا شکار عام عورتوں سے اعلیٰ وارفع ہیں جو امہاتؓ اور صحابیاتؓ کی پاکیزہ سنت پر چلتے ہوئے کسی اچھے مرد کی دوسری یا تیسری بیوی بنتے ہوئے عار محسوس نہ کریں۔

G-1-2 روحانی اور مادی طاقت کا توازن:۔

انسانی وجود اپنے اندر اور باہر بے شمار اقسام کی طاقتوں میں گھرا ہوا ہے اِس کے اندر دو بنیادی قوتیں ہیں مادی اور روحانی۔مزید ان کی بہت سی مائیکرو اقسام ہیں۔مادی طاقت جیسے جسمانی، ذہنی وغیرہ اور روحانی کی جیسے اخلاقی، مذہبی وغیرہ۔جسمانی، ذہنی کو تو سب جانتے ہیں روحانی طاقت ہر انسان کے اخلاقی یا مذہبی پیرا میٹرز کے مطابق ہوتی ہے چونکہ روحانی طاقت کا شمار بنیادی طاقتوں میں ہوتا ہے اس لیے اس کا کھوکھلا پن انسان کو بہت کمزور کر دیتا ہے۔

مسلمان کی اس وقت کمزوری، زوال اور تباہی کے پیچھے روحانی طاقت کی ابتری کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔

عیسائی دنیا کے پیرا میٹرز شراب پینے یا سور کھانے کو برا نہیں سمجھتے اگر وہ کھائیں گے تو انہیں کوئی احساس گناہ تنگ نہیں کرے گا چونکہ مسلمان کی روحانی تعلیمات اسے برا سمجھتی ہیں جب کوئی مسلمان ان چیزوں کو اختیار کرے گا تو اسے احساس گناہ ضرور تنگ کرے گا بس یہیں سے روحانی طاقت کی بربادی شروع ہو جاتی ہے غیر مسلم معاشرے میں جو بدکاریاں پھیلی ہوئی ہیں ان کے سکول، کالج کی تعلیمات یا والدین کوئی بھی منع نہیں کرتا۔اس لیے ان کی روحانی طاقت بھرپور قوت کے ساتھ عمل پذیر رہتی ہے وہ ہر میدان میں اپنی تینوں قوتوں کے ساتھ موجود ہوتے

ہیں اور ہر میدان میں فتح یاب بھی ہوتے ہیں جبکہ مسلمان ہر برائی کے خلاف مکمل تعلیمات رکھتے ہیں مگر غیر مسلموں کے پراپیگنڈہ اور برائیوں کی Sugar Coating کی بدولت برائیاں اختیار تو کر لیتے ہیں مگر ان کی روحانی طاقت کا انجن بند ہو جاتا ہے اور ہر میدان میں غیر مسلموں سے مار کھانا اب ان کی قسمت میں لکھا جا چکا ہے ان کا اپنی روحانی طاقت کے احیاء کے لیے تمام برائیوں سے بچنا ضروری ہے بدکاری کا علاج ان کے پاس کثرت زوجیت کی صورت میں موجود ہے صرف اس ایک اکیلی خوبی کو ہی عدل کے ساتھ اختیار کر لیں تو اللہ ربِ العزت کی قسم تمام برائیاں اپنی جڑوں سمیت ان سے نکلنا شروع ہو جائیں گی پھر دنیا کا کوئی غیر مسلم معاشرہ ان کے تند و تیز سونامی کے سامنے ٹھہرنے کے قابل نہیں رہے گا۔ جس طرح ڈیڑھ ہزار سال پہلے مشہور ہوئے اور چہار سو پھیلتے چلے گئے دنیا کے تمام مذاہب ہندو یہود و نصاریٰ، پارسی ان کے سامنے تنکوں کی طرح اڑتے رہے رب ذوالجلال کی قسم مسلمان اپنا قبلہ درست کر لیں یہ آج بھی تنکوں کی طرح اڑیں گے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں مسلمان سے کہتا ہے کہ اگر عدل کر سکتے ہو تو 4 بیویاں کر لو۔ (سورۃ النساء آیت ۳) دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے ''عورتوں میں عدل کر سکنا تمہارے بس میں نہیں ہے''۔ (سورۃ النساء آیت ۱۲۹) تیسری جگہ آیت کریمہ ہے کہ ''ایک طرف ایسا نہ جھک جاؤ کہ دوسری معلق رہ جائے'' (سورۃ النساء ۱۲۹) ان آیات کا مفہوم ہمیں بتاتا ہے کہ 4 تک بیویاں ہم عدل کی شرط کے ساتھ کر سکتے ہیں مگر عام درجے کے انسان کے بس سے یہ بات باہر ہے کہ وہ بہترین عدل کر سکے مگر جو دوسری شادی کا قدم اٹھائیں انہیں ہدایت کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ہر طرح کے 100% صاف شفاف عدل کی ہم تم سے توقع نہیں کر رہے مگر اتنا عدل ضرور ہو کہ ایک طرف یوں نہ جھک جاؤ کہ دوسری لٹکی رہ جائے۔

دیکھئے B-22

G-1-3 کون عدل کر پائے گا اور کتنا عدل کر پائے گا

جو اچھا ہے جو اعلیٰ ہے، جو طاقتور ہے، جو بہترین ہے، جو عادل ہے، متوکل ہے، غنی ہے، فراخدل ہے، بہادر ہے، درویش صفت ہے اور کون عدل نہیں کر پائے گا۔ جو برا ہے، جو گھٹیا ہے، جو بزدل اور کمزور ہے جو بدترین ہے جو ناانصاف ہے جو خودغرض ہے متعصب ہے لالچی حاسد کمینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سے اس عدل کا تقاضا کر ہی نہیں رہا جو ہمارے بس سے باہر ہے مثلاً ہم نے دوسرے نمبر پر ایک مطلقہ سے شادی کی جس کے 5 بچے ہیں یہ بہت اچھی ہے مگر بدمزاج ہے۔

تیسرے نمبر پر بیوہ عورت سے شادی کی اس کے 2 بچے ہیں مگر اتنی اچھی میٹھی طبیعت کی ہے، اتنی نفیس ہے، اتنی خوش مزاج ہے کہ بس آپ اس کے پاس بیٹھ جائیں 5 منٹ میں آپ کی تمام تھکن صرف اس کی باتوں سے دور ہو جائے گی ایسی صورت حال کو اللہ تعالیٰ ان آیات میں بیان فرما رہا ہے کہ تم 100% عدل نہیں کر سکتے اب دل کو اتنا ہی دوسری بیوی کے لیے زور لگا کر کیسے مائل کرے جتنا تیسری کے لیے خود بخود ہو جاتا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے سہولت دی ہے کہ اس طرح کی بے انصافی پر پریشان مت ہو یہ تمہارے بس سے باہر ہے۔ یہ ''ہونے والے'' اعمال ہیں۔ ''تم کرنے'' والے اعمال پر قادر ہو اس لئے ان میں انصاف رکھو باری پر سب کی طرف جانا ایک اختیاری عمل ہے اس لئے باری پر سب کی طرف ضرور جاؤ البتہ دل ہر وقت تیسری کے لیے بے چین رہتا ہے تو اس کی چھوٹ دی گئی ہے کہ اس کا حساب نہیں لیا جائے گا۔ مگر اختیاری عدل کا پورا حساب ہوگا تو اب جو فرد اختیاری عدل بھی نہیں کر پا رہا کیا اسے ہم اچھا، اعلیٰ، طاقتور، بہترین وغیرہ کہہ سکتے ہیں۔

آزاد خیال مسلمان بڑی آسانی سے کہہ دیتے ہیں کہ جی ہم انصاف نہیں کر سکتے اس لیے دوسری شادی کا سوچتے بھی نہیں ہیں کیا وہ اس لسٹ کو ملاحظہ کر رہے ہیں کہ انصاف نہ کر سکنے والے فرد میں کون کون سی گھٹیا صفات اور نقائص ہیں جو انصاف کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں مگر وہ فوراً ان صفات سے بھی انکار کریں گے اور اپنے ان تمام عیوب سمیت اپنے آپ کو اعلیٰ اور مہذب انسان بھی سمجھیں گے مگر یہ محض موہیمیت کے مریض ہیں تو افضل المومنین کے درجے تک کون پہنچ رہا ہے جو 4 بیویاں کرنے کی ہمت بھی کر رہا ہے اور 4 گھروں کو ایک وحدت کی طرح چلا بھی رہا ہے تمام بیویاں مطمئن بھی ہیں ایک تو اس کی پرانی بیوی تھی اگلی تینوں معاشرے کی ذمہ داریاں (Liabilities) تھیں جو یہ نباہ رہا ہے ایک مطلقہ ہے، ایک بیوہ ہے، ایک زائد عمر کنواری ہے۔ پیارے بھائیو! غیر مسلم معاشرے میں یہ تینوں مظلوم عورتیں ہیں، بے سہارا اور انسانیت سے نچلے درجے پر زندگی گزارنے والی جنسی تشفی سے خالی، کھوکھلی، بے بس انگاروں پر لوٹنے والی اور بے چاریاں ہیں مگر مسلم معاشرے میں یہ تینوں خاوند والی، باوقار، جنسی تشفی کے ساتھ ہنستی کھیلتی، نارمل عورتیں ہیں۔ میں پھر پرانی بات دہرا رہا ہوں کہ دین اسلام جنسی تشفی کے ذریعے معاشرتی پاکیزگی کی عمارت تعمیر کرتا ہے۔

(Sexually satisfied, cold,sweet & stable society) جبکہ غیر مسلم مذاہب نفس کشی کے ذریعے معاشرتی پاکیزگی کی بلڈنگ کھڑی کرنا چاہتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ نفس کشی ہر فرد

کے بس میں نہیں ہوتی مگر غیر مسلم مذاہب جبراً ہر فرد کو کھینچ تان کر اسی سطح پر لانا چاہتے ہیں کہ وہ اعلیٰ ترین نفس کش انسان بن جائیں ان کا مقصد بہت عظیم ہے۔

مگر میرے پیارے غیر مسلم بھائیو! ہر فرد اتنا عظیم نہیں ہوتا آپ فوراً اعتراض کرو گے کہ تم بھی ہر مسلمان کی 4 شادیاں کرواتے ہو ہر مسلمان بھی تو عادل نہیں ہوسکتا لیکن ہم کب کروارہے ہیں قرآن نے کھلا اختیار دیا ہے کہ جو اپنے آپ کو اتنا اعلیٰ عادل اور انصاف پسند سمجھتے ہیں وہ دوسری شادی کریں بہت معذرت کے ساتھ ایسے مسلمان سے جو انصاف نہیں کرسکتا دین اسلام اس کو دوسری شادی کرنے پر مجبور نہیں کرتا، بلکہ ایسے مسلمان سے فراخدلانہ کہتا ہے کہ اگر تم انصاف نہیں کر سکتے تو ''پھر ایک ہی کافی ہے'' قرآن کے مطابق غلام دو شادیاں کرسکتا ہے جو دوسرے درجے کا مسلمان ہے تم تمام غیر مسلم اس غلام مسلمان کے برابر بھی نہیں ہو سکتے تو جس نے احسن طریقے سے تین بیویوں کی ذمہ داری اٹھا رکھی ہے وہ تم سے بہت افضل ہے لیکن نہایت اعلیٰ طریقے سے جس نے چار بیویوں کا بوجھ اٹھایا ہوا ہے اور نہات خوش دلی سے اپنی ذمہ داری نباہ رہا ہے تم اس پر تھوکتے ہو مگر تم کو پتہ نہیں چلتا کہ وہ تمہارے منہ پر آگری ہے کیوں کہ یہ عظیم انسان تو افضل المومنین کے آسمان پر بیٹھا ہے اور تم اسے پاتال میں سمجھ رہے ہو۔

دوسری شادی کر کے دونوں بیویوں کے نظام کو احسن طریقے سے چلانا افضل المومنین کے درجے کو چھونے کے مترادف ہے اس پر دوبارہ غور کرو ''اگر تم عدل نہیں کر سکتے (یعنی اس نچلے درجے کا انصاف بھی کہ دوسری کو لٹکتا نہ چھوڑ دو) تو پھر ایک ہی کافی ہے اللہ تعالیٰ اس آیت کریمہ میں فراخدلانہ کمزور مسلمان کو تھپکی دے رہا ہے کہ چھوڑ دو یہ وزنی کام ہے تمہارے بس سے باہر ہے تم غیر مسلموں کی طرح ایک سے ہی گزارہ کرو ایسے ہی دوسری کے شوق میں پہلی جتنے سکون سے بھی ہاتھ نہ دھو بیٹھنا۔ سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ کس Microlevel تک جا کر اپنے بندے کی راہنمائی کر رہا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے ایک مثال استاد بچوں میں دوڑ کا مقابلہ کروا رہا ہے کہ میدان کے دائرے کے اطراف دوڑ لگاؤ جو سب سے آگے آخر تک دوڑتا رہے گا وہ اول آئے گا آدھی کلاس تو حصہ ہی نہیں لیتی وہ کلاس کے اتھلیٹ نما طاقتور لڑکوں کے مقابلے میں اپنے آپ کو کمزور سمجھتے ہیں اب جو مقابلے کے لیے آتے ہیں ان میں چند جذباتی مگر بیمار اور کمزور بچے بھی ہیں وہ بھی دوڑ میں شریک ہوتے ہیں مگر دوسرے تیسرے چکر پر ہی ہانپ کر گر پڑتے ہیں تو استاد انہیں اٹھاتا ہے کہ یہ طاقتور اور صحت مند لڑکوں کا کھیل ہے تمہارے بس سے باہر ہے تم باہر بیٹھ کر دیکھو۔

عورتیں سوال کریں گی کہ مرد تو اگر 4 بیویوں کے ساتھ عدل وانصاف سے رہیں ان کی بھاری ذمہ داریاں احسن طریقے سے اٹھالیں تو افضل المومنین پر پہنچ گئے دنیا میں بھی بادشاہ بنے رہے اور آخرت میں بھی اعلیٰ مقام پا گئے اس مقصد کے حصول کے لیے کیا عورتیں بھی 4 شادیاں کریں اس کے دو جواب ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ حالات پیدا کرے بیوگی، طلاق، خلع، ایلاء، ظہار، قضائے شرعی وغیرہ کی صورت میں تو یہ 4 کیا 10 مرتبہ بھی نکاح کریں اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل سے خوش ہوگا مگر وہ بھی عدل وانصاف کو اپنی زندگی میں روا رکھیں فرض کریں بہت خوبصورت ہیں تو بار بار محض ذائقہ تبدیل کرنے کے لیے طلاق نہ لیتی رہیں کبھی کسی بابے سے نکاح کیا حق مہر اور دوسری جائیداد حاصل کر کے ایک دو سال بعد اور کسی رنڈوے کو قابو کر لیا اس سے بھی خوب مال حاصل کیا اور جوانی ڈھلنے تک اسی کام لگی رہیں تو ایسی عورتوں کو بھی اپنے کیے کا حساب دینا ہوگا۔

عورتوں کو افضل المومنین کے درجے تک پہنچنے کے لیے امہات المومنینؓ کے نقش قدم کی پیروی کرنا ہوگی خاوند کی دوسری بیویوں کے ساتھ حضرت سودہؓ اور دوسری امہاتؓ جیسا فراخدلانہ رویہ رکھنا، دوسری اولادوں کے ساتھ ماں جیسا سلوک، خاوند کو اپنے سمیت سب کے ساتھ عدل پر قائم رہنے میں مدد دینا، خودغرضی، لالچ، حسد، چغل خوری، کینہ پروری سے اپنے نفس کو بچا کے رکھنا یہ اعلیٰ شریف عورتوں کا طریقہ کار ہے موجودہ خاوند کے ساتھ مکمل وفاداری، اس کے ساتھ تعلق بوجہ وفات یا طلاق ختم ہونے کے بعد کسی دوسرے کے بارے میں غور وخوض کیا جا سکتا ہے۔ غیر مسلم خواتین اس جگہ مار کھا جاتی ہیں اور انتہا پرستی کا شکار ہو جاتی ہیں جس کی وجہ ان کے تحریف شدہ مذاہب ہیں کہ خاوند کے علاوہ کسی دوسرے کے بارے میں سوچنا بھی گناہ ہے ٹھیک ہے اسلام میں بھی ایسا ہی ہے مگر غیر مسلم انتہا پر چلے جاتے ہیں راہبانیت کی طرح وہ کہتے ہیں کہ خاوند مر گیا ہے یا طلاق ہو گئی تب بھی کسی دوسرے مرد کے بارے میں سوچنا غلط ہے یہیں پر یہ تمام انتہا پرست مذاہب اپنے پیروکاروں کے ساتھ زیادتی کر جاتے ہیں زنا سے منع کیا تو کہا شادی ہی نہ کرو تو مزید اعلیٰ ہو جاؤ گے خاوند کے علاوہ تعلقات سے منع کیا تو کہا کہ پھر اس کی زندگی میں ہی نہیں اس سے جدا (بوجہ طلاق، فوتیگی) ہونے پر بھی کسی اور کا نہ سوچو تو مزید اعلیٰ ہو گے۔ اسلام یہاں شدید ترین مخالف ہے مردے کے ساتھ ستی ہونے کے خلاف ہے مردے کے ساتھ اپنے قتل نفس کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ اسلامی تعلیمات کو اپنے گھر میں مکمل نافذ کرنا اور مزید ایسے تمام اقدامات عورت کو افضل المومنین پر پہنچا دیتے ہیں۔

(1) ہم ہندوؤں کے ہمسائے کیا کر رہے ہیں؟ (2) کیا کرنا چاہیے؟ (3) کیا ہم بے حس ہو چکے ہیں (4) اس

وقت ہم دنیا میں ہر جگہ ذلیل ورسوا ہو رہے ہیں (5) دنیا کی امامت ہمارا دینی فرض ہے۔

قران پاک میں اللہ ہمیں بہترین قوم کہتا ہے، ہم گھٹیا ترین پر کیوں قناعت کر رہے ہیں؟

مردوں کے لیے دوسری شادی کا عائلی ضابطہء حیات

G-2-2 عورتوں کی باری کا بیان   پہلی فصل   مشکوۃ شریف (صفحہ نمبر   )

حضرت ابنِ عباسؓ سے روایت ہے کہ وصال کے وقت رسول اللہ ﷺ کی نو 9 ازواج مطہرات تھیں اوران میں سے آٹھ کی آپؐ نے باریاں مقرر فرمائی ہوئی تھیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت سودہؓ جب بوڑھی ہو گئیں تو عرض گذار ہوئیں "یارسول اللہ ﷺ! میں نے اپنی باری کا روز حضرت عائشہؓ کو دے دیا"۔ چنانچہ حضور اکرمؐ نے حضرت عائشہؓ کو دو دن مرحمت فرمائے۔ ایک ان کا اپنا اور دوسرا دن حضرت سودہؓ والا۔ (متفق علیہ) انہوں نے ہی فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ ڈالتے جس کے نام قرعہ نکل آتا اسی کو آپ اپنے ساتھ لے جاتے۔ (متفق علیہ) ابو قلابہ سے روایت ہے کہ حضرت انسؓ نے فرمایا: سنت ہے جب کوئی شخص بیوہ پر کنواری عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اس کے پاس سات روز ٹھہرے اور پھر باری مقرر کرے اور جب بیوہ سے نکاح کرے تو اس کے پاس تین دن ٹھہرے، پھر باری تقسیم کرے۔

ابو قلابہ نے کہا: اگر میں چاہتا تو کہہ دیتا کہ حضرت انسؓ نے اسے نبی کریم ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ (متفق علیہ) ابوبکر بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت ام سلمہؓ سے نکاح کیا اور ان کے پاس رات گزاری تو اس نے فرمایا: تمہاری وجہ سے تمہارے خاندان والوں کی حقارت نہیں، اگر تم چاہو تو میں تمہارے پاس سات دن رہوں اور دوسری ازواج مطہرات کے پاس بھی سات سات روز اور اگر تم چاہو تو تین دن تمہارے پاس اور پھر باری سے تو انہوں نے تین دن کے لیے کہا۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ نے ان سے فرمایا کنواری کے لیے سات دن اور ثیبہ کے لیے تین دن۔ (مسلم)

G-2-3 محبت کا سب سے بڑا ذریعہ   (حوالہ   )

فرمایا حضور ﷺ نے جیسے یہاں بیوی میں نکاح کے ذریعے محبت ہو جاتی ہے۔ ایسی کوئی محبت دیکھنے میں نہیں آتی۔ (ابو داؤد)

یعنی جو محبت نکاح سے پیدا ہوتی ہے اس کی کوئی نظیر نہیں اور محبت کا خاصہ یہ ہے کہ وصال محبوب میں ہر طرح کی تکلیف خوشی کے ساتھ برداشت کی جاتی ہے۔ اگر شوہر فقیر ہے اور بالفض محال دونوں کی تقدیر بھی خراب ہے تو عورت کو چٹنی روٹی میں وہ لذت نصیب ہوگی جو اعلیٰ درجہ کے کھانوں میں بھی نہیں ہوتی اور تجربہ شاہد ہے کہ دیندار اور خوش اخلاق شوہر جتنی محبت اپنی بیوی کے ساتھ کرتے ہیں دوسروں کو اس کا دسواں حصہ بھی نصیب نہیں۔ پھر تم مالدار لڑکوں کی تلاش میں لڑکیوں کی زندگی کیوں خراب کرتے ہو۔

G-2-4 اپنی عورتوں میں انصاف کرنا (حوالہ)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب حضورؐ کی وفات ہوئی تو آپ کی نو بیویاں تھیں آپؐ ان میں سے آٹھ کیلئے برابر تقسیم فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت صفیہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت زینبؓ، حضرت جویریہؓ، ان میں سے آٹھ کے لئے نوبت اور برادری کی تقسیم تھی اور حضرت سودہؓ نے بڑھاپے کی وجہ سے بخوشی اپنے حقوق حضرت عائشہؓ کے لئے بخش دیئے تھے۔ اس بناء پر ایک عورت اپنی سوکن کے حق میں دستبردار ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ اس کی رضامندی کے ساتھ ہو۔ نیز پھر اگر چاہے تو اپنا حق واپس بھی کر سکتی ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ایک سے زائد بیویاں ہوں تو اس کے ذمہ واجب ہے کہ ان میں انصاف کرے اور ہر عورت کو برابر حصہ پہنچائے مثلاً ایک رات ایک عورت کے پاس گزارے دوسری رات دوسری کے یہاں اور تقسیم کرنے کے بعد جو دن یا ہفتہ جس عورت کے حصہ میں آئے اس میں بلا رضامندی اس کے دوسری عورت کے یہاں رات گزارنی جائز نہیں۔ اسی طرح ایک رات میں دو عورتوں کا جمع کرنا بھی درست نہیں۔ البتہ اگر دونوں کی رضامندی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اگر سفر میں خاوند جس کو چاہے اپنے ساتھ قرعہ ڈال کر لے جا سکتا ہے اور دن رات کے تابع ہوگا یعنی جس کے لئے رات ہے اس کے لئے دن بھی ہے۔

اسی طرح پہنانے اور کھلانے میں مکان میں اور خرچہ میں برابری کرے مثلاً اگر ایک بیوی کو پچاس روپے ماہوار دیتا ہے تو دوسری کو بھی اتنا ہی دینا ضروری ہے۔ اس میں کمی بیشی جائز نہیں اگر ایک بیوی کو دو روپیہ گز کا کپڑا بنا کر دیا ہے تو دوسری کو بھی اسی قیمت کا بنا کر دینا واجب ہے۔ یہ نہیں کہ ایک کو بڑھیا بنا کر دیا اور دوسری کو معمولی بنا کر دے دیا اگر بیوی کے مکان میں بجلی کا پنکھا ہے اور دوسری کے نہیں تو اس صورت میں گناہ گار ہوگا۔ علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ

اگرایک بیوی کے یہاں مغرب کے بعد آیا، دوسری کے یہاں عشاء کے بعد گیا تو ایسی صورت میں بھی گنہگار ہوگا۔ایک بیوی کی نوبت میں دوسری سے جماع کرنا بھی جائز نہیں کہ موقعہ پا کر جماع کرے اسی طرح ایک کی نوبت میں دوسری کے یہاں رات کو جانا بھی درست نہیں۔البتہ اگر دوسری بیمار ہوتو صرف اس کی عیادت اور تیمارداری کے واسطے ضرور جاسکتا ہے اور اگر خاوند اپنے گھر میں بیمار ہوتو ہر ایک عورت کو اس کی باری میں بلانا ضروری ہے یہ نہیں کہ ایک بیوی سے خدمت کرائے کیونکہ اس شکل میں خدمت کی وجہ سے ایک کی محبت بڑھ جائے گی اور دوسری کی محبت گھٹ جائے گی اور اس سے برابری میں فرق پڑ جانے کا سخت اندیشہ ہے۔(درمختار)

حضرت اقدس مولانا تھانویؒ کی دو بیویاں تھیں۔بندہ نے ان کی خانقاہ میں خود دیکھا ہے کہ ترازو لٹکی ہوئے تھی جب بھی کوئی چیز آتی تو اس کو آدھی آدھی کر کے دونوں گھر میں بھجوا دیتے ایک ہفتہ ایک کے یہاں قیام فرماتے اور ان کے یہاں کھانا پینا ہوتا۔دونوں کے مکان علیحدہ علیحدہ تھے۔فرمایا کرتے کہ میں آمدنی کے تین حصے کر لیتا ہوں ایک حصہ ایک گھر میں اور ایک حصہ دوسرے گھر میں اور ایک حصہ میں خود اپنے لیے رکھ لیتا ہوں۔موثق ذرائع سے معلوم ہوا کہ حضرت اقدسؒ اپنے حصہ کو بیواؤں اور طالب علموں میں تقسیم فرماتے تھے۔اور باوجود اس قدر مساوات اور برابری فرمایا کرتے تھے کہ بھائی میرا ذاتی مشورہ اپنے دوستوں کو یہی ہے کہ دو عورتیں نہ کرنی چاہئیں۔امن اور چین کی زندگی ایک ہی بیوی کے ساتھ گزرتی ہے البتہ اگر وہ بیمار ہو اور اس کے بال بچے پیدا نہ ہوں تو بشرطیکہ مساوات پوری پوری کر سکے تو اس صورت میں دوسری کر لے۔

G-2-5 حضورﷺ کی سفری سنت (حوالہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ حضورﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی بیویوں کے نام پر قرعہ ڈالا کرتے تھے اب قرعہ میں جس کا نام نکل آتا ان کو اپنے ہمراہ سفر میں لے جاتے۔(بخاری و مسلم)

G-2-6 بیوی کے حقوق اور خوف خدا (حوالہ)

حضورﷺ اپنی بیویوں کے درمیان برابر تقسیم کرتے تھے اور اس میں ہر طرح کی برابری فرماتے تھے۔ذرا سی کمی بیشی نہیں فرماتے اور اس کے ساتھ یہ فرماتے اے اللہ جس قدر میری طاقت تھی میں نے اپنی بیویوں کے درمیان برابر کی تقسیم کی اور جو میرے قبضہ میں نہیں اس کا تو مالک ہے (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) یعنی اس میں میری پکڑ نہ کرنا میں انسان ہوں بشر ہوں اگر پھر بھی کوئی کمی رہ جائے تو معاف کرنا کیونکہ دل تیرے قبضہ میں ہے محبت کم زیادہ ہوسکتی ہے۔

G-2-7 حضورؐ کا قابل تقلید عمل (حوالہ)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس بیماری میں آپؐ نے رحلت فرمائی اس میں ہر روز اپنی بیویوں سے دریافت فرماتے کہ میں کل کہاں ہوں گا۔ میں کل کہاں ہوں گا جس سے آپؐ کا منشا یہ تھا کہ عائشہؓ والا دن کب آئے گا۔ (بخاری شریف) کیونکہ حضرت عائشہؓ سے آپؐ کو بہت زیادہ محبت تھی اور یہ جس قدر حضورﷺ کی مزاج شناس تھیں اتنی اور کوئی نہ تھیں اور بیمار کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کے تیماردار جس قدر مزاج شناس اور طبیعت سے واقف ہوں گے۔ اس کو اتنی ہی راحت پہنچے گی اور بیماری کی شدت کم ہوگی۔ اسی لئے بار بار دریافت پر آپؐ کی تمام ازواج مطہرات نے بخوشی آپ کو اختیار دے دیا کہ جہاں مناسب خیال فرمائیں تشریف رکھیں چنانچہ ازواج مطہرات کی اجازت مل جانے پر حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں حضورؐ نے وفات پائی اور وہاں ہی مدفون ہوئے اب غور کیجئے کہ سرکار بیمار ہیں بے چین ہیں۔ جی چاہتا ہے کہ عائشہؓ تیمارداری کریں لیکن سرکار ہیں کہ اشارہ تو دریافت فرماتے ہیں کہ کل میں یہاں ہوں گا لیکن صاف نہیں فرماتے کہ عائشہؓ کے یہاں جانے کی اجازت دے دو تا کہ ازواج مطہرات حکم نہ سمجھ جائیں اور خوشی خوشی اجازت نہ ملے اور پھر عائشہؓ کے یہاں رہنا و قیام کرنا جائز نہ ہو۔ سبحان اللہ! کیا شان تھی کہ دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں لیکن شریعت کا دامن پھر بھی ہاتھ سے نہ چھوٹا۔ اگر آپ میں اس درجہ کی وقت و طاقت نہیں تو دو شادیاں کرنی جائز نہیں۔

G-2-8 قیامت کے دن فالج زدہ شخص ( )

حضورﷺ نے فرمایا جس کی دو عورتیں ہوں اور ان دونوں کے درمیان انصاف نہیں کیا وہ قیامت کو اس حالت میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہوگا یعنی مفلوج ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ، نسائی) اور یہ سزا دو ہی عورتوں کی بے انصافی کرنے پر موقوف نہیں ہے اگر تین یا چار ہوں اور ان میں بے انصافی کرے۔ تب بھی اس سزا کا مستحق ہوگا اور نئی اور پرانی مسلمان عورت اور غیر مسلم کتابیہ بھی اس میں برابر ہیں۔ یعنی ہر ایک کے لئے برابری کرنی ضروری ہے ورنہ اگر ایک تو نئی عمر کی ہے اور دوسری زیادہ عمر کی اور نئی عمر والی کے یہاں زیادہ آتا جاتا ہے اور پرانی کے یہاں آنا جانا اس سے کم ہو تو خاوند اس صورت میں گنہگار ہو گا یا مثلاً ایک شخص کے نکاح میں ایک میم عیسائی عورت ہے اور دوسری مسلمان اب وہ مسلمان عورت کے یہاں زیادہ آتا جاتا ہے اور میم کو کافر سمجھ کر اس کے یہاں کم آتا جاتا ہے وہ بھی گنہگار اور مستحق سزا ہے۔ کیسی عجیب بات ہے کہ غیر مسلم یہ تو چاہتے ہیں کہ جوان بیوہ یا مطلقہ کی دوسری شادی ہونا چاہئے مگر یہ نہیں بتاتے کہ ان سے بیاہ کون کنوارہ کرے جوان مرد بکثرت مرتے ہیں۔ نسبتاً جوان عورت کے جنگ، قتل، حادثات، کام

میں (جیلوں میں، پاگل خانے یا ہسپتال میں بکثرت موجود ہونا) چنانچہ رنڈوے یا طلاق والے مرد کم ملتے ہیں البتہ تعدادزوجیت اسلامی شرائط کے ساتھ ایک بہترین علاج ہے۔اس سوال کا کیا جواب ہے غیر مسلموں کے پاس۔

G-2-9 دو بیویاں۔۔۔مسائل اوران کے شرعی حل:۔

مسئلہ نمبر1۔ 30 سالہ مرد دو بیویاں روزآنہ عمل جماع کرنا چاہے۔مگر دونوں بیویوں کے حیض کے ایام آگے پیچھے آکرایک دن کا وقفہ ڈال دیں اکٹھے ہوجائیں تو مسلسل ایک ہفتے کا وقفہ پڑ جائے جو مرد کے لئے اذیت کا باعث بنتا ہے۔شرعی حل کیا ہے؟

مسئلہ نمبر2۔اس کے برعکس کوئی بیوی روزآنہ شہوت چاہے تو مرد کے پاس کیا حل ہے ؟

شرعی حل:

ان اللہ مع الصابرین۔بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔پہلا حل تو صبر ہے۔وقفہ کے دنوں میں عورتیں بھی کسی وجہ سے شہوت کا شکار ہوسکتی ہیں اگر یہ حل ان کے لئے درست ہے تو مردوں کے لئے بھی یہی حل درست ہوسکتا ہے مگر دین اسلام تحریف شدہ مذاہب کی طرح ناقص،غیر فطری اور انتہا پسند نہیں ہے یہ ایک مکمل فطری اور میانہ رو مذہب ہے دوسرے مذاہب بھی انہیں خوبیوں کے حامل تھے۔مگران کا مذہبی قبضہ گروپ،مذہبی ٹھکیدار مذہبی مافیا اپنے عارضی،وقتی ذاتی مالی مفادات کے لئے اس میں تحریفات کرتا رہا یہ تحریفات ان مذاہب کو ناقص،غیر فطری اور انتہا پسند بناتی گئیں دوسرے یہ مذاہب وقتی ضرورت کے تحت دیئے گئے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان تعلیمات کی حفاظت کا ذمہ نہ لیا تھا مگر جس مذہب کی تعلیمات کو ابدی ضرورت کے تحت نازل کیا۔ان کی تا قیامت حفاظت کا ذمہ اپنے سر لیا اور یہ معجزہ ڈیڑھ ہزار سال بعد ہمارے سامنے موجود ہے اور انشاء اللہ تا قیامت موجود رہے گا۔دین اسلام میں بھی مذہبی مافیا موجود ہے۔یہ اپنے مالی،سیاسی اور دیگر مفادات کے لئے مذہب کو استعمال کرتا ہے اور ایسے تمام مافیا گروپ اپنی الگ شناخت کے لئے احادیث کو استعمال کرتے ہیں۔کیونکہ ان کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے نہیں لی تھی لہٰذا تمام مذہبی مافیا گروپس نے اپنے اپنے مفادات کے مطابق احادیث کے مجموعے جمع کر رکھے ہیں۔اور اللہ کی مضبوط رسی (قران پاک) کے ساتھ ان کو جوڑ رکھا ہے۔کئی فرقے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں ایسے بہت سے مافیا گروپس کے پیچھے زیادہ تر غیر مسلم جاسوس ایجنسیوں کا ہاتھ ہے۔کیونکہ ان گروپس کی لڑائی سے مجموعی طور پر مسلمان کمزور ہوتے ہیں۔آیت کریمہ ہے::

''اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو''

اور اللہ کی رسی قران پاک ہے۔قران پاک بذریعہ رسول ﷺ ہے اور کلمہ طیبہ دونوں کو بیان کرتا ہے۔

2۔عدل اور باری کا نظام بنانا ضروری ہے ۔مگر مسلمان کی کوشش ہونا چاہیے کہ دونوں یا چاروں بیویوں میں مفاہمت، یگانگت، ھم آہنگی، باہمی پیار محبت اور دوستی ہو اس کا فائدہ گھر کے تمام فراد کو ملے گا اس مسئلے کے دوسرے حل کے طور پر ایک عورت بوقت حیض اپنی رضا مندی سے مرد کی بے قراری کو دیکھتے ہوئے دوسری بیوی سے حاجت روی کی اجازت دے سکتی ہے۔حضرت سودہؓ کی مثال ہمارے لئے نمونہ ہے۔

تیسرا حل: یہ ہے کہ قران پاک کے مطابق میاں بیوی باہمی رضا مندی سے کوئی بھی معاہدہ کرنے میں آزاد ہیں۔جو شریعت کی حدود کے مطابق ہو۔اس لئے خاوند بیویوں کو ایسے معاہدے کے لئے رضا مند کر سکتا ہے کہ ایک بیوی کو حیض ہو تو اتنے دن وہ دوسری بیوی کے پاس جا سکتا ہے اور اگر بیویاں راضی ہو جائیں تو اس کا مسئلہ زیادہ بہتر طریقے سے حل ہو جاتا ہے۔

چوتھا حل: چہار زوجی نظام میں باری باری بدلنے کا وقت عموماً عصر یا مغرب کا ہوتا ہے۔کثرت شہوت کا شکار مرد حیض والی بیوی کے پاس جانے سے پہلے گزشتہ رات والی بیوی سے ہی دوبار حاجت روی کر لے۔مگر باری کے مطابق حیض والی بیوی کے پاس چلا جائے۔

عورت کے مسئلے کا حل: 1۔وہی ہے جو مرد کے لئے رکھا گیا۔صبر کرنا۔

2۔مرد والا چوتھا حل عورت کے مسئلے کا بھی حل ہے مگر یہ زیادہ حساس ہو جائے گا اگر مرد دوسری عورت کے پاس جا کر صحتمندانہ عدل کے ساتھ رجوع نہ کر لے۔پہلا جماع مغرب سے پہلے کیا گیا تھا دوسرے عمل کی باری 12 بجے رات یا فجر کے ارد گرد آئے تو کم از کم 6 گھنٹے یا بارہ گھنٹے کا وقفہ پڑ جاتا ہے۔صحت مند مرد ایک گھنٹے بعد بآسانی دوسرا جماع کر سکتا ہے۔پھر کم وقفے والا جماع زیادہ لذت آمیز ہوتا ہے جس کا فائدہ دوسری کو ہی ملے گا اس لئے ناانصافی نہیں ہوگی مگر اس حل کے لئے دونوں بیویوں کو اعتماد میں لینا ضروری ہونا چاہیے۔

3۔مرد ہر رات دونوں بیویوں سے عملِ جماع کے لئے جائے اس طرح ہر رات جماع چاہنے والی کو روز آنہ مرد میسر ہو گا۔البتہ سونے کی باری کا حساب علیحدہ سے رکھے اور دونوں کی طرف باری باری سو جائے۔اب یہ کر سکتا ہے کہ جس کی طرف سونا ہے اسے دوسری بار والا عملِ جماع دے اور جس کی طرف نہیں سونا اسے پہلی بار والا اس طرح ایک ہی

تاریخ میں دونوں کو ایک پہلی باروالا اور ایک دوسری بار والا عملِ جماع میسر ہوگا۔ روز آنہ دومرتبہ سے مرد کی صحت پر منفی اثر کا جائزہ اس طرح ہے کہ دونوں کے سات سات دن حیض کے نکالے تو مرد نے ماھانہ صرف 16 راتیں دومرتبہ کرنا ہے ورنہ ایک مرتبہ، تو دوسری شادی کا پنگا لینے والے کے پلے بھی کچھ ہونا چاہیے۔

G-2-10 خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک:۔ (حوالہ بیوی کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۱۷)

حضور اقدس ﷺ نے پہلی بار اس دنیا کو آسمانی ہدایات سے باخبر کیا خواتین کے حقوق کا احساس دلایا کہ خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک کرو۔

علامہ نوویؒ نے سب سے پہلے قران کریم کے ایک آیت نقل فرمائی۔ جو اس باب میں جامع ترین آیت ہے۔ فرمایا کہ !ترجمہ: اس میں تمام مسلمانوں سے خطاب ہے کہ تم خواتین کے ساتھ ''معروف'' یعنی نیکی کے ساتھ، اچھا سلوک کر کے زندگی گزارو۔ ان کے ساتھ اچھی معاشرت برتو، ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ، یہ عام ہدایت ہے، یہ آیت گویا اس باب کا متن اور عنوان ہے، اور حضور اقدس ﷺ نے اس آیت کی تشریح اپنے اقوال اور افعال سے فرمائی۔ اور حضور ﷺ کو خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک کا اس درجہ اہتمام تھا کہ آپ نے فرمایا کہ:۔

ترجمہ: تم میں سے سب سے بہترین وہ لوگ ہیں۔ جو اپنی خواتین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں۔ اور میں تم میں اپنی خواتین کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں، (ترمذی۔ باب ماجاء فی حق المراۃ علی زوجھا، حدیث نمبر ۱۱۷۲) آنحضرت ﷺ کو خواتین کے حقوق کی نگہداشت اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا اتنا اہتمام تھا کہ بے شمار احادیث میں اس کی تشریح فرمائی۔ چنانچہ سب سے پہلی حدیث میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔ ترجمہ ''میں تم کو عورتوں کے بارے میں بھلائی کی نصیحت کرتا ہوں، تم میری اس نصیحت کو قبول کرلو۔''

G-2-11 عورت کے اچھے وصف کی طرف نگاہ کرو:

(حوالہ بیوی کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۲۸)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا: (سورۃ النساء) ترجمہ: کہ اگر تمہیں وہ عورتیں پسند نہیں ہیں جو تمہاری نکاح میں آگئیں، تو اگرچہ وہ تمہیں ناپسند ہیں لیکن ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں بہت خیر رکھی ہو۔ اس لئے حکم یہ ہے کہ عورت کے اچھے وصف کی طرف نگاہ کرو اس سے تمہارے دل کو تسلی بھی ہوگی۔ اور بدسلوکی کے راستے بھی بند ہوں گے۔

G-2-12 بیوی کو مارنا بداخلاقی ہے:

(حوالہ بیوی کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۳۱)

اس باب کی تیسری حدیث ہے: (صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب ما یکرہ من ضرب النساء حدیث نمبر ۵۲۰۴)
ترجمہ: ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، اور اس خطبے میں بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں، لیکن اس خطبے میں اس باب سے متعلق جو باتیں ارشاد فرمائیں وہ یہ کہ آپ نے فرمایا کہ یہ بری بات ہے کہ تم میں سے ایک شخص اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جیسے آقا اپنے غلام کو مارتا ہے۔ اور دوسری طرف اس سے اپنی جنسی خواہش بھی پوری کرتا ہے یہ کتنی بداخلاقی اور بے غیرتی کی بات ہے کہ آدمی اپنی بیوی کو اس طرح مارے جس طرح غلام کو مارا جاتا ہے۔

G-2-13 بیوی کی اصلاح کے تین درجات:۔

(حوالہ بیوی کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۳۱)

جیسا کہ میں نے عرض کیا، قرآن کریم نے ماں بیوی کے تعلقات کی چھوٹی چھوٹی جزئیات اور مسائل کا حکم بھی بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ میاں بیوی کے درمیان چپقلش کا پہلا درجہ یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ شوہر کو بیوی کی کوئی بات ناپسند ہوگی۔ اس کا حل قرآن کریم نے یہ بتادیا کہ جب ایک بات تمہیں ناپسند ہوگی تو تم یہ دیکھو کہ دوسری بات اس کے اندر پسندیدہ ہوگی، اور پھر بھی اگر شوہر یہ سمجھتا ہے کہ اس کے اندر بعض باتیں ایسی ہیں جو قابلِ برداشت نہیں ہیں بلکہ اصلاح کے لائق ہیں اور ظاہری ہے کہ مرد کو اس بات کا بھی مکلّف بنایا گیا ہے کہ اگر وہ بیوی میں کوئی قابلِ اصلاح اور بری دیکھے تو اس کی اصلاح کی فکر کرے لیکن اس کی اصلاح کا طریقہ کیا ہونا چاہیے؟ وہ طریقہ قرآن کریم نے یہ بتادیا کہ: (سورۃ النساء: ۳۴) ترجمہ: سب سے پہلے تو ان کو نرمی خوش اخلاقی اور محبت سے نصیحت کرو، یہ اصلاح کا پہلا درجہ ہے، اگر نصیحت کے ذریعے وہ باز آجائیں تو بس آپ آگے قدم نہ بڑھاؤ، اور اگر وعظ و نصیحت کا اثر نہ ہو تو پھر اصلاح کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان کے ساتھ سونا چھوڑ دو، اپنا بستر الگ کردو، اگر ذرا بھی سمجھ ہوگی، فہم میں درستگی ہوگی تو اب باز آجائیں گی۔

G-2-14 بیوی کو مارنے کی حد:۔

(حوالہ بیوی کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۳۳)

اور اگر اصلاح کا دوسرا درجہ بھی کارگر ثابت نہ ہو تو پھر تیسرا درجہ اختیار کرو، وہ ہے مارنا، لیکن مار کیسی ہونا چاہیے؟ اور کس قدر ہونی چاہیے؟ اس کے بارے میں حجۃ الوداع کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے امت کو جو آخری نصیحت فرمائی، ان میں یہ نصیحت بھی فرمائی کہ "اول تو مار کا مرحلہ آنا بھی نہیں چاہیے اور اگر آئے بھی تو اس صورت کو صرف اس وقت استعمال کیا جائے جب اس کے علاوہ کوئی چارہ باقی نہ رہ جائے، اس لئے کے مار بالکل آخری چارہ کار ہے، اور اس میں یہ قید لگا دی کہ وہ مار تکلیف دینے والی نہ ہو، اور یعنی اس مار سے تکلیف دینا مقصود نہ ہو بلکہ تادیب مقصود ہو اور اصلاح مقصود ہو اس لئے تکلیف دینے والی ایسی مار جائز نہیں جس سے نشان پڑ جائے۔

G-2-15 بیویوں کے ساتھ آپ کا سلوک:۔

(حوالہ بیوی کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۳۳)

اور جب نبی کریم ﷺ اس دنیا سے تشریف لے گئے اس وقت نو ازواج مطہرات آپ ﷺ کے نکاح میں تھیں اور وہ ازواج مطہرات آسمان سے نازل کئے ہوئے فرشتے نہیں تھے وہ اسی معاشرے کے افراد تھے اور ان کے درمیان وہ باتیں بھی ہوا کرتیں تھیں جو سوکنوں کے درمیان آپس میں ہوا کرتی ہیں۔ اور وہ مسائل بھی کھڑے ہوتے تھے جو بعض اوقات شوہر اور بیوی میں کھڑے ہو جاتے ہیں، لیکن حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ساری عمر نہ صرف یہ کہ کسی خاتون پر ہاتھ نہیں اُٹھایا بلکہ جب کبھی گھر کے اندر داخل ہوتے تو چہرے مبارک پر تبسم ہوتا تھا۔

G-2-16 آپ ﷺ کی سنت:۔

تو سرکار دو عالم کی سنت یہی ہے کہ ان پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے، اور مارنے کی جو اجازت ہے، وہ ناگزیر حالات کے اندر ہے، ورنہ عام حالات کے اندر تو مارنے کی اجازت بھی نہیں، سنت وہ ہے جو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے چہرے مبارک پر تبسم ہوتا تھا۔

G-2-17 صرف دعوٰی کافی نہیں:۔

(حوالہ بیوی کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۳۶)

اتباع سنت بڑی عجیب وغریب چیز ہے۔ یہ انسان کی دنیا بھی بناتی ہے اور آخرت بھی بناتی ہے، اور آخرت کو استوار کرتی ہے، اور یہ صرف دعوٰی کرنے سے حاصل نہیں ہوتی یہ صرف عمل سے حاصل ہوتی ہے کہ آدمی اپنے اخلاق میں، اپنے کردار میں، اور اپنے عمل سے اس چیز کو اپنائے کہ جس کے ساتھ ادنی تعلق بھی ہو گیا، اس کو اپنی ذات سے ادنی

تکلیف بھی نہ پہنچائے۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کریم نے بیوی کی اصلاح کا تیسرا درجہ جو بتایا ہے۔اس کی تشریح نبی اکرم ﷺ نے اپنے عمل سے اس طرح فرمائی ہے کہ ساری عمر میں کبھی بیوی پر ہاتھ نہیں اُٹھایا چاہے کتنی ناگواری کیوں نہ ہوگئی، اوران لوگوں کو جو اپنی بیویوں پر ہاتھ اُٹھاتے ہیں، برے لوگ اور بدترین لوگ قرار دیا۔

G-2-18 عورت کس طرح آزمائش ہے:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۶۲)

فتنہ کہ معنی ہیں ''آزمائش'' اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو اس دنیا میں مردوں کی آزمائش کے لئے مقرر فرمایا ہے۔اور یہ عورت کس کس طریقے سے آزمائش ہے؟ ایک مختصر مجلس میں اس کا احاطہ کرنا ممکن نہیں ۔ یہ عورت اس طریقے سے بھی آزمائش ہے جس طریقے سے حضرت یوسفؑ کے ساتھ پیش آئی۔یعنی مرد کی طبیعت میں عورت کی طرف کشش کا ایک میلان رکھ دیا گیا ہے۔اب اس کے حلال راستے بھی بیان کر دئے گئے

ہیں اور حرام راستے بھی بیان کر دئے گئے ہیں۔اب آزمائش اس طرح ہے کہ یہ مرد حلال کا راستہ اختیار کرتا ہے یا حرام کا راستہ اختیار کرتا ہے۔یہ مرد کے لئے سب سے بڑی آزمائش ہے۔

اس کے ذریعے دوسری آزمائش اس طرح ہے کہ یہ بیوی جو اس کے لئے حلال ہے،اس کیساتھ کیسا معاملہ کرتا ہے ۔اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے جیسا سلوک کرنے کا حکم دیا ہے۔ویسا سلوک کرتا ہے یا اس کی حق تلفی کرتا ہے۔

تیسری آزمائش یہ ہے کہ یہ شخص بیوی کی محبت اور اس کے حقوق کی ادائیگی میں ایسا غلو اور انہماک تو نہیں کرتا کہ اس کے مقابلے میں دین کے احکام کو پسِ پشت ڈال دے۔ یہ تو اس نے سن لیا کہ بیوی کو خوش کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے۔لیکن اب حرام اور ناجائز کاموں میں بھی اس کی دلجوئی کر رہا ہے۔اور اس کی صحیح دینی تربیت نہیں کر رہا۔اس طرح بھی یہ آزمائش ہے۔اسلئے کہ مرد کو دونوں طرف خیال رکھنا ہے۔ایک طرف محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ بیوی پر روک ٹوک نہ کرے۔غرض آزمائشوں کا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے۔اور اللہ کی توفیق ہی سے انسان ان تمام آزمائشوں سے سرخروئی کے ساتھ اس طرح نکل سکتا ہے کہ اس کے حقوق بھی ادا کرے۔اس کی تعلیم و تربیت کا بھی خیال رکھے۔اس کے نفع و نقصان کا بھی خیال رکھے،اور حرام کی طرف بھی متوجہ نہ ہو،ان تمام باتوں کا خیال کرنا صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی خاص توفیق ہی کے ذریعے ہوسکتا ہے۔اس لئے نبی کریم ﷺ نے ایک دعا تلقین فرمائی جو آپ کی

ماثور دعاؤں میں سے ہے کہ:

اے اللہ میں آپ کی پناہ مانگتا ہوں عورتوں کے فتنے سے اشارہ اس بات کی طرف کر دیا کہ اس آزمائش میں کھرا اترنا اور سرخرو ہونا اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ لہٰذا انسان کو اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے رہنا چاہیے کہ اے اللہ! مجھے اس آزمائش میں پورا اتار دیجئے۔ اور بہکنے اور پھسلنے سے اور غلطی کا مرتکب ہونے سے بچا لیجئے، اس لئے اس ، ماثور دعا کو اپنی دعاؤں میں شامل کر لینا چاہیے۔

علامہ ابن قیم اپنی کتاب ''زاد المعاد'' میں لکھتے ہیں کہ آنحضور ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ نہایت محبت اور حسن سلوک کا معاملہ کرتے تھے۔ نماز عصر پڑھ کر آپ ؐ کا معمول تھا کہ آپؐ تمام ازواج کے ہاں تشریف لے جاتے اور ان کی خیر و خیریت دریافت فرماتے۔

G-3 عورتوں کے لیے دوسری شادی کا خانگی ضابطۂ حیات (انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

G-3-2 کثرت زوجیت پر عورتوں کی الجھنیں اور ان کا حل

(حوالہ شادی سے شادیوں تک صفحہ نمبر 178 تا 198)

1۔ سوال:۔ کیا بیوی کو چھٹی کے روز تنہائی محسوس نہیں ہوتی؟

جواب:۔ اس کا عام سا جواب تو یہ ہے کہ ہرگز نہیں، کیونکہ خود کو مصروف کرنے کے کئی طریقے ہو سکتے ہیں، مثلاً گھر کی صفائی ستھرائی اور جھاڑ پونچھ، بچوں کی دیکھ بھال، ورزش کرنا، اچھے اچھے کھانے تیار کرنا، کپڑوں کی سلائی کرنا، قرآن مجید کا مطالعہ یا حفظ کرنا۔ دن ایک دوسرے سے کوئی زیادہ مختلف نہیں ہوتے، شوہر عموماً کسی نہ کسی کام سے باہر گیا ہوا ہوتا ہے اور خواتین اپنے گھریلو امور میں مصروف رہتی ہیں۔ جب خاوند کی اپنی پہلی بیوی کے ہاں باری نہ ہو تو اس کی مصروفیات طوالت بھی اختیار کر سکتی ہیں اور کچھ پچھلے کام بھی نکال لیے جاتے ہیں۔ زیادہ اچھا کھانا پکانے کی ضرورت بھی محسوس نہیں ہوتی۔ گھر کی صفائی کا زیادہ اہتمام بھی نہیں کرنا پڑتا اور نہ زیادہ ''ڈریس اپ'' ہونے کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو کپڑا ابھی چاہا پہن لیا۔ تعدد ازواج کا آغاز ہونے پر کچھ نہ کچھ تنہائی محسوس ہوتی ہے لیکن بعد میں جب رفتہ رفتہ نئی عادت بن جاتی ہے تو آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بہت سی عورتیں ''راتوں کی چھٹی'' میں فرحت محسوس کرنے لگتی ہیں۔

2۔ سوال:۔ کیا شوہر کی دوسری شادی کے ارادے کی اطلاع پا کر بیوی کے اندر جنسی خواہش اور ہر قسم کی قربت کا جذبہ

زائل ہو جاتا ہے؟ کیا ایسا ہونا ایک نارمل بات ہے؟

جواب:۔نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے۔خاوند کے اس ارادے کی اطلاع پر، مختلف عورتوں کا مختلف ردعمل سامنے آتا ہے۔ اگرچہ بعض عورتوں میں یہ جذبہ وقتی طور پر کچھ سرد پڑ جاتا ہے مگر زیادہ تر امور میں یہ تیز تر ہو جاتا ہے۔پہلی اطلاع پر شدید دھچکا لگتا ہے، جی چاہتا ہے کہ خاوند کو قریب نہ پھٹکنے دیا جائے لیکن جوں جوں دھچکے کے تاثرات کم ہوتے رہتے ہیں، اس سے دوری کی خواہش کم ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ بالکل نارمل سطح پر آ جاتی ہے۔

4۔سوال:۔اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو سال ہا سال سے پیار بھرے الفاظ سے پکارنے کی عادی رہی ہو، کیا اسے سوکن کی موجودگی میں اس کے لیے وہ الفاظ استعمال نہیں کرنے چاہئیں؟

جواب:۔ جی ہاں! سوکن کی موجودگی میں ان الفاظ کا استعمال حسد کے جذبات کی انگیخت کا باعث بن سکتا ہے۔اس معاملے میں جتنی احتیاط کی جائے اتنا ہی اچھا رہے گا۔سوکن ایسے مواقع پر پہلی بیوی کی ہر حرکت اور آنکھوں، ہونٹوں، ہاتھوں اور پاؤں کی ہر جنبش پر کڑی نظر رکھتی ہے اور اس سے اپنی سمجھ کے مطابق کوئی بھی مطلب اخذ کر سکتی ہے، لہٰذا اپنے جذبات کو قابو میں رکھیے اور کوئی بھی ایسی حرکت نہ کیجیے جو حسد کو جگا دے اور کوئی فتنہ کھڑا کر دے۔

7۔سوال:۔کیا سوکنوں کو ایک دوسری کے بچوں کی ایک ساتھ پرورش کرنا پڑتی ہے؟

جواب:۔ ہر خاندان کو ایسے امور اپنے اپنے طریقے سے نمٹانا پڑتے ہیں۔اس کا انحصار ان کے مخصوص حالات پر ہوتا ہے۔اللہ کی طرف سے ہر ماں پر اپنے بچوں کی پرورش کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے کہ وہ انہیں نہ صرف پالے بلکہ انہیں اللہ کا دین بھی سکھائے۔آپ کی سوکن صرف اپنے بچوں کی ذمہ دار اور جوابدہ ہے۔تاہم اس کے بچے بھی آپ کے شوہر کی اولاد ہیں، آپ کو اس کے حوالے سے ان کے ساتھ محبت اور شفقت کا سلوک کرنا چاہیے۔قدرتی طور پر شوہر کی بھی یہی خواہش ہوگی کہ اس کی بیویاں اس کے بچوں کے ساتھ پیار و محبت سے پیش آئیں اور آپس میں بھی اچھے سلوک و اتفاق کا مظاہرہ کریں، تاکہ گھر میں امن و سکون کی فضا پیدا ہو سکے۔

8۔سوال:۔ایسی صورت حال میں عام طور پر بچوں پر کیا اثر پڑتا ہے؟ کیا وہ عموماً سوتیلی ماؤں کو پسند کرتے ہیں؟

جواب:۔بچوں کے رویے کا انحصار والدین کے طرز عمل پر ہوتا ہے۔اگر باپ کا رویہ مناسب ہو اور وہ تعدد ازواج میں رسول اللہ ﷺ کے طریق کار کو اپنے لیے مشعل راہ بنائے تو بچوں کے لیے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوگا، انشاءاللہ۔وہ خود کو نئی صورت حال کے مطابق جلد ڈھال لیں گے۔ بچے اکثر اپنی ماں کے جذبات سے ہم آہنگ ہوتے ہیں۔اگر ماں

سوکن کے آنے پر پریشان اور سراسیمہ ہوگی تو وہ بھی بے چین اور مضطرب ہوں گے، لہٰذا ہمیں بچوں کے سامنے اپنے رویے کے بارے میں کافی محتاط رہنے کی ضرورت ہوگی۔ جب تعدد ازواج کامیاب جا رہی ہو تو بچے سوتیلی ماؤں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ اگر ناکام ہو رہی ہو، بات بات پر الجھنیں پڑ رہی ہوں تو پھر اس کے متوقع نتائج تو نہیں نکل سکتے۔

G-3-3 مسلمان اور دوسرے مذاہب کی عورتوں کا موازنہ:۔

دنیا کے تمام مذاہب کا جائزہ لیں تو دین اسلام نے عورت کو ایک مضبوط ترین مقام دیا ہے اسلام سے پہلے عورت کبھی بھی اتنی طاقتور نہ تھی جتنی اسلام نے کر دی ہے اسلام سے پہلے عورت کی حالت گھر میں بندھے جانور سے بھی بدتر تھی۔ کبھی آپ نے سنا کہ کسی انسان نے کسی جانور کو باندھ کر قربانی کے لیے دریا میں زندہ بہایا ہو مگر عورت کو بہایا جاتا تھا گویا جانوروں سے بدتر۔ مصر کے شہری عورت کو قربانی کے لیے استعمال کرتے تھے جب کبھی قحط پڑتا تو ایک خوبصورت کنواری لڑکی کو دلہن بنا کر دریا نیل میں زندہ ڈبو دیا جاتا تھا۔ کیا کبھی آپ نے کبھی سنا کہ کسی پاگل انسان نے بھی کسی زندہ جانور کو مٹی میں دفن کر دیا ہو مگر عرب میں لڑکیوں کو زندہ دفن کیا جاتا رہا ہے۔

کیا کبھی آپ نے سنا کہ کسی قربانی کے جانور کو زندہ ہی آگ پر چڑھا دیا جاتا ہو مگر ہندوؤں میں زندہ عورت کو جلتی چتا پر دنیا کی اذیت ناک ترین موت مرنے کے لیے بٹھا دیا جاتا ہے میں اگر اس عمل کی Empathy (دوسرے کے مقام پر خود کو بٹھا کر اس کی حالت کو محسوس کرنا) کروں تو میری روح کانپ جاتی ہے افسوس ان کی اذیت کو بیان کرنے کے لیے کوئی مناسب الفاظ ایجاد نہیں کئے گئے چند سال پہلے انڈیا میں ایک نوجوان لیڈی ڈاکٹر ستی ہوئی تھی جس کا ذکر پوری دنیا میں ہوتا رہا اور اخباری اطلاعات کے مطابق ابھی بھی ہندوستان کے اندرونی دور افتادہ علاقوں میں رسم ادا کر دی جاتی ہے اور پولیس کو خبر نہیں ہو پاتی غیر مسلم معاشروں میں عورت گویا جانوروں سے بھی بدتر تھی۔ ڈیڑھ سو سال پہلے تک یورپ میں مرد اپنی بیویوں کو لوہے کے جانگیہ نما پہنا کر تالہ لگا دیتے اور چابی ساتھ لے کر جاتے تھے جانوروں کو لوہے کی زنجیریں پہنا کر ضرور رکھتے ہیں کتنی اچھی بات ہے کہ ڈیڑھ صدی پہلے یورپ کے لوگ عورت کو کم از کم جانور کے برابر ضرور سمجھتے تھے مگر دین اسلام نے عورت کو مرد کے مساوی حقوق ڈیڑھ ہزار سال پہلے دے دیئے تھے۔ عورتوں پر ظلم و تشدد کی فہرست بہت طویل ہے۔ غیر مسلم اقوام میں عورتوں کی جانوروں سے بدتر حالت تھی۔ ان تمام مثالوں سے غیر مسلموں میں عورتوں کی حیثیت اور طاقت کا اندازہ ہوتا ہے۔ مگر اسلام میں عورت

روز اول سے ہی طاقت ور چلی آ رہی ہے۔ ہندو عورت مذہبی اعتبار سے دنیا کی کمزور ترین عورت شمار کی جا سکتی ہے۔ باپ کے ورثہ میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا، بھائی خیرات کے طور پر اسے تھوڑا سا دے دیں تو ان کی مہربانی ہے۔ دین اسلام نے مکمل تعین کر کے عورت کے ہر قسم کے حصے بنائے، باپ کی جائیداد میں، خاوند کی جائیداد میں، بیٹے کی جائیداد میں غرض دین اسلام نے عورت کو معاشی اعتبار سے مالدار کر دیا ہے۔

ہندو دھرم میں خاوند کو دیوتا کا درجہ حاصل ہے اس کی خوشی ہی عورت کی خوشی ہے بیوی کے خاوند کے مقابلے میں حقوق وہی ہیں جو خاوند خوشی سے دے دے ورنہ کچھ بھی نہیں ہیں دین اسلام میں بھی مرد کو مجازی خدا کہا گیا ہے مگر ہندوؤں کے پتی دیو کے مقابلے میں یہ بہت کمزور ہے گویا مسلمان عورت ہندو عورت کی نسبت بہت طاقتور ہے ہندو خاوند جو کہے عورت کا ماننا ہی اس کا دھرم ہے مگر مسلمان خاوند بیوی سے کوئی بھی غیر شرعی بات نہیں منوا سکتا۔ نہ ہی مسلمان عورت کو اس کا پابند کیا گیا ہے بلکہ ایسے موقع پر عورت کو شرعی حکم یہ ہے کہ وہ مرد کے غیر شرعی حکم کا بیانگ دہل انکار کر دے اور اگر وہ اپنی غیر شرعی بات منوانے کے لئے طلاق کی دھمکی بھی دے تو پرواہ نہ کرے اور اللہ پر بھروسہ رکھیں کیونکہ اللہ نے مسلم معاشرے میں دوسری شادی کے ذریعے اُس کا مکمل تحفظ رکھا ہوا ہے اگر وہ بچے چھیننے کی دھمکی دے تو یاد رکھیں کے قرآن پاک تو بچے لونڈی سے بھی جدا کرنے کی اجازت نہیں دیتا آزاد عورت تو زیادہ طاقتوار ہے باپ کے ترکہ سے اپنا شرعی حصہ مکمل ناپ تول کر وصول کرے مسلمان مردوں سے کہا گیا ہے کہ وہ جائیداد کے بارے میں وصیت کرتے وقت اسلامی طریقہ کار کو نہ بھولیں اور اگر وہ شریعت سے ہٹ کر وصیت کریں گے تو اللہ تعالیٰ کو جواب دہ ہوں گے۔

آزادی نسواں کی تحریکوں کی بدولت عورتوں کی حالت طاقتور ہونے کی بجائے تماشا بن گئی ہے پہلے یہ جانوروں سے بدتر زندگی گزار رہی تھیں اب بجائے کسی درمیانی طاقت ور سطح پر پہنچتیں یہ دوسری انتہا پر پہنچ گئی ہیں اب ان کی جو حالت ہے وہ سب کے سامنے ہے دین اسلام ہمیں بتاتا ہے کہ انتہائیں دونوں ہی غلط ہیں۔ یک زوجگی کی وبا نے پوری دنیا کو متاثر کیا ہوا ہے آزادی نسواں کے نعروں سے متاثر ہو کر مردوں نے اپنے کثرت زوجیت کے حق سے ہاتھ بلند کر لیے ہیں مگر اس سے جو حالت پیدا ہو سکتی تھی وہ سب کے سامنے ہے۔

G-3-4 ایسی عورت پر فرشتوں کی لعنت:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۴۳)

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے۔اور یہ میاں بیوی کے مخصوص تعلقات سے کنایہ ہے۔یعنی شوہر اپنی بیوی کو ان تعلقات کو قائم کرنے کے لئے بلائے۔اور وہ عورت نہ آئے۔یا ایسا طرزِ عمل اختیار کرے جس سے شوہر کا وہ منشا پورا نہ ہو،اور اس کی وجہ سے شوہر ناراض ہو جائے۔ساری رات صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں کہ اس عورت پر خدا کی لعنت ہو۔اور لعنت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو حاصل نہیں ہوگی،اس لئے کہ تمہارے اتنے حقوق بیان کئے گئے ہیں۔تمہارے حقوق کا لحاظ کیا گیا ہے۔اس کا منشا درحقیقت یہ ہے کہ تمہارے اور تمہارے شوہر کے درمیان جو تعلق ہے وہ درست ہو جائے اور اس تعلق کی درستگی کا ایک لازمی حصّہ یہ ہے کہ تمہارے زریعے شوہر کو عفت حاصل ہو۔پاک دامنی حاصل ہو۔نکاح کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ پاک دامنی حاصل ہو۔اور نکاح کے بعد شوہر کو کسی اور طرف دیکھنے کی ضرورت نہ رہے۔اس لئے تمہارے ذمے یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ اس معاملے میں تمہاری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو۔اگر کوتاہی ہوگی تو پھر فرشتوں کی طرف سے تم پر لعنت ہوتی رہے گی۔دوسری روایت میں الفاظ یہ ہیں کہ: اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا بستر چھوڑ کر رات گزارے تو اس کو فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔یہاں تک کہ صبح ہو جائے۔اب آپ اندازہ لگائیں کہ حدیث شریف میں ایک چھوٹی بات کہی گئی ہے کہ اگر شوہر نے بیوی کو اس کام کے لئے دعوت دی ہے اور وہ انکار کرے یا ایسا طرزِ عمل اختیار کرے جس سے شوہر کا منشا پورا نہ ہو سکے تو ساری رات لعنت ہوتی رہتی ہے۔اور اگر شوہر کی اجازت اور شوہر کی مرضی کے بغیر عورت گھر سے باہر چلی جائے تو جب تک وہ گھر سے باہر رہے گی۔اللہ تعالیٰ کے فرشتوں کی لعنت ہوتی رہے گی۔ان تمام معاملات کی نبی کریم ﷺ نے تفصیل کے ساتھ ایک ایک چیز بیان فرمادی ہے۔اس لئے کہ یہی چیزیں جھگڑے اور فساد کا باعث ہوتی ہیں۔

G-3-5 بیوی فوراً آجائے:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۴۸)

حضرت طلق بن علیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے۔تو اس عورت پر واجب ہے کہ وہ آجائے،خواہ وہ تنور پر بھی کیوں نہ ہو۔مراد یہ ہے کہ اگرچہ وہ عورت

روٹی پکانے کے کام میں مشغول ہو،اس وقت بھی شوہر اگر اپنی حاجت پوری کرنے کے لئے اس کو دعوت دے اور بلائے تو وہ انکار نہ کرے۔

G-3-6 نکاح جنسی تسکین کا حلال راستہ:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق،مولانا محمد تقی عثمانی،صفحہ نمبر ۴۹)

ان سارے احکام کا مقصد درحقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مرد وعورت کے اندر فطری طور پر ایک جنسی جذبہ اور خواہش رکھی ہے۔اور اس فطری جز بے اور خواہ کی تسکین کے لئے ایک حلال راستہ تجویز فرما دیا ہے۔،وہ ہے نکاح کا راستہ،اور شوہر بیوی کے تعلقات میں اس ضرورت کو پورا کرنا اولین اہمیت کا حامل ہے۔اس لئے حلال کے سارے راستے کھول دیئے ،تا کہ کسی بھی مرد وعورت کا حرام طریقے سے اس جزبہ اور خواہش کی تسکین کا خیال پیدا نہ ہو ،بیوی کو شوہر سے تسکین ہو،اور شوہر کو بیوی سے تسکین ہو،تا کہ دوسروں کی طرف دیکھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔

G-3-7 سب سے زیادہ قابلِ محبت ہستی:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق،مولانا تقی عثمانی،صفحہ نمبر ۵۷)

عورتوں کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے بعد تمہارے لئے سب سے زیادہ قابلِ احترام اور سب سے زیادہ قابلِ محبت ہستی اس روئے زمین پر تمہارا شوہر ہے جب تک یہ بات نہیں سمجھو گی ،شوہر کے حقوق صحیح طور پر ادا نہیں کر پاؤ گی۔البتہ اللہ اور اللہ کے رسول کا حکم سب پر مقدم ہے،جب اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا حکم آجائے تو پھر نہ باپ کی اطاعت ،نہ ماں کی اطاعت اور نہ شوہر کی اطاعت،لیکن اللہ اور اللہ کے رسول کے بعد شوہر کا درجہ ہے۔اس کو خوش کرنے کی فکر کرو،اس کے حقوق ادا کرنے کی فکر کرو۔اس کی اطاعت کی فکر کرو۔

G-3-8 عورت کی ذمہ داری:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق،مولانا تقی عثمانی،صفحہ نمبر ۵۹)

حضور اقدس ﷺ فرما رہے ہیں کہ عورت کے ذمے دنیا کہ کسی فرد کی خدمت واجب نہیں ،نہ اس کے ذمے کوئی ذمہ داری ہے اور نہ اس کے کاندھوں پر کسی کی ذمہ داری کا بوجھ ہے،تم ہر بوجھ اور ہر ذمہ داری سے آزاد ہو۔لیکن صرف ایک بات ہے کہ تم اپنے گھر میں قرار سے رہو۔اور اپنے شوہر کی اطاعت کرو،اور اپنے بچوں کی تربیت کرو۔یہ تمہارا فریضہ ہے اور اس کے زریعے تم قوم کی تعمیر کر رہی ہو۔اور اس کی معمار بن رہی ہو حضور اقدس ﷺ نے تمہیں عزت کا یہ

مقام دیا ہے۔اب تم میں سے جو چاہے اس عزت کے مقام کو اختیار کرے،اور جو چاہے ذلت کے مقام کو اختیار کرے ۔جو آنکھوں سے نظر آ رہا ہے۔

G-3-9 وہ عورت سیدھی جنت میں جائے گی:

حضرت اُمِ سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جس عورت کا انتقال اس حالت میں ہو ا کہ اس کا شوہر اس سے خوش ہو تو وہ سیدھی جنت میں جائے گی۔

G-3-10 عورت شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے:

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ ۶۸)

عورت اپنے شوہر کے گھر پر اور اس کی اولاد پر نگہبان ہے، گویا عورت کو دو چیزیں سپرد کی گئی ہیں: ایک شوہر کا گھر دوسرا اس کی اولاد، یعنی گھر کی حفاظت کرے۔گھر کا انتظام صحیح رکھے، گھر کے معاملات کی دیکھ بھال صحیح کرے، اور دوسرا اولاد کی دیکھ بھال صحیح کرے۔دنیوی دیکھ بھال بھی، اور دینی دیکھ بھال بھی، یہ عورت کے فرائض میں داخل ہے۔اور اس حدیث میں ہر ایک کے فرائض بیان کر دئے گئے ہیں

G-3-11 اولاد کی تربیت ماں کے ذمہ ہے:۔

(حوالہ شوہر کے حقوق، مولانا محمد تقی عثمانی، صفحہ نمبر ۷۱)

اور وہ عورت صرف گھر کی نگہبان نہیں ہے۔بلکہ اس کی اولاد کی بھی نگہبان ہے اولاد کی پرورش، اولاد کی تربیت، اولاد کی خدمت اور اس کی تعلیم کی ذمہ داری حضور اقدس ﷺ نے عورت پر ڈالی ہے۔اگر اولاد کی تربیت صحیح نہیں ہو رہی ہے ، ان کے اندر اسلامی آداب نہیں آ رہے ہیں۔تو اس کے بارے میں پہلے عورت سے سوال ہوگا اور بعد میں مرد سے ہوگا ۔اسلئے کے ان چیزوں کی پہلی ذمہ داری عورت کی ہے۔لہٰذا عورت سے سوال ہو گا کہ تمہاری گود میں پلنے والے بچوں میں دین وایمان کیوں پیدا نہیں ہوا؟ ان کے دلوں میں اسلامی آداب کیوں پیدا نہیں ہوئے؟ اس لئے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ عورت سے شوہر کے گھر اور اس کی اولاد کے بارے میں سوال ہوگا۔آگے پھر دوبارہ وہی جملہ دھرادیا کہ: تم میں سے ہر شخص راعی ہے اور اس شخص سے اس کے زیرِ رعایت چیزوں کے بارے میں سوال ہوگا ۔اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہم سب کو ان فرائض کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔

G-4 باپ کی حساس ترین ذمہ داری

بیوہ، مطلقہ، معذور یا زائد العمر بیٹی یا بیٹے کی شادی کیلئے

بیٹی کا باپ ہونے کے ناطے یہ آپ کی حساس ترین ذمہ داری ہے کہ اگر خدانخواستہ وہ بیوہ، مطلقہ ہوگئی ہے تو فوراً کسی دوسرے مرد کے بارے میں غور و خوض شروع کر دیں دین اسلام آپ کو شرمانے کی اجازت نہیں دیتا ۔حضرت عمرؓ کا واقعہ آپ نے پڑھا انہوں نے خود اپنے دو دوستوں سے اس کے بارے میں بات کی معاشرے میں اگر دین اسلام کا احیاء محسوس کریں تو عمر کا بھی بالکل لحاظ نہ رکھیں جو بھی موزوں بالغ مرد ملے چاہے وہ آپ کی بیٹی سے دس سال چھوٹا ہو یا آپ سے بھی کچھ بڑا ہو طبعی طور پر صرف اتنا نوٹ کریں کہ وہ جنسی تشفی کے قابل ہو اور آپ کی بیٹی کی ذمہ داری اٹھا سکتا ہو تو اسے رشتہ آفر کریں بیٹی کو طلاق یا بیوگی کے ایک ماہ بعد اشارے کنایئے سے سمجھائیں کہ فلاں مرد کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے۔اب چونکہ وہ شوہر دیدہ ہے تو حدیث کی رو سے وہ خود اس کا فیصلہ کرنے کا زیادہ اختیار رکھتی ہے اور عدت کے بعد نکاح میں جلدی کریں نہ کہ ہندوؤں یا عیسائیوں کی طرح چھوٹے چھوٹے نقص نکالتے رہیں۔(دیکھئے D-8-3,4 بھی)

G-5 ماں کو ہوشمندی سے کام لینا چاہیے

بیوہ، مطلقہ، معذور یا زائد العمر بیٹی یا بیٹے کی شادی کیلئے

بیٹی کو اگر خدانخواستہ طلاق ہو جائے یا بیوہ ہو جائے یا وہ تیس سال سے اوپر ہو جائے یا اسے کوئی قابل برداشت معذوری ہو (ایسی معذوری جس کے سمیت کئی عام مرد اسے قبول کرنے کو تیار ہوں جیسے معمولی لنگڑا پن، ایک آنکھ کا ضائع ہونا ایک ہاتھ خراب ہونا، گونگا یا بہرہ ہونا وغیرہ) تو والدین ایسی بچیوں کی شادی کے لیے زیادہ متحرک نہیں ہوتے خصوصاً اگر والد فوت ہو گیا ہو یا وہ ذہنی طور پر بیوی کے ماتحت ہو تو اس صورت میں مائیں اپنی حکمرانی کی بدولت اکثر ایسی لڑکیوں کی شادی نہ کرنے کا رجحان رکھتی ہیں جو ایک بہت بڑا معاشرتی ظلم ہے یہ مائیں ان مظلوم جوان لڑکیوں کو اپنے بڑھاپے کے سہارے کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔اس بات کا پورا یقین رکھیں کہ مائیں یہ ظلم دانستاً نہیں کرتیں بلکہ یہ ان سے لاشعوری طور پر ہو جاتا ہے وہ شعوری طور پر اپنی بیٹیوں کی ہمدردی ہی کر رہی ہوتی ہیں۔مگر لاشعوری طور پر خود غرضی کا شکار ہو چکی ہوتی ہیں۔ان کے فیصلے میں یہ غلطی اس لیے بھی ہو جاتی ہے کیونکہ خود وہ جنسی طور پر مکمل سرد مہری کا شکار ہو چکی ہوتی ہیں جنسی تشفی کو یہ کوئی اہمیت نہیں دے رہی ہوتیں لہٰذا یہ ان سے شیطانی دھوکہ ہو جاتا ہے وہ محسوس کرتی

ہیں کہ جنسی تشفی کی ان کی بیٹی کو بھی کوئی ضرورت نہیں ہے اور ان کی بیٹی کپڑا، زیور، سہیلیوں اور گھریلو کام کاج میں خوش رہتی ہے اور وہ بقول ان کے جنسی ضروریات سے پاک ہو چکی ہے۔ یہ ان ماؤں کے ہاتھوں ہونے والا ایک بہت بڑا ظلم ہے خاندان کے مردوں کو ان بزرگ خواتین کو سمجھانا چاہیئے مگر یہ ظلم کروانے میں لڑکیاں بھی شامل ہو چکی ہوتی ہیں وہ زور شور سے اس بات کا دعویٰ کر رہی ہوتیں ہیں کہ ان کو شادی نہیں کرنی۔ ان حالات میں خاندان اور بہت قریبی افراد کو زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ظلم کا شکار عورتیں ایسے بحث مباحثے میں شادی کے لیے اپنا معیار بہت بڑھا چڑھا کر پیش کر دیتی ہیں جس سے سمجھانے والے افراد منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں ان ظلم کا شکار عورتوں کو دین اسلام کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنا چاہیئے۔ (دیکھئے D-8-3,4 بھی)

G-6 جوان بچوں کو ماں، باپ کی دوسری شادی کیلیئے اسلامی شریعت کی ہدایت:۔

(حوالہ ''شادی سے شادیوں تک'' مکتبہ دار السلام لاہور صفحہ نمبر 137، مصنف ام عبدالرحمان، ام یاسمین۔ امریکہ)

سنن ابی داود، الجھاد، باب فی الخیلاء فی الحرب، حدیث: 2659)

''ایک غیرت وہ ہے جسے اللہ پسند کرتا ہے اور دوسری وہ جس کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔ جسے پسند کرتا وہ شک و تذبذب کا معاملہ ہے اور جس سے نفرت کرتا ہے وہ ایسا ہے جو مشکوک نہیں ہے''

اس حدیث کی وضاحت سنن ابی داودؒ کی شرح ''عون المعبودؒ'' میں یوں کی گئی ہے کہ جس حسد کو اللہ پسند فرماتا ہے، ان چیزوں سے متعلق ہے جن کو اس نے حرام قرار دیا ہے۔ اس سلسلے میں یہ مثال دی گئی ہے کہ اگر ایک شخص کی ماں یا بہن کوئی ممنوعہ حرکت کرتی ہے تو وہ ان سے حسد (غیرت) کرتا ہے اللہ اس کو پسند کرتا ہے کہ وہ میرے دین کی وجہ سے حسد (غیرت) کر رہا ہے اور میری نافرمانی ہونے پر غصہ محسوس کر رہا ہے۔

جس حسد (غیرت) کو اللہ ناپسند کرتا ہے وہ ہے جو اللہ کی حلال کردہ چیزوں کے بارے میں ہو۔ مثال یہ دی گئی ہے کہ کسی شخص کی والدہ بیوہ ہو جانے کے بعد دوبارہ شادی کر لے تو وہ مبتلاء حسد (غیرت) ہو کر ماں کے اس اقدام کو پسند نہ کرے چونکہ یہ اقدام (شادی) اسلام میں جائز اور حلال ہے اسلیئے بیٹے کو اس پر مغموم یا مبتلاء حسد ہونے کی بجائے خوش ہونا چاہیے۔ اللہ کی حلال کی ہوئی چیز سے نفرت کرنا سخت ناپسندیدہ حرکت ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں اس حسد کا ذکر کیا گیا ہے جو اللہ کے لیے کیا گیا ہو یہ حسد کی اچھی قسم ہے کیونکہ یہ آدمی کو احکام الٰہی کی پاسداری اور عزت کی مدافعت کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔

G-7 بھائی، بہنوں، ساس، سسر، نند، قریبی رشتہ دار، دوست، ہمسایہ، اہل محلّہ، اہل نصاب کے لیے مشورہ (مضمون زیرتحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

G-8 بیوہ بھابھی سے شادی کیلئے جیٹھ، دیور کو ہدایت

بھائی کی موت کی صورت میں دوسرے بھائی اکثر بھابھی اور بچوں کی مدد کرتے ہیں ہندوؤں کی صحبت کی وجہ سے بھابھی کو ماں کا درجہ بھی دیتے ہیں، جبکہ چھوٹی بھابھی کو بہن اور بیٹی کی طرح بھی سمجھتے ہیں دین اسلام بھابھی کو ماں، بہن یا بیٹی سمجھنے پر اعتراض نہیں کرتا بلکہ ایسا ہی کرنا چاہیے لیکن جب خدانخواستہ بھائی کسی وجہ سے اللہ کو پیارا ہوگیا تو برائے مہربانی اپنے اس اسلامی فریضے کو اپنے اوپر مکمل واضح کرلیں۔ صحابہ کبارؓ صحابیات مبشراتؓ اور عظیم مسلمان عورتوں کی مثالیں دے کر اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے کہ بیوہ ہونے کی صورت میں دیور، جیٹھ کا معاشرے میں سب سے پہلا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنی بیوہ بھابھی کو پیغام بھیجیں ہاں اگر ان کے پاس کوئی ٹھوس وجوہات ہیں مثلاً وہ خود کسی بیماری کی وجہ سے مردانہ قوت میں کمی محسوس کرتے ہیں یا بھابھی سے انہیں پہلے ہی شکوے شکایت ہیں یا مزاج میں بہت تضاد ہے یا کچھ اور ایسی کڑوی وجوہات ہیں، تو الگ بات ہے۔ مگر بھائی کے بچوں کو سہارا دینے اور بھابھی کی مکمل ذمہ داری اٹھانے کے لئے اپنے آپ کو آمادہ کرنا چاہئے ورنہ اس کی عدت کے 130 دن پورے ہونے پر ٹھیک 131 دن اسے جہاں فیصلہ بن پائے نکاح کردیں۔ اللہ تعالیٰ عورتوں کی زندگی کے دنوں کے اس طرح ضیاع پر کبھی خوش نہیں ہوسکتا۔ عدت کے عنوان میں پڑھیں کہ وہ بغیر خاوند والی عورتوں کے ایک ایک دن کو گنتا ہے اور ہم انتہائی لاپرواہی سے ان کے سالوں کو ضائع کردیتے ہیں۔ وارثان ہونے کی حیثیت سے ہمیں اس کی پوری سزا ملے گی اور ہمیں اس کی تیاری رکھنا ہوگی۔ عورتوں سے روا رکھنے والے ان ظلموں کا حساب ہمیں ضرور دینا ہوگا۔ تم رنڈوے ہو جاؤ تو بیوی کو دفن کرنے سے پہلے تمہاری نظریں ہر طرف پھرنا شروع ہوجاتی ہیں اور تمہارے گھر کی کوئی عورت بیوہ ہوجائے تو اسے صرف نان نفقہ چاہیئے خدا کی قسم تمہیں اپنی اس بدفطری کی سزا مل کر رہے گی عورتوں کو بھی انسان سمجھو۔ ان کے بغیر خاوند ہونے پر بھی فوراً سوچو کہ تم خود یا کون سا مرد ان کے لیے مناسب رہے گا اس کے لیے انہیں پیار سے سمجھاؤ مناؤ اور عدت پوری ہونے پر نکاح کر دو، یاد رکھو عدت پوری ہونے کے بعد ضائع ہونے والے ان کے ہر دن کی روز حشر تمہیں جواب دہی کرنا ہوگی اگر تم ان کے وارثان میں شمار ہوتے ہو۔ حضور ﷺ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ کی مثالیں آپ کی رہنما ہیں۔

G-8-1 سابقہ تائی، چچی، ممانی سے نکاح، سسرالی رشتہ داروں کا عملی اظہارِ ذمہ داری

(مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

G-9 رنڈوے بہنوئی سے شادی کے لیے سالی کو ہدایت،

سسر کے لئے ہدایت سنت رسول ﷺ سے۔

بہن کی موت کی صورت میں اگر کوئی دوسری بہن گھر میں موجود ہو اور بہنوئی کا کردار اچھا رہا ہو تو مسلمان اکثر شریعت محمدیؐ کو مدنظر رکھتے ہوئے دوسری بہن کو بھی اس کی زوجیت میں دے دیتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی احسن عمل ہے جس پر ضرور عمل ہونا چاہئے لیکن اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ بہت سی سالیاں یا کچھ دوسرے لواحقین ایسی شادی میں رکاوٹ ڈالتے ہیں، اگر کوئی ٹھوس وجہ نہ ہو تو میں کہوں گا کہ ایسی شادی میں سنت نبویؐ شامل ہونے کی وجہ سے ثواب بھی ملے گا۔ لیکن اگر سالی کے پاس کوئی درست وجہ ہے تو اس کا انکار مانا جا سکتا ہے لیکن اگر وہ ایسا کہے کہ میں نے انہیں ہمیشہ بڑے بھائی کی طرح سمجھا تو اس کی دین اسلام میں کوئی گنجائش نہیں چونکہ اس کا مسلمانوں میں اکثر رواج ہے اس لیے میں اس پر زیادہ بحث نہیں کروں گا اور صرف اتنا کہہ کر اس بحث کو بند کروں گا۔ کہ سالی چاہے عمر میں بہنوئی سے بڑی ہو یا چھوٹی مطلقہ ہو یا بیوہ، بال بچوں والی ہو یا بانجھ اسے بہن کی موت کی صورت میں بہنوئی سے شادی کرنے کو ترجیح دینا چاہئے۔ گھر والوں کو بھی چاہئے کہ وہ یک دم سالی کو دباؤ میں لانے کی کوشش نہ کریں بلکہ اسے آہستہ آہستہ ذہنی طور پر اس فیصلے کے لیے آمادہ ہونے دیں۔ اور جب تک سالی کوئی حقیقتاً ٹھوس دلائل نہ دے اسے سمجھاتے رہیں مگر اس کو سمجھانے میں سالوں کا عرصہ نہیں لگنا چاہئے ایک دو ماہ کافی ہو سکتے ہیں۔

کیونکہ مردوں کی عدت ایک دن بھی نہیں ہوتی اور پھر انہیں جنسی تشنگی کا زیادہ دیر شکار رکھنے سے دین اسلام منع کرتا ہے۔ حضرت عثمانؓ کا واقعہ ایک روشن مثال ہے۔

G-9-1 سابق خالو پھوپھا سے نکاح۔ یتیم بچوں سے سسرالی عورتوں کا عملی اظہارِ ممتا

(مضمون زیر تحریر ہے انشاء اللہ آئندہ ایڈیشن میں)

G-10 مسلم ریاستوں کے کلیدی عہدوں پر فائز مردوں، ججز، وزراء وغیرہ کے لیے کم از کم دو

شادیاں لازم ہونا چاہییں جبکہ کنوارے، مطلقہ، رنڈوے یا معلق کو ان عہدوں کے لئے نا اہل قرار دیا جائے: (دیکھئے B-12-3 صفحہ نمبر)

G-11 مختلف دنیاوی علوم سے دوسری شادی کے لیے ثبوت اور تجزیئے

G-11-2 میڈیکل سائنس سے ثبوت (اینڈرولوجی) سپرم کی عمر سے چار شادیوں کا تعلق

اسلام سے پہلے کثرت زوجیت کا رواج تھا یعنی جتنی توفیق ہے لے آئے 1 یا 100۔ قرآن پاک مسلمان مردوں کو 4 تک شادیوں کی اجازت دیتا ہے 5 یا 7 کی کیوں نہیں دیتا؟ 2 یا 3 میں کیا مسئلہ تھا؟ 7 تو مبارک ہندسہ بھی ہے جیسے سات زمین و آسمان، حج کے سات پھیرے وغیرہ۔ مرد کی منی میں بچہ بنانے والے جرثومے Sperm کی جدید ترین لیبارٹری رپورٹس کے مطابق زیادہ سے زیادہ عمر محض 72 گھنٹے ہے گویا 3 دن۔ مسلمان کی 4 بیویاں ہیں، ایک دن عمل جماع کیا تو جرثومے اسکی بچہ دانی (Uterus) میں 3 دن تک زندہ رہیں گے اور چوتھے دن جب ختم ہوں گے دوبارہ اسی بیوی کی باری ہوگی اور وہ دوبارہ تازے جرثومے حاصل کرے گی جو آئندہ 3 دن پھر زندہ رہیں گے اس طرح تمام بیویاں پورا ماہ زندہ جرثوموں کے ساتھ موجود رہیں گی اور جب بھی انڈہ خارج ہوگا یہ حاملہ ہو جائیں گی لیکن اگر 5 یا 7 بیویاں ہوتیں اب اتفاق ممکن ہے کہ تمام بیویاں حاملہ نہ ہوسکیں کیونکہ مرد کے جرثومے تو 3 دن زندہ رہتے ہیں مگر عورت کا انڈہ مہینے میں صرف ایک خارج ہوتا ہے اور اس کی زندگی 24 گھنٹے سے بھی کم ہوتی ہے۔ اس لئے اگر یہ دن ضائع ہو جائے تو عورت پورا ماہ حاملہ نہیں ہوسکتی تو مرد کو 4 شادیوں کی اجازت میں جو میڈیکل حکمت پوشیدہ ہے وہ اس وقت ہمارے سامنے واضح ہے۔ میں تبلیغ کے لیے اپنی غیر مسلم بھائیوں سے پوچھتا ہوں کہ ڈیڑھ ہزار سال پہلے کونسی مائیکروسکوپ (Micro Scope) موجود تھی جس کے نیچے جرثوموں اور عورت کے انڈے کی عمر کا تعین کیا گیا اور مردوں کو سات کی بجائے 4 بیویوں کا پابند کیا گیا کتنی بڑی میدیکل حکمت اس میں پوشیدہ ہے کیا اب بھی تم سوچتے ہو۔ قرآن پاک (نعوذ باللہ) کلام الٰہی نہیں ہے اور اگر اس کو کلام الٰہی مانتے ہو تو قبول کیوں نہیں کرتے۔ پیارے غیر مسلم بھائیو غور کرو۔ اپنی موت کے بعد کی زندگی پر غور کرو ایک درست مذہب ہی تمہاری بعد از موت اچھی زندگی کا ضامن ہے۔ اپنے مذاہب پر غور کرو۔ دین اسلام پر غور کرو۔

G-11-3 اینڈرولوجی Andrology (دوسرا ثبوت)

گنجے پن کا علاج چہار زوجیت (مضمون زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

G.11.4 اناٹومی سے ثبوت:

ہاتھ کی کل پانچ انگلیاں ہیں 1 انگوٹھا 4 انگلیاں۔ تمام 4 انگلیوں کا حاکم ایک انگوٹھا ہے اور تمام انگلیوں سے زیادہ طاقتور ہے ہاتھ کی انگلیاں اور انگوٹھا آپس میں مخالف سمت قوت کا استعمال کرتے ہیں اور چیز پر مضبوط ترین گرفت بناتے ہیں۔ انگوٹھا ان کے برابر قوت فراہم کرتا ہے یک زوجہ قانون اگر درست ہے تو انگوٹھے کو مضبوط گرفت کے لیے ایک انگلی کافی ہونا چاہئے مگر 2 بھی کم ہیں اللہ تعالیٰ نے 4 انگلیوں کے بالمقابل ایک انگوٹھا دیا ہے۔ مگر ادھر عورتیں چاہتی ہیں کہ ایک انگوٹھے کے بالمقابل وہ اکیلی کافی ہیں۔ ابھی کتنی عورتیں ایسی نالائق ہوتی ہیں کہ وہ چھنگلیا کے برابر کردار ادا کرتی ہیں مگر پورے انگوٹھے کے بالمقابل وہ اکیلے رہنا چاہتی ہیں اور کسی دوسری انگلی کو برداشت نہیں کرتیں اور انگوٹھے کی اکیلی بیوی رہنا پسند کرتی ہیں ورنہ شور مچائیں گی کہ ہمارے ساتھ ظلم ہو گیا وہ دیکھو انگشت شہادت بھی لے آیا میرا حق مارا گیا کیونکہ انگوٹھا بھی تو ایک انگلی ہی ہے نا۔

اب مجھے بتائیں کہ علم اناٹومی ہمیں ثابت کر رہا ہے کہ پنجہ ہاتھ کا ہو یا پیر کا انگوٹھے کے بالمقابل قوت 4 انگلیاں مل کر فراہم کرتی ہیں۔ یہ یک زوجہ بیوی کا اکیلے رہنے کا مطالبہ علم اناٹومی کے مطابق درست ہے یا غلط۔ زندگی کے صحت مند سفر میں مرد کو ایک سے زائد بیویوں کی ضرورت ہے کئی افراد اس کا جواب اوٹ پٹانگ طریقے سے دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایک انگلی سے بھی کام چلایا جاسکتا ہے تو اگر انہیں کہا جائے کہ 3 انگلیاں کٹوا دو تو بولتے ہیں کیوں؟ اور پھر یہ بھی کہ یہ درست مثال نہیں ہے اور عورتوں کو انگلیوں سے مشابہہ اور مرد کو انگوٹھا بنانا یہ کوئی بالمثل مثال نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ بالکل درست مثال ہے اور اللہ تعالیٰ علم اناٹومی کے ذریعے ہمیں چہار زوجیت کا فلسفہ سمجھا رہا ہے اللہ تعالیٰ کے ہر ایک مظہر میں لاتعداد مثالیں پنہاں ہوتی ہیں۔

G-11-5 معاشیات سے ثبوت:

معاشیات کا ایک قدیم اصول ہے کہ طلب کے مطابق رسد دی جاتی ہے (Supply increases as per demand) یہ کوئی مصنوعی طور پر ایجاد کردہ اصول نہیں ہے بلکہ فطرت کا اصول ہے جسے دریافت کر کے اپنایا گیا ہے۔ فطرت میں اس کے مظاہر بیان کرتا ہوں تاکہ یہ واضح ہو سکے مثلاً بچہ دودھ پیتا ہے یہ بچے کی طلب اور ضرورت ہے اس لئے دودھ پینا بچے کا مسئلہ ہے اسے اسی تناظر میں دیکھنا درست ہے مگر اسی مسئلے کا دوسرا زاویہ بھی ہے کہ ماں دودھ پلاتی ہے کیونکہ اس میں پیدا ہوتا ہے اسی لیے اس کی طلب بھی ہے اور ضرورت بھی تو ثابت ہوا دودھ پلانا ماں کا

مسئلہ بھی ہے اب ایک ہی جگہ پر 2 مسائل موجود ہیں بچے ماں میں جھگڑا آن پڑا ہے کہ دودھ پینا پلانا کس کے لیے بڑا مسئلہ ہے نئی نویلی ماں دودھ نہ پلائے تو اس کے لیے بڑا اذیت ناک مسئلہ ہے سب جانتے ہیں مگر پھر بھی یہ ماننا پڑے گا کہ شدت، قوت، خواہش، ضرورت اور دیگر تمام پہلوؤں سے اولیت بچے کو حاصل ہے۔ میرے خیال میں یہ اتنا واضح مسئلہ ہے اور اس کو سب سمجھتے ہیں مانتے ہیں کہ اس کو مزید سمجھانا ایسے ہی ہے جیسے کسی مولوی کو سمجھانا کہ بھئی اسلام دنیا کا درست ترین مذہب ہے اب جب یہ فیصلہ ہو گیا کہ ماں بچے میں دودھ کے مسئلے پر بچے کو اولیت حاصل ہے حالانکہ پلانا ماں کا بھی مسئلہ ہے ہم کوئی انکار نہیں کرتے مگر بچہ دودھ نہ پیئے گا تو مر جائے گا اس لئے بچے کا بڑا مسئلہ ہوا بچے کو دودھ نہ ملے تو روئے گا چلائے گا، شور مچائے گا، ضد کرے گا، لڑے گا۔

دودھ پلانے والی ماں نہ پلائے گی تو بے چین ضرور ہوگی مگر طلب کی شدت اور ضرورت کے پہلو سے بچے کی نسبتاً کم ہوگی پھر اگر ماں کو دودھ کم آ رہا ہے تو ماں فوراً دوسرے دودھ کا بندوبست کرتی ہے ڈبے کا یا بھینس، بکری جو بھی ملے غرض ماں نے بکری پال رکھی ہے بچہ صحت مند ہے ماں کو کوئی مسئلہ نہیں ہے اپنا دودھ کم ہے بکری سے بھی اگر تھوڑا ملتا ہے تو وہ بازار سے بھینس کا بھی منگوا لے گی مگر اپنے لعل کی طلب کے مطابق رسد پوری کرے گی بلکہ مجھے اپنے کلینک پر زیادہ تر یہ سننے میں آتا ہے کہ بچہ درست مقدار میں دودھ پی رہا ہے بھوک بھی ٹھیک ہے وزن بھی صحیح ہے مگر اچھی ماں کو فکر پڑی ہوتی ہے کہ بچہ دودھ کم پی رہا ہے وزن کم لگ رہا ہے بھوک بھی کم لگتی ہے اب آیئے اس تمام مثال کو کثرت زوجیت پر اپلائی کر کے دیکھیں آپ کو ایک نئی دنیا نظر آئے گی۔ اپنے بچے کو کتنی فکر مگر اپنی ساس کے بچے کی کوئی فکر نہیں ہے اس کی طلب پر دھتکارا جاتا ہے اس کی ضرورت، طلب زیادہ ہے تو ایسا سوچتی بھی نہیں کہ اس کو کسی دوسری کا بندوبست کرنے میں مدد کرے اپنے بچے کے لیے اپنے علاوہ بکری، بھینس بھی کم پڑ گئی تو ڈبے کا بھی پلا دیا اور پھر بھی فکر ہے کہ ڈاکٹر صاحب چیک کریں سپلائی میں کوئی کمی تو نہیں لیکن اگر مرد اپنی طلب میں لڑ رہا ہے، ضد کر رہا ہے، شور مچا رہا ہے یا اندر سے رو رہا ہے تب اسے اپنی ساس کے بچے پر کوئی رحم نہیں آتا اپنے بچے کی دودھ کی طلب پوری کرنے کے لیے اپنے میں اگر کچھ کمی ہے تو کسی دوسری عورت کا پلوا دیتی ہے یا بھینس، بکری کا حاضر کر دیتی ہے یعنی معاشیات کے اصول پر بھرپور عمل کیا جاتا ہے مگر خاوند کی ڈیمانڈ پوری کرنے کے لیے نہ تو اسے شریعت کا خیال آتا ہے نہ ہی یہ اصول معاشیات کے مطابق کام کرتی ہے اور نہ ہی کبھی اسنے اخلاقی طور پر مرد کو پوچھا ہے کہ شہوت چونکہ آپکا مسئلہ ہے تو کوئی موڈ ہے یا میں سو جاؤں بلکہ وہاں پر حکم ہوتا کہ اپنی طلب کو درست کرو۔

(Rationalizing Right sizing) طلب کم کرو مگر بچے کو طلب کم کرنے کے لیے کبھی بھی نہیں کہے گی بلکہ اس کی طلب سے زیادہ پلا دیتی ہے زبردستی منہ میں ٹھونستی ہے مار کر بھی پلاتی ہے کاش مرد کے مطالبے کو بھی ایسی ہی شدت سے پورا کرے اخلاقیات پر نہیں تو معاشیات کے اصول پر ہی عمل کر لے۔ اول تو انصاف کا ترازو عورت کے ہاتھ میں نہیں دیا گیا تھا۔ لیکن یک زوجگی کی خاموش تحریک کی شدت نے اگر یہ کام عورت کو کچھ دیر کے لیے سونپ ہی دیا ہے تو وہ اپنی مکمل نالائقی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور انسانیت کو سمجھا رہی ہے کہ زندگی میں آئندہ کبھی بھی عورت کو اپنے برابر یا اپنے اوپر مت لانا پنجابی محاورہ ہے مرغی کی بانگ جس گھر میں ہو اس گھر کو تباہی سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ جیسا کہ E-2 میں بتایا گیا تھا کہ یہ محاورہ بخاری شریف کی ایک حدیث سے ماخوذ ہے۔ مسلمانوں کو چھوٹی سی مثال سے یہ بات سمجھ لینا چاہیے کے اگر دین اسلام میں اجازت ہوتی تو حضرت عائشہؓ سے بہتر کوئی خلافت کا حقدار نہ تھا جو تعلیم یافتہ، انتہائی ذہین اور حضور ﷺ کی محبوب ترین بیوی تھیں۔

یک زوجگی کی تحریک نے عورت کو مرد کے برابر کرنے کے لیے کسی پہلو کو نہ چھوڑا دین اسلام بھی عورت کو مرد کے برابر حقوق دیتا ہے قرآن پاک میں بھی اس کا ذکر موجود ہے مگر وہ مردوں کو چند پہلوؤں سے عورت پر برتر قرار دیتا ہے اور وہ تمام پہلو فطری ہیں تمام کائنات صرف ایک ہی نظام کے تحت چل رہی ہے اور اس نظام کا نام ہے نظام عدل۔ کائنات غیر متوازن ہو جائے تو کچھ ہی عرصے میں تباہ و برباد ہو سکتی ہے عدل ہمیشہ مساوات میں نہیں ہوتا تناسب بھی عدل کا بہت بڑا جزو ہے بلکہ اگر غور کریں تو تناسب میں ہی عدل پایا جاتا اور تناسب ہی توازن پیدا کرتا ہے اور تناسب سے ہی مساوات بھی بنتی ہے مثلاً ایک انسان نے دو جانور پال رکھے ہیں ایک خرگوش اور ایک ہاتھی اور وہ کہتا کہ میں دونوں میں انصاف کروں گا اور مساوات کے مطابق خوراک دوں گا اب اگر وہ خرگوش کے برابر ہاتھی کو خوراک دے گا تو ہاتھی بھوکا مر جائے گا اور اگر ہاتھی کے برابر خرگوش کو دے گا تو بے تحاشا خوراک ضائع ہو جائے گی اس لیے جب تک یہاں وہ تناسب قائم نہیں کرے گا (یعنی جس کو جتنا چاہیے اتنا ہی دے) تب تک انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوں گے اور توازن قائم نہیں ہوگا سورۃ نساء میں اسی لیے آیا کہ نکاح 2,3,4 کر لو۔

گویا اگر کوئی ہاتھی جتنا ہے تو 4 کرے مگر موجودہ دور (اکیسویں صدی) میں فیصلہ عورتوں نے کرنا ہے کہ وہ مرد کو زائد شادیوں کی اجازت دیں گی یا نہیں بدکاری پوری دنیا میں تیزی سے ترقی کر رہی ہے اور اس کے پیچھے صرف یک زوجگی کی بیماری کا ہاتھ ہے جس طرح اس بات کو ساری دنیا مانتی ہے کہ ماں اور بچے میں دودھ پینا پلانا دونوں کا مسئلہ ہے مگر

زیادہ شدت بچے میں ہے اولیت فوقیت بھی بچے کو دی جاتی ہے اگر ایک ماں کا دودھ کافی نہ ہوتو دوسری عورت کا یا بھینس، بکری کا دودھ بھی دیا جاتا ہے تو ایک کائناتی حقیقت ہے اس کو سب مانتے ہیں اسی تناظر میں اگر شہوت کو دیکھا جائے تو یہ بھی عورت مرد دونوں کا مسئلہ ہے لیکن اولیت فوقیت مرد کو حاصل ہے لیکن اگر مرد کی طلب ایک عورت پوری نہیں کر پارہی تو یک زوجگی کی بیماری سے متاثرہ اذہان یہ سوچنے سے قاصر ہیں کہ ایسے مرد کو بھی طلب کے مطابق مزید عورتوں کی اجازت ہونا چاہئے اور یہ اجازت شریعت اور قانون کے مطابق ہونا چاہئے نہ کہ بدکاری کے ذریعے اصول معاشیات کے قانون کو سب جانتے ہیں مگر اسے مردوں کی کثرت شہوت پر اطلاق کر کے کیوں نہیں درست فیصلے پر پہنچا جاتا یہ صرف مسلمانوں کا ہی نہیں غیر مسلموں کا بھی مسئلہ ہے۔اورسب کو اس پر سائنٹیفک طریقے سے غوروخوض کرنے کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو درست سمجھنے کی بصیرت عطا فرمائے۔(آمین)

G-11-6 الجبرے سے ثبوت:۔

مثال کے طور پر ایک طاقتور اور خوبیوں والا مرد ہے اس کی 2 یا 4 بیویاں ہیں مرد جسمانی، ذہنی، جذباتی اور مالی، اعتبار سے طاقتور ہے بیویاں جانتی ہیں کے مرد کو بے وقوف نہیں بنا سکتیں اس لئے اپنے وجود کی برائیوں کو کنٹرول کریں گی اور محنت، محبت، قربانی اور خوبیوں میں بڑھنے کا مظاہرہ کریں گی اور گھر میں ایک خوبصورت ترین ماحول پیدا ہوگا۔

-x-=+ (-10*-10=+100) گویا طاقتور مرد (عملِ ضرب) ضربی عامل کے طور پر سامنے آئے گا اور عورتوں کی خوبصورتیوں اور خوبیوں کو اجاگر کرنے کا باعث بنے گا کیونکہ دونوں عورتیں جانتی ہیں کے جو بھی گھٹیا حرکت کرے گی پکڑی جائے گی اور مرد کے ہاتھوں ذلیل ہوگی اور پوری سزا پائے گی اور اگر کوئی ایک مرتبہ غلط حرکت کرے گی تو سزا پانے کے بعد زندگی بھر کے لئے اچھی بن جائے گی مثلاً ہوسکتا ہے میکے میں بھائی، باپ کو بے وقوف بنانے والے فارمولے کچھ دیر کیلئے آزمائے مگر عقلمند خاوند سے جوتیاں کھانے اور تمام گھر میں اپنی برائی کی وجہ سے ذلیل ہونے کے بعد سنبھل جائے گی اور ثبات کی ترقی کے لئے کوشش کرے گی۔ چونکہ خوبیوں کے مظاہرے پر خاوند سے تعریف اور انعامات ملتے رہیں گے اس لئے یہ خوبیوں کو مسلسل بڑھاتی رہیں گی اور دومل کر ثبات پیدا کریں گی۔

(۱)(مکر+فریب=فساد)(۲)(چالاکی +مکاری=لڑائی)

عمل جمع والی صورت (-10)+(-10)=(-20) یہاں خاوند کمزوریوں اور خامیوں والا ہے۔ جسمانی طور پر غیر متوازن کبھی ٹھیک کبھی خراب ذہنی طور پر بے وقوف یا چالاک، مکار۔مگر عقل صحیح سے عادی، جذباتی طور پر بیمار، خودرحم

،خودغرض،لالچی ،متعصب،کینہ پرور،ناانصاف ،جانبدار،بدکار وغیرہ مالی طور پر کبھی آسودہ کبھی پھکڑ۔اس کی بھی دو بیویاں ۔اسکی غیر متوازن شخصیت کی بدولت دونوں ہی عزت نہیں کرتیں اوراس غیر متوازن مرد کی خامیوں کا فائدہ اُٹھانے کے لئے ہر وقت منفی محاذ آرائی جاری رکھتی ہیں ۔ڈرامے کرتی ہیں،مکاریاں کرتیں ہیں،سازشیں کرتیں ہیں، مردکوبے وقوف بناتی ہیں۔مختصراً آپ فلموں ڈراموں میں دیکھ لیں کہ مقتدرِاعلیٰ مرد یاساس اگر بے وقوف ہے تو گھر کی عورتیں مکاریاں کرتیں رہیں گی لیکن جہاں مرد طاقتور ہے وہاں کی عورتیں نیکوکار اور سگھڑ ہونگی ضرب کے عمل والے طاقتور مرد کوضربی مرد کہیں گے جمع کے عمل والے کمزور اور نااہل مرد کو جمعی مرد (Adding man) کہیں گے ضربی مرد عورتوں کو بالمقابل اکٹھا کرتا ہے ایک ضربی ماحول ،ضربی میدان مہیا کرتا ہے باہم حرب وضرب کا موقع دیتا ہے علامتِ ضرب (×) باہم تلواروں کے ٹکرانے کا نشان ہے۔عاقل و بالغ ہے جزاوسزا پر قادر ہے عادل ہےاس لئے عورتیں اپنی خوبیوں کو پروان چڑھاتیں ہیں جس سے گھر اور معاشرے میں مجموئی طور پر ثبات ترقی پاتا ہے چونکہ ضربی مرد خود خوبیوں والا ہے خوبیوں کی قدر کرتا ہےاوراتنی گہری نظر والا ہے اس لئے عورتیں خوبیوں کو بڑھاتیں ہیں ۔

جمعی مرد عورتوں کو جمع کرتا ہے عاقل و عادل نہیں ہے یہ خوبیوں کی بجائے خوبصورتی کی قدر کرنے والا ہے خود برائیوں والا یا کم عقل ہے اس لئے اس کو جب ایک بے وقوف بنائے گی تو دوسری بھی اس کے مقابلے میں زیادہ بے وقوف بنائے گی اور گھر سازشوں اور مکاریوں کا اکھاڑا بن جائے گا اور لوگ کہیں گے دیکھوں زیادہ شادیوں کا حشر اور انجام جمع مرد کے پاس خوبیوں والی عورتیں لے آئیں وہ خرابیوں والی بن جائے گی ضربی مرد کے پاس خرابیوں والی لے جائیں وہ خوبیوں والی بن جائے گی۔قرآن پاک کی سورۃ النور آیت 26 پر غور کریں مفہوم "اچھے مردوں کے لئے اچھی عورتیں اور برے مردوں کے لئے بری عورتیں" گویا اگر آپ کو بیوی سے شکایات ہیں تو اپنی شخصیت کی خامیوں پر غور کریں۔جمعی مرد سے انعام وہ پاتی ہے جو زیادہ بے وقوف بنائے فائدہ حاصل کرنے کے لئے مکاری کرے،عیاری کریں مگر یہی عورت ضربی مرد سے انعام یا فائدہ حاصل کرنے کے لئے سچ بولتی ہے،قربانی دیتی ہے،کسی عظمت کا مظاہرہ کرتی ہے اور فائدہ حاصل کرتی ہے تو گویا نقص تو مرد میں ہوا جمعی مرد درمیانے کردار والی عورت کو بدکار بنا دیتا ہے جبکہ ضربی مرد بدکار عورت کو بھی نیکوکار بنا سکتا ہے۔(+=-x-)منفی ضرب منفی برابر مثبت کیوں ہے ؟

ایک مثال جیسے اقبال کلاس روم سے غیر حاضر (-) نہیں (-) ہے =(+) گویا حاضر ہے۔ غیر حاضر ایک منفی اقدام ہے "نہیں ایک منفی حالت لہٰذا نتیجہ مثبت ہے کہ اقبال کلاس روم میں حاضر ہے مثبت فقرے میں الفاظ غیر اور نہیں

دونوں ختم ہو گئے ہیں اس مثبت فقرے میں غیر یا نہیں کا اضافہ کر لیں تو اقبال کلاس سے غائب ہو جائے گا مگر دونوں منفیوں کو شامل کرنے سے وہ حاضر ہو جائے گا۔جمعی مرد عورتوں کی منفیت کو بڑھاتا ہے اور بالا آخرا سے ایک یا زیادہ منفی عورتیں میسر ہوتی ہیں اس طرح ضربی مرد عورتوں کے باہم مثبت مقابلے کی ترویج کا باعث بنتا ہے اور بالا آخر اسے ایک یا زیادہ مثبت عورتیں میسر آ جاتی ہیں قران پاک کی وہ آیت اس کی تصدیق کرتی ہے کہ اچھے مردوں کے لئے اچھی عورتیں ہیں اور بُرے مردوں کے لئے بُری عورتیں ہیں (سورۃ النور آیت ۲۶) جمعی ماحول کے لئے بہترین مثال تمام دنیا کہ سرکاری ادارے ہیں جہاں رشوت مکروفریب ،رشوت اور کرپشن کا دور دورہ ہے سرکاری اداروں کے قوانین ضربی ہیں مگر دعملی طور پر نظام جمعی ہیں ۔جمعی میدان میں مخالف کو تباہ کرنے کے لئے نفی کا عمل کیا جاتا ہے جو ایک چھوٹا عمل ہے چھپ کر ،مکاری کے ذریعے کیا جا سکتا ہے ضربی ماحول میں مخالف کو تباہ کرنے کے لئے عملِ تقسیم کیا جاتا ہے جو ایک بہت بڑا عمل ہے چھپ کر کرنا مشکل ہے جیسے 1000 میں سے 2 منفی کریں تو باقی بچے 998 مگر 1000 کو 2 پر تقسیم کریں تو نتیجہ 500 ہے مثلاً اگر ہم کسی گاہک کو 1000 کہہ کر 998 ڈبیاں دے دیں تو دھوکا دیا جا سکتا ہے مگر 500 دیں گے تو اُسے واضح پتہ چل جائے گا اور دھوکا نہیں دیا جا سکتا اس سے ثابت ہوا کہ جمعی ماحول دھوکا بازی مکروفریب کا ماحول ہے مگر ضربی نہیں ۔

خلاصہءبحث: ایک وقت میں دو بیویوں کے ساتھ کامیاب شرعی زندگی گزارنے والا مرد یک زوجہ مرد کی نسبت بہت عظیم ہوتا ہے اُسکی نیک بیویاں اور وہ عورتیں جو بیوہ ،مطلقہ ہونے پر دوسری شادی کریں، عام یک زوج عورتوں کی نسبت زیادہ عظمت کی حامل ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قران پاک میں راہبانیت سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے۔کثرت زوجیت اللہ کا اپنے نیک بندوں کیلئے پسندیدہ نظام ہے اسی لئے تمام انبیاؑءسوائے چند کے ،تمام صحابہ کبارؓ، تمام امہات المومنینؓ سوائے حضرت عائشہؓ کے، تمام صحابیات مبشراتؓ جو بیوہ ،مطلقہ ہوئیں نے اسی نظام کو پسند کیا اور عمل کر کے ہمیں ہدایت اور راہنمائی کی ۔

G- 12 انٹرنیٹ سے مواد :

اسلام میں کثرت زوجیت،

مارمن عیسائیوں میں کثرت زوجیت،

یک زوجگی (Monogamy)

بار بار یک زوجگی،(Serial Monogamy) موجودہ، یورپ،امریکہ کی بیماری

کثرت شوہری(Polyandry)اور بے شمار مواد

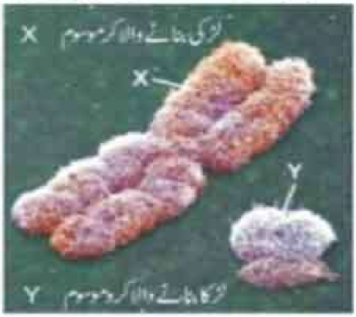
(زیر تحریر ہے انشاءاللہ آئندہ ایڈیشن میں)

(تمت بالخیر)

بیٹا یا بیٹی ! کیا آپ بیٹے کے خواہشمند ہیں؟

ڈاکٹر عمران نیازی بٹ

ڈاکٹر عمران کی ریسرچ کے متعلق پروفیسرز،
ڈاکٹرز کے تصدیقی، تعریفی تبصرے، تجزیے
انٹرنیشنل سیمینار منعقدہ لندن میں پذیرائی



(The Science of Gender Selection)

نئے علم جینڈرولوجی کی دریافت

بیٹا یا بیٹی !

کیا آپ بیٹے کے خواہشمند ہیں ؟

الحمد للہ! اب بہتر شرح کامیابی کے ساتھ کوشش کی جا سکتی ہے۔

تحریر و تحقیق

ڈاکٹر عمران نیازی بٹ

4th Edition

Dr. Imran Niazi
Mob & whatsapp
03006124588
Pakistan



دانیال



38 سال تحقیق کے بعد جرمن، فرنچ فارمولوں کے

استفادہ سے، ایک سائنٹیفک نرینہ کورس،

ڈاکٹر عمرانز نرینہ کورس ☆ 100% شرح کامیابی

﴿اہم نوٹ﴾

☆ جاہل گھرانے بیٹا پیدا نہ کرنے کے جرم میں بنت حوا کی زندگی جہنم بنا دیتے ہیں۔

☆ جعلی پیر اور عطائی ان کی بے بسی کا ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ان کی دولت کے علاوہ عزت بھی خطرے میں ڈال دیتے ہیں۔ یہ ریسرچ ان مظلوم عورتوں کو اس بیچارگی سے نکال سکتی ہے۔

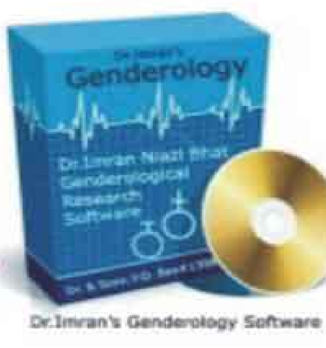
☆ چھوٹے کنبے اور بیٹے کے ضرورتمند افراد کو اس کتاب کے متعلق آگاہ کرنا ہر باشعور شہری کا اخلاقی فرض ہے۔

☆ مکمل راہنمائی اس کتاب میں فراہم کردی گئی ہے۔

☆ اسلئے اب ڈاکٹر، حکیم، دائی، نرس اور تعلیم یافتہ افراد اس کتاب کے ذریعے ایسے جوڑوں کی مدد کرسکتے ہیں۔

بیٹا یا بیٹی! کتاب کا تعارف

1- عام افراد کیلئے نہایت آسان، گھریلو، سائنسی طریقے۔
2- کونسی دوا، غذا، رویہ، طریقہ بیٹا یا بیٹی کا باعث ہوتا ہے؟
3- دعا اور دوا کے ساتھ مکمل پرہیز کرنے والے جوڑوں میں شرح کامیابی بفضل تعالیٰ 100% رہتی ہے۔
4- ڈاکٹر عمران کے اخبارات، ٹی وی چینلز میں انٹرویوز۔
5- 1976 سے جاری 13000 سے زائد پیدائشوں پر ڈاکٹر عمران اور انکے معاونین کی ریسرچ کا، دنیا کی تمام تحقیقات سے تقابلی جائزہ۔
6- 1930 سے جاری امریکہ، یورپ، چین کی 4 کروڑ 84 لاکھ پیدائشوں کی تحقیقات، ڈاکٹر عمران کی ریسرچ کی تصدیق کرتی ہیں۔
7- "فطری قوانین" ڈاکٹر عمران کی دریافت، جن کی بدولت مغرب کے 14 اجزاء کے بالمقابل 100 سے زائد اجزاء پر تحقیق مکمل۔
8- ڈاکٹر عمرانز جینڈر سلیکشن سافٹ ویئر اور مشین۔
9- آپ بچے کی رنگت، مشابہت کا انتخاب بھی ممکن ہے۔
10- یہ اس موضوع پر دنیا کی ضخیم ترین کتاب ہے۔



Dr.Imran's Genderology Software

Back Cover

Www.drimranniazi.com